بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسومہ بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیرین بیان نثار رنگین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین فخر عالم و دہر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

اعلان - چونکہ یہ کتاب بصرف کثیر مطبع التصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور رجسٹری محفوظ ہے۔

باہتمام بالمیکند مہرا، کارگزار سپرنٹنڈنٹ

اطلاع ۔ الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثر اُردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اُسی درجہ او مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قصہ جات نظم		بالا باختر	عہ ر
الف لیلہ منظوم ۔ کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت		ایرج نامہ جلد اول	عہ ر
ہین ہین ۔ از منشی طوطا رام شایان ۔ کامل	عہ ۸ر	" جلد دوم	عہ ر
ایضاً جلد اول ۔ از منشی طوطا رام شایان	۱۲ر	طلسم ہوش ربا جلد اول	عہ ر
ایضاً ۔ جلد دوم " "	۱۰ر	" جلد دوم	عہ ر
ایضاً ۔ جلد سوم " "	۶ر	" جلد سوم	عہ ر
ایضاً ۔ جلد چہارم ۔ از منشی شادی لال	۱۳ر پ	" جلد چہارم	سے ر
قصہ جات نثر		" جلد پنجم کا حصہ اول	عہ ۸ر
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابوالفضل		" " حصہ دوم	عہ ۸ر
فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت مین تصنیف کیا		" جلد ششم	سے ۸ر
اور آٹھ دفترون مین ہے اور اسکے نامون کی		" جلد ہفتم	سے ر
تصریح حسب مندرجۂ ذیل ہے		بقیہ طلسم ہوش ربا حصۂ اول	عمہ ۱۲ر
نوشیروان نامہ جلد اول	عہ ر پ	" حصۂ دوم	عہ ر
" جلد دوم	عہ ر	صندلی نامہ دفتر ششم	عہ ر
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ	تورج نامہ جلد اول ۔ دفتر ہفتم	سے ر
ہشومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	عہ ۸ر	" جلد دوم	صہ ر پ
کوچک باختر	عہ ر	طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول و دوم و سوم کامل	للعہ ر

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال فقار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

اطلاع ۔ چونکہ یہ کتاب بصرف کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور لکھنؤ رجسٹری محفوظ ہے ۔

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U23322

بسم اللہ الرحمن الرحیم

CHECKED

حمد خالق یکتا بانی بنا سے دنیا کیا رحیم و کریم ہی حقیقت مین وہ سمیع و علیم ہو کیا کار و ساز و بے نیاز ہو ہر طرح کے طریقے مین راز و نیاز ہی کس لطف سے شکم انسان مین قطرہ نجس سے نطفہ قائم ہوتا ہی اول مضغہ بنایا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم مادر مین رہا بعد نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا جدائی نادیان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہی بر وقت آنے کے پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا مین جا کر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس مین نہ پھنسنا یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوے طور زمانہ دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد۔ تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے کسلے آئے تھے اور کیا کر چلے + دنیا کے جھگڑوں مین پھنسے انجام و آرام عالم کے کچھ سامان نہ کیے ہر وقت یہی فکر ہی ہر گھڑی یہی ذکر ہی کہ کسی طور سے چاہیے پیدا ایسے طریقہ نیک و بد کو سمجھے نگاہ اور دنیا کو دیکھ کر پہچانے اب تا زندگیان جیتین سے ہم بہتری سامان عیش و آرام جسم ہو سے نہ کریں وہ جے رہیں ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین ہی ہر شخص موافق اپنی حقیقت کے کام کرتا ہو انجام کو اسکے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس مور و مار طائر ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہین ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہی ہر ایک کے

ساتھ نیکی ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے نگاہ پھیر لے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا وہ نگہبان ہی اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر کا لکھنا نہایت دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف باانصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جنھنے ضلالت کو کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا حق حضرت نے اسکو سمجھایا اُسی قدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا مٹانے پر ختم رسل کے مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ بچا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اس سنگ دل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ اے محمدؐ اب تو بچو اسی پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوئے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی کہ اے پتھر تجکو اس خدا نے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی او جہل مرکب میں تیرے اوپر گر کر تیرے استخوان توڑوں ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ مجھے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر ابو جہل سے الگ گرا وہ خانہ کعبہ میں آ کر کہنے لگا یارو محمدؐ ساحر ہیں کامل و اکمل ایسا ساحر ہی کہ میں نے پتھر اُس پر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجھ پر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہیں پروردگار اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق نہیں ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کریں درود نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا ہی کافی ہی کہ فیض و سخا میں یکتا و کامل ہیں حبیب خدا سے عادل ہیں

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور کشندۂ مرحب زوج زہرا اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضیٰ پردۂ دنیا میں نہ ہوتی

جناب سیدہؑ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرتؐ نے بکراہت منھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبرؐ ہی ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب داور ہی ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیماے منہاج قاب قوسین او ادنے حبیب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمائیے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ علیؑ مرتضےٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا آلہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولیّ اللہ وصیّ رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ ای ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہی ملک نے عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہی اب اِس حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہی کہ ملک نے حضرت رسولخدا کے سامنے بزبان حال کہا قطعہ

سر عقد لیسر عم تو با خیر النسا | در شب جمعہ با صحابہ ہویدا گردد
زہرہ در خانۂ ہر کس لبنا زچرخ فرود | ماہ جانش مشتری زہرہ زہرا گردد

مراد یہ ہی کہ شب جمعہ کو ستارہ زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آکے گریگی اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النسا فاطمۂ زہرا علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست | گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علیؑ بواجبی کی دانم | الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

یہ چند اشعار ذات بابرکات پر مناسب و انسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہو بناے قصر شان بوترابؑ | خاک آدم ہی غبار آستان بوترابؑ
لامکان سے کیونکر برتر ہو مکان بوترابؑ | دوش ختم المرسلین ہی نردبان بوترابؑ
کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سنے | اب تلک آتی ہی آواز اذان بوترابؑ
لب تلک جو بات آئی دفعتہ وہ ہوگئی | ہی زبان خامۂ قدرت زبان بوترابؑ
بسکہ لاغر جسم کوشق ریاضت سے کیا | پوست باقی رہگیا یا استخوان بوترابؑ
دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے اُنھین | کر لیا سو طرح جب امتحان بوترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہو خلق مہمان خدا
بعد ازین گیارہ مہینے مہمان بوتراب

کوئی شے گھر مین نہین ہو وہ دلیجا یگا گیا
پانون کو پھیلا کے سوئے پاسبان بوتراب

کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے
مدح خوان احمد خدا ہو قدردان بوتراب

پوست کندہ عظمک عظمی سے یہ ظاہر ہوا
استخوان مصطفےٰ ہین استخوان بوتراب

کوئی نعمت تھی سوائے جو نہ مولا کی غذا
سنگ سوزان پہ ہوا سہل امتحان بوتراب

فرش پر ہر چند ہو وہ صاحب سیف و قلم
عرش اعلےٰ ہو سریر عز و شان بوتراب

واقف سر سلونی واقف امر خفی
ہین ہمیشہ واقف راز نہان بوتراب

ایک ہی باقی فقط ہو پردہ پیغمبری
درمیان مصطفےٰ و درمیان بوتراب

دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے ملک
ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بوتراب

مرتبہ کیا کوئی جانے شبر و شبیر کا
ایک جان فاطمہ ہو ایک جان بوتراب

یہ غزل مٹی سے لکھدینا کفن پر بعد مرگ
پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بوتراب

لوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر
ہین یہ دونون زینہ ہائے نردبان بوتراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہو کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

درکلید داستان جلالت عنوان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نور الدہر دایرج کا طرف صحرائے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہنچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مشتمل

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز
کہ پیر مغان کا ہو عزم گریز
کہ ہے آج بزم مسرت فزا
ابلتی ہو شیشے کی صورت صدا
مرے ساقی خوش ادا
کہ ہی مجھے ساقی پا

ہر اک جام ہے جام جمشید کا
کہ تجھپر غرور آپکے غالب ہوا
قد او نہال گلستان حسن
ہر اک رند میکش کو پھر کیہ ہوئی
قمر وصف عارض نے حیران کیا
بڑھاتے ہیں اب جنگ پر پھر قدم

ملے رند میکش کو ہکا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مہ نوش کا

ہیں اک جام کا تجھسے طالب ہوا
لبش عیسی دردِ بیمارگان
اداسے جو ساقی کی آمد ہوئی
سماں پھر گیا آنکھ میں طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاند این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار میں رونق افروز ہیں ذکر ہو رہے ہیں امیر فرماتے ہیں کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤں تو میں جاکے اُسے قتل کروں غرضکہ ایک تاجر حاضر ہے کچھ زہین خود لایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اپنے دل میں سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہے مہینوں میں یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہیں کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یوں فوراً مل گیا بیحد و بیپایاں صاحبقران کی تعریفیں کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجھکو ایک دفعہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگوں کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا خوشی میں گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیوں اے تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہے عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہوں کے دربار میں گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہیں صرف تحفہ وغیرہ لیا جاتا ہے مہینوں میں روپیہ دیا جاتا ہے حضور کے یہاں نہ صرف خزانہ مجرے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار میں گیا تھا یا وہاں یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہاں اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض کی یہان سے چالیس منزل پر صحراے کیمیا ہے بارہ تیرہ لاکھ فوج گویا دریا کی موج ساحر بھی ہزارون ساتھ ہین ایک ایک انصاف پسند سُنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین اُس لشکر مین دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہین کرتے آنکھ نہین چراتے دزد حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہین افسر کا لقب رستم پیلتن ہی حضور کی صورت سے بہت ملتے ہین چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر مین کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپیے کا مال بیچا اسیطح روپیہ اُنھون نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر مین رہا دونون وقت خوان کھانے کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر مین آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے فرزند دلبند ہین اب کس حال مین ہین تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ کیا ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحراے باد انگیز کا قصد ہی وہان سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سنکر خوش ہوگئے فرمایا کہ حقیقت مین وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے عرض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہین دو صحرا عیاری کر کے فتح کیے کہ جادوگرنیون کا مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلون مین قدم رکھتا اُن دونون جنگلون کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جا کے رستم پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحرون نے خون کے دریا بہا دیے اب صحراے باد انگیز کا قصد ہی امیر نے لاکھ روپیے کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ ای تاجر تو نے وہ خوش خبری سُنائی کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفۂ یادگار تجھے دیتے ہین ہم بھی برسر راہ ہین ورنہ تیری اور خدمت کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے لا کر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپیے لا کر تاجر کو دیے تمام دست چپیون نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہی جمہور کہتا کہ دست چپیون کی تیغ مین یہ قوت ہی کہ جہان جاتے ہین خون کے دریا بہاتے ہین اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار مین حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اسوقت ملاحظہ کرین

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچۂ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحرائے گرداب نشان کے جائینگے جو صحرائے گرداب نشان فتح کریگا اُسنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر مٹائے صحرائے گرداب نشان مین خزانۂ ہفت پیکر رہتا ہے اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری منگوا کر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمائیے کہ صحرائے گرداب نشان کس مقام پر ہے خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہے سمت مشرق ایرج یہ سنکر چپ ہو رہے تاجر کو امیر باتوقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحرائے گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہے کہ انسان کی مجال نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست جیبیون کا یہی طریقہ ہے کہ جس ویرانے مین جائین وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہان کی دلشاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جا کر صحرائے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو شاپور نے اُسی وقت کرۂ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ ہو لیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے قضا سے کار شبرنگ بن عمر عیار عیار نور الدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوئے دیکھا اُسی وقت بھاگا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجر زادہ طرف صحرائے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ پری وش تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جس طرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی چلین ورنہ یہ تاجر زادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ نے اسپ پری وش تیار کیا نور الدہر سوار ہوئے طہماس پڑا ہوا سوتا تھا کہ یہ دل و جان سے شاہزادے پر عاشق ہے عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہے گھبرا کے اُٹھا آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقای نامدار غلام قدیم کو ساتھ نہ لیجیے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہے شاہزادہ

ٹھہر گیا طہماس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو ساتھ لیجیے نور الدہر ٹھہر گئے طہماس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نور الدہر کے ساتھ ہوئے اول حال ایرج تحریر کرتا ہون کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوے جاتے ہین اگر کوئی مقام معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتین گذرین کہ پشت مرکب سے زمین پر نہین آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہاے آب بھی جوش مار رہے ہین درختون پر طائر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین ایرج گھوڑے سے اُتر پڑے صحرا مین ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا اُسمین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اِس پٹھے کو توڑ کر اُس پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اُسکو بہ قربانی پہونچاؤن دور سے شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھین بحسرت گردش کرتی ہین کہ اُسنے منھ کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا شیر دل گر کر بیہوش ہوا پاؤن زمین پر رگڑنے لگا شاپور ہاے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤن زمین پر رگڑنے لگا پاؤن سے اسکے غبار بلند ہوا غبار مین شاہزادہ پوشیدہ ہوگیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہی نہ وہان پہ ایرج نوجوان ہین شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صداے ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو غنیمت جان بھاگ یہان سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سُنکر کانپ گیا ایک جانب بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا کہ چوٹی پہ پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سر بول رہی ہے مگر لٹھیا ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے شاپور گھاٹیان کو طے کرکے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ ورنہ بلا مین مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آکے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی امان آپنے غلام کو نہین پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے مین کیا جانون کہ تو کون ہے صفت مین تو شریر لگتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی امان آپ بھول گئین جب مان

میری مرگئی مین روتا تھا آپ نے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اُنھون نے اپنے گھر کا مالک کردیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام سنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ اے فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز و اقارب جمع ہون چاند سی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہ کے شاپور نے ابکی جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل۔ کہا نانی اماں اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہنے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہی کہا بیٹا بیٹھ مین دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہ کے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی اُڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اُتارے اُسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالاے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہی کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی آپ کو مکدر پاتے ہین ہم سب بہت گھبراتے ہین ٹھنڈی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کر سکون اصل مین یہ کیفیت ہی۔

نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہی
میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ طور ہی
دل دکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہی
نالۂ مور ضعیف اسکو صداے صور ہی
بعد مردن بھی گناہون کے سبب پہونچا نہ مین
کوے جانان جنت الماوی ہی جانان دور ہی
شوق میخواری نے بھٹی مین گرایا ہی مجھے
جو پھپھولا ہی بدن پر دانۂ انگور ہے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال
ہی سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہی

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین
ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ سیندور رہی
بھیک بھی مانگی تو بہرِ عزتِ اہلِ دول
مجھ گدا کے ہاتھ مین جامِ سرِ مغفور رہی
تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا
عید کا دن بھی لگا ہونے مین شبِ دیجور رہی
ہی وہ نزدیک اور نہین عارض پر اُسکے دسترس
مہرِ تابان پاس ہی ماہِ درخشان دور رہی
دستِ موسیٰ ہی بغل مین شرم دستِ یار سے
نور پا سے سنگِ رہ جو ہی وہ سنگِ طور رہی
خط کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا
سچ تو ہی مارِ سیہ اکثر غذاے مور رہی
کوچہ گردی مہوشون کے عشق مین چھوڑا قبول
غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور رہی

خواصین ان شعرون کو سنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق ٹپکتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون ثمر قوت جادو آتی ہی اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہی اتنا جو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا کہا ہوا ایسا مردوا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا واری اُسے صحبت مین بلا لیجئے یہ سنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو یہ کہکے کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ اے ساکنان طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلان سال مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر قدم پر ستمگر مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کریگا چھوٹے بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے بادشاہ کو وہ غرائب ایرج نوجوان پر عاشق ہوا اور عاشق ہوکر اُس جوان کا ساتھ دیکے اُسکے ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھکے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہی کسکی مجال ہی کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ایرج نوجوان پوتا طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بیمثال پر عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہی شاپور بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھا دیجئے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پسند کریگا ذرا بلواکر مجھے دکھلائیے مین دو باتین اُس سے کرون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ

کہا کہ ای فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا مین نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جوان کو نہین ڈرتا ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال مین مجبور ہو گئی اب مین نے اس سختی سے قید کیا ہی کہ مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دن کو آپ نے کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہین اسوقت بلوائیے کہ کنیز اس سے باتین کرے یہ باتین تھین کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اٹھ کھڑی ہوئی کہا ٹھہرو ہمشیرہ آتی ہین کمیت شعلہ خیز کا ابر پھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو مین ایک جوان حسین بسلاسل تخت پر پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالون زنجیر نہین ٹوٹتی کمیت آکر اتری کہا بوا توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد مین یہ جوان آکر پہونچا مین کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا کہ مین دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہین مانتا آخر مین نے قید کیا ہو توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئین توسن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر جلتے ہوئے گذرا مین نے بھی اسکو قید کیا ہی اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہی بالکل یہی باتین ہین غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشارون سے باتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ لے اکثر آپ لوگون کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیا کیجے جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہین مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منھ پھیر لیا کہ جھنجھنانے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوئے چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو کسقدر جرأت کا ناز ہی یہ نہین جانتے کہ سحر کے آگے زور نہین چلتا ای فرتوت اس جوان کو سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونون ہنسین مل کر بیٹھے پھر جب جب شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزون نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھور رہے ہین نورالدہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہین اور فرماتے ہین کہ ای کمیت شعلہ خیز تو مجھکو قتل کیون نہین کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ مین آئی مٹکنے تھرکنے لگی بایان کھینچا اور سیدھا رکھا ٹھیکا بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی ۔ نظم

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمان کا
اکیلے چھوڑنا یون خاک و خون مین قید بیجان کا

پریزادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین اسمین
ملے کشکول یان گر افسر شاہِ سلیمان کا

جوانی مین اسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا

مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی
طناب آہ رشتہ ہی اوراق پریشان کا

وہ خنجر ون سے گلے ملتا ہی کیا حق نے بنایا ہی
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا

بوقت بیخودی جیسے جو اسکا چھٹ گیا دامن
وہین دست جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا

عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی
قمر مالک ہی تو ہی ان دنون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تو نے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تمھاین لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اٹھ کر بھی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ لنبقا ابھی ہوگا وہ آج کہان ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ شمشیر پیشہ جرأت بھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈال دیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ ای شمشیر جوہربار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرا سے گل اندام مین یہ بیتاب ہو کر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ کوہ سراتب پر چلون شاپور نے کہا کہ ای شمشیر جوہربار ان دونون صاحبون نے ان دونون شیرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرین گے شمشیر جوہربار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے پیشتر طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہربار مین جان و دل سے تیری خدمتگذاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے پہلو میں ایرج کمیت کے پہلو میں نور الدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکایک ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگرنیاں کانپنے لگیں کمیت و توسن و شمشیر یہ تینوں اپنے مقام سے اٹھیں دستکیں دیتی ہیں چاہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف نہیں ہوتی آندھی نے اس قدر زور پکڑا کہ کنیزیں مثل پر کاہ اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے تین پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ کمر میں توسن کی اور ایک کمر میں کمیت کی اور ایک کمر میں شمشیر کی پڑا اور ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تمکو قدرت جہنم میں پھینکیں گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں مگر اٹھ نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤں زمین نے اسکے بھی پاؤں تھام لیے تھوڑے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادوگرنیاں غائب ہوئیں آخر میں دیکھا کہ تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہے لٹکتی ہوئی جاتی ہیں اور کنیزیں اڑ کر زیر کوہ گریں پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں ایرج و نور الدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اترے آگے نور الدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نور الدہر و طہماس کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہے کہ قبۂ بارگاہ کا فلک سے ہمسری کر رہا ہے گرد خیمے کے ہزاروں جادوگر اترے ہوئے ہیں جادوگروں نے جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ اے خورشید جادو عزیز دار طلسم کشا آتا ہے اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کرو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے شبرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش میں اسی صحرا میں سرگرداں پھر رہا تھا اپنے آقا کے نعرے کی صدا سنکر آ پڑا حقہ آتشبازی مارا کئی سو جادوگروں کے سینے جلے طہماس نے ساطور جو ہلایا کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادوگروں کو تیغہ خارا شگاف سے مارا کہ کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سیہ فام گولہ ہاتھ میں فولادی لیے ہوئے نکلا پکار کر آواز دی

کہ او نبیرۂ حمزہ کیون قضا کا طالب ہو اگر گولہ مارونگا مع گھوڑے اڑجاؤگے یہ کب جواب دیتے ہین اسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور ہلا رہے ہین بیچ مین فوج ساحران کے جاپڑے وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی منع کرو اسی مین خیر ہے ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹو منتم خورشید بلاخیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چیخا لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب سنتے ہین ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے تب آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹھا نورالدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا طہماس کو گینڈا لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھرتا ہے چاہتا ہے کہ گرادون طہماس جب پیٹری جماتا ہے گینڈے کی پسلیان کڑکتی ہین مگر رکتا نہین کہ سامنے سے گرد اڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نورالدہر حیران و پریشان مصروف جنگ ہین طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہین ہر طرف سے تیر اور تیر پڑ رہے ہین خون بدن سے جاری ایرج بھی آپڑے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام ہے بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا اے فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا سحر اسے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن الجھ الجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہے خیال ہے کہ ایسا ہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا کہا کہ اے شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران آتے ہین اگر وہ آگئے تو تھوڑے ہی عرصے مین کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے منھ پھیرا شاپور نے جلدی مین خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا لڑکھڑا کے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا ہو گیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نورالدہر کا گھوڑا اور طہماس کا گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نورالدہر تو مصروف جنگ ہوئے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے آیا کہا کہ اے شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اسی کے سحر کا باعث تھا یہ سنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کشتی گیرزادے دست چپی لیے وقت مدد کرتے ہین یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نورالدہر و طہماس نے گھوڑے کو

عرصے مین اُس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا مگر نور الدہر وطہماس وشبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور شاپور کا تیزی کرکے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا حضور جو آپکی شوکت وشان ہو سب پر ظاہر ہو اُس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس راستہ طی کرکے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرماتے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحرا سے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سُنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑرہا ہی یہ کہکے اُسی طرف گھوڑا پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہو تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ سربہ فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہالی قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوے قریب خندق کے پہونچا ہی اہالی قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان یا تو خندق فراتے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سمہ حبشی زیر ران اُڑائے ہوے گھوڑے کو آتا ہو شعشعہ نور جمال سے میدان نورانی ومنور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خدا ے نادیدہ کو یاد کیا تھا اُسی خدا ے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہان دیو خصال آکر نکا وزن ہوا دیو خصال کا گینڈا اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہو مدد کو آنے کا کیا باعث ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا عجز اُنکی عاجزی کا بہت ناگوار گذری کہ اُنکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھا آواز دی کہ ای جوان تو تو معشوق خوشخو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون میرا حربہ

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہی ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گار ہے تھے یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اُٹھا لون ایرج نے سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پہ ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میشاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا ایرج نے پاڑہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونون لپٹے ہوے زمین پر آ گئے دونون جوانون سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اُٹھتے ہی زور صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھسّے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون بہ رہا ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی وہ پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا پہر ان رہے ایرج نوجوان نے دونون مونڈھے اُسکے تھامے سینے مین سر اڑا کے دوڑے پندرھوین قدم پہ لا کے ایک بار دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی اُسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے کہ ہمارا افسر پچھڑا لپکا لیا کہ دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پہ سوار ہو کے نکلا تھا اُس بارہ ہزار جوانون کو حکم دیا ان بچاؤن کو روکو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پہنچے ادھر دیکھے ایرج نوجوان اُنکے بچانے مین مشغول ہوے میشاق کو موقع نکل کر بھاگا اپنی فوج مین پہنچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جا کر اسکو مارون اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہین شاپور شیردل مصروف تیغ بازی ہی کہ جو پشت سے آیا اُسنے خنجر مار کے گرا دیا ایک سپاہی نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیردل بچا ایک سپاہی نے آ کے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میشاق آ گیا اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم چار پارہ ہوا اب رات ہو گئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار نیام مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آ گیا کسی کا شانہ سر جدا ڈالا کسی کو ٹپک مار دی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہو آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے مین چھپا تو بہین ماری تب میثاق کوہ تن رکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
اترا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہو بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آکے ٹھہری بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہو باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ اے نور نظر میثاق کوہ تن تو وہ یہ ہو اُسنے
یلغر کرکے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوندلقا کا
نواسہ آکے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین و جمیل تین پہر مین
اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کرکے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے
برائے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کتنے ہی افسر تاک تاک کر مارے
عیار بھی اُسکا بلاے روزگار تھا چستی بازی کرتا تھا ایک سپاہی نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے
کے بعد اُس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسپر کیا گذری ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہو قلعے کو گھیرے ہوے پڑا ہو آب آزوقہ
بھی بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہو آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی
جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھون
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھول لی اُسپر سوار ہوکے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھول دو تلاش مین اُس جوان کی جائین گے
بادشاہ نے حکم دیا ہو فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعے کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہوگیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہو ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگا یا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہو کنیزون نے عرض کی

نہین معلوم کیا باعث ہو کہ صاحبزادی نکل گئین مادیان عربی پر سوار ہو کے گئین وہ مادیان جو اسی سال حضور نے خریدی ہو بادشاہ نے کہا کہ اوس کمبخت کی خیر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر آئے اونھون نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ بیٹھ کر خاموش ہوا مگر دروازے پہ ہلڑ ہوا کہ بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور جانوران درندہ کی آوازین یہ پروردہ مہد ناز و نعم اوسپر رنج و غم کہ جانورون کی آوازین کان مین آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈالدیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہو کسی کا سر پھٹتا ہو کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہو اور دو چار آگے شریک ہوجاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اوس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ سفاک قزاق اوسکا نام ہو برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا گرہ بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا یہان نہین تھا ایرج نے کہا کہ میرا گھوڑا وحید ہو گرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے گرہ صحرا مین مارا مارا پھرتا تھا گرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہو گرہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہی ذکر کیا تھا کہ اوس نوجوان کا گھوڑا اشقر تھا اسے اشقر دیکھکر سمجھی کہ اوسی شہریار کا گھوڑا ہو مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آکے کہا کہ اے مرکب اصیل اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہو ملکہ نے جو یہ کہا لڑا ساتھ ہولیا ملکہ نے قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہو قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہو ملکہ اشتیاق مین ایسے نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مکرر یہی کہتی ہو کہ اپنے آقا کے پاس چل گھوڑا چلا آتا ہو ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جاکر سفاک سے کہا کہ ایک سوار آیا اسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پہ پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہے سفاک نے کہا کہ بلالو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہے کرتا شبخوابی کا پہنے ہوے تلوار قبضے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے پلنگ کے قریب جا کر نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو خوشخو آنکھین مثل چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ اے ملکہ عالم تم گل کس گلستان کی ہوا ور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہے مین نے جو آپکا ذکر سنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہے کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون سفاک نے کنیزون سے سنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہے ایرج کی مشتاق ہو کر سفاک نے کہا کہ مین تو جا کر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہے سفاک نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار مین حاضر ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا ہے تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقرانی پوتے رستم کے فکر صحرا گرداب فشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سنا کہا کہ اے شہریار غلام سے کیا پردہ ہے ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دل دادہ اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہے ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہے مین جا کر میثاق کو مارون سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے ایرج نے کہا کہ بے میرے جائے نہ بنیگا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ بادیان پہ سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو خرشاہ کا حال سنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا وسے پہ

ایدھر پر گینڈے کو ڈالے ہوے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہیں سنتا چاہتا ہو خندق فرا کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہو ایرج نوجوان نے وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہو ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر پہونچے اُسنے گرز اُٹھا کے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغہ پر نقاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مارکر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخرکار فوج میثاق کی شکست کھاکر بھاگی لاشہ ملک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی کو فتح کرکے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہوی یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرونگا اب میثاق مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر میری جان جاتی ہو بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھرکر سامنے لایا عرض کی کہ حضور نوش کرین ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون ای سفاک کیا تو نے ہمکو بیہوشی کا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوے شاپور نے چاہا کہ اُٹھکر بھاگے دس بیس قزاقون نے اسے مل کر گرفتار کرلیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کرلیا گولہ اندازون

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا توپین لگی ہوئی ہین پکار کر آواز دی کہ اے اہل قلعہ پھاٹک کھول دو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہے قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان خونی کی تیاری کی تین دارین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہے چاہتا ہے قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے

نعرۂ نورالدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مروی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواند

دیگر

بہ طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
نقارا بہ یک دست بر داشتم
ظفر در یلان عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نورالدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا۔

نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان

فلک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
نزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ملکہ نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر پنجہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج لڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کھینچ کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اسکی پکڑکے ایک طمانچہ ماردیا کہ سر سفاک کا چنبر گردن سے اڑ گیا سفاک کو مار کر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صدائے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھاکر بھاگے نورالدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور پکار کر آواز دی کہ او نا جوڑا دے

کر پاس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے مین سر ٹکراؤ ہم طرف صحراے گرداب نشان کے جاتے ہین ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین آکر تیری گوشمالی کرتا ہون نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہے ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کر کے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر صاحب حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحراے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجاے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحراے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہے قریات مین جا کر پتے لگاتا ہے شام کو آکر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہے ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہے کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا پلک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہے اُسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ چمکا ابکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوئے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہے چند ستارے آسمان سے ٹوٹتے ہوئے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آکے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اُس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی نظم

ہردم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا
کیون زنار ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہو تو رشک مسیحا نہین جاتا
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہے پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو
سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا
ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا قیس
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
اس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے
کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لے لو
ہر بار تو قرآن اٹھایا نہین جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے
اس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
ہے تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا
یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا
ہر رنگ سے وہ روپ مگر باقی ہے اغماض
سب اڑ گیا پر غمزہ بیجا نہین جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب نہ توان
اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اٹھا نہین جاتا
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند
جاتا ہون مین اس کوچے مین اب یا نہین جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی تا زنین گلپوش نے کہا کہ ای نرگس آج تو تو نے رنگ باندھ دیا آج لشکر بیزدار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اترا ہی عیار اسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہو کہ کوئی عیاری کرے کوہ خراب پہ مین بحکم خداوند گئی تھی بیچ سے گلبست و توسن شمشیر کو اڑا کر لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین جسکا لشکر یہان اترا ہی تم کو عاشق توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجانے تو باعث خرابی ہو قیدزندان تم دونون مین شاپور بولے روشنگار ہی ایسا نہ ہو کہ کہین پھرتا پھرتا اس جا نکل آئے شاپور کے یہ حال سنکر ہوش اڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ ای ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپکا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر اسلامیان فروکش ہی دن کو آن سب نے صحرا سے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے یہ جنگل مین پھیرا ہوتی گئی تھی ہم نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجئے شاپور کو بلاؤن تا زنین گلپوش نے کہا کہ ارے کم لڑکون نے ایسا ہی انتظام کیا تو جسکا نام سلمان عیارون کے فرشتہ تا تو ان عیارون نے لاک کے ملک ویران کر دیئے شاپور نے اور چند شعر گائے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحرا سے گرد اب نشان تک کا یا نشان ہو گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کدو کوشش کرینگے صحراے گرداب نشان تک نہ پہونچ سکین گے ایک صحراے لق و دق وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہوجائین گے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہواے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین اُس گرمی کی کیا برداشت کرسکین گے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہوجائین گے شاپور نے بجبر دل پہ پتھر رکھکر گستاخ ہوکے پوچھا راستہ کس طرف سے ہی گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تو تو آج اس طرح پوچھتی ہی گویا تجکو جانا منظور ہی مین قیدیون کو بلوائین دیکھون اب راہ پر آئے یا اس قید شدید مین بھی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن وکمیت وشمشیر کو لاؤ کنیزین چار پانچ اٹھین ستارے بنکے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن وشمشیر کو لیکر آئین مگر اُن سب مین توسن زیادہ بیقرار ومضطر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکارکر آواز دی کہ کیون بی توسن اب بارنگاہی ملتی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قیدی سب طرح مجبور ونا چار ہی شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھگڑون کی جو یا انکو قتل کیجیے گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ ہمارے بندون کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت بالپشت سجدہ کیا ہی ذراسی خطا پر کیونکر قتل کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش ونشاط مہیا کیجیے دورۂ جام چلین اس طور سے شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہوجائین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سنکر گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تیری خوشی واجب ولازم ہی تجکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحراے پر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہکے کنجی میخانے کی ازار بند سے کھول کر سامنے نرگس نقلی کے پھینکی کہا لو نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے بزرگون کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزیں شراب لینے کو آئیں اور لے گئیں شاپور نے چند گلابیاں مئے ارغوانی سے بھریں محفل میں لیکر آیا گھنگرو پاؤں میں باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سرسے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ میں لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اُسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتہ تو اُٹھا لے شاپور لرزاں و ترساں قریب نخل کے آیا پتہ جو اُٹھایا ایک شعلہ چمکا کہ رنگ و روغن عیاری کا جل گیا پاؤں زمین نے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہے نرگس کہاں گئی کنیزوں نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہے کنیزیں اُسکو اُٹھا لائیں شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور اُن تینوں جادوگرنیوں کے ساتھ کنیزوں سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزوں نے شاپور کو لیا اور اُن تینوں جادوگرنیوں کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئیں گلپوش جلسے کو برخاست کرکے خدمت خداوند میں چلی صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی پھول برستے ہوئے گجرے ہاتھوں سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہے کہ وہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہے مراد مند زیر کوہ فریاد کیا کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یا خداوند ہم بیمار ہیں صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہے کہ اولاد نہیں ہوتی تصویر سنگی سے آواز آتی ہے کہ جا تیرے یہاں اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہے فرزند پیدا ہوگا گلپوش آکے اُتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے دیر پر کھڑا ہے گلپوش نے کہا کہ اے زبرجد عرض کرو قدرت سے کہ میں کیا معاملہ عرض کرنے آئی ہوں زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض کیا چاہتی ہے تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کرو یا قدرت کہاں ہیں کہ جو تیرے سر پر گذرا وہ ہم پر روشن ہے گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہاں شاپور عیاری کرنے آیا کنیزوں نے گرفتار کیا لشکر اُسکے آقا کا میرے جنگل میں اُترا ہے جو حکم ہو بجا لاؤں اور تینوں جادوگرنیاں اطاعت قدرت نہیں قبول کرتیں وہ عشق میں نور الدہر و ایرج و طہماسپ کے گرفتار ہیں جب اُنکو سمجھایا جاتا ہے تو وہ بلکتی ہیں تڑپتی ہیں نہیں مانتی ہیں اُنکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے تصویر نے آواز دی کہ تینوں کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان تباہ کرکے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہو گئی خوب سا بناؤ سنگار کرکے چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہے ایرج نوجوان کنارے پر

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آیرج نوجوان پر پڑی کی عاشق ہوئی جمال بے مثال دیکھکر بیتاب ہوگئی خود سر پیچ زلفین خلیلی تابدوش معلوم ہوتا ہے کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض انور ماہ کامل ہونٹوں سے مسیحائی سپہگری چہرے سے برس رہی ہے تیغ دودم سکندری حمائل سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ ہے کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہے ترکشوں سے تیر دلدوز منھ نکالے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہیں یا طائر تیر پسند ہیں یا محبوب خود پسند ہیں کہ منھ کو پردہ ترکش میں چھپایا ہے خنجر آبدار جوہر دار زیب کمر جس سے روح رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہیں لڑنے پر چست ارادہ درست قد سرو باغ خوبی یا کلک نقشی خانہ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہیں اس جمال بے مثال کو دیکھکر بیتاب ہوگئی بے اختیار منھ سے یہ اشعار نکل گئے

نظم

لالہ رویوں پہ دل جلاتے ہیں
اپنا رنگ اسطرح جماتے ہیں
آہ آمد ہے کسکی محفل میں
آزما لے جو آزماتے ہیں
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہیں
غل ہے زنجیر کا کہیں شاید
کوبکو در بدر پھراتے ہیں
کرتے ہیں زلف یار میں شانہ
آستیں وہ عبث چڑھاتے ہیں
شمع تربت مری بجھاتے ہیں
داغ بالائے داغ کھاتے ہیں
نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس رات
گل جو پھولے نہیں سماتے ہیں
خشک کیونکر ہوں نرگس کیطرح
مست ہے پانوں لڑکھڑاتے ہیں
پھوٹیں یہ آنکھیں جن ہو دلکے
لوٹکے دیوانوں کو ستاتے ہیں
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پہ کھلاتے ہیں
درد دل جب بیان کرتا ہوں
روح کو بھی غرض جلاتے ہیں
پان اس شوخ کو کھلاتے ہیں
تیکھے پہلو کے کاٹے کھاتے ہیں
نہ رہے حوصلہ رقیبوں کو
درد و غم مجکو کھاتے جاتے ہیں
یاد آتا ہے گشت کوچہ یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنکے چنتے ہیں خاک اڑاتے ہیں
دھو چکا ہوں میں اپنی جان سے ہاتھ
دانت تیری زبان دباتے ہیں
جادہ صحرائے عشق کے اکثر
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہیں

چلاکے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آیرج نے سر اٹھاکے دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین دریا میں پھولوں کے غوطہ زن معشوقہ پرفن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی بہار سے کر رہی ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہے کہ

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ مین آؤ ہم بھی تمھارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لائے مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا تھا کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کر خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمھارا عیار مہتر شاپور شیر دل ہمارے پاس قید ہی اور کمیت و توسن و شمشیر کو مین ہی گرفتار کرکے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا سمجھاتے ہوے وہ نہین مانتین ہی اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائین ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون اب بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جا کر سب حال کہا وہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کروا و لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپ کے اقبال نے زور مارا میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپ کے سحر حسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤن ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار ہی وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے آقا کا مرتبہ بڑھاؤن اُسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بر سر راہ ہین صحرائے گرداب نشان کا قصد ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور یہ ہی کہ اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچائین کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہانکی گرمی آپ کے لشکر سے نہ اٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرۂ نار ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر موت ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور رہ جائین ہمارا قدم آگے بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہو سپہ گری مین پر فن ہو ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصہ دراز تک ایرج کو سمجھایا ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس مین لڑتے ہوے زمین پر آئے دیکھا سات کنیزین زرین پوش سامنے آئین گلپوش سے کہا کہ کنیزون کو کیون یاد کیا گلپوش نے کہا کہ ای ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہین ہم انکے مطیع ہوے اب جو انکی خوشی ہوگی وہ کرینگے اور انکو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچاینگے وہ جادوگرنیان جو قید ہین انکو لاؤ اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتون کنیزین پہلوے نخل مین آکے غائب ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتون کنیزین ایک تخت پر سوار تینون جادوگرنیان کمیت و توسن و شمشیر زبانون مین انکی سوزن سر جھکائے ہوے اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہی تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہین ایرج نے تینون کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہی آپکے ملازمون کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش نے ساتون کنیزون کو اشارہ کیا ساتون کنیزین پھرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین ایرج نے دیکھا کہ ساتون کنیزین پھر کر آئین کنارے چشمون کے فرش بچھا ہی مسندین قاعدے سے لگی ہین نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سر گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہی قمریون نے اپنے آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشہ نہر کلان تھا وہان بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا اُترے سردار صحرا مین ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ مین آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے توسن و کمیت و شمشیر بھی بارگاہ مین حاضر ہین کہتی ہین کہ ہم رفاقت مین رہین گے جو مناسب ہو ہمارے حق مین تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہین ملکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے مین اختیار ہی گلپوش نے کہا کہ ای کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہی آج یہ سامان جمایا ہی جشن قرار دیا ہی اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہی کہ خبر پہونچے اس وقت تمام صحرا مین روشنی ہی دن سے بہتر معلوم ہوتا ہی ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جانب توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہین بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصع لیکر بیچ صحبت مین آیا چنگ مرصع بجاکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اسکے رخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پہ پڑا جو داغ شبنم چٹک گیا
کاکل مین تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر
پھنستا نہین جو دام سے تھا جو پھڑک گیا
دل چاہتا ہی آپ گلا رگڑ دون باڑھ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا
آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا
اللہ ری وحشتین مرے آہو خصال کی
کوسون ہی رم گیا ہی جو پتا کھڑک گیا
مطبوع طبع یار نہ ہوگی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے تیرے ٹپک گیا
دی جان اسنے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانہ بلبل بھڑک گیا
نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا
شاعر نہین ہون رنا مین مجنون عشق ہون
جو منہ مین آیا عالم وحشت مین بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آ گئے تعریفین شاپور کی کر رہے ہین گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج مین بیٹھی کہتی ہی کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زبرجد پہ ہی ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہین اور جشن ہوتا ہی ہین پلٹ کر نہین گئی اب اسکو کھٹکا ہوگا نہین معلوم کون اسکے کان مین کہہ دیتا ہی کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو یہان ہو رہا ہی اگر وہ خیال کریگی صورت بارگاہ دیکھ لیگی یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اٹھا گلپوش یہ کہکر اٹھی کہ کوئی آتا ہی ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جوہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچکر تلوارین برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی شہرہ پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سو تلوارین اسی طرح غائب ہوئین تو شمشیر کھنچ کر ابر پر جا پڑی پس سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نے پنجہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تھپکی ماری پنجہ ہاتھ سے شمشیر جوہر بار کے نکلا قریب تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اسنے وہ پنجہ پکڑ لیا شمشیر کے سر پر پنجہ مارا کہ شمشیر جوہر بار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا کمیت پر بہت شاق ہوا کمیت بلند ہو کر ابر پر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہی کہ سبزۂ ابر کو پامال کرون کہ ایک جوان ابر سے نکلا باگ پکڑ کر ایک گھونسہ منہ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار رہا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر مین جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دامن جھاڑ کر اٹھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہو شعلہ ابربار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہین اگر میرا سحر چلا تو اسکو جاکر مارتی ہون ورنہ قدمون پر نثار ہونے جاتی ہون یہ کہکے گجرے پھولون کے اپنے ہاتھون سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی توڑا پھول اچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہوگیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخین خمیدہ خنجر بنگئین ہزارہا طائر آشیانون سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اڑی ابر مین جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائرون کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہین پتے مثل رنگ عاشق زرد ہوکر درختون سے گرا چاہتے ہین ہر نخل کے سائے مین پتون کا انبار جب جھونکا ہوا کا چلا پتے درختون سے گرتے ہین زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہین یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہان ہین آکے اپنے کام مین مصروف ہون دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے اترتے ہوے پیدا ہوے درختون پر گرکے ہوا گرم چل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتون کا گرنا رکا طائرون نے دھوم مچائی ایک عندلیب فرحت قریب پتون سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

مین تو ہون زندان مین اور دھومین مچاتی ہو بہار ۔ رنج دیتی ہو مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف ۔ گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہو بہار
رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے ۔ رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار
وقف ہجران کونسا دیوانہ ہر دل عزیز ۔ باغ مین ہر سال آکر خاک اڑاتی ہو بہار
مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی ۔ ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہو بہار
بلبل شیدا ایک دیوانہ نظر آتا نہین ۔ حیف ہی ایسی بری کیا سفت جاتی ہو بہار
[illegible] اس گل رعنائی سے گلزار ہین ۔ صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہو بہار
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے گھر کو چھوڑ کر ۔ ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

دیکھ لین گے سال آئندہ اگر جیتے رہے
گل روانہ ہو گئے ای رند جاتی ہی بہار

اسطرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پر بہار ہوئی وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر وہ دونون بازون مین لپٹ گئے اور تخت سے اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو مارا گلپوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خاموش ہو گلپوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلپوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چکے گلپوش تڑپ کر گری یا وہ خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلپوش کیا غضب کرتی ہی شعلہ ابر بار کو ستاتی ہی یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سنا خنجر گلے پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلپوش نے اُنگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ ابر بار جادو بود گلپوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آکر گھیرا کمیت گوشہ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خاتمہ ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلپوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون ستارون نے کمیت کو اُٹھایا لیکر سامنے گلپوش کے آئے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیئے

پکار کر آواز دی کہ بس اٹھو زخم تمھارے اچھے ہوئے کمیت اٹھ بیٹھی پاؤن کو گلپوش کے بوسہ دیا کہا کہ اے گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ ہم سکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملکہ گلپوش ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئین حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہین انکے لاشے اٹھواؤ لاشے سبکے اٹھوائے گئے اس وقت دربار مین سب گلپوش کی تعریفین کر رہے ہین کہ اے گلپوش آج تمنے کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا لشکر تباہ و برباد کر دیتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ اے نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے واسطے نہایت پریشان ہین اگر مناسب ہو چند منزلین پیچھے ہٹو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہین کہ میرا ہمچشم نور الدہر آگے بڑھ گیا ہو وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہے کہ مین اپنے کو تا بہ صحرائے گرداب نشان پہونچاؤن خواجہ نے کہا کہ اے نور نظر برق میرے ساتھ ہے مین آگے بڑھون صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاؤن ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہین دادا جان کے ساتھ مہینون رہے انکو ابھی تک صحرائے بادانگیز کا پتہ نہین لگا وہ صحرائے بادانگیز مین پہونچین اور ہم صحرائے گرداب نشان مین پہونچ جائین دادا جان کو فتحی طلسم مین آسانی ہو آج تک کتنی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہین ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہو وہ صحرائے گرداب نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاتے ہین یہ کہکے دونون عیار چست و چالاک ہوکر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے عمرو نے راہ مین کہا کہ اے برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہین آپس مین ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق نے کہا کہ استاد میری جان تک آپکے ساتھ ہے یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا مین آگے بڑھتا ہون خواجہ نے کہا کہ اے فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان پھٹتا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ میان برق آگے نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہے برق نے نگاہ اٹھائی تھی کہ طائر نہایت جوش و خروش سے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔

نظم

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہوگیا
ایک دن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہوگیا

خوار کرتا ہے جو امردون کو سفلون کو عزیز
سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہوگیا

وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہوگیا

کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اسکے لیے گویا سفینا ہوگیا

اس مہینے مین بھی مہرو سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہوگیا

گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش مسند کے لیے
آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہوگیا

دوسرا مجھسا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہوگیا

اب کہان وہ اینٹھ نامستون کا وہ جوش کہان
ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہوگیا

اب نہین دل مین کدورت آئنہ حاصل ہے صفا
جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہوگیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا حیران و پریشان اُسکی جستجو مین چلے مگر برق متوحش ہوا اسے بیہوش ہوگیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہے اسمین جلسہ آراستہ ہے ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہے گرد اُسکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او لنگوٹے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرا پر آشوب ہے آشوب آتشخوار مین یہان کی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہے اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین جگہ دیجیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع الہی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پہ تیغ سکے بڑی تلخ رہی ہے کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہے اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو ٹکٹین سے سوا نہین دیتے جب کوئی عیاری کرکے جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیا ٹھکانہ ہے آشوب نے کہا کہ او برق مین بھی خوب سمجھی تو کتنی سال گذرے کہ دو کا دشمن

کر رہے ہین کُل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جاکے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشاے اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحراے بادانگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آکے یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا کہ اے برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرادونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا پیچھا نہ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا ہی مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحراے بادانگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائین گے سحر اُنکے مہلت نہ پائین گے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان اور غلام ہین اُنکے سحر مین دیوانے ہوجائین گے ایسا کمال تو میرا سُنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سُنیے پایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا
حق بجانب ہو جو غش آگیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہوگئی پیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک و طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا
کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہین منظور رہے مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر
مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا
قد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ اے نادان
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ اے برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو پلادوں جب انکو پلا آؤں تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤں مگر آپ کی خوشی پر ہے تو بھی دیکھیے یہ کہکے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکے میخانے میں آیا اور ڈالدیا کہ ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہیگا کنیزیں اور ملازم گلابیاں اٹھاکے لیجانے لگے برق نے قید لگادی کہ ایک ایک چالیس آدمی ملکہ تین اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے میں شراب بانٹ کے چالیس گلابیاں کنٹر الماس نگار اور صحن میں گلگون ارغوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا آشوب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس سلیقے سے شراب لایا ہوں کہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے جوڑا گھنگرو پاؤں میں باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی جو ہری گت ہوئی سب تعریفیں کرنے لگے ایک کنیز شیریں گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اٹھی حضور یہ برا کیسا ہوکر سر پر جام رکھکے توڑے سے لے رہا ہے اور قطرہ نہیں گرتا ایسے کمال کہاں دیکھے خدا نے وہ طاقت عطا کیا برق نے اسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوگئی اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکریں لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بالقول منشی قمر صاحب — فرد

ناچنے میں جو لیا یار نے ہنس کر توڑا ٭ اہل محفل نے کہا اس پہ نچھاور توڑا ٭

آکے سامنے آشوب کے جھمکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بناہوکر نگاہ جو آشوب پہ ڈالی آشوب کھلکھلا پڑی ہنسنا اسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر نما سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آواز آئی کہ اری ملکہ عالم یہ تعجب ہی کہ دام مکر میں عیار کے پھنسو برق دوڑ کر قدموں پر آشوب کے گرا کہا کہ اری ملکہ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام کیوں ٹوٹا آشوب نے کہا کہ او برق تو نے شراب میں کوئی ایسی شے ملائی کہ باعث میری خرابی کا ہو پھر یہ آنکھوں کے گردش کرنے پر میں ہنسی میرے سحر نے مجھکو آگاہ کیا اب میں تیرے ہاتھ کی شراب نہ پیونگی اور جو شراب اٹھاکر لے گئے تھے انھوں نے پی جو لی اوک رہے ہیں ڈاک رہے ہیں جو رکھا وہ لوٹا کر گرا کوئی چلا یا دوڑ کر بیہوش ہوئے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے پہونچا نہر میں جو اپنا عکس دیکھا اپنے بھائی کو سمجھ کے کود پڑا اور کوئی کنوئیں میں گرا ہر چند کہ باتیں بنائے برق نے پھر ایسا رنگ جمایا کہ آشوب متحیر ہوگئی مگر اپنے ملازموں کو بیہوش دیکھکر سخت بگڑی کہا کہ میں تجھکو ابھی قتل کرونگی قدرت نے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلاں جنگل میں برق پھر رہا ہے اے آشوب آ وہ تجھکو اپنا اسکو

گرفتار کرکے سر اسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تو نے وہ باتیں کیں کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار کو خود قتل کروں برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھ پر مہربان ہوئیں آپ کی خدمت کرنے والوں کو ناگوار ہوا انھوں نے بیہوشی ملائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لاکھ برق نے باتیں بنائیں مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہے مجھے دم دیتا ہے یہ کہکر برق کو قید کیا لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہے قید کو اسکے سپرد کیا اسنے اکیلے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو تلاش برق میں چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے وہاں لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ میں تجھے رہا کرکے نکال دوں برق نے کہا کہ ابھی تامل کرو میں آشوب کو مار کر جاؤں گا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہاں خواجہ پھرتے پھرتے ایک صحرا میں پہونچے کہ گانے کی آواز کان میں آئی خواجہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازہ پر دس پانچ کنیزیں کھڑی ہیں خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر ان کنیزوں سے پوچھا کہ اس قصر میں کون صاحب تشریف رکھتے ہیں ایک کنیز نے کہا کہ میاں ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا کہ میں ساحر طوسر بندۂ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں منزل مقصد تک نہیں پہونچتا نہیں معلوم قدرت کو کیا منظور ہے صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتا دو میں نے آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہاں جنگل میں نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہے جب سانپ منھ مارتا ہے نیولہ لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہے اسکی پتیاں جاکر کھا لیتا ہے پھر جوشاں و خروشاں آکر لڑتا ہے دونوں بڑی دیر سے لڑ رہے ہیں ایک کنیز چست و چالاک اسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھیں کس مقام پر کہ خواجہ اس کو لگا کر لائے اسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہاں ماری ماری پھرتی ہے ملکہ اورنگ تجھکو پکارتی ہیں خواجہ اندر گئے دیکھا کہ مکان نہایت نفاست سے آراستہ ہے ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پر بیٹھی ہے آنکھیں گلابیاں خمار کے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ اماں نے برق عیار کو پکڑ لیا ہے سر کاٹ کر اسکا روانہ کریگی طرف القصہ سے بادشاہی کے معلوم ہوتا ہے کہ برق کی اس پہاڑ پر قضا نہیں ہے میں جا کر آگاہ کر دوں کہ ایک کنیز کو حکم دیجئے کہ کسی جنگل میں لیجا کر اسکا سر کاٹے قدرت تقدیر کو کر دیتی ہیں مگر اسکا وقت انجام نہیں تھا لے کے ہم تخت پر سوار ہوئی گل اندام تعلی سے عرض کی

کنیز کو ساتھ لیجیلے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی ہین اب چلکر بدلہ لون اورنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اورنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب بیٹھی کہ رہی ہی کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا ہین اور بات پر ہنسی تھی دانتون سے برق جھکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جو ان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر پھرون مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل کر کے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہی یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا اورنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اورنگ سے کرتی ہوئی تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہان آئین اورنگ نے عرض کی کہ اے مادر مہربان میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو از روے ستارہ شناسی کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جا کر اُسکو قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ اے لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام ملکہ اورنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اورنگ گئی تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج تو انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہی کہ ایسا نہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت منتین کین تو خواجہ نے طرف اورنگ کے دیکھا اورنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے سادہ ہوا تب خواجہ عمرو نے با لحان داؤدی غزل عاشقانہ شروع کی ۔ نظم

مرد مست جاتا ہی راہ عشق مین منصور کا
ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا

جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
اے اجل مشتاق ہوں تب سے کنار گور کا

جائے خون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہیں مدام
آگ لگ اٹھے اگر پھاہا دھروں کافور کا

دیکھنے والا ہوں اس رشک پری کا اے کلیم
پرتو وہ تھا حسن کا جلکے تجلی طور کا

دیکھکر صورت تری پریاں کہیں پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا

دے چکا مجھ زار کو وہ عیسیٔ دوران جواب
اے اجل تو ہی مداوا کر اب اس رنجور کا

ساعد سیمیں سے زیب اس دست نگیں کی جو ہو
پنجۂ مرجاں میں دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے نار کو
لیکن ہر دن خاک سے اٹھیگا ٹیکا نور کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ نے کہا اے گل اندام آج تو تونے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلیں تو میں قتل برق کی تدبیر بتاؤں اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کمزور ہو جائیگا یہ ترکیب کر عیاریاں کرتا ہے کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہاں گھس پڑتا ہے اور عیاری کرتا ہے اورنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے میں آئی خواجہ نے اورنگ سے باتیں کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو اٹھا کر زنبیل میں رکھا اورنگ کی شکل بنا کر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہاں آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہے آشوب اٹھکر کمرے میں آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہاں گئی اورنگ نقلی نے کہا کہ میں نے اسکو اپنے مکان بھیجا ہے کتاب ساحری منگائی ہے دیکھوں خداوند قدیم بقدر قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہیں اس حال کو سب نے لکھا ہو یہ کہکے باتیں کرنا شروع کیں کہا خالہ امان گلوری تو کھلاؤ ہمارا حلق خشک ہو رہا ہے یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی چاہا جو حلق سے آشوب کے اتری کلیجے میں آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری میں کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا انا العمرو عمرو

عمرم که کلاه از سر قیصر برم
رنگ از رخ شہنشہ با اختر برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر برم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑلوں لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو بھی اٹھا کر زنبیل میں رکھا آشوب کی شکل بنا کر باہر آ کے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ میں نے لڑکی کو قصر شہی کو بھیجا

بھیجا ہی کتاب ساحری منگائی ہی کہ اُسمین حال دیکھون جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ رخسار
کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ ای لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ دشمن آپکے خاندان کا
ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہو جو عیاری کرسکے مین نے سحر کردیا ہی جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر مجکو
خبر پہونچائیگا میرے ہنسنے پر تو حال کھل گیا تھا ورنہ کہ جب قصد کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ
سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہدیا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپی ہین
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلابیان
اُلٹنا پلٹنا شروع کین کل شراب مین بیہوشی ملاکے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے
کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست درازیان
کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا ساحری وجمشید آئے
بہت دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی تانگ لون
وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جاکے گری کوئی دوڑکر درخت سے لپٹ
پکار رہی ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہان چھپے ہین کئی دن سے تلاش مین تھی
یہ کہکے بیہوش ہوئی اس طرح پہ طرز نو سب کنیزین گرین اور گرکر بیہوش ہوئین خواجہ و برق
خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی کی
انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلّے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا تماشے کا گلنار
سرو قد بان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہو سامنے نخل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین دم
محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلنار سرو قد
ہوشیار ہو جاؤ جلد جاکر مدد کرو کہ عمرو تمہاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو نے صدہا جادوگر قتل
کیے گلنار گھبرا کر اُٹھی اور اوراق ساحری جھولی سے نکالے انکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ مین
قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہی برق
ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھکر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جاکر اُسکا پاؤن کاٹ لیا اُس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پہ خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہی کپڑے اُتار لیے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان زادے تیا میری بیٹی کو لیا گیا یہ کہکے زمین پر آئی زمین پہ دو ہتھڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اُٹھتی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہی کوئی مان کو پکارتی ہی جو اُٹھتی وہ روتی ہوئی اُٹھتی گلنار کہتی ہی کہ ارے آشوب کہان ہی خواجہ کہتے ہین کہ طوش بھو کا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہی کہتی ہی کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار لے وسی کے سر پہ پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہی آپکا حربہ بیہودہ ہی ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہی خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ

اے کارساز و اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچا لے۔ قطعہ

از حجاب جان چو روے روشن آن جانان شود   شد فدا خورشید و جان قربان مہ تابان شود
گاہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار   قد موزون گاہ مثل سرو در بستان شود
از ہدایت کرد اندر دل روشن چراغ   گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان شود
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد   ابر را گریان شود و برق را خندان شود
داد مفلس راحت و گنجینۂ لعل و گہر   حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان شود

بیقرار ہوکر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھسی ہوئین پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پاؤن برہنہ اور ایک مین جوتا ہلیتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپکی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک لٹ وہ کھتا کہ جنبو جنبو کہکر لیتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا غرور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آئیے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے چلی کنیز لگا کر لے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین منہ سے نہین بولتین

گلنار سے بچی کہکر پلٹی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

نقب ہے مرا برق خنجر گذار
کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
دیر مکر پہ سیدا ابھرا رہا
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا
زیر قدم غرب ہے شرق ہے
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اورنگ اور آشوب کو زنبیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ دفع بیہوشی دیکر آواز دی کہ اے آشوب و اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہے اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان و دل قبول کی ہم کتاب ساحری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہرچند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان ہین اہل طلسم کی کنجیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہیے قبلہ و کعبہ کیا کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہے وہان تک رہبری کریگی ان مقامون پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر و عافیت طے کین پانچوین منزل مین آکر اترے بارگاہ استاد کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب و اورنگ اترین گرد لشکر جادوگرنیون کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت نہین ہوے سب سردارون نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوائیے ایرج نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہے کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمائش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین قرضدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابکی مرتبہ سود بھی نہین پہونچا ان لوگون نے خط لکھے ہین انکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوائیے تو کیا عجب ہے

کہ دو چار شعر گا دون وہان دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا مین ایرج کا نوکر ہون مجھے فرصت نہین شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصّے مین بیٹھے ہین سیکڑون باتین آپکو سناتے ہین ایرج خود اُٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ وکعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منھ جھلائے ہوے نکلے فرمایا بھئی کیا ہی ہمارے سونے کا وقت ہی ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ مین چلیے صلاح ومشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمرو نے کہا کہ مین اب لشکر مین آقا کے جاؤنگا مین یہان نہ رہونگا جبتک آپ حکومت کرتے ہین مین صرف اپنے آقا کی حکومت اُٹھاتا ہون ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت دربار مین آپ کی ضرورت ہی بمشکل خواجہ بارگاہ مین آئے سب سردار منتین کرنے لگے کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے ان منتون سے مطلب نہین نکلتا سبھون نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا
سرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا
کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا
لکنت اس طفل کی مین لکنت موسیٰ سمجھا
جور مہندی کا مین آسکے ید بیضا سمجھا
سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایا سمجھا
گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن ای شوخ [illegible] گلزار کو صحرا سمجھا
بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یان آکر
اس کی [illegible] کو عنقا سمجھا
لالہ وگل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا
سنبل باغ کو مین زلف چلیپا سمجھا
اس مسیحا پہ تصدق جو کیا پڑ گئی جان
ماش کے بیلے کو مین ناک کا چھلا سمجھا
شیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے
خاتم دست سلیمان ترا چھلا سمجھا
بنگئی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
دار منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا
گلشن دہر مین شبنم کی طرح قانع ہون
قطرۂ آب ملا تو اسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف قیس آہوے حرم کو سگ لیلا سمجھا
وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے خاک و اکسیر کا ہیں ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی اکبر زاغ ابھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہیں آبیج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہیں اور نئے نئے طور سے بجا رہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ لشکر میں آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ کے اندھیرا فوج غم والم نے گھیرا کنیزیں جو نکل کر بھاگتی ہیں جسنے قدم خیمے سے نکالا منھ کے بل گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کنیزوں کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدئیں بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سُنا اٹھکر دوڑی آکے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہے بجلیاں کڑک کڑک کر گر رہی ہیں کنیزوں کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگیں درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گر رہی ایک عجب ہنگامہ ہے یہ ہنگامہ دیکھکر ملکہ آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکارو میں نے پہچانا لے اب بچ یہ کہکے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اُسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان پشت پہ ہزار ہا طائر بارگاہ میں منقاروں میں دبائے ہوے صحرا میں آکر اول وہ طائر کلان اُترا اُسکے بعد وہ سب چھوٹے طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اٹھا کے کچھ کہتا ہے وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اپنے پروں کو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پہ رکھے ہوے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحر اہتمام سواری کرتے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھولے ہو قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور دکھائیگا شاہباز طائر در نے آواز دی ملکہ آشوب تمنے بڑا غضب کیا شریک مسلمانان ہوئیں

تمھارے بارے مین قدرت حکم قطعی دیکھے ہین کہ سر کاٹ کر انکے بالاے کوہ زبرجدی لاؤ مین قدرت سے وعدہ کرکے آیا ہون کہ سر دونون کے لاتا ہون یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزون کو اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ مین روشنی کرائی خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوئین تمام کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طائر در براے مقابلہ سرکار آیا ہی کنیز اُس سے لڑیگی عمرو نے آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اے آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہوئین خواجہ برق کو ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوے لشکر مین آکر داخل ہوے ہرکارون نے آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہین شاہباز نے چند وزیرون اور امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کرکے دونون کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے با اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہین عقاب کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہی اُسنے راہ مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہین ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے تھے عمرو نے جا کہ ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا شاہباز نے سحر کیا مین اُنکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونون نے اپنی یہ صلاح کی کہ چل کر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہی اُس سے مل کر لشکر نبیرۂ رستم کو تباہ و برباد کرین صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دین اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان مین پہونچے ہر چند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ ان لوگون کو جینے نہ دیگی عقاب ملکہ آشوب سے باتین کرتا ہوا سراپا کو دیکھ کر کھٹکا ہی یہی سوچتا ہی کہ یہ دونون شریک نبیرۂ طلسم کشا ہوئین پھر کیا سمجھ کے آئین پہلے نہ سوچین کہ ہفت پیکر سے دشمنی کرکے کہان رہین گے جسکے ساتھ فوج دریا موج ہی پانچ پہاڑ فوجون سے بھرے ہین جب ان اپنے مقام سے نکل پڑیگا اگر کروڑون مسلمان ہونگے تو ملیدہ کرکے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہین ہی یہ تو نہین سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہین ہی مگر یہ دل سے باتین کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہو انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آکر شاہباز سے سب دلیلین بیان کین کہ ای شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کر لیجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ نقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز براے تعظیم اُٹھا کہا کہ ای ملکہ اگر تم نہ روکتین تو ایک سحر مین لشکر خیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ تھا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا بہ طلسم کشا جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہو آشوب نے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین فلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پہ سحر کرین خیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہو آشوب نے منھ پھلا کے کہا یہ گانا بے تال ہو اُسنے جھلا کر جوابدیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آبیٹھین کہا کہ بی گانا سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی نظم

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے
سرھانا پائینتی تھا پائینتی میرا سرھانا تھا

نہ دیکھ آرائش گیسو نے وحشت بات کرنے کی
مقابل آئنہ تھا ہاتھ مین کافر کے شانا تھا

جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ لکھوانا
ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا
ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صانع عالم کو
تجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس
اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے الفت روے حسینان آب و گل مین ہی
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی او بت عاشقانا تھا

چھڑایا یار کا ہمسے آسمان نے اُسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہنا ہم تو نقل بھی آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اُسنے کان میں شاہباز کے کہا کہ حضور یہ آشوب میں یہ کمال کہاں شراب میں بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے فوراً گلابی میں بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی عنایت ہے آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھوں سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کر کے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونوں بلا میں پھنسے دیکھیے کیونکر بچیں برق بھی ہوشیار ہو گئے بیٹھا خواجہ اس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے کھایا وہ دافع دارو سے بیہوشی تھا یا تو آنکھوں میں سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف تھا کئی جام عمرو نے یوں ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوشی تاثیر نہیں کرتی عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اسکے پیروں نے اسکو بچایا اب ظاہر میں سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اُٹھی کہ اے شاہباز تم شب کو سحر کرنا ہم اُسکو پورا کر دینگے اور نہیں تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات نہیں کنارے تمکو آگاہ کر دیں اس طور سے تدبیر کرو گے تو تابہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات مشکل ہے شاہباز اُٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہے مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا آشوب نقلی شاہباز کو گوشے میں لائی کہا کہ اے شاہباز رات کو جادوگرنیاں طلایہ پھرتی ہیں جو سحر کرو گے جادوگرنیاں کامل و اکمل ہیں گلیوش بلا سے روزگار ہے ضرور دفع سحر کریگی دن کو سحر کرو یہ باتیں کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہے اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے میں باتیں کر رہے ہیں یہاں نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقۂ کمند کے گلے میں ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا منہ پہ ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ اے وزیر اعظم یہاں آؤ کچھ کہنا ہے عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ میں نے اُسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہے ایسا نہو کہ نکل آئے شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو بھی حلقۂ کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہو اتنے عرصے مین برق نے اور سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کرکے کہا کہ لو صاحبو یہ ہم بھی پین گے پہلے جام سادہ آپ پیا پھر آغشتہ بدارو سے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست درازیان آپس مین ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھ اُٹھکر گرے بیہوش ہوے خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقاب کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو پروردگار عالم کی کہ مین نے تجھکو گرفتار کرلیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پہ لعنت کرو اُس پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کردیا اُس معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرۂ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو ہمنے تمکو گرفتار کرلیا اب بہتر یہ ہو کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کرڈالونگا تمھاری فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہو کہ سب سردار میرے گرفتار ہوے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل سے تمھاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانۂ حضرت اسحق کا استخوان پر درآیا شاہباز بلبلا گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر کٹکر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کرڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صاحبقرانی کو تا چھرا سے گرداب نشان پہونچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگالیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیےگا شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے شاہباز مین بہت قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جاکر ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہی اسکے استقبال کو تشریف

داورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کرو برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہوگیا آشوب و داورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
شاہباز طائر دجادوگر خواجہ نے جاتے ہی عیاری شکل پر شاہباز کو مطلع کیا شاہو تمھی کہ
رہا ہو کہ یہ باتین قبلہ و کعبہ پر موقوف ہین کیا عیاری جونہی جاتے ہی شاہباز کو مطلع کرلیا
آشوب اور رنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحرون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آ ٹھہرے دیکھا
گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس سپاہی صاحب تخت کو گھیرے ہوئے پشت پر بڑھ
لا لیکر ساحرون کا لشکر آشوب کو جو برائے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا ملکہ آشوب
سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہین سب سردارون سے آشوب نے شاہباز کو ادا با اعزاز و اکرام
تمام الکر بارگاہ ایرج مین پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھایا شاہباز
تخت پر بیٹھا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ آپ حضور یہان سے
کوچ کرین یہ وادی ریگستان مشہور ہے یہان والی مین ایک پہلوان رہتا ہو مشہور صحرا نشین اسکا
نام ہے اگر اسکو خبر پہونچی تو فورًا برائے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اُسسے خود پیغام
بھیجین گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہے مگر وہ نہایت زبردست ہو غلام کو خوف پیدا
ہوتا ہو کہ ولیا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہو تم خود جاکر
اسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منھ سے
نہ نکلیگا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہین شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کرکے گیا مشہور
صحرا نشین اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا تھا کہ پہلوان حاضر ہین کہ سرکار دولت سے اسکو خبر پہونچا ان
عرض کی کہ دو پہلوان دیدان وارد ہین بہ تمنائے ملاقات آپکی خالی ہین آگے غیرت صاحبقران نے رخصت ہوا
قدرت سے شاہباز کو پیچم دیکھ دیو آسمان گیا کہ یا غیرت حمزہ کو گرفتار کرو وہ آگیا اترا تھا عمرو سے
اسکو عیاری کرکے ایسا متعجب کیا کہ وہ لشکر ایرج مین پہونچ گیا اب ایرج یہان سے کوچ کرین کے
حضور کے حال سے آگاہ ہوے سے پہ لشکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈنڈ ہلا کر ملا لیا
کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوئے آ اترا ہے تالی کی سبب حاضر ہوکے عرض کیا کہ ارشاد ہوتا ہے
کہا جلد تیار ہوا گنینا تا ہمارا دوست گروہ مقابلے پر خیرہ طلسم کشا کے جاتے ہین کہ یہ کیا تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر دیدہ آکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ ای مصاحب خداوند کیونکر آپکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم بصد شوکت وحشم آپکے بیٹھنے سے گذرا چاہتا ہی مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام قبول کرلی اب آپکو اختیار ہی ایرج آپکے مقابلے کا مشتاق ہی اُسکو بھی پہلوانی کا دعوی ہی لقا کا تو اسا ہی مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہی کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا جہان پایا اُسپر جا پڑا اتفاقاً اس جوان سے جان بچاتے ہین طہماسپ ایسا جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے کا دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طہماسپ و طہماس ایسے میرے چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو جاری کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جاکر کسی کو دوپہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام ہونے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہی شاہباز نے کہا اس گفتگو سے کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ و جلال دیکھینگے مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل و جان سے مین نے اطاعت کی تمھین خبر کرنے آیا ہون مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہی کیا خیال ہی کیسا جاہ و جلال ہی شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُسکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کروفر سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہی زمیندار سے وہان کے کہلا بھیجتا ہی کہ آج مایہ دولت کو فروکش ہونے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو اُسی وقت زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گانون لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہی یہان شاہباز نے آکر ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہی

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتا اب وہ آتا ہے غلام کو بھی بڑا خیال ہے مدت سے وہ یہاں رہتا ہے سیکڑوں قریے اسنے قبضے میں کر لیے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اگر یہاں کے بادشاہوں سے فریاد کی تو ان لوگوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا قوّن لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چہار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پہ فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہیں چھکڑوں پر لدی ہوئیں اس کر و فر سے آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جابجا اترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر کے چھانٹے جائیں اور وہی سب ساتھ جائیں گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر ہمارے ساتھ میدان کارزار میں جائیگا غیر ساحروں سے کہدو کہ تیار رہیں اور ساحر لوگ علیحدہ رہیں کوئی صاحب ساتھ نہ جائیں شاپور نے لشکر میں حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ لشکر غیر ساحراں کسقدر ہے وقائع نگاروں نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہیں شاپور نے عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہے ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار میں ہونا ضرور ہے تنہا غلام کافی ہے ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا شاہباز طائر درنے عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤں شاہباز نے اسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب میں مشہور ہے کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہلاکر رہے ہیں ملازمان ایرج کو انتظار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف میں مشہور ہے چار پہر رات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی کہ پہلوان زریں پوش اکھاڑہ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع ہمراہ میدان چرخ زبرجدی میں آکر خم مارا ادھر سے یہ دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہو کر نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ چکے کہ مشہور صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و دیو زبہ پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر میں سوائے ایرج کے اور کسی کو نہیں چاہتا ایرج نے کرہ بن شقر کو صفت سے پڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا ایسا مرکب اصیل کوہ سرین و کوہ کفل گلے میں سونے کی ہیکل تھوتھنی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیاں مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

قلم وصف توسن میں کیا کروں   کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہے   ملا ہے عجب رنگ شبگوں اسے
وہی جسکے لقب اسکا شبرنگ ہے   تڑپتا ہے میدان میں سیماب وار   صبا نام رکھوں تو بے ننگ ہے
ہر اک نعل ہے جیسے بے مثال   قدم با قدم ڈالے خدنگ ہے   قدم کی روانی کو دریا لکھوں
وہ کوہ گران ہے یا سنگ ہے   نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح   کہ وسعت جہاں کی بہت تنگ ہے

تین ٹھوکروں میں گھوڑا سامنے مشہور کے آ کے بھڑ گیا آپس میں گتکا دو زانو ہوئے تین قدم گھوڑا اچھلا اور پانچ قدم گھوڑا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینۂ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکار اٹھا کہ اے جوان میری تلوار کا وار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ جبکہ ثابت ہوا کہ تو میں چلا ہے سر کو ہتھیلی پر رکھ موت کا مزہ چکھا تیرا باپ تو کے مقابلے میں آیا لیس پلٹ جا میں نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب میں فرمایا کیوں اسقدر غرور کرتا ہے شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہیں وار کر یا لات و منات پر لعنت کر اور ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ طعن چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تکبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور مثل ابر کے گرج کر آیا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تو نے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بید ریغ ہے حلال جہات مردان عالم اسکا نام ہے یہ مشہور خاص عام ہے اگر پہاڑ پر لگا ماروں تا بہ بیخ کاٹوں صدہا پہلوان مار ڈالے دل میں درد کا نام نہیں اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہہ کے تیغ بیام انتقام سے کھینچا تا نثار تھا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکالا کیا مثال دود آہ دل مظلومان کہ ولتا یا ابر کا پھٹا برق جہندہ نکلی

خبردار خبردار کہکے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دودمہ سکندری کو نیام سے کھینچا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈالا یا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دو شیر بپکرا رہے تھے جہاں مشہور پکڑ لیجاتا ہے ایرج تڑپ کر نکلتے ہیں اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہیں دو چار گھسے ایسے دیتے ہیں کہ زرہ پارہ پارہ ہو جاتی ہو پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہیں الجھ الجھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے نوبت بازگشت بجائی قلعہ مغرب میں جاکر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے جھک کر ہاتھ بڑھایا اور کہا کیا ارادہ ہے مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہیں ہے حریف سے فیصلہ کیے بغیر پلٹے یا تو تم زیر کرو گے یا ہم تجھ پر غالب آئیں گے تب میدان سے پھریں گے مشہور نے کہا کہ میں ہرگز رات کو مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کے سپر و شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کہ کشتی میں عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا میں کسی طرح مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہے کل صبح کو میدان میں آنا پھر دو شمشیر آپس میں چلیگی یہ کہکر ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گھوڑے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا ایرج بھی آکر اکیلا بارگاہ میں آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ میں تنہا بیٹھا پھر رونے لگا آنکھیں روتے روتے سرخ ہو گئیں عیار اسکا پیمان شگر جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق باہر ہیں آقا اکیلا اندر ہیں پہرے والے سے کہا کہ جا کر عرض کرو عیار آپ کا حاضری کا امیدوار ہوکر باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیجو پیمان شگر اندر آیا اپنے بڑے پہلوان کو اس حال میں دیکھا کہ آنکھیں سرخ سر جھکائے بیٹھا ہے پیمان شگر دوڑ کے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی کہ میں حضور کو نہایت متردد پاتا ہوں ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر کچھ کہہ نہیں سکتا مشہور نے کہا کہ ای یار وفادار میں بر اسکے مقابلہ خیرہ کرکے ستم میدان میں گیا وہ کل فنون سپاہ گری میں مجھ پر غالب ہو شام کے ہوتے ہی میں پلٹ کر آیا گویا تنہا کشتی [illegible]

کہ عیار میرا پیمان شاگرد موجود ہی کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہوسکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل کرون اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہوسکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طرح سے مقابلہ کیا دن بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر بندھے ایرج کے سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے مین وہ جوان ہاتھ پاؤن چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضع ہی مگر زور اُسمین کوٹ کوٹ کر بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہی کہ کل کا اُسنے وعدہ لیا ہی اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اُس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اُٹھا یہانسے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک ضعیفہ کی شکل بناکر لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُنھون نے بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین مگر جلدی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر پیمان گھبرا گیا نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو پیمان نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے آئی ہون برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہی پیمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کردون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پہ برق نے کہا کہ بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے ڈالے پیمان نے سبکسار ہوکر جست کی حلقہ ہاے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان جاتا ہی پیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر طرف لشکر کے چلا یہان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ مہتر صاحب کسکی تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین آیا تھا مین نے اُسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہوکر گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آسکے بیجان بہ لشکر مین داخل ہوا جابجا دوکانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہی بہت لوگون سے پوچھا ہوا پشت بارگاہ ایرج پہ آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روپی عطر کی دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوا دیئے تو آپ لوگون کی بھی خدمتگزاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ ہین کہیدان کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ تولے بک جائیگا اُس خدمتگار کے ساتھ بیجان چلا دوکانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پہ بیجان نے حلقے کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مارکر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھے اُٹھے کے اسنے کاٹا شام کو جب چپی پہ تقسیم ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چپی پہ میرا پہرا ہی تین خدمتگار اور چوتھا یہ قرار پایا چپی پہ ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش کیا اپنے مقام سے اُٹھا کچھ نکالا دارو سے بیہوشی رکھکے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مارکر بیہوش ہوے اسنے دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا اور عیاری مین باندھکر اب حیران ہی کہ کس طرف سے نکلون طلایہ کی آواز کان مین آتی ہی دروازے پہ نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہی آخر پہلوے بارگاہ پر آکے سراپچہ چاک کیا نکلا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اُٹھتا جاتا ہی شاپور اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے تمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہو کہ آقا کو کوئی لیجائے برق کہینگے کہ اے شاپور بڑا افسوس ہی ہمنے تمسے کہہ دیا تھا تمنے انتظام نہ کیا یہ سوچکر اُٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہی دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہی نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہی جی مین کہتا ہی کہ اے شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہی پھر خیال مین آیا کہ چلکر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہی پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پہ نہین ہین

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام پر سراغ پھر ملا کہ پا با نقش قدم دیکھتا ہوا چلا سیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بردوش جاتا ہے خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سوچا کہ اسکے پیچھے چلو آگے آگے سیمان جاتا ہے پچیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہے یہاں مشہور رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ زنگ کی آواز کان میں آئی تو وہ کھڑا ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ سیمان پشتارہ بردوش آتا ہے پکار کر پوچھا کہ اے سیمان شہریار روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے سیمان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاپور بشکل جلاد پہونچا اور خادم وفا شعار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں بلوا ہو گیا کہ عیار بہار سے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر میں گرفتار کرکے لایا ہوں یہ ہوشیار ہوگئے تو آفت برپا کریگا آہنگروں کو بلایئے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو سلاسل و مطوق کیا اسکے بعد ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانہ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کرکے اٹھا سامنے مشہور کو بیٹھے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد حرامزادے ظالم کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہے تو مجھ سے ہو سکے مقدور کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد حاضر ہو شاپور پیچھے سے نکلا تیغ برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسکو ابھی قتل کروں ایرج نے کلمات سخت و سست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسکے سر کا [illegible] ایرج سے گفتگو کرتا ہے کچھ اسکو خوف جان نہیں ایرج نے کہا کہ مردود ظالم سے کب ڈرتے ہیں شاپور نے للکار کر آواز دی کہ وفادار جوان ادھر دیکھ ایرج نے جو ادھر دیکھا پہچان گئے کہ میرا عیار آگیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر [illegible] شانگیوں لگا نعرے کا آواز دیتا ہے کہ او افسرو کہو کہ حکم دیجئے آپ کا جو حکم ہو تو بہادروں کا سر اسکا اڑا جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونوں ہاتھ اٹھا [illegible] ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم

گرمی بازار عشق [illegible] | بہر جوانمرد [illegible] سخن
شعلہ شمشیر شاہ تیغ جگر سوز [illegible] | بانگ دلاور زند [illegible]

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے	بشکنم این بند را وقت جنون مست	خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق

پھینک دیا شاپور نے نیمچہ ہاتھ میں دیا ایرج نوجوان مصروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام سے اُٹھا للکارتا ہوا کہ ای جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ نہ چھوڑونگا اپنے ملازموں کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کر لیا اُسپر یہ غرور مشہور نے طرف بیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہا ارے اپنے شاگردوں کو بلا کمندوں میں اسکو گرفتار کریں بیمان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور بیمان سے نیمچہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے بیمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹ لے آخر اُسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہی شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہی یہ فقرے ہمارے گھر سے نکلے ہیں دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہی پشت پر حریف آگیا بیمان پلٹا شاپور شیر دل نے نیمچہ مارا کہ سر بیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بیمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے آواز دی کہ یارو خبر لو آقا لے گئے ہیں سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر در آپڑا ایرج نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا مصروف جنگ ہوئے شاہباز جو سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرا مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ پر آگرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہو گیا کافر گھبرائے پھرتے ہیں مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ میں سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اُسنے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور میں بھی بے نظیر ہی فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہی بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا بارگاہوں اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروزی پلٹے داخل لشکر ہوئے مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں بالا سے کوہ پر جلدی جاتا ہوں خداوند سے جا کر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کریں کہ جو ایک سحر میں ان سب کا خاتمہ کر دے اُسی طرح گینڈے پر سوار زخم اور سر سے خون بہتا ہوا کپڑے تمام

خون آلود صحرا اُن کو طے کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہے جو مشہور کو اس حال سے دیکھتا ہے پوچھتا ہے کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہے کہتا ہے کہ یارو کیا کہوں عجب آفت میں ہوں قدرت کو کچھ فکر نہیں اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہیں طلسم کشا کا دن بدن زور بڑھتا جاتا ہے یہ پوتا طلسم کشا کا جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہے ساحر زیادہ غیر ساحر کم خود بہادر ایسے دیو سے مقابلہ کیا میں اپنی جان بچاکے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کرایا اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ میں زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہوں یہ سب کہتا سنتا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتیں کر رہی ہے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہے پوتا طلسم کشا کا اس حوالی صحراے عشرت خیز تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے ملک میں جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس حوالی میں قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہو گئے اُنھوں نے یہ زور اُسکے تئیں پایا ہے اُسپر نبیرۂ طلسم کشا اپنے عظم و شان پر ناز کرتا ہے ایسا ساحر بھیجوں کہ جو جاکر زمین ہلادے مگر تو اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہاں ٹھہرتا ہے وہاں لوگ گھیر لیتے ہیں آخر جان بچاکے بھاگا ایک لفظ میں سب کو آگاہ کرتا ہے کہ یارو میں زخمی ہوا میں نے شکست فاش کھائی قدرت سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہے یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا خیمے کے باہر نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہے اول آکر لی گلپوش اُتریں تھوڑی دیر کے بعد توسن و ملیت بھی آئیں شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہو رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہے ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آگے بڑھے تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ میں قدرت سے کہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہے میں اُسی کا انتظار کر رہا ہوں یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک [illegible]

نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون ہوش رشک نسرین و نسترن پشت پر دو لاکھ جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار باز و لقلق قرقرے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا مین اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اُس محبوب مطلوب کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہے آنکھین فرش کرون خاک پا لیکر آنکھون سے لگاؤن توتیاے چشم بناؤن میری تو عجب کیفیت ہے قلب کی یہ صورت ہے کیونکر ضبط کرون ضبط نہین ہوسکتا کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے۔ نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہون تمسے کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھا

یون تو چاہا کیے ہر سال مہینون لیکن
ابکی نوچندی مین اک چاند سا ٹکڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا

کبھی بالون کو سنوارا کبھی سرمہ کو کھینچا
آئنہ لیکے سحر اُسنے جو چہرا دیکھا

ہون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجھکو
پھونکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا

جان بلب ہوگیا دو روز کی غفلت مین تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کرچکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تونے اُسے اچھا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا

آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
کوٹھے کوچے مین کسنے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجھپہ کیا ہے یہ در اندازون نے
بخدا مین نے کسی کو نہین ایسا دیکھا

آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی
مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اُڑ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے اک دن
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کر جواب دیا کہ اے مشہور لعین تمھاری مدد کو آئی ہون تم ایسی باتین کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو مین ابھی جا کر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن دیکھون کون کون جادوگرنیان جمع ہین کہ مقدار اُنھون نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہین کوئی گلپوش بہت تیز ہے ایک آنکھ کا اشارہ اُسکو کافی ہے دیکھون تو کیسا باغ لگاتی ہے اور اگر ایسی باتین منظور ہین تو رخصت ہوتی ہون

کل صبح کو طلسم کشا تیر بلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے مین آگ لگا دیگی بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مشہور کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے ملکۂ عالم فقط نگاہ لطف کا امیدوار ہون آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہین کہ اس حوالی مین کوئی ہمسر میرا نہین ہی فقط مین نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بنجو شاہد قدرت سے عرض کرون تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرا دین خود قدرت تمکو سمجھا دین تین سو قصبے میرے قبضے مین ہین ان سبکو آپ پر نثار کرون ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کرون کہ آپ کو رضامند کر دون کسی خدمتگزاری سے منہ نہ پھیرون ملکہ نے منہ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ مین نہ آنا ورنہ مین بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استادہ کرائی لشکر اپنا اتارا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر کنیزون کو حکم دیا کہ حوضخانہ آراستہ کرو کنیزون نے اسی وقت تخت بچھائے اسپر پھول رکھدیے پیالون مین پانی بھر کر رکھا کہا کہ اے ملکہ توسن چابکخرام آیئے حوضخانہ تیار ہے توسن چابکخرام اپنے مقام سے اٹھی تخت پر آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اچھالتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ اے ہواے تیز اپنا رنگ جما اپنی کیفیت دکھا کیون دیر کی ایک ہواے سرد چلی ادہر تو اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین دو دو سردارون کا بندھا ہوا ہی یہی ذکر ہو رہے ہین کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اٹھین توسن و کلیست نے پوچھا کہ کیون حضور کہان چلین گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئین دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مادیان مشکین زین و لجام سے آراستہ کلائیان مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہی ملکہ گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزین اس طرف چلین دیکھا کہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہی کنیزون کے سر فرا کر سامنے گلپوش کے آئی سر جھکا کر کھڑی ہوئی اشارون سے معلوم ہوتا ہی کہ گویا کہ رہی ہی کہ مجھپر سوار ہو جیے ملکہ اچک کر پشت مادیان پر آئین باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان الٹی پلٹی طرف لشکر توسن کے چلی فضا سے کنار شاہباز طائر دو سویرے سے اڑ کر پرے شکار گیا تھا ادھر سے پلٹا ہوا آتا ہی دیکھا کہ ملکہ گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہی اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باگ پر پنجہ نگارین گھوڑی کی بھاگی ہوئی جاتی ہی شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلپوش ٹھہر جاؤ اب

بادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ بادیان پہ کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب
شاہباز پکارتا ہی رہا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہین جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہین رکتی
شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے
پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز مجھے کیون روکا مین نہ رکون گی مجکو توسن جاپاک خرام نے بلایا ہے
مجھے وہان جانا ضرور ہے اُسنے مجکو بلایا ہے یہ کہکے گھوڑی کو اُڑایا دیوار آہن پہ گولہ مارا
دیوار آہن گر ہی گلپوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن جاپاک خرام
کی بارگاہ مین گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن
نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھون سے گجرے کھول کر دیئے کہا کہ یہ ہاتھون مین پہنو گلپوش نے
ہاتھون مین لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا
اب سب نے دیکھا کہ گلے مین گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہے ہاتھ مین ہتھکڑیان زبان باقی رہی
توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے اُس غنچے کو زبان پہ آراستہ کیا اور زبان مین
سوزن پڑ گئی توسن نے گلپوش کے منھ پہ ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک
کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جاکے کہا کہ
منم شاپور شیر دل زبان سے سوزن نکالو اپنے ہوش مین ہو گلپوش نے اشارہ کیا
فوراً شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جاکر دو ہی گجرے کہ جو
توسن نے دیئے تھے وہ نوچ کر لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر
رہگیا لشکر مین بلوہ ہوا توسن نے باہر آکے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہین جسپر پھول گرا وہ
جل گئی کنیزین بھاگ رہی ہین لشکر مین تلاطم ہے توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی مین
ہاتھ ڈالا ورق ساحری نکال کر دیکھا اسمین نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہین تھی شاپور شیر دل تھا
گلپوش کو رہا کرکے لے گیا توسن نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ پاش کے دانے نکالے طرف آسمان
کے پھینکے شعلہ ہائے آتش پیدا ہوے پھول جلنے لگے سب پھول اسنے جلا لئے غصے مین چہرہ
سرخ کرتی ہوئی کہ یہ کیا بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر
لے گیا پہلے سے میری کنیزون مین کیونکر ملا اب مین انتقام کرونگی اس غصے مین طرف بارگاہ کے

جاتی ہی کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم غلام نوبت بجان دکارد باستخوان ہی ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہی آپکا چاہنے والا بہت بیتاب و بیقرار ہی نظم

آج پھر اس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیاں رگڑا کیا
میں بھلا کیونکر کہوں تمکو برا
کیا کہوں اس عشق میں کیا کیا کیا
تب کھلے ہیں ان بتوں کے ہتکنڈے
فلک نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
آبرو پہ جان کو صدقا کیا
اے شب فرقت نہ کر مجھپر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر اُلجھا کیا
عشق افشان جبین یار نے
آپ نے النسب کیا اولا کیا
اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا
کیوں اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند میں تڑپا کیا
اُسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئنہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوے مستی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا پتھر کا کیا
لاگ پیدا کر کے اب جلاد سے
سحر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوزِ فرقت نے شرارت مجھسے کی
میں نے منھ تیرا نہیں کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آنے میں کیوں عرصا کیا
وہ کفِ پا سے حنائی کرکے یاد
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتون تنکے چنے
پیٹ کر منھ ہمنے یاں نیلا کیا
ہو گرہ موے کمر کی ناف پر
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معرکے میں عشق کے سرکا نہ پاؤں
ہیزم تر کی طرح سلگا کیا
زلف جانان جیسے دیکھی ایکبار
دانت پیسے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق یار رند

ملکہ تو غصے میں بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر جواب دیا کہ کیوں اے دیوانے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن میں نہیں آتا بیہودہ بکے جاتا ہی ہم ابھی جاکے شاپور کو لاتے ہیں یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسوں میں اُترا ہی توسن آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازاروں میں ہنگامہ پڑ گیا دوکانیں چھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منھ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہی جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے مارا گیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہان ایرج نوجوان بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ اول

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہو کے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہی برق و خواجہ عمرو بھی بارگاہ مین بیٹھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ تھوڑے عرصے مین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاءاللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہا ہی ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا مہتر جناب اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمھارا مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہی کس لطف سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد و الامان کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دوکاندار غل مچاتے ہوے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آ گئے پکارتے ہین کہ دہائی آقاے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچائیے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہی اسوجہ سے بہت غصہ ہی شاہباز نے کہا کہ حضور باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف گلپوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاپور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوے کہ ای فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین کہ میرا تکیہ پروردگار پہ ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوے ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے آتی ہی گانی بندھی ہوئی سینے پر ابھار نارپستان یا سنان نیزہ دلستان جہان پاؤن رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ ہین تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کھا رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ چشمہ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن جا باسے خرام نے دیکھا کہ خود زرین بر سر اور سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان بیٹھے ہین نگاہ جو توسن کی پڑی تیر مژگان جو کمانچۂ ابروے خمدار مین پیوستہ تھے نیش زنی سے تھے تو وہ دل پر [illegible] ہوے بے اختیار منھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ بیٹھی توسن کہے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپکی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب دے سکی سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ مین آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر سامنے بیٹھا رنگ روسے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہی مگر خاموش ہی جانتی ہی کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منھ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا
سیر غربت مین جو کی ہمنے وطن یاد آیا
ہمنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا
جانے والون پہ عدم کے نہ مین رؤون کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا
گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا
لحد تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی
شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا
یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت مین بندھا
قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا
باغ مین بھی نہ مین اس رشک چمن کو بھولا
زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا
بولتے بولتے کیون ہوگئے خاموش ای رنگلے
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز ہی ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھاری گرفتاری کو آئی تھی اس شہر یار مشہور نے بہت پریشان کیا ہی آپ یہان سے کوچ کیجئے طرف صحرای گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرای گرداب نشان و صحرای باد انگیز فتح ہوے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کرین کنیز آپ کے ساتھ ہی یقین ہی کہ رہبری مین میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرای گرداب نشان مین پہونچا دون اور گرداب جادو یہ دل آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہرکارون نے یہ خبر مفصل مشہور کو

پہونچائی کہ ملکہ توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پہ عاشق ہوئین اب دربار مین خوش بیٹھی ہین یہ سنکر مشہور آگ ہو گیا کہا کہ ابھی جاکر سر اس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر ایرج سے نہین لڑا غرور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب سمجھتے سکتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا۔ فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہے سب پہلوان گینڈون پر سوار ہوئے بارادۂ رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہے کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرا نشین تیغہ برہنہ ہاتھ مین گینڈے پر قبضے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی تین لاکہ اسکے ساتھ والے بھی آگئے گرے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سپاہ کا کشتن جان ہوئے لشکر مین غلغلہ بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرا نشین مع لشکر آپکی فوج پر آگرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہے کہ بارگاہ مین آئے حال توسن سنکر بہت غصہ آیا جھلا کے آپڑا کہکر چلا ہے کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اسکی یہ ہے کہ اپنے کو بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جا کے اُسے پلٹائے دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کہیے اُسکو پلٹا دون یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جا کے اس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہکے کرۂ بن اشقر پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلے اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اسکو مارو یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم
منم صفدر و صف شکن پہلوان
نہال گلستان صاحبقران

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر لڑنے لگے ہر مقام پہ تلوار چل رہی ہے کہیں سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹن

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جمایا پھر ہرے علم کے کنول لیے جنگ میں مصروف ہوئے کتنوں کے عرصے میں مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانوں کے لاشے جابجا خاک میں پڑے ہیں ریت جو زخموں میں لگی ہے پھڑک رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ نہ ہوا لاشے پہلوانوں کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتیں کر رہا ہے کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشۂ جعفرانی شمشیر برہنہ ہاتھ میں پہلوانوں کو قتل کرتا ہوا آتا ہے لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگے نظر آتے ہیں مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤں کسی طرف نکل جاؤں مگر ایرج سے مقابلہ کروں ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہے بڑا تجھکو ملک کے آنے کا رشک ہوا اوبھیا حلوا فردون را روئے بادشو کے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور برس پڑا ایرج نے وار اسکا خالی دیکے سرکو بچا کر یہ ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اب فوج مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جھٹ مقابلے میں پہونچے وہ ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ اے شہریار میں آپکی اطاعت کرتا ہوں دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے سے بیتاب جھلایا گینڈا اڑا کر مقابلہ ایرج میں آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بڑھ کے بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پہ ماروں دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیوں لڑتے ہو میں نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہو گئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے سب دلاوران سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دیدار سرداروں سے مشہور ہوا ملکہ توسن جا بجا خرام پیلوں کے تخت شاہانہ میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلیے معرکۂ عظیم پیش ہے گرداب جادو بڑی ساحرہ مکارہ ہے اگر خدا اُس سے جان بچائے تو بڑی بات ہے اُسکا سحر نہیں کرامات ہے ہفت پیکر کو اُسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہے اپنے مقام پر کہتا ہے کہ یہ دولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہے وہ بلائے روزگار ہے کالی آفت ہے ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لڑا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحروں کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن جاپا کے خرام و گلپوش کو کیا اس کروفر سے لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کر کے اوس طرف صحرائے گرداب فشان کے چلے اب حال خیریت مآل شاہزادہ نور الدہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ جو آوارہ دشت ادبار ہو کے چلے ایک صحرائے خارستان میں گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے میں ٹھہرتے ہیں تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نور الدہر دیکھ رہے ہیں کہ جنگل سے ایک شیر پیدا ہوا دھاڑ کو مار کر شبرنگ پر جا پڑا اس نے چاہا کہ بھاگوں شیر نے آکر گردن لی چھاگل ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے بڑھ کر چھاگل اٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھروں نہیں معلوم کیا شے دیکھی سبحان اللہ کہہ کے چشمے میں پھاند پڑا نور الدہر حیران ہوئے کہ طہماس کیوں چشمے میں پھاند پڑا نور الدہر اپنے پیلوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر عالی آراستہ ہے طہماس ایک نازنین کے پہلو میں بیٹھے ہیں شبرنگ ساز ہاتھ میں بجا رہا ہے نور الدہر حیران ہوگئے طہماس کو پکار کر آواز دی ارے ہم پر بیشہ کلنگان کیا کہ ہماری رفاقت چھوڑا نازنین کے پہلو میں جا بیٹھے طہماس بوس و کنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا کہ او شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپ کی بہت مشتاق ہیں نور الدہر نے گھبرا کے گھوڑے کو ٹھوکا مارا گھوڑا چاروں چٹیاں چھوڑ کر نور الدہر کو لیے ہوئے چشمے میں جا پڑا نور الدہر بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی میں پایا ایک نازنین نہایت حسین و مہ جبین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال میں یکتا نسترن باغ پیرا نام معشوق طبائع عاشقان خاص و عام مقام صدر پر جلوہ گر کنیزیں ایک معشوق سبز رنگ پہلو میں طہماس کے ایک پہلو میں شبرنگ کے بیٹھا ہوش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گا رہا ہے نظم

ہنگامہ گرم آپ سے بازار نے کیا
رسوائے خاص و عام دل زار نے کیا

سوداگران ہجوم خریدار نے کیا
دل سرد سیر آگہی بازار نے کیا

ستھرا تیغ ابرو خمدار نے کیا
میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

جن سے کہ لپٹا سر سے نہ اترا کسی طرح
دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار حشر مین
رخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا

بدنام اسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو
سارا فسانہ یار کی تکرار نے کیا

سیدھا کرونگا گیسوے خمدار کی قسم
جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا

ای بادشاہِ حسن ہوا تجھپہ وہ فقیر
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا

جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن
مردہ خراب کافر و دیندار نے کیا

گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا

قاصر تھی رعب حسن سے ہر ہر شبہ زبان
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا

دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا

یان ہونٹھ نیلے کر دیے دانتون سے کاٹ کر
وان زیر لب کسی کو اگر یار نے کیا

بے یار سیر باغ جو کی مین نے جا کے رند
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

شبرنگ کس لطف سے یہ غزل گا رہا ہے کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ سامنے ہین کچھ دروازے پر ہین کچھ سامنے دالان مین یکایک دروازے پر غل ہوا ایک کنیز دوڑ گئی اُسنے آکر عرض کی دروازے پر مہتاب کرگدن سوار خنجر بکف آیا ہے کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو بلا کر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہے دروازے پر کنیزون کو قتل کر رہا ہے یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رکتا سامنے جو پہونچا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکے بیٹھی ہے دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہون اور تجھکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ مٹا دونگا تجھکو خاک مین ملا دونگا یہ کہکے گینڈے سے کودا تلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہر اپنے مقام سے اٹھے مقابلے مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہر نے تیسرے پیچ پر اُسکو اُٹھا کے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھا جھٹکا دیکر گردن اُسکی کھینچ لی مار کر اسکو نور الدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ ای شہریار [illegible]

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ ہی کا
نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا در اصل جہنم ہوا اسکا انتشار کم ہوا ہمین نے اپنے باغ
مین جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ مین چلیے یہ سنکر نور الدہر نے طہماس و شیر رنگ کو ساتھ
لیا چار سے کنیزین ہمراہ اس مکان سے نکلین نور الدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر مین ایک چشمہ
ہر موسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طے کرکے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ
کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہین ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوئے ملکہ سے پوچھا
کہ یہ جوان کون ہین ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہین یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئین پس یہ ساحر
بخدمت شاہنشاہ خار صحرا کہ باپ ملکہ کا روانہ ہوئے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نے
مردون کو لیکر باغ مین آئی ہین یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا
غصے مین اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کرکے چلا اسوقت سر باغ پر پہونچا
کہ ملکہ نور الدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ ہم
شاہنشاہ خار صحرا او گیسو بریدہ نبیرہ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہے دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہون ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے فورا اسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملکہ
کے آکر پھٹا اسمین سے دھوان نکلا جس کنیز کی آنکھ مین دھوان لگا وہ منہ کے بھل گری کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس مین بیٹھی تھی
اسنے ارادہ کیا کہ اٹھون شاہنشاہ خار صحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
گر گئی جو پہلوے نور الدہر مین تھی اسنے اٹھکے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اسکے قطرے جو شیشہ پر
گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خار صحرا نے پھینکا اس شیشے سے جو پانی گرا اس
نازنین نے جو سحر کیا تھا اسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اس نازنین کے سر پر پڑے
وہ بھی لہرا کر گری آنکھین کھلی ہوئین دیکھ رہی ہو کہ شاہنشاہ خار صحرا زمین پر آیا نور الدہر و
طہماس کو بھی سحر کرکے گرایا یہ دونون جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اٹھ نہین سکتے
چاہتے ہین کہ اپنے مقام سے اٹھین تلوار کو ٹیکا اٹھے اور پھر گرے کہنیون سے خون ٹپکا
ہو بیکار ہو رہے ہین شاہنشاہ خار صحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ مین ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شاہنشاہ خاور صحرا ادھر آئیے ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہی دیکھیے وہ ظالم تجھے نیچا دکھاتا ہو چاہتا ہو کہ تجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خاور صحرا نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ پہنے پیراہن ایک پائچہ گھسٹتا ہوا اور ایک چھوٹتا ہوا اسطرح پڑتی گرتی ہوئی آئی ہو منھ سے گلوری گر گئی خالی منھ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا آواز دی کہ ارے وہ عیار مکار ہی اسی کی مکاری کا سارا فتور ہی فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہی کنیز بتاتی ہوئی چلی کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہی کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو مجھکو نگاہون مین کھائے جاتا ہی دیکھ مجھکو گھور گھور کے نہ دیکھ میرا خون ہلکا ہو گھٹا جاتا ہی ابھی کل بخار اترا ہی آج پھر یہ کیفیت ہی کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہی آنکھیں جھپکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھور رہا ہی اب کا بچا جاتا تو گنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اسے روکیگا یہین سے سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے ارے کمبخت مین ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو پھر تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار چالاک و مکار ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تک سوگواری کرینگے اور اُسکو ترس نہ آئیگا ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکا خوف ہی ایسا نہو کہ کوئی فرقہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہی اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہی کہتی ہی کہ گولہ پھینکو نہین پاؤن اُسکے تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہی کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہی کہین چھپ کے کہیے پھر گولہ پھینکتا ہون کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ ہمیشہ آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہی کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز ہی آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اسنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کمند تیار کر کے حلقۂ کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈال دیے اور نعرہ کیا کہ منم شیر جنگ بن عمرو یہ کہکر

خنجر مارا یا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑون کنیزین جل گئیں صد ہا باقی رہین
ملکہ نے دوڑ کر شیر رنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے شیر رنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیری
مدد کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر نے دیکھ کر کہا کہ اے شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہین کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضے میں کیا اس سحر کی عالم ہوائی شہنشاہ سحر آپکے
واسطے بنایا تھا پہلے شیر رنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری ہمزادی نے لیا میں اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا جو شتاب کا
پہلا احسان ہے کہ یہ جادو سے میری مجھ میں آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت میں کیا عذر ہے میں
آپ کے ساتھ چلونگی صحرائے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نور الدہر کو لائی تھا
مسند پر جگہ دی گلشن طہماس کو نیک بخت شیر رنگ آکر صحبت میں بیٹھا کو کہا اسکی سرسبز جادو
شیر رنگ کے گلے نہ ہمارا مائل ہے اب تو جلسہ جائیے سطح اسلام ہوتی کہا کہ اے شہریار اب جلد
کوچ کیجے اپنے کہ صحرائے گرداب نشان میں پہونچائیے آپ کا کوئی نہ چشم ہے نور الدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمہیں کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگیں کہ ایک نوجوان غیرت رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساحر جمع ہیں اب انکو صحرائے گرداب نشان کی
پہچھی مانگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہیں فی الحال تو سن چاہا بسم خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوتی ہے کہ اس سے بڑے بڑے طلسم نکلیں گے وہ وہانکی واقف کار ہے اور گرداب جادو
سے تم کھتی ہو نور الدہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا لشکر بلخ پیرا و سرسبز و
گلشن اشکر کلان نے اپنا بھی تیار کیا اپنا بالا سے سر آراستہ کیا نیرا پر نور الدہر و طہماسپ
و شیر رنگ عیار جاتے ہیں ابر کرکتا ہوا سر پہ جس صحرا میں جاکر اترے لشکر نے اسی وقت
اس صحرا کو چمن زار کر دیا گلہائے سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نور الدہر راہ
رو روی کرتے جاتے ہیں کہ چوتھی منزل تھی پہر دن کھلا باقی ہے کہ لشکر سے بارگاہ زربفتی
استادہ کرائی نور الدہر کرسی پر بیٹھے ہیں طہماس ساطوس مقصود بشر کا ذکر ہے پیر کچھ ہوگئے
پہلو میں بیٹھا ہے شیر رنگ سر پہ رومال ہلا رہا ہے کہ لشکر سامنے کھڑی ہوئی سرسبز بیلوں

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہی ایک ابر آسمان پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاؤ ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی ہیکل دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین دور کابے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر شامل رہے ہین کئی سو کنیزین زرین پوشش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی پریزادون کا جماؤ ہی نور الدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس الیاس رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیا سرسبز و شاداب ہی ہر چشمہ لا جواب ہی دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشفاق کوہی یہان سے قریب قلعہ ہی قلعہ جہرانیہ اُسکا نام ہی وہانکا حاکم ہی اسوقت برائے سیر نکلا ہی اِس طرف بھی آگیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر بجا آ تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپسے دریافت کرتا ہی کہ آپ کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پُربہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا شبرنگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان برائے سیر صحرا سے گذر آپ نشان جانتے ہین عیار نے آکر اشفاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کر کے سر انکے خدمت خداوندی مین لیجاؤنگا لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن باغ میرا ساتھی ہی میرے قلعے کے قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین اُنکو بلواتا ہون یہ کہکے حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے اور اے نہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن سحر کرے تو وہ سحر آپ آکر روکیگا آپ آکر نسترن کو گرفتار کرین مین نبیرۂ حمزہ کی گردن لیجاؤنگا نہنگ اُدھر چلا لشکر اُسنے مقابلے مین نور الدہر کے اُتارا بارگاہ آراستہ ہوئی شام کو اُسنے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر نور الدہر کو پہنچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر شیرین کلام اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا

فوج انجم ہوئی گریزاں سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

لشکر ضیا و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نورالدہر سوار ہوئے ملکہ نسترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحرہ و کنیزان ملک پشت پر میدان مین آکر پہونچے لشکر کوہیان فرداً فرداً میدان مین آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھپر کا چھپر دوش پر بار لادے ہوئے دو تلوارین کمر مین حمائل خنجر کمر مین نیزہ ہاتھ مین پشت پر ترکش جمے ہوئے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سو کنیزین گلشن و سرسبز پیادہ ہمراہ رکاب مین نورالدہر گھوڑا بڑھائے ہوئے سب کے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آکر لشکر نورالدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گہربار کرتا ہوا پیدا ہوا ادہر نہنگ عیار اسکا شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر پھٹا دیکھا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم آئیے مین آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ وہ میدان مین کھڑا ہی بی بی نسترن ساتھ آئی ہین مین نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر بی نسترن سحر کرین تو آپ روکیے گا اور مین نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑکے لاتا ہون آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تابہ کوہ زبرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر بی نسترن سحر کرینگی تو بہت پچھتائینگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکے سلحشوری کی دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا نورالدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیون بڑھاتے ہو اگر تمھین کچھ نہ ہوسکیگا تو تمھین خفت آئیگی طہماس رکے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئین بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ جو مرکب چو برق یا بادی
تیزتگ ز برق جیسا پاس تھا

طرفہ دیوانہ پریزادی
نیزی گوش و دمی کاکل

خوشخرامی ز راہ آہستہ تر
دستہ بید و دستہ سنبل

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت و صورت زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤن لگا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نور الدہر نے کہا کہ بیشک وہی ہمارا دستگیر ہے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر اشفاق بہت حیران ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجکو ہر مقام پہونچاتا ہوگا نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نور الدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹکر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے سے روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین لسترن کو خیال سوسن کا لگا سوسن لسترن کو دیکھ رہی ہی یہی خیال ہی کہ سحر شکن نور الدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نور الدہر نے ایک مقام پر نیزہ لگا ٹھکر تقصیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غل بلند ہوا کہ ہمارے افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کرتا دوابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اسنے دستانہ مارا تیغہ جو کلکو کرا کنپٹے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے نور الدہر نعرہ کرکے جا پڑے نعرہ شاہزادہ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہ آتش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندش
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کہ ہمیش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندش

و دیگر

بطفلی ز جرأت ہنر داشتم
نقارا بپاسہ دست برداشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساطور کھینچ کر

یہ بھی پہونچا جسکے ساتھ ہزار ہا سپاہ گینڈے سے چار شگڑے ہوئے ملکہ سوسن زبان دراز جرأت شاہزادے کی دیکھ رہی ہیں کہ ہزار ہا کو بیہوں کا بلوہ ہو مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہو جسپر جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزیں جو پاس کھڑی ہیں اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کو ہی دشمن جان اور تشنۂ خون ہو رہے ہیں مگر کس زور سے مصروف جنگ ہیں سب لڑنیوالے اپنی جان سے تنگ ہیں دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑوں سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر بھاگ رہے ہیں کوئی منھ پر پلٹیں جاتا ہو پلٹیں اور ہر رسالے کو شکست دی ہو شمشیر کیسی برق تپ سے چل رہی ہو گھوڑے کو دیکھو کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہو مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہو کہ ایسا نہ ہو اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائیں تیروں کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہو تمام جسم تیروں کی بوچھار سے چھنا ہو لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت شل ہاتھ پیران کہتی ہیں ہمراہ رکاب جرأت میں لاجواب حقیقت یہ ہو کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہیں گذرے مجکو فکر غم والم نے گھیرا ہو دل شل ہا ہی بے آپ تڑپ رہا ہو یہ بڑے قد کا جوان کون ہو جس مجمع میں پہونچا مجمع منتشر کر دیا میدان کارزار لاشوں سے بھر دیا اب میں سحر کرتی ہوں کہ کوئی بھاگ جائیں افسر تو انکا موجود ہو بھاگ کر نکل جائیں ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائیں کنیزوں نے کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کوئی گرفتار کرلیں کہا کہ میں یہی چاہتی تھی مگر دل نہیں مانتا دل کی عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو نظم

بے ملاقات نہ بنے کا عدم جانا ہو
آ چلیں آ چلیں صاحب کا اگر آنا ہو

قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
آج ہی آئیے اگر موت کو کل آنا ہو

ہوشیاروں میں سے گنے مجکو وہ دیوانہ ہو
رفتگی دیکھیے اب آپ میں کب آنا ہو

کعبۃ اللہ کے حاجی کریں جا جا کے طواف
ہم ہوں اور ساقی مدہوش ترا میخانہ ہو

حسن اگر مصر کے بازار میں لیجائے بکے
جو کہ کتنی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو

دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو

نقل کو اصل کا سامان نہیں ہوتا ممکن
دخل کیا گیسوئے سنبل میں کبھی شانہ ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور
قصر جنت سے منور مرا کاشانا ہو
جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا
زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکریں کھلواتا ہے
بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیریں جہان دونوں گوارا ہیں مجھے
کھاؤن میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشان مین جو تو جائے واعظ
نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آکے جو اک تقدیر سے بالین سے
ہے یقین موت نے بھی جاکے نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں مین آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزیں ہان ہان کرتی رہیں مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کوہیوں پر مار دیا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن باغ ہیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھیں کہ یہ نور الدہر جو سحر کرتی ہو طاؤس اُڑا کر قریب پہنچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہوئیں کیا کر رہی ہوں لشکر کوہیان کو بھگاتی ہوں تم کیوں گھبرا گئیں نسترن نے کہا کہ ای ملکہ کتاب تصنیف کردہ قدرت میں ہمیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت چندہ ول آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او کسبی یہ مسلمانوں سے میل کرتی ہو دیکھ تجھپر آفت آتی ہو ایک پنجہ آسمان سے نکلا اسنے سوسن زبان دراز کو اٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے پرواز کی پیچھے اسکے پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اسمین پنجہ اترا نسترن آسمان پر ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اتری سوسن کو ایک نخل سے باندھا یا کوڑا اٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اس ساحرہ نے رسی سے باندھا کوڑا اٹھایا چاہا کہ مارے نسترن نے کٹار وہیں پھینکی کہ اس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اسنے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اٹھایا نسترن نے دوسری کٹار ماری کہ دوسرا بھی کٹا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ جھٹکا یا پنجہ پھینکا کڑک کر اُسکے سر پہ گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری پڑی ہو اپنے کو شکل بندھا پایا زور کرکے کمندوں کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی لسترن سے کہا کہ بڑا احسان کیا اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونوں نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نور الدہر کے چلیں کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو نمکحرامی پر کمر باندھی ہو اب کہاں جاؤگی ایک زنجیر آسمان سے گری دونوں کی گردنیں بندھ گئیں کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر سنگی کے دست بستہ کھڑا ہو گیا ایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا سحر ہی قدرت مجھ سے کیوں نہیں بولتے تھوڑے ہی عرصے میں ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیاں گلے اُنکے بندھے ہوئے زیر میں چپکی ہیں منھ سے نہیں بول سکتیں آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ یہ دونوں باغی ہو گئیں تھیں حمزہ کی شرکت کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کولا ڈال ان دونوں کو لیجا کر قید کرے تصویر نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے میں بروز منگل انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اُسکا یہ حال ہوگا پہلو سے دیر سے ایک ساحر کہ منتظر بیٹھا ہوا دونوں کو کشاں کشاں لیچلا ایک مکان میں لا کے قید کیا زبانوں میں سوزن دی دن کا آب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ لسترن کی زبان میں سوزن سر نگوں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہو نگہبان اُس ادا کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدموں پہ گرا کہا کہ میں غلام ہوں مجھکو یہ غلامی قبول فرمائیے دل بھر آج تڑپا ہوں کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اُس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت بالا بالا ان کو کہہ چکے ہیں اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا میں آپ کو قید سے رہا کر دونگا مگر اپنا لیجئے لسترن نے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہو کہ مجھکو اس مصیبت میں دیکھتا ہی اگر اس امر کا خواہاں ہو زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانیں گے یہ سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران تھا اور خود بیقرار تھا فوراً زبان سے لسترن کے سوزن نکالی لسترن نے ہاتھ بڑھایا سوسن کی زبان سے سوزن نکالا دونوں نگہبان کے

۲۰۱۳ ۳ ۱۲

شنیع کرنے لگا لنترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہو اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجھکو ذلیل و حقیر جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال شہزادہ صاحبقران ہین اُنھین کا ساتھ دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے زمانۂ اختتام عمر طلسم آگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیردلون کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بیدریغ سے نہ بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی صورت نکالی اور کہا کہ چل تجھکو خدمت شاہزادہ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیر دلان جمع ہین دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر چند کہ ملکہ لنترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ لنترن پر ہاتھ چھوڑ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چکی ہی اسنے نگہبان کی پشت پر کارد ایسی ماری کہ سینے کو توڑ کر پار کر دی نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے نکلین پرواز پیدا کرکے چلین ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوے چلے کہ ارے ان نازنینان حسین نے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہو جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ ساحر ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے کھینچ کر مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال ہوکر بیدار رہا صورت زیبا کو دیکھ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہوکر پکارتے ہین کہ اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہی کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین نظم

گلا مت توڑ اپنا اے جرس بس نہین اس راہ مین فریاد رس بس
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اس سے جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسی محبوب کی ہو گور پر گل ہماری خاک کو ہے خار و خس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہی میر بہت نکلی ہماری بھی ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہو رہے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہو دونون نے کہا کہ جاکر تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو اسنے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہو ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہین تصویر کو پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نورالدہر کے چلین

نور الدہر فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونوں شاہزادوں کے واسطے پریشان ہو رہے تھے کہ کنیزوں نے خبر دی حضور نگہبان آتی ہیں نور الدہر باہر نکل آئے دونوں شاہزادوں نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جا کر آفت برپا کر رہے ہیں تصویر پر تو پڑنے لگے دیکھئے اسیر وہ ہوا کیا کہ کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ جو پہنچے اور دوکانیں لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافوں کی دوکانیں لوٹ لیں بزازوں کے تھان اٹھا لئے کھانے کی چیزیں اٹھانے لگے ہلڑ جو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے زبرجد شاہ نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار وحشی مثال میلے کو لوٹ رہے ہیں اور قتل بھی کرتے ہیں نسترن و سوسن کا نام دیا ہے یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے گروہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائیں جس جگہ پر جنھنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیاں طے کیں تیسری گھاٹی پر آکر پامال ہوئے بعض پہلی ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک آنے آئے تمام ہوئے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندوں کو ہمارے آگاہ کر دو کہ جو خلاف مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اسکا دشمن ہو جائیگا کوہ ہاں ہی کو ہیں سنگ انداز جادو سے حکم دو کہ پیر بدیع الزمان پر لشکر کشی کر کے جائے اور انھیں گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے آگے نہ بڑھنے پائیں ان نازنینان مہ جبین نے بڑے فتور کئے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی پہلی گھاٹی شق ہوئی اس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوئے دو گھاٹیوں سے اہل فوج نکلے تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لئے ایک اژدہا سواری نکلا چند اژدہوں پر مال بارگاہ کا لدا ہوا اس گروہ سے کوہان برائے مقابلہ شاہزادگان نور الدہر چلا یہاں نور الدہر شب کو اسی صحرا میں اترے تھے دونوں شاہزادوں کی رہائی کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ شعلے سے آتش نمایاں ہوئے دیکھا کہ وہاں اژدہا پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحران بد نہاد پشت پر آکر مقابلے میں اترا دن تھوڑا سا تھا [illegible] شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شہر نگار نے خبر دی شاہزادوں نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے عرض کی کہ آج کنیز شب کو طلائے پر رہے نور الدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آ کر ٹھہری دو پہر رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کوہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ نسترن دیکھ رہی ہے ابر اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لشکر کوہان سے ایک اژدہا نکلا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے کہ لشکر نور الدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا اُسطرف سے پھرا کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آ کر آپس مین مصروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتے کبھی آپس مین دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے جسم پر نشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہان کے آیا تھا اُسپر اژدر سوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر پھینک دیا اب اژدر سوار پھر پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی تلوار تیر مگر اتنی بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست کی اور دہن اژدر مین پھاند پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن کو اژدر نے انکو بھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آ کر منھ سے دم کھینچا خیمے سمیت نگل گیا ہنگامہ یہ ہوا کنیزین دوڑ کر دربارگاہ سوسن زبان دراز پر آ کر پکارنے لگین کہ ای ملکہ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہی ایک اژدہا آیا ہی کہ اُسنے ملکہ نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہی ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے سب حال بیان کیا لشکر مین آ کر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہی خیمے اور دوکانین پامال کر رہا ہی سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور بہت

سے

خالی ہوتے ہین زمین پر لوٹتے ہین اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کرکے دوسری بارگاہ کیطرف
پہنچا یہ ہو سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیون اسقدر بدعت کرتا ہے خوف خدا سے نہین
ڈرتا یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تونے اس طرح پامال کیا لانسترن کہان ہے اژدر سوار
نے جواب دیا کہ ای سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کود تلوار کھینچ کر لپکا سوسن
پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی بچے پیدا ہوے وہ بچے آکر کمر مین
لپٹ گئے اٹھا کر لیے چلے جب بلند ہوچکے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی
پنجہ دیے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جاکر مثل بجلی کے تڑپا پنجے سے اسکے چھوٹین
دونون سے آپس مین سحر ہونے لگا اسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اسے توڑا اسنے گولا مارا ملکہ
نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے کئی گولے
اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اسنے گولون کو کاٹا کوہان سوسن پہ
جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑ لون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان
نے اسکو جھڑ ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر پہ گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہوے
شکم سے اسکے کئی سو جادوگر نکلے جون جون ہوا لگی قوت جسم مین آئی نسترن بھی دریاے
خون مین غوطہ مارتے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پانو
مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ رک گیا سوسن
برق کے مانند کڑک کر آئی نسترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا
مارا گیا وہ بلا کا ساحر تھا اب اسکو دوڑا کے مار لینگے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹجاو
مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پہ ہاتھ رکھا اس شاخ سے
کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھکر طرف کوہان کے پھینکا کہ او مبہوت بے مثل غنچہ
کے دلتنگ رہ اور مثل پتون کے ہاتھ ملا کر یہ کہکر دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا
ہر درخت پر ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو
جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہے کہ
ایک نخل کلان پہ ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اسنے پکار کر کہا کہ ای کوہان فدا اس طلسم

متوجہ ہو سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز میں عجیب درد تھا نظم

تا قلعہ باغ ہے نہیں دلکش
آسمان دل چراغ عقل ہے گل
لالہ دل پہ لیکے جب داغ
جعفری نے دکھایا جب رخ زرد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان میں گل ہوا پامال
شاخ پر ہو جو بیٹھے بے چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھ لیجے ثبات عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیاں
نرگسی چشم میں جو فن پنہان
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
خاک میں مل گئے جو سیمتن
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ میں گرہ جو قبا ہی

اس چمن کی جو کرتا تھی جو دی
تب ہوا سرو فتنہ ہو دو بہار
جب سے سرگشتہ ہوا ملک زرد
تب نظر آئے گیسوئے سنبل
گل ہوا جب چراغ شاہد رخ یار
چشم نرگس جھکی ہوئی سوئے زمین
عندلیبوں کے ہیں ہوئی الحان
باغ میں آبشار رونے لگے جمنا
جب ہوا صرصر خزاں کا دور
گل سوسن کا ہے کبود لباس

یہ گلستان نہیں ہے قابل سیر
اے اسد فاتحہ پڑھ با خیر

اس طائر نے اس طرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سننے لگا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے چھل چھل اور اس عالم یاس میں ایک چیخ ماری پکارا تھا کہ ای ملکہ عالم کیا اشعار پڑھے ہیں دل بیٹھا جاتا ہی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں میں آپ کا تابعدار ہوں فرمانبردار ہوں ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہے لیس اب یہاں سے سیدھا طرف کوہ زبرجدی کے جاؤ اور جسکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہوگی تمہارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائیں گے کیا عجب ہی کہ تمہارا رتبہ بلند کریں یہ سنکر کوہان جھوما آنکھیں سرخ ہوگئیں آسمان سے اترا لشکر والوں کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت نے سب کو یاد فرمایا ہی اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا جھوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سارا لشکر جھومتا ہوا طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہی ہر منزل پر شب کو اتر پڑتا ہی صبح کو چڑھ اٹھتا ہی اور یہی رنگ مزاج کا ہوتا ہی لشکر والوں پر تاکید کرتا ہی کہ یاروں چلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھوں کو بلایا ہی

اسی وقت لشکر تیار ہوتا ہے سب صفیں باندھ کر ساتھ ہو لیتے ہیں اسی جوش و خروش میں دن بھر رہروی کرتا ہے پھر جنگل میں ٹھہر جاتا ہے ملکہ سوسن کو یاد کرتا ہے جہاں گل و غنچے پر نظر پڑی وہیں عارض یاد آتے ہیں یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہے

نظم

دام سے لے کے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یوں لگا لاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو
جس طرح سے کوئی کوٹھے پہ کبوتر چھوٹے
ہے وہی جوش جنوں گو کہ گئی فصل بہار
دست اطفال سے اب تک نہیں پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل پا سے نہیں زنداں میں
قیدی کیا پھر ابھی زنداں سے مقدر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا نہیں کیا احوال
کس طرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت میں ہوئیں سب سے ملاقاتیں ترک
اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہے قریب اٹھو قدم رنجہ کرو
پاؤں کی مہندی تمہارے جو نہ دلبر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصدوں پر ظالم نے
نامہ بر ہاتھیوں کے پاؤں میں بندھا کر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا میں نے قناعت جانوں
جان ہی تجھ سے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل میں بھی
پھر سے آنکھوں پہ ترے آئے کیا دلبر چھوٹے
خوبرویوں کی محبت کا برا ہے انجام
تجھ سے لپکا یہ کہیں اور دل مضطر چھوٹے
پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا
جو تعلی کے تھے مضموں وہ یکسر چھوٹے
ایسی افتاد کبھی یار پڑی ہے آگے
پیشتر اس سے بلا رند کر اکثر چھوٹے

اسی جوش و خروش میں چھٹے دن قریب کوہ نہر جیری ہو پہنچا یہاں وہی میلا لگا ہوا ہے مراد مند حاضر ہیں سب طرف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا جلد مراد مندوں کی مراد دیتا ہے صاحب اعجاز و کرامت آپ ہی تو پوچھنے وہ سو خدا مرتدوں کا باپ ہی ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد میں ممکن ہوئیں ساحری دکھلا کے کیسی خدائی کر گئے آخر ناچار ہو کے مر گئے اب آپ خداوند ہیں ہم سب دردمند ہیں کیا مرادیں پوری کرتے ہو دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکایک سینے میں ہلڑ ہوا فریاد و فریاد و الغیاث کی صدائیں آنے لگیں ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالموں کے

ہاتھ سے بچا سکے ایکا ایکی تین دیو خصال فیل مثال ہو تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد ذرا دیکھ تو کہ یہ کیا معرکہ ہے کیون میلے والے فریاد کر رہے ہین زندہ ہین لیکن مرنے پر مر رہے ہین زبرجد شاہ سامنے سے تصویر کے ہٹا خود تصویر نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کوہان بن کو ہین تیغہ برہنہ ہاتھ مین ڈیڑھ لاکھ سوار و پیادل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دو رکابے گھوڑون پر سوار پامال کرتے ہوے آتے ہین جس خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑی اور کھینچ لیا یا ستون گرا دیا جو خیمے مین تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یون پامال کیا اہل میلہ کا عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہین لوٹ بھی لیتے ہین ہر طرح ذلیل کرتے ہین زبرجد کو کوہان پکارتا ہے کہ او ہیجیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہے زیر کوہ آ تو تیرا تاج اُتار دون تجھکو رسوا کرکے مارون زبرجد نے جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند کوہان اپنے ہوش مین نہین ہے ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہے سارے میلے کو ویران کر دیا ہزارہا آدمی مارا گیا دیکھیے لاشے پھڑک رہے ہین جو زندہ ہین وہ بھاگے جاتے ہین مجکو کلمات سخت کہہ رہا ہے زیر کوہ بلاتا ہے نہایت جھنجلاتا ہے حکم ہوا کہ او زبرجد زیر کوہ جاؤ دیکھو تمھارا کیا کرتا ہے فوراً پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمھارا وہ کیا کر سکتا ہے تم بادولت کو خدائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو گیا ہے اسپر بلا آسمان سے نازل ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہے تو جاکر سامنے کوہان کے یہ کہو کہ ہفت پیکر فرماتے ہین کہ اگر لڑائی کی ہوس ہے تو آپس مین لڑو ایک ایک کو دیکھ لے میلے کو کیون برباد کرتے ہو خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چلا راہ مین جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیرون نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش مین نہین ہے زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہے کہ یارو مجکو خداوند نے بھیجا ہے آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہین وزیرون امیرون کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے نیچے اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کدھر ادھر مین آتا ہون زبرجد نے جواب دیا کہ اے کوہان خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس مین لڑو قدرت بھی تماشا

دیکھ رہے ہیں یہ لشکر کو وہاں تھرتھر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت نے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لائیں ہم جنگ کو حاضر
ہیں کہیے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب
تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرأت
سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بہادر ہو چڑھ چلو زبرجد کی طرف کو ہلا لینے
گینڈا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زبرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ
ہوکر کھڑے رہ گئے کو وہاں آکر وزیروں پر یہ کہا کہ اس ملعون کو کیوں جانے دیا زبرجد کو
پکڑ نہ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ اے شہریار ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجد بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند میں نے جو آپکا حکم پہونچایا وہ
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ روانکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے پر سب وزیر مارے گئے میں پہاڑ کے نیچے کو وہاں
مصروف جنگ ہو ایسا ہو کر بالاے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور
جہاں جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پچھتائیگا زبرجد شاہ
تو شکست دیر پہ ہوکے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دارالامارہ شاہی میں جاکر تخت پر بیٹھا اور باتیں
بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سنانے لگا کہتا ہے کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہے کہتا ہے کیسا
خداوند ہے مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ چھت سے قہر کی آواز آئی کہ او یاوہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہے عذاب خداوندی میں مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوے اور
پھر آواز آئی کہ اے بندگان من قدرت مردے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کوئی
زبرجد تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہے بیان تو یہ کیفیت ہو وہاں کو وہاں پہاڑ سے
آکر لپٹ گیا گھاٹیاں پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گھاٹیوں کو طے کرکے بالاے کوہ پہونچا دیکھا کہ
ہوں ساتھ ہیں پہاڑ پر بھی بارش کرتے ہوے تصویر جارہے سنگی کہ اتنی ایک تصویر کی نقل
جا بجا کھڑی ہیں انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
بے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کو وہاں چھپا ساتھ والوں سے بھی الگ ہوگیا

اب تو تصویر نے ایک چیخ ماری کہ دم میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا دھوئیں کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھوں میں دھواں لگا وہ چیخ کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا کے سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر تک گھس جانے کی کوشش کی کہ جھونکا ہوا سے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساختہ کردیا تھا قدرت نے اس سحر کو مٹایا خود اس مقام پہ آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھکو جہنم میں پھینکدا دونگا تجھکو پھر کیوں غم و الم ہے تیرا مقام خاص جہنم ہے دیر تک تصویر نے چلا چلا کے باتیں کیں وقت وہ ہے کہ نور الدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نسترن و سوسن دست راست اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے چلاکر آواز دی کہ نسترن تم نے سنا ہفت پیکر چلا آیا ہے پہاڑ کے سحر کو مٹا رہا ہے جس نے پھولوں کا سحر ساختہ کر دیا تھا اور ہیروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ شخص ہو وہاں پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اسی بات پر آمادہ ہوے اب بالاے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کہاں مٹا اسے کو ان کا بچنا دشوار ہو اسنے خود سحر کیا آتش کے سحر سے بچنا مشکل ہے ارادہ ہے کہ جا پڑوں میں آواز دیکھ رہی ہوں کلیات شکست دیکر رہا ہے کہ وہاں کے دروازے پر دیو کے روکا ہے وہ شخص رہا ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤں نسترن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہوا وہ ہفت پیکر بلا سے روزگار ہے نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا میں پھنس جاؤگی کہ وہاں سے رہائی ناممکن ہوگی غرض سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پہونچا اوپر تصویر کے پھیر دیں کہا ہے کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لیتا اسکا جسے مشکل میں مقام ہے کہ وہاں اسکا نام ہی نکالا یہ سنکر پہاڑ شق ہوا پیر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہو گئے اور دھوئیں میں سب چھاند پڑے گڑھے برابر ہو گئے کہ وہاں بھی ایک غار نکلا میں گرا دھنس غار کا نشان ہوا آواز آئی زبرجد کو یہاں بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہے تخت پر بیٹھا ہے کہ یہ بدار سے آ کر حکم پہونچایا قدرت آپکو بلاتے ہیں زبرجد تعریفیں کرتا ہوا چلا بالاے کوہ پہونچا سامنے تصویر کے آیا عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہے خطا میری سعادت ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ کہونگا بہشت دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانوں کو عجب حال زار میں دیکھا

دیکھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے انکو باغ رنگارنگ میں دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی ہے تسبیح و دست بستہ
تقدیس کرنے پر غصہ آواز دی کہ اے بے ادب تماشہ بین رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
بندے ہمارے سنتے ہیں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہیں بہشت واسطے نیکوں
کے ہے اور جہنم واسطے گنہگاروں کے تجھکو کارخانہ قدرت دکھا دیئے تو نے جو قدرت کو نہ پہچانا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اسنے تمہاری روح قبض کی روح کو زیر عرش ڈال پھیر لایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تعجب نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کر جا کر نور الدہر کو روکے یہ دونوں
جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہیں گرداب جادو وہ ساحرہ ہے کہ ان دونوں کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہے یہ دونوں رک جائیں وہاں تک نہ جانے پائیں کیا عجب ہو نور الدہر کو
سوسن لیجائے اور ایرج کو سوسن پہونچائے یہ دونوں دیار گرداب میں پہنچیں تو ان سے
کوئی ساحر جائے راہ میں انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہیں انکو ہٹا دے دونوں کو آگے
نہ بڑھنے دے زیرجد نے کہا کہ میں جا کے تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر اپنے دربار میں آیا اور اسنے ذکر کیا
کہ قدرت شاہ یہ فرماتے ہیں کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہو کہ جا کر نور الدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا میں ایرج آیا ہے اس جنگل کا صحرائے کشت و خون نام ہے وہاں سے ہٹا دے اور ایرج
کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دیار گرداب جادو میں جائیں اسکے
قبل سے اگر روکے گئے واللہ کے قدرت شناس ہو خلخال جادو ساحروں میں سے یہ سنکر
کہ وہ اپنے مقام سے اٹھی یہ کہا کہ اے شہنشاہ وہ آفت ہے یار دن کو صورت سے وہ خود بھیجا لیکن
بھونچال جادو میں خلخال کی یہ کہکر اٹھی کہ میں تم چلو میں تیار ہے آگئے تو وہ خلخال اپنی فوج
ساتھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر روانہ ہوئی تھا کہ نور الدہر علی جوان نور الدہر آتے ہیں تخت پہاڑ
چشمہ چپ پر سے روانہ ہوئے صبح کیا ایک شب تنگ دوڑتا ہوا آیا عرض کی کہ او سحر یا عجب شہر کہ کل
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے درخت یا تو سبز و شاداب تھے یا بیچ ان
مثل مدفون درختوں سے گر پڑے ہیں جنگل میں آڑتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اڑ رہی ہے
صحرا ویران کھیت و دشت بیابان نشتر سے دیکھو عرض کی کہ پانی کا کوئی دریافت کرے

آتی ہی یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہی اور شبرنگ بونڈلے گرد کے اٹھتے ہونگے صحرا تپ رہا ہوگا شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہی جو آپ فرماتی ہین اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہی یہ سنکر لنسترن اٹھی سوسن نے کہا کہ اچھا مین بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے مین جاکے دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکے لنسترن باہر نکلین صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسین کہا حضور مین پہچان گئی یہ کہکے دستک دی صحرا سے بونا لشکر کا اٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے لنسترن کے آکے کھڑا ہوا ملکہ لنسترن نے کہا کہ ارے جاکے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہی صحرا کیون ویران ہوگیا چشمے کیون خشک ہوے درخت کیون خشک پڑے ہین وہ جوان ایک جانب بھاگا غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہی سامنے ملکہ لنسترن کے آکر دست بستہ عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے مین بی خلخال آکر اتری ہین سحر کر رہی ہین رات سے انھون نے سحر شروع کیا ہی ابھی ختم نہین ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا آب و دانہ اس جنگل مین جانورون کو نہ ملیگا غلام آپ کا جاکر سب سامان دیکھ آیا ہو تہخانے مین بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین لنسترن نے اسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنارے لشکر کے کھڑے ہوکر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہو کر بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیان پڑین تھوڑے ہی عرصے مین ابر برسنے لگا چشمے جو خشک پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک سناٹا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینہ کا برسنا موقوف ہوا چشمے جو بھر پاتو مملو بہ آب تھے پھر خشک ہوگئے پھر خاک اس سطح پر اڑنے لگی بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑی سی دیر مین اسقدر شدت ہوئی کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخین پیچ و تاب کھا کر ٹوٹین گل بوٹے مرجھا گئے غنچون نے دہن اپنے بند کر لیے رنگ پھولون کے اڑ گئے درختون سے مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آگیا تڑپ کر زمین پر گرا ملکہ لنسترن بھی پسینے پسینے ہر چند کہ تسکین دیتی ہین چاہتی ہین ابر قائم کر دون پانی برسے چشمے دوبارہ جاری ہو جائین مگر ابر نہین آتا جب گھر کے آتا ہی تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہی اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہی کہ

ابر لخت لخت ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے دستکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہوگئے انگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ نسترن مجبور وناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون بوا ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر خلنخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر نسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اڑایا آوازہ دی کہ اے ابر بار سیہ رو جا کر لشکر خلنخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بدحواس ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خُلنخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوئے لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلنخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے آگ گر رہی ہی اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹا دون ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہی عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوئے کچھ آگ مین جلے گھبرا کر خلنخال نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو کر لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ آگ کی دیوار کھینچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف لشکر نورالدہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلنخال لشکر کو لیے ہوئے آئی ہی اور ابر برستا ہوا بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا جب لشکر خلنخال کا مقابلہ نورالدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن [illegible] خلنخال مقابلے مین آتی اُترتے اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن و نسترن ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے پلٹایا اور کتنی ہزار آدمی میرے لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلنخال مین

صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری ہوئی جبکہ ساحرہ ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر قلعۂ مغرب مین چھپا شاہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی مین آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونون لشکر میدان مین آئے اُدھر سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آئی اژدر پر سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی بال کھلے ہوے میدان مین آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران لرزان و ترسان ادھر سے لشکر نورالدہر بعد گرد و فر میدان کارزار مین آکر پہونچا ملکہ لنترن و سوسن طاؤسان زرین بال پر سوار آئ۔ خلخال دیکھ رہی ہین کہ لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین اور جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار مین جاؤن کہ یکایک زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ لنترن طاؤس سے گرین سنبھل کر اُٹھین اور ہزارہا کنیزین زمین پر گرین پڑی تڑپ رہی ہین اٹھ نہین سکتین نورالدہر کا گھوڑا بے لگامی کرنے لگا چاہتا ہی کہ لیکر بھاگون نورالدہر ہر چند روکتے ہین مرکب نہین رُکتا رانون مین سے نکلا چاہتا ہی کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤن نورالدہر نے کئی کوڑے مارے لنترن نے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے لنترن نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جا کنیزین جو گری تھین پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھین وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھین اور سنبھلین سامنے لنترن کے حاضر ہوئین کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام ہی یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پہ جا کے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال جادو پر جاکر برسا لشکر مین بھونچال کے صداے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہین کرتی آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوے ہین میدان مین جاؤ مین لشکر حریف کو تہ و بالا کر دونگی مین یہان سے پانچ کوس پر تھی وہان جا کے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی میرے

لشکر کے چلے جب بین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر ہٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی آپ تم میدان مین جاکر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جا کر ٹھہرے تب جاکر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہی کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے ہٹا دو یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا یہ جانا منظور ہی وہان بڑی بڑی جادوگرنیان جمع ہین اگر اُنکے مقابلے مین مجھکے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلخال کو ایسا گرمایا کہ خلخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ ری فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ لنترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلخال کے آئین خلخال نے اپنے کو پُشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھولدیے منھ سے شعلے چھوٹنے لگی وہ شعلے آتش کے قریب لنترن آئے لنترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلخال پر گرے لنترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جا کر گرنے کئی ہزار ملازم خلخال و بھونچال کے جلے جب تو خلخال نے ایک مار سیاہ منھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلخال دوڑی آگے خلخال چلی بلاتی جاتی ہی لنترن بھی اُسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے غائب ہوئین نور الدہر نے گھبراکر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ لشکر ساحر چھپتا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس لنترن کے پہونچایا کہا لو زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو لنترن نے سوزن اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلخال نے توڑے ہاتھ مین لنترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہوگئے پانون مین بیڑیان پہنائین چاہا کہ سر زنجیر تھام کر لیجاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر نمودار ہوا آواز دی کہ ہین کیا کہتا کیا خوب سحر کیا خلخال نے کہا کہ لو ایسے سیکڑون شعبدے یاد ہین اب چاہیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائین گی شبرنگ قریب پہونچا کہا لو دیکھو بی سوسن آتی ہین خلخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک خلخال کے مرتے ہی لنترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی لنترن نے کہا کہ اے شبرنگ یہ بڑا کار نمایاں کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی ہتھکڑیاں بیڑیاں خود پہنین اگر اپنے ہوش مین ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنترن کو رہا کرکے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھوبنجال نے مرنے کی آواز خلخال کے سنی تھی سمجھی تھی کہ شاید مین نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا کہ آگے آگے لنترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے دیکھکر بھوبنجال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ و لنترن پر آپڑے لنترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی جا پڑی نور الدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نور الدہر آئی ہو جسنے سحر نور الدہر پر کیا اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیان اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آ کر مل گئین لشکر بھوبنجال مین زلزلہ پڑ گیا بھوبنجال بھاگتی پھر رہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجد ساحر پر تمو پیکی مین سے ہفت پیکر آواز دے رہا ہے کہ اب ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون یکایک زبرجد سے کہا کہ لو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھوبنجال بھاگی بھاگی پھر رہی ہے کسی پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہے کہ جا کر سر نور الدہر کا لائے زیر کوہ سگان فیل دیکھا ہو جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ اے بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سگان کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے سے اتر کر قریب سگان فیل در آئے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سگان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اسوقت پہونچا کہ بھوبنجال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن یہ قول رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سگان فیل و چار لاکھ فوج سے آ پہونچا بھوبنجال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ سا دیکھ [illegible]

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہے کیوں گھبراتی ہو میں تیری مدد کو آیا ہوں یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہاں کنارے پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا اسکان قیل ور سے مقابلہ پڑا اسکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کردیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے صرف قبضہ ہاتھ میں رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دائی ہو کر خالی دیا خالی دے کر خبردار کہکے ہاتھ ساطور کا مارا اسکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گینڈے اسکان کے چار ٹکڑے ہوئے چار لاکھ فوج جو اسکے ساتھ آئی ہے وہ سب لڑائی میں مصروف ہوگئی طہماس نعرہ کرکے جا پڑا ساطور کو گردش دی صدہا سر کٹ کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہیں کہ بھاگ کر نکل جائیں اب بھو سنچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والوں سے کہہ رہی ہے کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہے کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پہ بھیجی طہماس نے یوں مار لیا کہ جیسے باز کے پنجے سے عصفور نہیں بچتی یک ضرب ساطور دو پرکالے ہوئے فوج بہت ہے لیکن بیدل ہو رہی ہے سب چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں سب نے کہا کہ آپ نعرہ کرکے آگے بڑھیں تو اہل فوج جم کر لڑیں یہ سنتے ہی بھو سنچال نے علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت دلیری ظاہر کرو اور مسلمانوں کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہے کہ یارو نہ گھبرانا چہار جانب سے لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھو سنچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر نور الدہر بہت کم ہے دونوں جادوگرنیاں ایک جانب جانبازی کر رہی ہیں جم جم کے سحر دیکھے ہزاروں کو مارا صحرا میں خون کے دریا بہہ رہے ہیں نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہیں سوسن نے پڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلواریں گریں نیزے برسے خون کے دریا بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہیں سب جادوگرنیاں ساتھ پہلوان گھیرے ہوئے نور الدہر کو جو لڑتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرانا میں آ پہونچا یہ کہکے نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج

ملک ایرج آں آفتاب منیر
تزلزل فگند درمیان صفاف

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
ز گاو زمین تیغ در بن بر کنم

منعم شیردل صف شکن نوجوان | منعم نخل بستان صاحبقران

ایرج نوجوان مع لشکر آکر گرے توسن نے بڑھکر بھوبنچال پہ سحر کیا پھول برسے پھول جو جسم پر گرے بھوبنچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہوکر پکار اٹھی کہ ای ملکہ عالم مین کنیز ہون میری تو یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے نظم

متاع وصال کی لذت اٹھائیگا پھر کیا
گدا کو دیگا نہ منعم تو پائیگا پھر کیا
شب فراق صنم سر پہ لائیگا پھر کیا
یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا
ہزار بار کیا میرا امتحان اسنے
بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر کیا
جفا و جور نہ کر اسکے بندون پر اوبت
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا پھر کیا
وہ گھورتے ہین بری آنکھ سے پھر اب ہر جا
مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر کیا
رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار
یہ آنکھین کور ہون انمین سمائیگا پھر کیا
گرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لیے
وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا
وہ بے وفا ہے نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا
جو زندہ کو فقط مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

یہ اشعار پڑھکر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ خدمت مین اس ملعون و بدکردار ہفت پیکر کی یہان کیون جمے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تمھے کچھ غیرت نہین دیکھو مین تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ مارا گولہ پھٹا تو تلوارین برسنے لگین کتنی سو جوان مر کر گرے ایرج و نورالدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑھکر نورالدہر نے ایک ملیدان کو مارا جوش جرأت مین منھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھکر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیمار تھا یہ صاحب تن و توش تھا نشۂ جرأت سے بیہوش تھا نورالدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بانکپن کی نہ لو ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو سپر پہ گانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج نے بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ منھ پہ نہین لیتے نورالدہر نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے سر زخمی ہوئے گھمسان لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران و ای فرزند دلبند قاسم نوجوان

آپس مین لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کرو ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ اوملم قدسے تیری شامت آئی ہی یہ کہکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ اے ایرج طہماس نے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگرگاہ تک پہونچتا اب بھی اسکو پاس ہو دشمن اسکا مثل نہین ہی ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتی گیر زادے آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی پڑے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہی کہ تمھاری نالایقی ظاہر ہو نور الدہر نے چاہا کہ جواب دون بھوپچال نے اتنے عرصے مین ہزارہا اپنے ملازم قتل کیے قلب فوج مین جا پڑی چہار جانب گولے مارنے لگی قریب ہی کہ سب بھاگین کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ او بھوپچال کیون تیری شامت آئی ہی یہ آواز سنکر بھوپچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ گرا بھوپچال کو اٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا افسرون کو اٹھا لے گیا ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچ کر چلے تھے کہ آپس مین لڑین کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن رشک قمر زیور و لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی

نظم

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردا اٹھا — آکے کاندھا دیا آکر تو جنازا اٹھا
زہد و تقوی سے پھرای رندین گھرا اٹھا — پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اٹھا
شاکر قید سے صیاد کی ہوتی ہی رہا — آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اٹھا
قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی — دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اٹھا
جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا — قد آدم مری تعظیم کو سیلاب دریا اٹھا
نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم — آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اٹھا
کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے — دل پکڑ بیٹھ گیا درد الک ریا اٹھا
اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل — تو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اٹھا
حشر کو ہوتی ہی اک تازہ قیامت برپا — گور سے سر پیٹ اگر لے کے یہ سودا اٹھا
جسکو تیر سے لب جان بخش نے مارا قاتل — حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اٹھا
سنکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر — آج دنیا سے مرا چاہنے والا اٹھا

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نور الدہر نے کان لگا کر سنا مگر برق و عمرو جو لشکر ایرج مین تھے جس وقت بھونچال کو پنجہ اُٹھا لے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونون جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہین اور نور الدہر اپنی جانب اُس نازنین نے کہا کہ مین نور الدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہے جو مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور کم سن ہے مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین نے آواز دی کہ اے گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریاے جواہر مین غوطہ زن اُسنے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طلماس کے چند اشعار گائے طلماس بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر سامنے نور الدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ اے شہر یار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین کا نور الدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ اے طرار چمن میرا عیار تیرا خواہان ہے کہ پہلو سے نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہین تو مل کبھو دارو پیے ہوے — پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوے
آؤگے ہوش مین تو شکایت اک سادہ بھی ہو — اتو فتنے مین جلتے ہو زخمی کیے ہوے
جی ڈوبتا ہے اُس کے ستمگر کی یاد مین — پایان کار عشق مین ہم مر چکے ہوے
اس واکدل کی چشم سے ناصح ادھر تکتے — ہوتا ہے کیا ہمارے گریبان سیے ہوے
کافر ہوے بتون کی محبت مین میر جی — مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صداے ہیبتناک آئی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین مین صدائین مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا نہ دوست کا لشکر ہے نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہے عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہو کہ خود ہفت پیکر آکے سب کو لے گیا اب اُن سب کا پتہ ملنا دشوار ہی چل کے صاحبقران سے اطلاع کریں خواجہ و برق تلاش میں صاحبقران کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گزارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طہماس و شبرنگ نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیہوش ہو گئے نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی تصویر سنگی باتیں کر رہی ہو نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان حق کیونکر حاضر ہوئے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہیں ای زبرجد شاہ انکو قصر عشرت میں لیجاؤ چندے چین کریں اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اُسپر سزا واجب و لازم ہو دیکھا کہ ایک زنگن بھونچال کو لیے ہوئے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی میں اسکو بڑے جبر سے لائی ہوں راہ میں اسنے بڑے بڑے زور کیے جب میں قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچایا تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی رہے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دمامے کی آئی صاف اُس دمامے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدمتگزاری موجود ہیں دھوان جو ہٹا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہیں ہیں چاروں آدمی بیقرار ہوکے پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف و مہر کی جسپر نگاہ کرتے ہیں
جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہیں

تمہارے واسطے کرتے ہیں خانہ ویرانی
تمہاری راہ میں گھر کو تباہ کرتے ہیں

چھری سے کم نہیں ترچھی نظر حسینوں کی
حلال کرتے ہیں یہ یا نگاہ کرتے ہیں

ہزار شکر رسائی ہوئی یہ ہم تک
خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہیں

کہاں کا عشق محبت کیسی ہے کیسا پیار
جو قول ہارے ہیں اُسکا نباہ کرتے ہیں

سزا اُٹھائیں گے عاشق کے خون ناحق کا
عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہیں

مری طرف سے ابھی دل میں راہ ہو کچھ
ادھر سے بھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہیں
غفور اسکو سمجھتے ہیں تجھکو کیا واعظ
ثواب کرتے ہیں ہم کیا گناہ کرتے ہیں
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہمکو
وہ بیخبر ہیں جو الفت کی چاہ کرتے ہیں
غرور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہیں
جدھر بھی جاؤں تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں
شب فراق میں ہنسے تو نالہ رک سکا
وہ کون لوگ ہیں جو ضبط آہ کرتے ہیں
خضر بھی وادی الفت میں تھک کے بیٹھ رہا
وہ پامرد ہیں جو طے یہ راہ کرتے ہیں
کسی کو کیا جو سیہ کار ہیں ہم ای زاہد
ہم اپنا نامۂ عصیاں سیاہ کرتے ہیں
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دل میں درد ہی کیا
پڑے کراہتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں

کہ اندر سے قصر کے چاروں نازنین شکلیں پشت پر اُنکے دو دوسو کنیزیں آکے ان لوگوں کا استقبال کیا مکان میں لائیں مقام صدر پہ چاروں کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی دن بھر تو یوں گذرتا ہے شام کو بھونچال آکے اُس مکان میں چار سو گشتی کرتی ہے چار و پہر گشت کر کے سامنے نور الدہر و ایرج کے آتی ہے کہتی ہے کہ ای شہریار آپ پر عنایت قدرت ہے ہماری بھی خطا معاف کرائیے نور الدہر و ایرج جواب دیتے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے دونوں جادوگرنیاں نور الدہر کے ساتھ کی نسترن و سوسن اور ساتھ والیاں ایرج کی گلپوش و نوسن و شاہناز وغیرہ بھی صحرا میں بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان میں پایا شاپور انکے ساتھ ہے لیکن اپنے ہوش میں ہے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیوں کے ہیں ایک نگہبان سیاہ رو تبر در دست دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہے بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہے شاہپا پرتا کہتا ہے کہ بہتر اسی میں ہے کہ قدرت کو سجدہ کرو یہ ثابت قدم کوہ دینداری جواب دیتا ہے کہ جسپر لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کریں اب اُسکے اختیار میں ہیں جس طرح بھی چاہے پیش آئے مگر خواجہ برق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرا سے سبزہ زار میں اُترے ہوے ہیں رفقا ساتھ ہیں یہ فرماتے ہیں کہ خواجہ عمرو و برق نہ پلٹے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ خواجہ و برق آتے ہیں امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد تو کسی مقابلہ نہین پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے مین صاحبقران کے نہین آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہو صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو سب باتین دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران مین آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم پر کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہو تحفہ جات پا چکے ہین فکر لوح مین مصروف ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمھارا نور نظر پارۂ جگر یعنے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان آپس مین کچھ تکرار کرکے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام ایرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ اُن دونون کے مزاج سے جہالت نہین جاتی لیکن ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع ہوا تھا جادوگرنیان عمدہ عمدہ ملین تھین صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر اُن شیرون کو گرفتار کرکے لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہین ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر شیرون کا شیر کب رکتا ہے انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہے ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ اسکو جا کر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نور الدہر کسی مقام پر رہتا ہین سے آپس مین آنکھین ملنے لگین جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کرکے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس مین تیغ دست رستمی و دست چپی بگڑا چاہتے ہین فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل نہ آوے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بیٹی ایرج بھی بے مثل ہین اور نور الدہر بھی بے نظیر ہین سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بلاؤ مین صحرائے گرداب نشان مین جا کر کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہان پہونچائیگا تو حال لوح آپ کھلیگا مین جا کر رہائی ایرج و نور الدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیرون پر کچھ افتاد پڑ جائے مجھے انکا قید ہونا بہت شاق ہے انشاء اللہ جلد رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اثالہ بارگاہ کا چلے عادی نے اُسی وقت اثالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے لندھور شبرنگ تازی پر

مالک بادبان مشکین پر تھوڑے عرصے مین لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر بڑھائین تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا کہ بخیر و عافیت ہین لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین فروکش ہین مین نے خبر مفصل پائی ہو کہ انکا بھی طرف صحراے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہو امیر نے فرمایا کہ مین نے صحراے گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہین کہ گھوڑے کو بڑھاوین کہ بیابان دشت سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پشت پہ ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین گھوڑون کو بڑھائے ہوے آتے ہین وہ پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ ہم سالوس فیل پیکر یا صاحبقران حکم خداوند ہو کہ ان صحراؤن سے نکل جائیے آپکی بدعت تا بہ قدرت پہنچ چکی اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ہم فتح طلسم کی فکر مین ہین انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہین اس مقام سے بھی اسکو بھگا دینگے ہفت پیکر اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا کہ صحرا سے دوسری گرد اڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانون کے روارو کا کرتا ہوا آتا ہی ایک عیار طرار سکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے آراستہ نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت کر کہ یہ پہلوان کون ہی اور کسکے مقابلے کا خواہان ہی عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو روکنے آیا ہی اور اسیر با توقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہین نقابدار مرصع پوش نے فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہی ہر چند کہ پہلو مین ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اسنے کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائین مین جاتا ہون یا اسکو باندھ کر لاتا ہون یا سر کو قدم اقدس پر نثار کرتا ہون لیکن مرصع پوش نے شانا کو اٹھایا مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا تین ٹھوکون مین آیا آکر مقابلہ سالوس مین پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف آکر ٹھہرا عیار کو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد آپنے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطافت سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہین معلوم

کس خاندان سے ہی خواجہ و برق تو یہ باتیں کر رہے ہیں صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہی یہ اڑا لیے زر سرخ و سفید کے جو ساتھ ہیں کوئی طلسم فتح کیا یہ اسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی اور نہایت جوان کمسن معلوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل یہ چاہتا ہی کہ جا کر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کروں لندھور عرض کرتے ہیں کہ اے آقائے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے تیغ زن صف شکن نگاہ سے نہیں گذرے یہاں نقابدار سالوس سے تگاور زن ہوا صاحبقران بغور دیکھ رہے ہیں کہ تین قدم مرکب نقابدار اور پھر قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھیر کر گینڈے کو مقابلے میں نقابدار کے کھڑا ہوا کہا کہ او طفل بے ادب حربے کر لے کہ تجکو حوصلہ نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے نقابدار پر ہاتھ مارا عیار پکارتے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف تلوار کو اسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو بچا کر پھر ہاتھ مار دیا شپ سے تلوار لگتے ہی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے فوج والوں نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلواریں کھینچ کر نقابدار پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہیں کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ اُس کو مار چلے مگر فوج والے لڑ رہے ہیں مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاکہ کمیدانوں اور رسالداروں کو مارا علمبردار لشکر کی جانب رخ کیا علمبردار بھی اس طرف بڑھا فوج کے بڑے ہیں چاہتے ہیں کہ نقابدار کو پکڑ لیں مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی پشت و پہلو سے خبردار عیار پشت پر پشتی بانی کر رہا ہی پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مارکے اسکو گرا دیا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس میں لڑنے لگے ایک گھوڑے نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوتے ہیں عیار حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ اے استاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مار چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کریں اُسنے حقہ مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہی جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و تیغزن ہی یہ عیار پر فن ہی نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے ممافت پر آسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مع علم علمدار کو قلم کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم و الم گرا آخر بیرا اُٹھے پڑاؤ پر آئے نقابدار پڑاؤ پر بھی جا پڑا خیموں میں آگ لگا دی خیمے جلنے لگے پڑا لوٹ لیا آخر اُن سب نے بمشکل تمام اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ اے بہادر کیا کہنا کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے ساوس کو مارا عین میدان میں آکر اُسکو للکارا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ اے شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیوں ڈالتا غلام یہ چاہتا ہی کہ آپ سے امتحان کرے یا تو نشانہائے صاحبقرانی غلام کو ملیں یا میں بھی بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت رہوں صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار بہادر جب مزاج میں آئے میں ابھی موجود ہوں نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہی ابھی تو غلام ایک مرتبہ حاضر ہوا ہی صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایاں ہاتھ سے نیازمند کے ہوں تو البتہ دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج میں آئے جو اشیا کہ بابت صاحبقرانی قرار پائے ہیں مثل اشقر دیوزاد و تیغہ صمصام و قمقام و نیمچۂ سہراب یل و سپر گرشاسب نوجوان و گرز سام بن نریمان جب میں نے پردۂ قاف کا سفر کیا مصائب بھی اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت طبیعت پر ناگوار ہی فرزندان دلبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر عنایت پروردگار سے اُنکو زیر کیا اور بانے بچائے ایک نقابدار زرین پوش اُنھیں اشیا کا خواہان آتا ہی اُسکو البتہ مثل اپنا پایا ہی جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا اُسکا البتہ خیال ہی اور آپ کے حسب مزاج میں آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی اے

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہین مین بھی خوشہ چین خرمن حضور ہون مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے چاہا کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہے کہ عیار نے عرض کی کہ اے شہریار بس اب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا صاحبقران اسی مقام پہ اتر پڑے فرمایا کہ اے عادی کل چار گھڑی رات رہے سے اثالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون فرزند قیدخانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہے کہ انکو چلکر رہا کرین زیر کوہ زبرجدی تلوار چلے لشکر اسی مقام پر صاحبقران کا اتر پڑا پہلوان عادی اثالہ بارگاہ کا لیکر تین کوس آگے بڑھ گیا خواجہ و برق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اسکو گھیرے ساحر اور پہلوانون کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہین اگر بارگاہ پر کوئی افتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے شہریار آپ بخوبی آگاہ ہین کہ قرضدار مجکو گھیرے ہوئے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانینگے کہ بھاگا جاتا ہے لہذا انکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے خواجہ عمرو نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہوگئے اسی وقت برق کو ساتھ لیکے تلاش مین عادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اترا ہوا ہے بارہ ہزار قزاق بیچ مین اثالہ بارگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چھوٹے ہوئے چر رہے ہین قزاق درختون کے نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درۂ کوہ تھا خواجہ و برق ایک درۂ کوہ مین آکر چھپ رہے زلف لیلاے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار چپ پہ ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھون مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باشیاے مسلمانان حکم قدرت کا ہے کہ اثالہ بارگاہ کا چھین لاؤ مسمی قرطوس قیل درے کی عادی پہ آپڑا شراب پی پی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اٹھین قرطوس آگرا ہزارہا قزاق مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اسنے ہوتہ تلوار کا مارا کہ عادی کا

زخمی ہوا چالیسوں بھائی عادی کے ارجد عادی دریا بار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو اصلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو گھوڑے سے اتارا ہودار پر سوار کر لیا لڑتے بھڑتے قزاق پہلوان عادی کو لے نکلے اثالہ بارگاہ کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے مین کیا اور لیکر طرف صحرا کے چلا عمرو نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر مین سب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوئے جاتا ہے برق فرنگی نے قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش آکر پہنچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ وتار مین عادی کو گھیر کر بارگاہ پہ قبضہ کیا اسپر اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے سنان نیزے کو بچا کر گاؤ گاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت چو رنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوئے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے اثالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ استاد والا نژاد ذرا یہان تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو قریب آئے تو نقابدار نے کہا کہ تحفجات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھکو ملی اب اسکو لیجاؤ عمرو نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤنگے تو صاحبقران فرمائینگے کہ بارگاہ مجھے نہین پائی ایک کافر لیے جاتا تھا اس سے چھینی ہو مجھے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہوا آئندہ تمہین اختیار نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلا لے عیار جست وخیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر قریب تھی عادی نے آکے بارگاہ پہ قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو بارگاہ پائی اسی مقام پر اترا ٹانکے سر مین دوا سے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر اثالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آئے ہین عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن فکر مین ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا ہے ساحر روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوئی ہین عادی اٹالیکر تین کوس آگے بڑھکر اُترا دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی وہ جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صدا سے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غل سنا برق فرنگی سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غل ہو ہے برق نے جا کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات آب چنگاریان بنکر لشکر پر گرتے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ کسی ساحرہ کا کام ہے اسی نے یہ ٹوٹکا ڈالا ہو جا کر اُسے ادہر ادہر ڈھونڈھنے لگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے لگے ہوئے ابر اُٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درہ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ ہم قطرہ زن جادو ای ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا ملکا یا ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ اے قطرہ زن تو نے بہت دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہے اسکو پڑھ لے جو حکم ہے وہ جلد بجا لا ساحرہ نے سر اُٹھایا اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہین مگر جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھکا انگوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا جل گیا برق نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی مجکو قدرت کا حکم نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منہ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جا کر فریاد کرونگا ساحرہ نے اُٹھ کر برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُتر گیا صورت اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او لنگاڑے بھگوڑے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھکو قدرت کے سامنے لیجاؤن وہان جا کر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہے کہ جہان عیارون کو پاؤ قتل کرو لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہے یہ کہکر گریبان پکڑ کر کھینچ دیا

برق کو لے اڑی برق راہ میں ہر چند نقرے دیتا ہے لیکن قطرہ زن نہیں سنتی خواجہ عمرو انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ ایک ساحرہ برق کی کمر میں پنجہ دبے ہوئے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا پکار کر آواز دی کہ داد آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام کی ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہاں تک آ مجھے تجھ سے کچھ پوچھنا ہے قطرہ زن اتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیوں ساحر کیا کہتا ہے عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہاں سے آتی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا یہ بھی وہاں پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر میں نے پہچان لیا تو کون ہے کہ جو پوچھتا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہوں ابھی درۂ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہے اسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا میں بموجب حکم خداوند آیا ہوں اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے میں خدمتگذاری کروں قطرہ زن نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہوں کہ برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتیں کرتے ہوئے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو وہ قدرت خدا آتے ہیں زبان سے کیا فرماتے ہیں قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اس ساحرہ کے اتار لیے یہاں عادی بدحواس ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری ادھر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جا بجا اڑتے پھرتے ہیں جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اسی وقت اٹھا بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سرداران کے کوچ کیے ہوئے آتے ہیں ان مقاموں پر جو آکے پہونچے حال نقا پایا سنا کہ قرطوس کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دسیسم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب میں اپنے کو جلد پہونچاؤں عمرو نے کہا کہ میں آگے بڑھوں صاحبقران نے جواب دیا تمھیں اختیار ہے

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین سپیدے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اس طلسم کی تصویر کو سناؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ خود رہتا ہی خواجہ عمرو و برق لباس عیاری سے آراستہ ہوکر پاے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کوچ بعد دو دن کے ایک صحراے پرفضا ملا تالاب جابجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوے طائر درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پرفضا مین اُترے صبح کو کوچ کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سرداروں نے عرض کی کہ غلاموں کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پر اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجئے چنانچہ تیر ترکش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختوں پر رکھے دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اُس زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ کھول کر خشک ہونے لگے درختوں سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا ہر طرح کے سحر موجود ہین کچھ پتلے اتش کے آگے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر چار لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابل صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ ہم بوزینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپکو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف اسی صحراے پرخیز مین حیران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکاتا اب آکر میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین آیا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگلی فوج ان سے بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحروں سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ پر آمادۂ حرب وپیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پہ چمکا بقول شاعر نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا
سپاہ انجم سیاہ رو بہ فرار
علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر لیس ہوکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کرکیت کرا کا یکایک بوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا سمہان گرگ پر سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہے اسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے بوزینہ کے آیا اجازت لی کہا کہ حضور مین صاحبقران کو للکارتا ہون بوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم باطل السحر ہے سمہان نے کہا کہ مین سمجھ لونگا یہ کہکر میدان مین آیا چاہ گولے چار طرف پھینکا اور پکارکر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے صاحبقران نے اشقر نکالا اور مقابلے مین سمہان کے آئے سمہان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سمہان تیغ کھینچ کر صاحبقران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہے امیر یا ابوقیر جس طرف دیکھتے ہین شیران صحرا حملہ آور ہین صاحبقران نے جبیر تیغ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا شیر غائب ہوے سمہان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزارہا بندر پیدا ہوے قریب صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر یا ابوقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکایا بندر کود کود کے درختون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے جبیر تلوار چمکائی اور اسم اعظم پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا بوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیرکر صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آ پڑے امیر تلوار چمکا کر ساحرون پر پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلوارین کھینچ کر امیر کے شریک ہوے صاحبقران نے بوزینہ و سمہان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب مین چلے اب خواجہ کا

حال سنیے کہ خواجہ عمر و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون زبرجد سے معاملہ طے ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے اُٹھا کر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص یوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تین دن اُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا یوزینہ کو مقابلے مین جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو اُسکو وہین روکنا زبرجد یہ مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرائے شہر مین ٹھہریے مین آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی چار پانچ لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالا کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری آپ لقوے کے سامنے جا کر دہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو بجا لاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون لقوے نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے روکے سے نہ رکیگا میلے مین آکر تہلکہ ڈال دیگا لیکن جا کر میلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ یہ کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب بیچ میلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر کھڑے ہوگئے کہا کہ ای شہنشاہ آج آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُتر کر مقابلہ کرو حریف کو جسطرح بنے روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی یہان دوکانون پر ہین ان رستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے ہم لوگ مار لین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہیں فوج والے لرزاں وترساں حیراں و پریشاں بھاگے ہوئے آتے ہیں نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالائے کوہ تصویر سے جو آوازیں آرہی ہیں نعرۂ صاحبقران کی جو صدا پہونچی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مرادشاہ چیختے ہیں تصویر بالکل جواب نہیں دیتی جب بہت لوگ چیخے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہیں جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھیں سپہ سالار غصے میں کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ تصویر کے سر سے دھواں نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے اور لباس مقبول پہنے ہوئے قبائے زربفتی زیب جسم موتیوں کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے میں اُڑا ہوا جاتا ہے کل میلے والوں نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مرادشاہ چیختے ہیں تصویر سے آواز نہیں آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے اُنھوں نے جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشائے جنگ دیکھنے گئے ہیں یہاں جو زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی میں دیکھا پکار کر پوچھا کہ اے بوزینہ تجھ ایسا شہباز ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہیں بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ اے زبرجاہ حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہے اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے میں مقابلے میں پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن میں اُسی زور و شور سے لڑے گیا اُن جادو کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا ادھر پھر لڑنے لگا میں نے ایک ایک کو بیکار کیا کہ ہاتھ پاؤں میں اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش درست نہ تھے میں طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوئے مگر میرے سحر سے بالکل بیکار ہوئے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہو گیا القصہ جنگ کیے ہوئے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجھکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے آخر میں یہ ہوا کہ زخمی ہو گیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ علم خداوند ہے حقیقت میں جا کر دیکھو بوزینہ نے کہا کہ اے زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہے

اسپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کرکے گرفتار کرلے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائینگے لوندھور قریب زبرجد کے آیا پاے تخت کے ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہی کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے آگے پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار پشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کرکے فوج زبرجد شاہ پر گرے۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	ستمدیدگان زو ستم فراری شدہ
زمین دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوہ لقب شد بہ قاف
	ہمہ شہرہا دار اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ لندھور۔ جزیرہ ہاے دریا گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا۔ نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار پشت پر فوج چین ساتھ فوج زبرجد پر جو گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا لوندھور پایۂ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا ادھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی آ گئے تھے انکے ساتھ والوں پر جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گر گئے گھوڑے بدکا سیان کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی لوندھور کو تاکا کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر چڑھ کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ اسکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے تیغزن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آ گئے تھے یکایک لوندھور نے جو سحر کیا تلواریں اٹھا روک لیں حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقہ آتشبازی مارتے چلے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پر چھاپہ مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو پکڑ کر گلا کاٹا عیاروں کی بھی کمندیں چلیں خنجروں کا کاٹ کم ہوا اخراج عیاروں کا بہم ہوا چاہتا تھا کہ جان بچا کر بھاگ جائیں فرامرز عاد مصر لیہ بہادر یکتا بوزان صف شکن ہمراہ سپہ لڑتا ہوا

آتا تھا عیارون کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھس گھس کے
لڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار معروف
جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزارہا ساحر مار کر گرادئے یا چالاکی کرتے ہین
کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز جو اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدرنگاہی
کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین منھ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائین گھوڑے
اپنے قابو مین نہین رہ رہ کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز فرامرز
کا یہ حال دیکھکر تیغ زین کھینچے ہوے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربی بچے جنگ مین
کیسی پریشانی شکل آئینے کے حیرانی یہ کہہ کے جا پڑا اس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے
بڑھکر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہاے آتش نکلنے لگے بے آگ
جلنے لگے ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھلتے کئی سو سردار اس مقام پر آکے
پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہوکر پشت
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی اور اپنے پیرون کے
نام لے لے کر پکار رہا ہی کہتا ہی کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تمنے مانگا وہ ہی دیا
شراب کی بوتلین صدہا تمھارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا
کسی طرف سے کچھ شیر پیدا ہوے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھکر جھولی مین ہاتھ
ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی ای شعبدہ بازو تم جلد آکر حاضر ہو
تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کرلین اپنے
سامنے ایک نخل تھا اسپر ایک طایر بیٹھا ہوا تھا اسنے پکار کر آواز دی بشکل انسان کے
گویا ہوا کہ ای بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر کر رہے ہین
چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل مطمئن کہ یہی سب مل کر صاحب قران کو گرفتار
کرلین بوزینہ قہقہہ مار کے ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہے کہ میری شعبدہ بازی دیکھی
ہو کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کرکے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
اب آج کیا رکو گے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا

برباد ہونے سے بچیگا ہیر جے نے دیکھا کہ لوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب سحر پھینک رہا ہی آتش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جب ان چیزون کو لوزینہ پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرتے ہین گرنے پہ ہوا کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی تھتی تھی غنچۂ گل تیز و طرار اپنے راکب کے خیر خواہ با یہ وقت ہی کہ گھوڑے کتراتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اُٹھاتے یا طرارے بھرتے ہین کہ سوار کو گرا دین دہانا چبا رہے ہین کف منھ سے جاری چہرون پر اداسی و پریشانی یا سبزۂ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین زنجیرین پڑی ہین لوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کرون کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑین مٹھی بھر آتش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار صیاد گیران سب کے دلون پر قبضہ کرکہ حمزہ کو یہ سب گرفتار کرلین تجھکو شراب پلاؤنگا روز تیرا پوجا کرتا ہون پہلو سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام کے رنگ جا رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما جاتا ہی مگر خون اپنا نکال کر پھینکو خونخوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اُسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے کہنے کو خلاف جانتا ہی لوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون کیا کسی بات مین عاجز ہون آن چیزون کو قبضے مین کیا اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا مین نے تم ایسون کو پوجا پاٹ کرکے قبضے مین کیا یہ کہکے جھولی سے کارد نکالی ران پہ اپنی چھری مارلی خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھر لے جسقدر جی چاہے فلق جسم کا بادولت کے لیے لیکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ کہان جائیگا منھ کھول کے پھونکنے لگا اسعد غازی تانکے ہوئے کھڑے تھے دہن لوزینہ کا تاک کر تیر مارا حلق پر پہونچا گُدّی کو توڑ کر پار گذر گیا مرنا لوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و بربادی ہونے لگی شور قیامت ہوا سے چلی اسکے پیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام ہمن لوزینہ منزل ویران پر پہونچا سامنے جو تماشا لوزینہ کا دیکھا اسد اُن والون سے کہا کہ یہ آسمانی تیر کہان سے آیا کس نے ایسے ساحر جو شہریار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شہیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہین کہ عجائب وغرائب قدرت کو سنبھالے ہوے ہین سب طرح کی خبر پہونچاتے ہین آٹھ پہر نیک وبد بناتے ہین اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر کرو ساتھ والے زرجد کے آمادہ ہوے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی سب کو بڑھایا افسرون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا سب بلوہ کر کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران غلہ ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائین پر مالک جم جم کر سب سردار لڑنے لگے زرجد غل مچاتا ہی کہ یارو مین سحر کرتا ہون تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ بڑھنے دو کئی ہزار ساحر جمع کر کے سحر کرتے ہوے بڑھے کوئی آگ برساتا ہی کسی نے آبرو اپنی بڑھائی ابر بنا یا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریاے آتش پیدا ہوا سب طرف سے دریاے آب وآتش جوش زن ہوے سرداران صاحبقران گھوڑون سے گرنے لگے بعض کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہین کہ پشت سے اپنی گرادین سردار کیسے کیسے کوڑے گھوڑون پر مار رہے ہین پشتین گھوڑون کی زخمی ہوئین مگر مرکبون کا وہی حال ہی سوارون کو لیے ہوے دوڑے پھر رہے ہین کم سوار پشت ہاے مرکب سے گر رہے ہین زرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہو صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش ہٹے زرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والون سے کہتا ہو کہ یہ وہ سحر مین نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا تو اب مین کیا کرون رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہرچند چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے قریب پہونچین اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اتار لین مگر حمزہ اس زور مین شمشیر زنی کر رہا ہے کہ اُسکے قریب کوئی ٹھہر نہین سکتا جہان جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم ہوتے ہین ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہین یہ لوگ سواے سحر کے نیزہ وشمشیر کو کیا جانین عاجز ہوکر بھاگتے ہین کچھ ساحرون کو بن نہین پڑتا زرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت زرجد پہونچے سرداران زرجد رونے لگے اسد غازی نے جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین اپنے سردارون کو لیکر گوشہ

نخلستان مین آئے وہان سے کھڑے ہو کر درختون کی آڑ پکڑی تیرون کی بوچھار کرنا شروع کی سات سو ساحر تیرون سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی کھڑا جھوم رہا ہے تیر اندازون نے کمانین ہاتھ سے پھینک دین سہمے ہوئے ایک گوشے مین کھڑے ہین جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہین صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تیر کہان سے آ رہے ہین تیر انداز تو اس حال مین ہین یہ تیر کسنے برسائے دیکھا کہ اسد غازی دامن گردانے ہوئے گھوڑے سے اپنے اتر پڑے ہین بیچ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوئے تیر اندازی کر رہے ہین ہزار ہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کیے جب سحر کرتا ہے اشقر رک جاتا ہے جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہین تب اشقر قدم بڑھاتا ہے ایک مقام پر امیر نے فرمایا کہ کیون اے اشقر تو بڑی بڑی لڑائیون مین ساتھ رہا آج کیا ہے کہ جو تو رک جاتا ہے اشقر نے زبان جنی مین جواب دیا کہ اے آقا زمین پانون تھام لیتی ہے اس وجہ سے مجبور ہو جاتا ہون امیر نے غصے مین کوڑا اٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر برابر تخت زبرجد کے پہونچا زبرجد نے اُس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا مارا زبرجد نے زور مین اپنے سحر کے سپر سحر کو اٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین تڑپ کر تلوار لگی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو پکڑ لون چند قدم بڑھا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار قدرت قدرت نے تجھکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہے جبکہ تو اسم اعظم سمجھا ہے یہ قدرت کے نام ہین اب انکی تاثیر تجھ سے لیے لیتے ہین جس وقت امیر نے زبرجد کو بھگایا تھا

اُس وقت تک خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے زیر لشکر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرجد کو بھگایا خواجہ ایک نخل کے سامنے ٹھہر گئے اُس آواز کو سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بچیا کیون دیوانہ ہوا ہے ساری خدائی کرتا ہے جو لیجائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجھکو ایک قطرہ نجس سے قرار دیا اسپر غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہوجا ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی او شکل انسان کے پکارا کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سننے کے ہین یہ کہکے اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہے مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہے عقیق یمنی کا

تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا
ہو پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا

ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے
محتاج تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہزنی کا

جو پاس ہو وے ڈالیو تو راہ خدا مین
محتاج کبھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا

منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے ہرگز ترے گلبدنی کا

تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون
ہو وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

یاد آلے جو تجھکو شب ہجران کے حرارے
صدمہ نہ ہوا تیغ کی اعضا شکنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین
ہوگا نہ سزاوار تجھے مال دنی کا

سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا
دھوکا ہے وطن مین بھی غریب الوطنی کا

بو مشک کی آتی ہے کھلے ہین ترے جب بال
جوڑا نہین ناقہ سے محمل ختنی کا

کھل جائیگا زاہد پہ رندون کا تقدس
سمجھو تو قریب آلے دو تو سینہ شکنی کا

سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے
فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا

مژگان تری پھر کرنے لگین خون دہن کا
اُن آنکھون کو پھر شوق ہوا راہزنی کا

یا دو در زندان مین گئی جان مری تنہا | تقدیر سے گشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر کو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ بہت ہوش مین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہے اُس طائر سے آنکھ ملتے ہوئے کچھ فرماتے ہین عمرو دیکھ رہا ہے کہ صاحبقران کی آنکھون مین حلقے پڑے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا خاموش ہوئے آسمان سے آواز آئی کہ کیون اوسپہ سالار قدرت کیون خاموش ہو ہم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے ناموس کی تاثیر دیکھلی صاحبقران کے پہلو مین مقبل کھڑا ہوا جنگ کر رہا تہا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیون شہر یار مزاج کیسا ہے مین آپ کو نہایت خاموش پاتا ہون صاحبقران نے فرمایا دریا سے حیرت کا جوش ہے اسم اعظم فراموش ہوا اس سے خاموش ہون مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ ای شہر یار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بھول گئے مقبل یہ باتین کر ہی رہا تہا کہ اسکا بھی گہوڑا الف ہی کرنے لگا یہ الف ہی کرنے مین غبار اٹہا اوس غبار مین مقبل چھپا تھوڑے سے ہی عرصے مین غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار غلام کی خبر لیجئے غلام کے قلب مین درد ہو رنگت بھی زرد ہے یقین ہے کہ روح نکل جائے یہ تن مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجئے کہ مین گلے سے مس کرون کہ جان بچے مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجئے یہ مقبل وفادار نہین ہے امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اتارا بلا تکلف مقبل کے حوالے کی مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ ستمگر کہان عجائب نگار حرز ہیکل یون لیتے ہین عمرو نے یہ حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اداس عالم یاس وہ جو بشکل مقبل تہا تماشے سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہوئے تماشے سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے بیچارہ اب صبر کر اب تیرا سحر تاثیر کر گیا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبرجد یاقوت کو وہ جاکر خبردار کر دیا تہا یہ آواز جو کان مین آئی سردار اسکی دوڑے ہوئے آئے وزیرون نے ہاتھ تہام تخت پر سوار کیا اور بجلد سحر کرتا ہوا اپنے ساحت لشکر مین ہو کے آئے

پکار کر آواز دی کہ ای داراے ہفنا تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون مین داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک چلو قصر نیلگون مین رہنے کا حکم ہی مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے نولاکھ ہندی لندھور کے اسّی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی جسکا پھاٹک کھلا ہوا چنانچہ نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ ای دارلے ہندوی مالک آیئے قصر آپکا مشتاق ہی مالک ولندھور مع کل فوج اُس مکان مین داخل ہوے فرامرز عاد مغربی وجمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک ولندھور مین کیا میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو تمسے کیا اک ہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح پر مثل لندھور و مالک باتین کرتے ہوے اُسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اُسی مکان مین چلے گئے عمرو دور جاکر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین رکتا تھوڑے عرصے مین سب دست راستی و دست چپی اُسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران اکیلے حیران حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل ہوچکے تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر ہوے قریب آکر عرض کی کہ ای شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے نظیر نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہین صاحبقران اُن تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مُہرہ مین آواز دیتا ہی کہ ای آقا تاجدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے جب قریب پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کرلین لیکن تھوڑے عرصے کے بعد آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ وتاریک مین پایا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مسلسل ومطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال کر بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل ومطوق

زنجیرین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آواز دیتا ہو کہ اے آقاے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوے اور ایسے مجبور و ناچار ہوے کہ اپنے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوے مگر اسم اعظم بہ دل دردمند ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہو سب ساتھ کے سردار قید ہین صاحبقران نے کہا کہ اے دارای ہند کچھ خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہو کہ انپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہو کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہو کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تا بہ رہائی امیر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہو تو اے ساقی گلعذار
جو سوچو تو اک بات ہو بات کی
مرے دل مین ہر دم یہ ہو جستجو
کہ سکش کی بہجانے مین دھوم ہو
یہ وصلت قمر کو ہوئی ہے نصیب
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا شوق
لکھوں داستان امیر جلیل
کہ مین جا کے صاحبقران کی مدد
دکھا مجکو باغ سخن کی بہار
بس اب آگے وعدہ وفائی کرو
یہ ہو مجکو حسرت یہی آرزو
یہ مجمع غنیمت ہو اے یار من
ملے آ کے پھر مجھسے میرا حبیب
غم فرقت یار دل سے گیا
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ فرزند انکا ہو جا کے کفیل
کہ ہو قید خانے مین ایسا جلیل
یہ ابر سیہ فصل برسات کی
یہ مشکل ہو مشکلکشائی کرو
کہ اس فصل مین رند محروم ہین
بٹھائے جو پہلو مین دلدار من
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
تردد مرے آب و گل سے گیا
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
یہ سبزہ چمن مین کہ کمخواب ہو
لکھوں حال خواجہ کا یا قید ہے
بجاتے ہین کفار طبل رحیل

چہرہ کشایان طلسم عجائب سحر سامری و طرفہ نگاران منازل افسون گری اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شعر۔ مرغ خیالان فرخندہ پر * رہ داستان یوں وہ کرتے ہیں طے * خواجہ عمرو دو چہرہ برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام پہ آ کے خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ اے برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آ کے سحر کیا سیہ کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم چرا کے لے گیا حمزہ بیکل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی بہت دشوار ہے جب تک طلسم کشا پیدا نہ ہونگے تب تک رہائی غیر ممکن ہے برق بھی اس بات پہ رضامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کرو وہ آ کر رہا کریں گے انکے پاس تحفہ جات موجود ہیں وہ تحفہ جات ایسے لوح کے ہیں کہ انپر سحر تاثیر نہیں کرتا آپس میں یہ صلاح کر کے طرف رستم کے چلے منزلوں کو طے کر کے راہ میں صحرا سے ویران سے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق سب بتاتا ہوا آیا کہ اس جگہ میں فلاں ساحر تھا اس جنگل میں فلاں جادوگر تھا انکو مارا تب یہ جنگل ویران ہوے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلوں کو طے کیا سامنے لشکر رستم کے پہونچے دیکھا تو یہ ہوا کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیاں ہمراہ ہیں صلصال سرکش مقابلہ رستم میں آیا ہوا ہے کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہاں سے پلٹ جائیے رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائیں گے صلصال سرکش نے طبل جنگی بجوایا ہے یہ جو طلسم میں داخل ہو کر ظاہر کیا ہے کہ صبح کو لشکر رستم کو تباہ کرونگا یہاں ہمراہیان رستم نے عرض کی کہ کوئی شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہے صبح کو جب سحر کریگا ہم میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہیں آفتاب فلک سپہر پوش نے عرض کی کہ غلام کو یہ طاقت ہو کہ ایسا ہو تحفہ جات حضور کے قبضے سے نکل گئے ہیں رستم کو صلصال کے سحر سے خیال خوف ہے چونکہ لشکر ان ساتھ ہے مگر سب گھبرائے ہوئے ہیں گو خواجہ و برق چوری سے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی کہ صلصال سرکش سحر چلائیگا لشکر تمام تشویش میں ہے یہ دریافت کر کے لشکر رستم سے خواجہ نے فرمایا کہ اے برق آج شب کو لشکر رستم میں مقام کرو شب کو رستم سے ملاقات نہ کرنا میں صلصال کی تکلیف جاتا ہوں یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے [illegible] ۵۰

جو ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر جہلال مین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارہ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا آتا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو جہلال قیامتین برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو دلوا دونگا آپ جاکر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کر کے لایئے یا سر اوسکا خدمت غلشاہ مین پہونچایئے خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کر کے خواجہ لشکر جہلال مین آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا سے نکل جائین ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اوٹھکر بھاگین خواجہ یہ دریافت کر کے اول تشکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام مین مصروف ہی زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہواخانے مین ہین یہ دریافت کر کے خواجہ وہان ہٹے کنارے سے آکر تخت زبرجدی نکالا اوسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اڑا لے ہوے چلے یہان جہلال بیٹھا ہوا سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای رازدار خداوند منعم اسرار بلند پرواز پیشکی جہلال نے سر اوٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت اوترتا ہوا زمین پر آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے جہلال اوٹھ کھڑا ہوا سر نامے پر کاغذ کے مہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آیئے مین مشتاق تھا خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اوتار لائے جہلال جس چوکی پر بیٹھا تھا اوٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آیئے خواجہ اچک کر تخت سے اس چوکی پر آئے کاغذ ہاتھ مین جہلال کے دیا جہلال نے اوسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص قدرت کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا اسی سحر کو صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا رکھتا ہون اسکو بھی لے لو جہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لوبان دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی جہلال نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر جہلال کے ہاتھ مین دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی جہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا دھوان نکلا دماغ مین جہلال کے پہونچا جہلال بیہوش ہوکر گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن دی پشتارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و عیار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو کر قدم
نہ پائے مری گرد باد پیش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندۂ جہان گرد طرار ہون

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی عمرو نے فوراً مٹھی حضرت دانیال کی تخت پر مارا آہستہ کی جو ساحر جھپٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا نیچے پاؤن اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی نرگے زنبیل سے نکالے اشارہ کیا ساحرون کو مارا گردن کے سوتے چھٹنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام پر بیٹھے ہین کہ سماک نے برہم کرکے خبر دی کہ قبلہ و کعبہ جہلال کو لیے ہوے آتے ہین اسکے ملازم روک رہے ہین خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہین رستم بارگاہ سے پیشتر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی کہ غلام جا کر ان ساحرون کو دفع کرے سماک نے کہا کہ انکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر باہر ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤن طناب مین بندھے سر نیچے اور پاؤن اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہو خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا جہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے ہوشیار کیا کہا کہ کیون ای جہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا جہلال نے دیکھا کہ دربار دُربار طلسم کشا آراستہ ہو طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین کہ ای جہلال تم حافظ کلام ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہو کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر ہو لیس مناسب ہو کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہو اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو اس فصاحت و بلاغت سے جہلال کو سمجھایا کہ جہلال باتین فرزند صاحبقران کی سنکر بے اختیار رونے لگا اور عرض کی کہ ای شہریار آپنے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہو قلب پر تاثیر ہوئی دیدۂ دل روشن ہوگئے اور مین ہفت پیکر کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق شہرۂ آفاق ہو جسوقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہوجائین ای شہریار ہفت غار افراسیاب مین کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین بھی براے امتحان گیا تھا کل فنون مین مین نے بھی سند پائی اُسنے مجھکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا کہ ای جہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم کا عالم رشک کرے مقام پر اُس ہفت پیکر کے آیا مجکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب بخدمت حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بے اعتبار کام کیا اسلیے مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اُسکو سیکڑون کوس کی خبر دیتا تھا تب وہ کار بند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جھلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپکی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی علمشاہ سے متوجہ ہوکے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو تحفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجھکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آپکے عیار ساحر کو گرفتار کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا جسوقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی کہ اسنے مجھکو نہ آگاہ کیا ورنہ اسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپکی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہے اس راز سے کون ماہر ہو جھلال عرصہ دراز تک رستم کو سمجھاتا گیا اور مطیع ہوا رستم نے خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جھلال کا سحر کون روکتا بتایئے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رویا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پیغمبر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے ہین یہ حال دیکھکر وہان سے اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت مین صاحبقران ہین جھلال نے جو یہ سارا حال سنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اسنے خود تصور سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہے کہ قہام و شہیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین انکے سپرد کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی پاتین اب مین طلسم کشا کو تا بحر اسے گرداب نشان پہونچاؤنگا گرداب سے مقابلے پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اسکے ساتھ ہین اس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہین سکتا کیا مجال ہر وقت گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہمارے اور رنگ نشین اُسکی دختر نہایت حسین و جمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا سولج سمندر نشین بلاے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑین گے اپنے اپنے زور دکھائین گے غلام آپ کا سب کچھ کریگا اب حضور کوچ کرین مہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا سمک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائین گے غرض کہ شب بھر جلسہ رہا مہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد ہوے مرکب باد رفتار پر سوار ہوے مہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو بتعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قبلہ و کعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو مہلال سے یہ سن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہوچکا تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب ہمرا ساتھ چھوڑ لیے ہین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مراد مند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ مین حاضر ہونا اکثر دیر سے گستاخ ہوکر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث کہ بعض مراد مند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مراد مند آتا تھا محروم نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جاکر طعن تشنیع کرتے ہین کہ کیا قدرت عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ اوزہب شاہ ہر چند تیرے ہاتھ سب کو گرفتار کرا لیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

تینون تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام نہین ہی کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیاے تحفہ جات ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ پائین یہ سنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم اوڑھے پہلوے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلوے کوہ مین ایک نخل سرسبز وشاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پر برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران بہ طلسم کشا مع سردارون کے میرے پاس قید ہین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصہ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا اندر دیرے کے گھس گیا زن وشوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب سر تصویر سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و سقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت نے تصویر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوتی جاتی ہی تو یہ کہ آنکو تکلیف پہونچاکر تڑپا تڑپا کے اپنی جان دین جتنی کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و سقیم تصویر سے باتین کرکے پلٹے تخت پر سوار ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑا ارادہ ہمین زن وشوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم چاہتے تھے قدرت قید صاحبقران اور کے سپرد کرین گے مگر یہان سے ارشاد ہوا کہ انکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جلال سرخ پوش انکا شریک ہو گیا اور سیارہ ہی اگر وہ نشان بتاوے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و سقیم اُس باغ مین اُترے کنیزین چبوترے پر باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن وشوہر

آکے مسند پہ بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہیں خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

مقابل آرسی میں عکس جو اسکا نمایاں تھا
مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا میں جویا تھا
بہ رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی پنہاں تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا
فقط اسواسطے مجھسے جنوں دست و گریباں تھا
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزاں نے
مثال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہماں تھا
اڑایا دھجیاں کرکے لگا جو ہاتھ وحشت میں
کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریباں تھا
نہ لوٹوں کسطرح کانٹوں پہ دوری میں گلستاں کی
وہ بلبل ہوں کہ فرش خواب جسکا گل کا داماں تھا
مرے باعث سے ہی عالم میں شہرا تیری صورت کا
وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت میں مری تحصیل افزوں ہی
اگر مجنوں تھا ابجد خواں تو مجکو حفظ قرآں تھا
دل دیوانہ جس وادی میں تھا ای غیرت لیلی
پرے مجنوں کے جنگل سے بھی کوسوں بیاباں تھا
جلایا تھا جسے کس مہروش کے سوز فرقت نے
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تاباں تھا
نشاں تک بھی نہ دکھلایا ہوکر صبح پیری نے
مثال شبنم اس گلشن میں شب کی شب کا مہماں تھا
نہ چھوٹا فقر میں بھی پیشۂ مردانگی ای رسا
نیستاں بوریا تھا میرا میں شیر نیستاں تھا

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا ای گل بہار آج تو تو نے وہ کمال دکھایا کہ دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہیں اور یہ اُنسے سیکھتی ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہی خوف ہی کہ عمرو نہ آجاے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہی کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف کیجیے میرا دل دھڑکتا ہی ہر چند کہ میں ایسے وقت پر اسے ملاقات قدرت گیا اور وہاں زیادہ نہیں ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہی عمرو کے تو ہوش اڑگئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب میں کیا کروں کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی عقب میں خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہی ملازموں کو پکار رہا ہی کہ یارو جلد آؤ میں قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک حباب مارا خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہان قیام و سقیم جلسے مین بیٹھے ہین روحیہ ہرچند کہتی ہی کہ شراب کا چرچا کرو قیام کہتا ہی کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے دل دھڑکتا ہی نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجاے باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُسکے مزاج مین مضحکہ ہی تم پر کیا نگاہ ڈالینگے مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے سقیم نے کہا کہ صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہی کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا کیا ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام برائے استقبال اُٹھا سقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریائے جواہر مین غوطہ زن نازنین پری تن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار لیس گیا ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ تھام لیا سقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہی ہاتھ چھوڑ دو سالار بیہوش ہو رہا ہی اشارون کو کب مانتا ہی لپٹا جاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا ہوتا ہی کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہی اے سالار ہوشیار رہنا حصار بھی مین نے نہین کیا ہی تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے سقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہی اسوقت بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچھتائینگے رنج و ملال اُٹھائینگے دونون نے اشارہ

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائیصاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماردون کہ سر تمہارا اور انکا اُڑ جائے اپنے کیون اسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہی کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کریگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپکی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا کہ بھائیصاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹتین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہی نظم

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہو کر
رہ گیا ابکے برس بھی مجھے سودا ہو کر

مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر
پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہو کر

آہ نکلی جو سوے عرش معلّا ہو کر
رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر

مرد میدان وفا ہو تو ہوا ہو امداد
سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہو کر

خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہی مجھے
چوم لے اسکے قدم نقش کف پا ہو کر

جلوہ فرماے محفل ہو تکلف نہ کرو
منہ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر

چشم بہنے لگی جب داغ جگر کھبرایا
چور بیمار کیا نا ہو سکے اچھا ہو کر

منہ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر

ناز معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا
یار ہو سکے کیا بے ملت ہو کر

پاس ناموس محبت کا رہیگا نا ہو خط
اسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہو کر

اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر

ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا
پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہو کر

ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر زاہد
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہو کر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین منتقیم کو لیکے جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے کہا کہ آپکے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت پر قبضہ کیجیے برق نے جو سکھایا سالار نے فوراً بھاوج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم پیچ و خم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینۂ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون کہ صبر کرون دل پہ جبر کرون نہین ہو سکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھون تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر بولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہکے ملازمون سے کہا کہ ارے تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیجاؤ وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب کیا کرتے ہین ایسا نہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمہ اصلی نہ صاف ہو یہ کہکے طرف تخت کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھکر گولہ مارا سالار نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہان ہان کرکے الگ ہوگئین کہ دونون ساحر زبردست ہین ایسا نہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین اے سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہی چاہتی ہی کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھکر نکلجاؤن شوہر کے سحر روکتی ہی کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہی تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون میرے بھائی کو تونے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھومتا ہوا آگے بڑھا آواز دی کہ او بھیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہی اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی جو اسکا جی چاہا اسنے کیا خبردار اسکو ڈرا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچکر قیام پہ جا پڑا قیام اور سالار مین چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہین مہتر برق فرنگی دمبدم سالار کو ابھارتا ہی اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپکے لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالنے لگا

مقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سینک کا تیر مجر کمان مین پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ آسمان سے آگ برسا چاہتی ہو قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ ہو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور پکارنے لگی کہ ای شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت مین بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے مین گئی اب اسکے بدلے تمھین وہان حورین ملینگی ہم کہان جائین اپنی مصیبت کس سے سنائین سالار نے کہا کہ ای گل بہار تو اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہو جہان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا کہ ای سالار مین انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار ہی برق نے آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس بیس روپیہ پاتے ہین مزے اُڑاتے ہین اور تم عورت ہو ایک دن مین سارے گھر پر اختیار ہوگا نشے باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اُس سے نشے کی باتین کرکے سارا گھر اُسکے سپرد کر دیتے ہین تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن مین اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا او بھیا ایسی باتین نہ کرو مین کیا اپنی بی بی پر سوتاپا دونگی یہ مرنے والے اکثر راتون کو اٹھ کر میری پائینتی آبیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتین و خوشامدین کرتے تھے مین نے کہدیا کہ صاحب یہ بات اپنے دل سے دور رکھو اُسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ مین رکھونگی آئندہ انھین اختیار ہی اگر اپنے مال کو عزیز جانین گے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہی سالار نے آگے ہاتھ تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اُسکے مرنے کا افسوس ہی اُسنے عورت کے لیے جان کھوئی مین نے ہر چند سمجھایا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گونگھٹ مین تھی جب سے میرے اسکے آنکھ لڑی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا اُچک کے برق بھی برابر آ بیٹھا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا گھر آباد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو مین اپنی کوٹھری کی کنجی تو لے لون یہ کہکر کوٹھری مین

خواجہ گھسنے لگے جہاں جو مال دیکھا اُٹھا کر نذرِ زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ رہے ہیں یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میاں شہ شنگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ غریب کی گٹھریاں بقچیاں جابجا رکھی ہیں میں سمجھ کر اُٹھا لوں برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت غلام پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ ابھی کہدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کارنمایاں کیا خواجہ نے کہا بس چپ رہو ورنہ میں سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد ہیں ایسا ہو کہ کہدیں تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے میں کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہو کے برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے تھے میں نے زنبیل میں ڈال لیے بچوں کے نہالچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ میں برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ میں جلسہ جمائیں خوب ہم بھی گائینگے دو جام پیجئے آپ دونوں کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتیں کر رہے ہیں باتیں کرتے کرتے راہ میں پوچھا کہ صاحبقران کی قبا پر تم میاں بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہاں رکھی ہے مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہے ہر وقت جھولی میں رکھتی ہوں رات کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہوں راہ میں باغ ہے کہ اُسمیں کبقال زنگی رہتا ہے وہی مقبل کی شکل بنا کر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہے کبقال زنگی کو بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہیں اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال اپنے باغ میں معشوقہ کو لیے بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جا رہا ہے اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے افسر کہاں جاتے ہو چند ساعت یہاں ٹھہرو ایک جام شراب پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہے جلسہ بھی عمدہ ہے آج اسی مقام پر ٹھہر لیے کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل میں لایا سالار کو مقام صدر پر بٹھایا زوجہ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئیں سالار نے کہا کہ میں مدت سے اسپر عاشق تھا آج مجھے صبر نہ ہو سکا میں نے اس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہوں اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کیقال نے کہا کہ اے افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت مین حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہین کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی بشکل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی مین آٹھ پہر رہتا ہون کہ باغ سے باہر نکلون عیار کسی مقام پر گھیر لین بیگم نے کہا کہ اے کیقال اُس مرنیوالے نے شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا ہین مین باغ سے کہین نکلتی نہین رات کو بھی اپنے پہلو مین لیکر سوتی ہون کیقال نے کہا کہ اب تم ہمارے افسر کے پاس آئین اب تم تک عیار نہین آسکتے اُنکے برابر اس حوالی مین کون جادوگر ہے سب نے انکو یہ افسری قبول کیا ہے انکی سب حفاظت کرتے ہین تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ چلی آئین سالار نے کہا کہ اے کیقال جس عورت پہ ہم نگاہ ڈالین مجال ہے کہ وہ ہم تک پہونچے ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر مین انکی مدد کو موجود تھا کیقال نے کنیزون کو آواز دی کہ ابھی شراب لاؤ ہر ق اٹھ کر دوڑا میخانے مین گھس گیا شراب کو الٹ پلٹ کر کے لانے لگا کہتا جاتا ہے کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرین گے شراب لا کے رکھی گل بہار بیچ مین آکر بیٹھی عرض کی کہ کنیز ایک غزل گاتی ہے کیقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہین گانے مین بھی دخل ہے کہا حضور گانا تو بڑی چیز ہے دل بہلا دونگی سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اٹھا چلے
طوفان آئین کہ مخالف ہوا چلے
کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے
سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے
اب باغ سے کدھر سے گلگون قبا چلے
وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچون آہ سرد
بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے
بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آسکے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار
دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے
ان کشتہ [illegible] سے ہین [illegible]
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے اے پادشاہ حسن ق عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تک سنے کوئی در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے
مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خوب کرتا ہون دونون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیان ہاتھ سے اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھا لاؤ چاہا دونون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی رنگ و روغن دونون کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دو ہتھڑ مارا خواجہ و برق منھ کے بھل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ اے کبقال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر مینخانے مین پہونچا شراب لا کر آراستہ کرنے لگا سمجھا واسیر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ مقدر کی ہے اے کبقال میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب بیدرد ہون اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون ذرا مجھکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے دل مین خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دونون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج انکی قضا دامنگیر ہے کس طرح آ کر دونون پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونون نے مارا آج سب خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا یہان سے دو منزل پیچھے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد انہی کے قدم سے ہوئے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سامنے مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مارا انھین ظالمون کے آنے سے

یہ سارے فتور ہوے اے کبقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی گوشہ باغ سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابرون پر بل پڑے ہوے خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین آکر پکارے کہ اے افسر کیا حکم دیتا ہے کبقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت بھی انکا تمھین کھاؤ وہ زنگی اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہے مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہے اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر لیے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ مین قتل کردن دوسرا کہتا ہے کہ سینے کا گوشت مین لونگا ایک کا قول ہے کہ کلیے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی آمادگی دیکھ کر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے تھے کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے

نظم

بہ پیچ کشائش باب امید نا امید — بدست فاتح ابواب رزق ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید — چو خضر گشت درین دہر زندۂ جاوید
گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند — امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بآسمان و زمین — خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد — خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر — خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
زکینہ آئینہ سینہ چون مصفا شد — عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک — بہ بینائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان — نوشت ہمدم اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑائین مگر لشکر ستم منزلون کو طے کرتا ہوا ایک بیشۂ سبز و خرم مین آکر اترا بارگاہ مین جلسہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ ای شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام و مقیم کا حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال زنگی جو شکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے گرفتار ہو گئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجکو خبر دیتا ہی کہ عیاری اُنھون نے کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کہی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائینگے کوئی بات بھی عیاری کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جاکر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلال ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہی کہ پانچ سات جلاد آدمخوار خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ و برق سرنگون حیران حیران طرف کیقال زنگی کے دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے چکر نکالا جلادون پر مارا کہ ساتون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او حبشی تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہی خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے بھی اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا ہی گولہ لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے جہلال پر پتھر کی بوچھار کر دی جہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ مقیمہ کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ کو مارا جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہی کئی تلوارین اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہی جب خنجر توڑے تلوارون کے پھل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہی

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر
جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر مغز پر تلوار گری سرا سر کو کاٹتا تا بہ
جگرگاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اس غصے میں تمام باغ لوٹ لیا اور
کوٹھریوں میں گھس گئے مال نکال کر اڑا مال کھینچا اور در زنبیل کیا چھت پردے تک
کاٹ لیے جہلال نے جب ان سب کے قتل سے فرصت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ برق کو
پھرتے ہیں پکار کر آواز دی کہ خواجہ جاہیے آپکے لیے ستم بیقرار ہیں یہاں تک کہ غلام کو بھیجا
لیکن شکر ہے کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے
کہا کہ اے جہلال مجھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا سقیم کی جیب کی
سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے نکال کے لی یہاں کو شیشہ
کو توڑا وہاں امیر اس قید خانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی ساتھ بیٹھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے
ہیں یکایک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران
ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران یہ خیال کرتے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر
امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید توڑ ڈالی اور سب قید خانے کے باہر نکلے دروازے پر
صلصال جادو نگہبان کھڑا تھا صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار
چھین لی اسی تلوار سے اس سیاہ رو کو مار ڈالا آگے بڑھے تھے کہ غل ہوا بارہ ہزار برس کے نوکر
مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آ پڑے وہ
شیران بیشہ نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہاں عمرو نے جہلال سے کہا کہ یقین ہے میں نے
شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہاں صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا میں یہ حرز ہیکل صاحبقران
کو پہونچا دوں ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کر لے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل
پر سحر تاثیر نہیں کرتا جہلال نے کہا کہ میں پہونچا دونگا حرز ہیکل یہ کیسے یقین ہے کہ لے آلیگی
پڑی ہوا یہ کہ زبرجد کو خبر پہونچی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی بپرواز پیدا کر کے چلا اسوقت
یہ پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے [illegible]
رہے ہیں زبرجد طرف کو دوڑے گئے جلا بالا سے کوہ تا اتصور سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز آئی کہ اے بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا اکبقال و سالار وغیرہ سب مارے گئے قیام و مقیم سے فساد بڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے جہلال وقت پر پہونچا اُسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون کہ جہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہے اگر ہو سکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ آمادۂ حرب و پیکار ہے یقین ہے کہ ساتھ طلسم کشا کے تا صحراے گرداب نشان جائے بدون اطاعت گرداب دریاے طلسم تک رسائی دشوار ہے یہ سنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھکر انتظار جہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ اے جہلال کہان جاتا ہے قدرت تجکو طلب کرتے ہین جہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کرکے خداوند بن بیٹھا ہین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گیا جہلال نے زمین پر آتے ہی ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر ہاتھ باندھے سامنے کھڑے تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہے معشوقہ کے جمال بیمثال کو دیکھکر بلبلانے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا ۔۔۔ مجکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک سے ایک بہتر کیا ہے خلق ۔۔۔ دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہے ۔۔۔ تو سے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص ۔۔۔ چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق ۔۔۔ مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
ساری رگین ہوگئی ہین تن زار پہ نمود ۔۔۔ نا طاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا
گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زلف ۔۔۔ سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے مہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای مہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجالائین مہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہے ان سب کو مارو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگا دو یہ شنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب سحر ہاے عجیبہ لیکر فوج زبرجد پہ جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان مر کر گرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے مہلال نے پھر ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے لڑائی مین مصروف ہوے مہلال جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب الٹتے ہین انکے ساتھ شریک ہوتے ہین مہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہو کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی آواز آئی۔

نعرۂ صاحبقران

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر ز عدل و انصاف شد
صنادون بد بخت گشتہ شکار
امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بسنجان پئے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
ز دم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین فیل و نزار
منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان کہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم

ایک طرف سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نعرے کر کے گرے لڑنے لگے اب جو مہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا برائے سلام استقدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہو عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام اور حرز ہیکل نکالکر صاحبقران کو پہنائی امیر کا مرکب اُسی قصر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی دا جو کان مین پہونچی شیہے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا مہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہو جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب الٹے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے مہلال نے فوراً آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد نے بڑا تلوارین بیاتش شعلہاے آتش گرائے مگر امیر پہ تاثیر نہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے مین جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر تیغ عقرب کا ہاتھ مارا دریہ چہد نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر کو کاٹا زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا دریہ چہد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر میں دریہ کوہ و بالائے کوہ اندھیرا ہو گیا لکہ ہائے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرنے لگے آوازیں ہیبتناک آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی مہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرائے [illegible] میں کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحرائے سبزہ زار میں امیر نے اپنے کو پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی ایک سمت بارگاہ ہشامی خیمے بارگاہیں استادہ ہیں لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدہ شکر پروردگار کیا اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہاں سے طرف صحرائے گرداب نشان کے کوچ کریں گے صاحبقران تو اس مقام پر اترے مگر مہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا میں پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُس نے مجھ کو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران پر آرام ہوں یہ سوچ کر طرف لشکر رستم کے چلا یہاں رستم انتظار مہلال میں تھے مہلال جو ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہیں مہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس مسافر کو لوٹ کر رخصت پائی تب مہلال آکر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و مہلال و برق پاس رستم کے جاتے ہیں راہ میں ایک چشمہ پر آ کے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے مہلال پانی پی لیں تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے میں کھانے پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ استاد میری خبر لو خواجہ عمرو و مہلال جب تک دوڑیں نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے مہلال برق کو کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے میں بیٹھا تھا مہلال نے چہار جانب دیکھا چشمہ پر آیا چشمے کو دیکھ ہنسا پکار کر آواز دی کہ اے نہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے ٹکڑ گیا سو بھی یہ نہ جانتے تھے کہ مہلال سرکش ساتھ ہے کئی آوازیں دیں کچھ صدا نہ آئی آخر مہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دناتا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق ہوا جب تو مہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھ کر چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری گردن پکڑلی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اُسکے سر پہ پڑا سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا پھر دونے مہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین نہنگ غوطہ زن بود اب مہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریا سے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین بیرون بارگاہ کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و مہلال و برق آتے ہین مگر مہلال دریاے خون مین نہایا ہوا ہی بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر مہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا مہلال نے کہا کہ اے شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان ساحرو کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی اُنکو مارا شیشہ اسم اعظم توڑا اب معلوم ہوا کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچا مین جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد ٹوٹا اب وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ مجھسے سے نہ ہو سکا مجھکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ غوطہ زن مالک تھا اُس صحرا مین پہونچا یا نہنگ مجھپر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپکے اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپکی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو صحراے گرداب نشان مین پہونچا مین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ اے مہلال تمنے بڑا کام کیا مہلال نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پہ غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اسکے ساتھ ہون آواز دینا دشمنون کو گرفتار کرنا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پہ موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات پہ موقوف رکھا ہو سب کام خود کرتا ہو جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا غلام کو ڈر ہی کہ آپکے شعبدے سے بھی حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلاے روزگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہو غلام کو بڑا خوف ہو جب حضور صحراے گرداب نشان مین پہونچین اور وہان سے مدد ہوا اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو جلسہ آراستہ کیا مہلال سے یہی باتین رہین سماک نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کشا کا کوچ ہو چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا مہلال نے ساحرون کے پرے جمالے رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند ہو کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہو کہ نخل بندھے ہوے کھڑے ہین مہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اس صحرا مین کسی ساحر زبردست کا گذر ہو اُسی کے سحر کا باعث ہو کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے رستم نے بارگاہ استادہ کرائی فرمایا کہ اے خیر خواہ جو پروردگار بہتر جانیگا وہی کریگا یہان تک کسنے پہونچایا ہزارہا جادوگر آئے تھے اپنے اپنے رنگ سب نے جمانے پروردگار نے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچایا اسیر کو رہا کرایا تمنے آپسے ملاقات کی تھی مہلال نے کہا کہ مین نے اپنے باپ سے حمزہ ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کردیا کہ مین آپکے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حمزہ ہیکل تھی اسکو مارا خدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا گرداب شعلہ زن اپنے مقام پہ بیٹھی ہوئی ہو شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہی باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے ابر شہرہ گرکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہو اب مجکو لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہی کہ ایسا نہو کہ پاؤن کہین اونچ نیچ پڑ جائے تو خرابی ہو مولاج نے کہا کہ میری

سمجہ

بیٹی ایسی نہین ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین اُسکے باغ مین خود جاکے دیکھ آیا مرد اُسکے نام کا کوئی پھول بھی نہین ہی مزاج مین تخیل کو دو زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہمارے اورنگ نشین صرف وزیرزادی ساتھ ہی تخت سے آ کے اُترا باپ کو سلام کیا ماں سے کہا کہ کچھ آپکو خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپکی سرحد مین آ جائینگے فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ ای نورِ نظر ایسے ایسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے چلے گئے صحراے گرداب بےنشان ہی یہان کوئی نہین آسکتا اس طرح کی باتین عرصے تک رہین گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ ای نورِ نظر کل میرے پاس ایک صحرا سے باد انگیز یعنی باد انگیز جادو آئی تھی اُسنے بھی مجکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ باد مین وہ رو کے ہمارا یہ کہنے آئی تھی کہ اب مین براے گشت جاتی ہون سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہمارے اورنگ نشین تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہان راستہ مین جب صحرا مین اُتر چکے تو سہاک سے فرمایا کہ مہینون اسی گشت مین گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے جس دن سے اس طلسم مین آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پہ پہونچے آج صحرا معقول ملا ہی شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہان بیٹھین دیکھین کیا کیفیت ہوتی ہی یہ سنکر سہاک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار براے خدمت مقرر کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا جلال سے ذکر بھی نہین کیا اُس بارگاہ مین آکر مسند پر بیٹھے ایک دو جام پیے سہاک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سہاک نے فوراً اپنے پاس سے نکال سامنے رکھکے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا ۔ نظم

عشق مین حال جہان فرع دگر ہونے لگا
ای پری کی دیوانہ تجھپہ مشتہر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا
آنکھ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جبکے ہوا سرگشتگی کا میری حال
انگلیان کانون مین دیکر وہ اِدھر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے
درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب جو جھلکی پیدا ہوئی آثار صبح
یار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جسنے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا
ہی تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا

[illegible]

میکشی موقوف جام و شیشہ کہ بالائے طاق
رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا

روئے انور پہ ہوا آغاز خط روسیاہ
یہ بڑا اندھیر ہے رشک قمر ہونے لگا

آہ عاشق کان مین اُسکے نہین کرتی اثر
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا

میرے مرنے کی جو دی اُس حور کو جا کر خبر
سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا

شعر سنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے
اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا

لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ
بیمروت ابتو جانون کا ضرر ہونے لگا

عرش تک جسدن گئی آہ رسا سن لیجیو زہد
عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

سماں عجب لطف سے اس غزل کو گا رہا ہے شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانون مین یا تو با اطمینان بیٹھے تھے یا آشیانون سے سر نکال دیے صدائے زنگ کو جھوم رہے ہین بعض آشیانون سے نکل آئے گرد سماں کے چیخ مار رہے ہین قضائے کار ملکہ ہماے اور رنگ نشین تخت اُڑاتے ہوئے آتی تھین قریب کوہ جو پہونچین کان مین آواز لڑکی آئی وزیرزادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا ارے کمبخت سنتی ہے کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہے دل لبھا رہا ہے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہے وزیرزادی نے کان لگا کے سنا کہا واری بیشک کوئی کامل اکمل ہے کیا خوب گاتا ہے اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائیے یہ جو سامنے استادہ ہے اسی مین کوئی گا رہا ہے بلندی سما کر دیکھیے تخت کو پہاڑ پہ لائین اور اُتریں پہاڑ پر اس محبوب پری چہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ پہنچا عرش اعلیٰ پہ پہونچا یا ملکہ ٹہلنے لگین اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن و صف شکن زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود سینہ پہ رکھا ہوا جام سکوس معلوم ہوتا ہے کہ زلفین عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ناگنیان قریب چشمہ خورشید لہرا رہی ہین عارض کی روشنی ماہ تابان پہ طعنہ زن غنچہ باغ خوبی دہن گلو صراحی سے تحت سینہ چوڑا دونون شانے نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکارا ہے چہرہ گلزار ہے سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص دبلا پتلا کہ نگاہ مین نہین سماتا کونے طور سے بجا رہا ہے اور بتاتا بھی جاتا ہے جوان مسند نشین جھوم رہا ہے دیکھتے ہی ہماے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہے کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے مین پہونچاؤن

وزیرزادی

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہو فقط ایک شخص صاحب شوکت ولیاقت بیٹھا سن رہا ہو جل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہو کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یہ اپنی عملداری ہو آپ کے صحرا مین اُترے ہین ذرا جل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہو دونون کوہ سے اُترین قریب پردے کے آکے دیکھا چند خدمتگار پڑے سو رہے ہین پردہ پڑا ہو ملکہ نے پردہ اُٹھایا رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب بحیرت ادھر دیکھ رہی ہو بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد - رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + سمک نے بھی پلٹ کے دیکھا وزیرزادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ ای صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا خاموش ہو گیا تڑپ کر وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر کہا کہ ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ پرائی عملداری مین آپ یون بیخوف اتر پڑے ابھی بارگاہ اُٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہین تا بہ صحراے گرداب نشان جائین گے یہ کہکے جو قبضے پہ ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگین سمک نے وزیرزادی کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد مین بیٹھے ہین جب آپ حکم دین خیمہ اُٹھا لیجائین ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ ای ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہو ہم ایسے غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو اپنا نام بتائین گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہو آخر آپ کا کیا قصد ہو رستم نے کہا کہ ذکر سنا ہو گا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران صحراے گرداب نشان کی فکر مین نکلے ہین منظور ہو گرداب شعلہ زن کو قتل کرین یا اپنے ساتھ لین ملکہ یہ سنکر ہنسین کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے صحراے گرداب نشان ایسا مقام نہین ہو کہ جہان یون بیخوف جائیے رستم نے کہا کہ اجو قصد کامل ہو وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین کیا عجب ہو کہ آپ کا گذر وہانتک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہین خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ آپکے آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جبدن صحراے گرداب نشان مین پہونچیے گا بادانگیز جادو

آپ کی فکر مین نکلی ہی وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کہ پھر بھاگ کر جا بیٹھیگا جدھر جا بیٹھیگا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہوگا نہایت حیران ہوجیےگا رستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہی یا انشاء اللہ راہ رست پر آئیگی مگر کیون ملکہ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہی آخر لوح کا کیا نشان ہی گرداب جادو کے پاس ہی یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا لوح کا حال مجکو تو نہین معلوم ہی لیکن مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہی کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائین انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہی دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحبت ہی موت عشق کے آزار کے لیے — بہتر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے
گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے — نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے
بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے — جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے
جھپکے پلک پلک سے نہ ہی دل تمام رات — رتبہ بڑا ہی مردم بیدار کے لیے
ہی جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف — بیماری ہی رات دن سے بھی بیمار کے لیے
سیخ کباب پر بط کو چڑھا شتاب — ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے
مجنون عشق کو ہی عبث پند واعظو — ہی حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
دوزخ مین بھیجیے مجھے چاہے بہشت مین — ہی اختیار ہی مرے مختار کے لیے
اک ماہ پارہ کے تصور مین صبح تک — کیا خوب مشغلہ ہی شب تار کے لیے
کرتے ہین پانچ وقت ملک اسکے وان سجود — کیا مرتبہ ہی سنگ در یار کے لیے
عاشق ہون رند یار کا تقصیر دار ہون — جو چاہیے حکم دے دو گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہی حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جا کر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب
مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کروں ابھی آفت
برپا ہو اگر نہ کہوں تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائینگے کہ تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیوں چھپایا
تو اُنکو کیا جواب دوں بڑے انتشار مین ہوں رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق
مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر
مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اڑتے
پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم تھے
یکایک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا گرگے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دو ملازمن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا
کہ طلسم کشا تمھارے شہر مین آتا ہی ہٹ جا کے راہ مین روکین معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے آتش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی
ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رک سکتی ایسا نہ ہو کہ در انداز آجاے تو بڑی
مشکل ہو اے شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپنے خلاف عقل
مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپکو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوا تند کا چلا یہ خیمہ بھی
گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ملکا کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار
مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہینگے آئندہ
جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک
آئی کہ او کسبی بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جا کر تیرے ماں باپ سے
اطلاع کرتی ہوں مین کیا تیرے بچانے کو کم ہوں دیکھ تیرے سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے
ہین دیکھا شاخ نخل پہ باد انگیز جادو بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی
کلمات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر بچ کر
گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفت بپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک
دستک دی جھونکا ہوا تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑکر غبار

آسمان تک جائیگا ملازمان رستم کے سرکٹ کر گرنے لگے ملکہ ہما سے اورنگ نشین آگے بڑھین آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہو اس بات کا یہان ٹھکانا نہین مطلب تو اس سے ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہوکر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہین ہین کہ کسی سے دبین مین نے اپنی جان بچائی ہو امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ مین نے سب تیری باتین سنین عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے بی وزیر زادی صاحب تجکو گھیر کر لائین وہ بھی ابھی ہو عیار طلسم کشا پر مائل ہو اب کوئی عیار طرار ایسا نہین کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ خیمے اڑتے پھرتے ہین ہزارہا بندگان خدا کے سرکٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بہشت پہ کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہین ہوا کم ہو جاتی ہو جب باد انگیز دستک دیتی ہو تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ زمین تھرا جاتی ہو کئی مرتبہ ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا پلہ جو زیادہ ہوا جہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا صدہا سر کٹے پڑے ہین آندھی زور سے چل رہی ہو ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہین جہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہو جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہین کسی ساحر نے بڑھ کر عرض کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و بطلعت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے رد و قدح ہو رہی ہو وہ نازنین بھی کمی نہین کرتی یہ سنکر جہلال سرکش دوڑا اس وقت پہونچا کہ ملکہ ہما و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہین باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طرف آسمان کے پھینکا ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آکر اس گیسو بریدہ کو چھپا لے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اس ماہ تابان پہ سر پوش ہوا اسکے اندر سے ملکہ تڑپ کر نکلین ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی نکال کر پھینکی برقین گرنے لگین ملکہ برقون کو کاٹ رہی ہین ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہین جہلال نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا چاہا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہو مگر باد انگیز دم نہین لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہو ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہین جہلال نے دیکھا کہ ملکہ

ہماے اور نگ نشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُسپر ملا ملکہ پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری منھ کے بھل باد انگیز گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہماے اور نگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ اے جہلال کیا کار نمایان کیا جہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈلہ گرد کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا لے گیا ہماے اور نگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکون مگر وہ بونڈلہ نہ رکا جہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے ملکۂ عالم لاش اسکی تمھاری مان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل ہو پہنچائیے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہو تو اُسکی جستجو مین مصروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قبل ہو چکین آتشین برپا کرتین باد انگیز بلاے روزگار تھی آپ سے سحر مین مصروف تھی مین نے غفلت مین کارد ماردی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پہر دو پہر مجھ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب صحراے باد انگیزی کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے جہلال اب مین جاتی ہون جا کر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہو کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و لقمان حکمت ہو بر وقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہو ایک ایک ساحر مکار و غدار ہو ملکہ ہماے اور نگ نشین باتین کر کے جب ستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ اے شہریار آپکی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہے

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آپکو کھویا مگر جویا خدا کا ہو گیا
راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

خال رخ کے عشق میں مرتے ہیں عاشق سیکڑوں سانکھیا کا عالم اس حبّ شفا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوویگا کبھی عرض کر لیں گے جو موقع التجا کا ہوگیا
مرتے ہیں بیمار الفت متصل اب یا مسیح بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہوگیا
اُس نگاہِ تیز سے دل ہوگیا جسم دوچار میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا
حور کے غمزے اُسے جنت میں خوش آتے نہیں اے پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا
یاد میں اُس راست قامت کی جو کی فریاد زار وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہوئیں طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلیں یہاں گرداب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا امواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب میں تمھیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آنے کا کیا سبب کیوں تکلیف کی — امواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اترا ہی مجکو خوف ہو پسران حمزہ آنکھ میں موہنی رکھتے ہیں جسکی نگاہ انپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی ہمارے گشت جاتی ہیں ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی آج کل بیخبر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہوں میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشہ باد انگیز ایک غبار میں لپٹا ہوا ہیروں سے لاکے پہونچایا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہی اب خرابیاں شروع ہوئیں طلسم کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہی یہ کہکے ملازموں کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اٹھا لیجا لاش کو جلا دو جہاں تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا امواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر پھٹا ملکہ ہما سے اورنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہما نے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہان تک پہونچا ہماری سرحد مین آگئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ اے مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی مجھے نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر اے باپ مین آپکے مکان آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحراے گرداب نشان کا پتہ طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ جھلال سرکش ساتھ ہی کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ اے نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور ادھر کا قصد کیا تو ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ اے باپ آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے موّاج نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کرین تو بھی لوح نہ ملے اس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ کردیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہہ سکتا مگر کیون بیٹا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح پیش آئینگے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا موّاج نے کہا کہ اے نور نظر خاموش رہو دیوار و در ہمہ گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رستم کے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ ہونگے فرمائینگے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ کچھ نہین بتاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈال دیے کہا اے باپ ضرور فرمائیے کہ لوح کسکے پاس ہی موّاج نے کہا کہ اے نور نظر مین مقدمہ لوح مین کچھ نہ کہونگا مجھپر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہاں ہی اگر مین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہوکر راہزن ہوے مین تمھاری صورت دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون ای نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہین دیکھا ملکہ ہما یہ سُنکر تھرا گئین کہا ای باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہی مجھے طلسم کشا سے کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو فشہلا سے اسرار دان کو بلاؤ ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی ای فشہلا جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے منھ پر ہما کے ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہو گئی ہما کا چہرہ تمتما گیا تھر تھر کانپین اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای باپ شب کو جو مین برائے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار اُنکا گرفتار تھا وہ گانا مجکو ایسا پسند آیا کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو تک طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ باد انگیز سحر کر رہی ہی مین نے اُسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر فشہلا نے پشت سے آکر کارد سحر ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم دریافت کردونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ ای نور نظر زبان منھ سے نکالو سوزن زبان مین دو ہمارا یہی حکم ہی ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب و مواج نے اران سیاہ جسم مین لپٹائے کہا لیجا کر قید کرو سرہنگ جادو دایۂ ملکہ ہما ہی اُس سے کہا کہ اسکو لیجا کر بیچ قلعہ پر قید کرو کہ وہ ہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منھ پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ ای باپ مجھے کیون قید کیا مواج نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر بیچ قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغۂ ہفت جوہر ان ہی نادانیان ہمین کی تلاش سے پایا مگر یہ صحرا سے گرداب نشان ہی یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی عنایت ہی لاشۂ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو روح سامری ہی اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح لینے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجاکر برج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار و وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہین آٹھ پہر نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن گھبرا کر سماک سے فرمایا کہ اے یار وفادار کتنے دن ہوے ملکہ ہماے اورنگ نشین نہین آئین ذرا خبر تو لاؤ اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ اے یار وفادار و اے مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل بیقرار ہی اور عجیب کیفیت ہی۔ نظم

ستارہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا
پھر تو مین اور کف دست بیابان ہوتا

خوب تھا وصف رخ و گیسوے جانان ہوتا
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا

نسبت اُس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا
رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا

چھینٹے موسم گل مین جو نہ پوشاک سری
چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا

یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت
آ کے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا

قد کشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یان
آدمی تو اگر اے سرو گلستان ہوتا

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مر جاتے رند
سر پہ کیون خنجر جلاد کا احسان ہوتا

سماک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپکا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤن اور کیا عجیب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکر آوے رستم نے کہا کہ ہان برادر اسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھین رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید مان باپ پر حال اُنکا کھل گیا مین بھی یہان سے پہونچون دامنہ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سماک اُسی وقت طرف قلعے کے روانہ ہوا اور کوہ طی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحرون نے پوچھا بھائی کہان گئے تھے سماک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی کہ لشکر طلسم کشا ہماری حد مین آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جھلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب نے کوئی انتظام نہین کیا چڑھ چلیے ایک نے ان مین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرین بیٹی کو قید کیا سرہنگ جادو نگہبان ہی فتور تو پڑ چکا اب دیکھیے کیا ہو سماک یہ سنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر نوجوان ہے ہنسے دیتی ہے سوسی کا پائجامہ کاڑھے
کی چادر یا سیلی اوڑھے ہوئے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر میں پھر پلٹ کے آئی بتی کو انگلی سے
اُکسایا اور انگلی کو پائجامے میں پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی میں روٹی لیے ہوئے اوپر قورمے
کی بوٹی رکھی ہوئی سماک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھالے سماک سمجھا کہ جسکی صورت میں بنا ہوں
یہ اسکی آشنا ہے جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہے اپنے کو چھڑاتی ہے کبھی
کہتی ہے چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سماک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑوں کنیزیں پھر رہی ہیں ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوریاں
بنا رہی ہے کنیز نے آکر کہا کہ کیوں بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہیں محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے میں دخل نہیں دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہتیں شکار
کے آئیں لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگیں چاہتی تھیں کہ لوح کا حال دریافت کرکے جاکر
طلسم کشا سے کہدیں اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر جیتے نہیں
معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہے کنیز یہ باتیں کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منھ میں دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سماک
نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان و مال
متاع لپیٹے ہوئے چلا راہ میں جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہاں جاتی ہو سماک
نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ میں آیا سرہنگ جادو مع چالیس کنیزوں
کے بیٹھی ہے سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائیں ملکہ کے مقدمے میں کچھ اُنکی ماں
سے نہیں کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا منھ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہے کہ بی بی نے اپنے کو یوں بدنام کیا باپ نے کہ بلا سے روزگار ہے اُسنے دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کہیں حکم نہو ہر شخص کا یہی قول ہے کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہے کہ قدرت کو نامہ لکھا ہے دیکھیے وہاں سے کیا جواب آئے نہیں معلوم
وہ کیا جواب لکھیں سرہنگ نے خاصدان اُٹھا لیا گلوری کھائی کہا بی محلدار میں شام سے واسطے
تمباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزیں مانگنے لگیں کہ بی محلدار صاحب ایک

کٹوری ہمکو دو یہان سے بدلی ہو تو اپنی صحبتی مین جائین تب یہان غیب ہوا ایک ایک کٹوری سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سرہنگ اپنے مقام سے اٹھی گر کے بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اٹھین سب گر کر بیہوش ہوئین سماک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپ نے بھیجا تا مین ہون سماک بن عمرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو مین بات کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کرکے ماران سیاہ کو مارا سماک نے چاہا کہ سرہنگ کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہی مین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے دو یہ کہکے ملکہ نے سماک کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑی مین رستم اسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی رو رہے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سماک گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین کہ یارو نہین معلوم اسپر کیا گذری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہے یہان دل کی یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے

نظم

مشغلہ تھا یہ شب ہجر مین ہمدم اپنا
سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا

پھینک دونگا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پہ تو ہے قابو اپنا

نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہے
اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا

بوئے گل سے تجھے دھوکا نہ دے اسکی بو کا
جو چلا رہنے دے جادو سحری تو اپنا

کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

جان جان جب سے ہے تجھسے مرا خالی آغوش
گور بھی تجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا

یاد کرکے لب پانخوردہ کی تیرے سرخی
خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کیوں نہ کاٹون
پاؤن میدان سے سرکے جو سرمو اپنا

مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکون مین
راتسے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پہ
جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا

پاک دامانی کا دعوی نکرے اس رو سے
منھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا

داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گل رویون کے
حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا

پیچ و خم سلم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین اسنے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پرند | شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

رستم بیقرار ہو رہے ہین خادم سمجھاتے ہین کہ ای شہریار سماک وہ عیار ہی کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ رکنے والا نہین رستم فرماتے ہین کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ ہما اورنگ نشین سماک کے پنجے مین دبائے ہوے بصد تجمل آتی ہین رستم بے اختیار پکار اُٹھے فرد- ای آمدنت باعث آبادی ما + ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما + ملکہ ہما زمین پر آئین سماک کے پنجے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اُداس منھ پہ ہوائیان اُڑ رہی ہین رنگ رو متغیر متردد و متحیر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال نوح نہین بتاتا سماک بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہان ملکہ کو لیکر صحبت مین بیٹھے سماک ٹہلکر گانے لگا یہان گرداب جادو سوکر اُٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اُٹھی لڑکھڑاتی ہوئی نشئے سے برج مین آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہی کفت منھ سے جاری اور سب کنیزین بھی بیہوش پڑی ہین گرداب نے ایک دو ہتھڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ اُٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پہ کیا گذری کون اُسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہان فقط بی محلدار آئی تھین اُنھون نے گلوری کھلائی جب ہی مین بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو کنیزون نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہین محلدار کو اُٹھایا محلدار نے سب ماجرا بیان کر کے کہا کہ مجھکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اُس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا تو ڈیوڑھی مین بیہوش پڑی ہی اب تو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہی مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے آندھی چلی کہ صد ہا نخل اُکھڑ کر گرے بونڈے گر کے اُڑ رہے ہین جدھر سے نکلی وہان خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اُس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہین سماک قنات کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہی کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکا لیا ملکہ نے آنکھین کھول کر اُس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

کہ ای شہریار اٹھے رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر اٹھے تیغہ ہفت جوہر گرداب نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا اس بھروسے پر آیا ہی یہ کہکر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھین گے یقین ہی کہ روح کو راحت ہو پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت لیکے یہ دنیا سے چلے فرد۔ ہی جنازہ اسلیے بھاری مرا ۔ حسرتین دل مین لیے جلتے ہین ہم ۔ رستم نے دیکھا چند ساعت مین گرداب ملکہ کو لیے ہوئے نظرون سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوئے کہا کہ ای جہتر سماک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہین معلوم قتل کرے یا بخشے قالب آلکیا ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا۔ قطعہ

ہی ہجوم درد و غم تشویش یہ دل مین نہین
منتشر میرے حواس ہین مشکل مین نہین
آتش افزونی کی او گردون ہوا دل مین نہین
کچھ سوائے خاکساری آپ اور گل مین نہین
مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
مارتا ہی جبکہ کردیتا ہی کام اسکا تمام
نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
اسکو گردن مین پہنکر لیکے گلے میرے ملا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہی
کینہ او بت تیرے دلمین ہی میرے دل مین نہین
طی نہین ہوتی کسی سے گفتگوئے حسن و عشق
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین
کسکے آگے تر زبان تنہا نغمہ سرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

رستم نے بیقرار ہوکر فرمایا مرکب تیار کرو جہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہین اسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہین جہلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائین رستم نے کہا کہ ای جہلال بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور مین وہ آئی گرفتار کرکے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پہ چھریان چل گئین مین اپنے کو پہونچاؤنگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغہ ہفت جوہر جسکے گرداب نے جو تیغہ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اڑی کہ جس طرح عقاب کنجشک کو

لیجاتا ہی ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہکے رستم نے گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا چلا اہل لشکر نے جو سُنا بارہ ہزار جوان ساحر و غیر ساحر فوراً تیار ہو کر عقب مین رستم کے چلے یہان گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہی زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئین یقین ہی کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم آگے آگے ہین پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب ہا کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور		کیست عالیشاہ چو رستم لقب یل نامور رستم ذی ہنر	دیگر	عالیشاہ رومی شیر فیل زور منم نور عین شہ بحر و بر

بارہ ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر آ پہونچے رستم چاہتے ہین مین لڑ بھڑ کر قلعے مین گھس جاؤن گرداب نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج آراستہ ہوے قلعے سے باہر نکلے اسطرح سحر کر رہے ہین کہ جنگل مین آگ برس رہی ہی ایک طرف دریا جوش مار رہا ہی تلوارین گر رہی ہین درختون سے پتے جو گرتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پتہ گرا سر اُسکا اُڑ گیا رستم نے بھی تیغہ ہفت جوہر سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوے زمین پر پھڑک رہے ہین دریاے خون جاری کہ صحرا سے گرد اُڑی سنقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر رہتا ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین کا منگیتر یہ خبر پا کر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اُسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا اب یہان رستم کو لڑتے ہوے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہی گرداب نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جا کر مصروف جنگ ہوئی سرہنگ جادو بھی جھلا کر برج سے کودی گرداب سے یہ کہکر کہ مین جا کر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر فوجون کا بلوہ ہی اور مین بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہی کہ فوجین برابر بھیج رہی ہی دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پر سحر کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون مین فوج کو ملکہ نے متفرق کیا اور سنقار بھی لڑ رہا ہی رستم پر آگ برسا دی تلوارین برساتا ہے مگر رستم پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین ملکہ ہماے اورنگ نشین گالی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں کھڑی ہیں سحر کر رہی ہیں جبکہ دیکھا کہ رستم پر بلوہ کرکے جاتا ہے اسیر سحر کرتی ہیں کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہے تو برق چمکائی دو دو سو اکٹھے کٹ کر گرے ہیں رستم دور سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اورنگ نشین نے فوج کو پراگندہ کیا ہے سرہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری اور پنجہ کمر میں دیکر ملکہ کو لے اُڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہے دوڑا کہ جاکے ملکہ کو بچاؤں یہاں سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ میں اتری ایک تختۂ سنگ پر زبان میں سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا یہ عتاب کہہ رہی ہے کہ او گیسو بریدہ تونے ماں باپ کی بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب میں تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہیں دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہے پکار رہی ہیں کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے

نظم

زکار بستہ کشایندہ خدا زہر سو باب کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک املاک و واقف اسرار خداست کاشف استار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک بر آوردہ جوہر انسان خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
شرفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو ۞ بمرد آنکہ ازو باقی ہست نیک خطاب
ز جسم نازک انسان برآید جان حزین کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک بشست ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ناگہ ہا ستادہ ایم برائے دو روز پا برکاب

بلک بلک کر دعائیں مانگ رہی ہیں جی سے کہتی ہے کہ کیوں معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ پھر

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار و غدار اُنکے ساتھ کیونکر پیش آئین نہین معلوم کیا کیا تکلیف پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکارون سے بچائے اور یہ روز سیاہ اُنکو نہ دکھائے سرہنگ چاہتی ہو کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی ہو پکارتی ہوئی کہ اے سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگیتہ آیا ہوا ہو مین اسی کے حوالے کرون سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر کہا کہ اے ملکہ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا سامنے قلعہ گرداب کے لالہ زار کھلا ہو ملاحظہ تو فرمایئے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار فوج پیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ اے سرہنگ یہ سب سچ ہو مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہو رفتی کریگا اس کمبخت کے سر پر جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جوان کو آتے ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ اے دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہو اگر یہ زندہ رہے تو برا قتل پہ ہاتھ نہین اُٹھتا ہر چند چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپ رہا ہو کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھا کے اس مصیبت سے اُسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پہ کمر باندھیگی لو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہو وہ صاحب غیرت کیا پریشان ہوگا جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابر دیکھنے کو پلٹی گرداب نقلی نے حلقہ کمند کے گلے مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد پہونچایئے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ اے مہتر والا گہر کیا بات ہو عیاری ہے کہ کرامات ہو کیا وقت پر پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا یہان رستم لڑائی مین مصروف ہین دمبدم بلوہ فوج کا ہوتا ہو اُس بلوے مین شیرانہ و نہنگانہ دستہا مصروف جنگ ہین کافر ہی چاہتے ہین کہ اگر تیغ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہوا ور زرہ ہفت جوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر ساحر
گرفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا منقار جادو سحر کر کے عاجز ہو گیا
مگر رستم پر تاثیر نہوئی لیکن اسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر ملا وہ گولا طرف صحرا کے
پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو دوڑائے ہوئے آتا ہے قریب رستم کے
پہونچا منقار سحر کر رہا ہے وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیوں رستم
ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہے اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہے تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کر کے
مجھسے مقابلہ کیجیے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہیں یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے
سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آؤ ہم فرزند
صاحبقران ہیں ہر شرط پر موجود ہیں زنگی نے تلوار پھینکدی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا
سماک یہاں چھپا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
جدا کی تیغ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر زیادہ ہے کہ سماک
کو جانا مشکل ہے ادھر رستم تو جنگ میں مصروف ہیں کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہیں
منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کر لے دوڑے زنگی ہر چند
چاہتا ہے کہ رکوں رک نہیں سکتا اب وہ وقت ہے کہ زمین پیر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو بچو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے
پندرہ قدم زنگی کو ریل کر کے مارا کہ دونوں گھٹنے زنگی کے آشنائے زمین ہوئے رستم نے
کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہو گئے پلٹ کے
دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغ منقار نے اٹھا لیا رستم نعرہ کر کے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا خبردار
ان چیزوں کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر
رستم کو اٹھا لیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ بہار نے جو دور
سے یہ معرکہ دیکھا بے پروا ہو کے چلیں کہ منقار کو ماروں جب قریب پہونچیں منقار نے
ایک دستک دی کہ ایک سوا شاخ پیدا ہوا کالا ذن کا ذلت کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا
عکس اپنا ملکہ کا بنائے اور رنگ تسخیر پڑھا ملکہ چیخ کھا کر گریں منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرے

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ ہماے
اورنگ نشین کو اٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہاکہ ای نور نظر سامنے باغ ہی
آج کی شب اسمین اترو کل پنڈتون کو جمع کرکے ساعت نیک و بد دیکھکر بھونری تمھاری
پھر جائیگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ای
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہاکہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شام
ہوچکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات
لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرلو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پاے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جاے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سماک بن عمرو نے
جو یہ سحر کہ دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہوکے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے
تک سماک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے
ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سماک نے پکار کر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن ساری باندھے ہوے پھولون کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک
کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بندوبست ہوگا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو ابھی جاؤنگی

باغبان

باغبان بچے نے کہا کہ نوشاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے مین کنجی جاکر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلالون یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سماک یلداقی نہین نہین کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سماک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریا کے آیا آپ چھپریا مین گھس گیا منت کرکے بلانے لگا سماک یہ کہتا ہوا اندر آیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سماک یلداقی نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سماک یلداقی نے حباب مارکے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکے چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے خادمون نے کہا کہ پہلو سے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہی اُسمین قید کیا ہی سماک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا صفت گل و بلبل کر رہا ہی منقل آتش روشن سحر تیار کر رہا ہی باغ کی جانب دیکھ رہا ہی باغبان بچے کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہی کیون اس طرف آیا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین منت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن دروازہ کھول دون اُسکو آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہوگا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتون مین لگا کہ بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو مین جسکے رکھا ہو سماک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہی اور دو تلوارین آپ کیون لگائے ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہی زرہ کیون پہنی منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پر رستم ساشنے قلعہ گرداب کے آئے اور ہزارہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھاتے ہیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پر اب رہتے ہیں الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہا ہوں کہ تیغ
کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آوینگے اپنا اپنا نیرنگ دکھائینگے
میں پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ نقطۂ اشارے کی دیر ہو سہاک نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ میں تیرے ساتھ
چل کر اُسے گرفتار کروں یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اُٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں
سہاک نے تینوں چیزیں سے لیں کلاہ کو لیا طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اُٹھانے سے
سہاک کے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ اے شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغہ مجھسے نہیں اُٹھتا رستم نے کہا کہ اُسے سر پر رکھ دو سہاک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر
رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوئے زبانیں منھ سے نکال رہے تھے اُن سب نے
سر نیچے اپنے جھکا لیے رستم نے یکبار کر جھٹکا دی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جا کر پہنچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہاں سے پلٹا تھا دیکھا کہ
تیغ بکف علیشاہ بارہ دری سے آتے ہیں منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھولیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مار ڈالنا پھر وہ ہی سحر کرتا ہوں کہ زنگی جیالے
اور تحفہ جات اثر والے میں گرفتار کرونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کر کے ساحروں پر جا پڑے سہاک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گئے منقار نے پھر بازو کاٹا خون کو لیکے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینکا مار جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹ ہاتھ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ اے رستم تم رستم ہو فرزند محترم و گستہم امیر ہو ذرا آؤ کہ مقابلہ کرو سہاک نے
پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار یہ جلاد ہے کہیں نہ آ سکیگا رستم نے کہنے سے سہاک کے

[illegible]

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے تلوار تیرے ہاتھ مین ہے کیون نہین وار کرتا زنگی نے پیترہ بدل کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پہ تلوار کو لگا تھا جیسے ہی تلوار اسکی تیغہ ہفت جوہر سے بھڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار کہکے ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کے مرتے ہی منقار کے منہ سے خون جاری ہوا بات نہین کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو پیٹتا ہے کہ مین نے سحر کیون کیا یہ سوچ کر رہا ہے کہ منہ بند کرون بند نہین ہوتا منہ کھولے کھڑا ہے خون کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کرکے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوے رستم جو قریب منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہے کہ طلسم کشا کو گھیر لو بڑے بڑے سردار ہمارے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارے مالک کو کیا ہوگیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین پکار پکار کے سردارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منہ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا کہ منقار کی زبان بالکل کٹ گئی ہے یہ کمال ہے زبان تو کٹ گئی اور پھر سحر کر رہا ہے مگر سحر منقار کا زور نہین پکڑتا دورہا کے کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم دامن قلعہ کے گرداب مین بیہوش پڑے ہین جب زبان منقار کی کٹ گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنی سب تلوارین کھینچ کر اٹھے اس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہ بھی سب آکے شریک جنگ ہوے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ اسے دریافت کرو رستم نے کیونکر رہائی پائی جاکے میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سہاک نے جب دیکھا کہ علمشاہ جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر رہائی ملکہ کی ہاتھ آئے اور تہ نشین مین چلا اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا بیچ قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سر نگون کلیجہ خون کر کنیزین نگہبان بیٹھی ہین سہاک اُن سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے کیونکر رہائی پائی سہاک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریان نکالین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہو گئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالون قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا چاہتی ہے للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہے زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب دروازے کے آ کر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہے ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے مین چھپا گرداب جادو ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا کہ گرداب چیخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہے اور ایک عورت قتل کیا چاہتی ہے وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے پھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے کے اب زمین شق ہوئی گرداب اس مین سما گئی سمک جست کر کے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آ کے ملکہ پر پھر کنیزون کو مقرر کیا سمک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین بیٹھی ہین جو آتا ہے اسکو منع کرتی ہین سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے کمبختو زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کر کے چلین سمک بشکل گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آ پہونچا اب اٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچی رستم لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کر کے لشکر گرداب پر گرین زیور اتار اتار کے مارنے لگین کبھی بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہین جلال کش بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آ کے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہما سے اورنگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین ہلادی جہلال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کل فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہی جہلال کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اُٹھائی رستم سے کہنے لگین کہ افسون جادو باواجان کا شاگرد رشید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اُسی کے مقابلے مین جاتی ہون آنکھ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو یہ بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین جھک گئین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تیر پڑے بھر آگیا پیشانی پہ پسینہ آگیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ای سرتاج حسینان وای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہی اب تو قلب کی عجب کیفیت ہی۔

نظم

حد سے گذرے ایذا گذری
رند کہو تب کیا گذری
گذرے جسد ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا گذری
کافر پہ بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی جیسی گذری

ہجر مین تیرے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حال فرقت
ہم نے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہم پر جو بہت ترسا گذری
دوسرا سمجھا کوئی نہ دیکھا

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سنے گا
اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
رند کہو دل پہ کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکر افسون بڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسرون کو قتل کرکے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چل آ مین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی دیار جادوانی کے لیجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر بیٹھے ہوش مین نہین ہی ہمارے قتل کو آیا ہی اس نگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور تجھکو ترس نہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا آئی ہی میرے شوہر نے تجھکو سحر سکھایا اس مرتبۂ اعلے پر پہونچایا اور اسکا بدلا تو نے یہ کیا کہ اس نگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کے چاہا گولے کو پلٹاؤن کہ اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ابکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی ترشا کے خون چلو مین لیا گولہ آ کے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اسی گولے مین جذب ہوا گرداب نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چیخ دینے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری وجمشید کا کام ہی یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکر گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کا مرگئے گرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے کارد سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اسمین سے پیدا ہوا گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا نیمچہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرداب کے علمدارونکو قتل کیا صلصال سرکش ایکطرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی دہشتہ قلعہ مین بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علمہاے فوج سرنگون کیجے دشمنون کے خون گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک طرف سے مالکہ ہماے اور ناگ نشین نے سحر کیا ایکطرف سے صلصال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اس بھاگنے مین پکار کر آواز دی کدی مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہی

کہ بڑھ کر گرداب کو ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے چلی کہ پتلہ پیچھے ہٹا جاتا ہے جب چاہتا ہے کہ آگے بڑھون ہوا کا جھونکا پڑتا ہے کہ پیچھے قدم اُسکے اُٹھ جاتے ہین دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلوے کوہ سے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے درختون پر آکے بیٹھے منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا مواج سمندر نشین آتے ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے داماں نکل گئے
ہم چاک کرکے اپنا گریبان نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
سیلاب اشک کوسون تلک موج زن رہا
روتے ہوے جدھر ترے گریان نکل گئے
ثابت رہا مین آج تلک اپنے قول پر
اقرار کرکے آپ مری جان نکل گئے
وحشت جنون نے حد سے جو بڑھکر قدم رکھا
دامن سے ہوکے چاک گریبان نکل گئے
کہنا تمھارا کافر و دیندار نے کیا
ہندو نکل گئے نہ مسلمان نکل گئے
وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے
ہم چین ہوکے سوے بوستان نکل گئے
اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا
دیوانے ہوکے سوے پرستان نکل گئے
صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریان
تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
تحریک عشق ذلت جو کرتے تھے آن کر
یا رب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہوکے رند
مجنون سے بھی بڑھکے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائرون نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش برآواز ہوے اور اُسی جانب سے دیکھ رہے ہین کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غراتا مارکے پہاڑ سے نکلا تمام صحرا مین پھیلنے لگا الا زبان رستم ڈوبنے لگی کئی ہزار آدمی ڈوب گئے وہ پتلہ کہ جو زنگی کالا کا معلوم ہوتا ہے ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اُس پتلہ کے چلا پتلے نے چاہا کہ بھاگون لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اُس پتلے کو دہن مین لیا دریا مین غوطہ مار کے غائب ہوا جوش و خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہے جس طرف دریا نے جوش مارا ہزارون کو ڈبو دیا کشتی

حیات کی طوفانی ملاحوں ان جھلال کو پتا دیا کی دشوار ہو دل پانی پانی ہوئے جاتے ہیں حباب سا
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان جھلال کو دیکھ رہے ہیں جسکی نگاہ حباب پہ پڑی ہوا دیوانہ
وحشی مثال دریا میں کود پڑا اور غرق ہوا ہزار ہا ہمراہیان جھلال غرق دریاے حیرت
ہوئے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہیں دریا انکے قریب نہیں آتا بلکہ اکثر مچھلیاں
انکی ہیبت سے کوئی آگاہ نہیں تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہیں رستم جب تیغ ہفت پیکر
کو چمکاتے ہیں مچھلیاں ہٹ جاتی ہیں پاس رستم کے نہیں آتیں جھلال نے جو یہ رنگ دیکھا
کشتی کو لے دریا بہا دے لیکن کچھ تاثیر ہوئی دریا کا وہی جوش و خروش ہے مچھلیاں نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہیں مچھلی کمر میں لپٹ کر ساحر و غیر ساحر کو دریا میں کھینچ کے لیجاتی ہے
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ بہار اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ اے جھلال بدگہر
ظالم کیا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہے کہ یہ کاوش بالکل بیکار ہے وہ بڑا ساحر نامی و نامور ہے کہ
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا ہے سو اسکے ساتھ انتظام میں دریا خدائی کا اسکی
رونق دیتا تھا عجائب و غرائب بیان کیا کرتا تھا اب سوائے جان دینے کے اور کوئی چارہ
نہیں ہے اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہاں جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو نشانہ لگ گیا
اس وقت سے افسوس بیحد ہو کر اب سے آگے عذر کر رہا ہوں کہ خطا میری معاف کیجیے
میں نے جو کلمات سخت آپکو کہے ہیں اپنے ہوش میں نہ تھا خطا وار ہوں آپکا گنہگار ہوں
گو اسنے کہا کہ اے افسوں تم سے یہ امید نہ تھی اس چھوکری نے جو نگاہ سحر آگیں ڈالی
ہو سکے یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے جھلال و بہار اور رنگ نشین قریب رستم
کے آگئے ایک جا میں تینوں کھڑے ہیں رستم چاہتے ہیں کہ گھوڑے سے اتر پڑوں اتر نہیں سکتے
گھوڑا بیتکا ہی کئے جاتا تھا ایک مقام پر جو گھوڑے نے ٹھہرا پھر رستم کو لیکر بھاگا دریا کو چھوڑ کر
طرف صحرا کے نکل گیا ایک دم [illegible] میں جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اڑا رستم [illegible]
ناپدید ہوئے ملکہ بہار و رنگ نشین نے جو رستم کو غائب ہوتا دیکھا بیقرار ہو کر چاہا کہ
عقب میں رستم کے جاویں تھا جو وقت کو اس بلا سے ناگہانی سے بچاؤں کہ دریا سے ایک
نہنگ کلاں نکلا ملکہ بہار اور رنگ نشین نے [illegible] ہونٹ چاٹنے لگا

بجلیاں اور بالیاں کان سے اتار کر پھینک ماریں مگر ننگ نذر کا چڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار ہو کے دو پٹے قفل دام کے پھینکا ارژنگ اس دام میں پھیر کا دام کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ملکہ بہار سے اورنگ نشین پر جا پڑا دہن میں لیکر دریا میں جا پڑا جہلال سرکش نے کئی تلوار پھینکیں کئی خنجر سپر کے پھینکے ننگ [illegible] کو لیکر غرق ہو گیا دوسرا ارژنگ وہیں کو قفل [illegible] لیے ہوئے جہلال پر جا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ بھاگ جاؤں لیکن ننگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اٹھ سکا معلوم ہوتا تھا کہ زمین نے پاؤں تھام لیے انتہا کی دوان کچھ بھی آخر ننگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا اور دریا میں جا پڑا جہلال بھی غائب ہوا ننگ نے دور سے غائب ہونا [illegible] جہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے میں سارا لشکر غرق دریا سے مصیبت ہوا کسی کو معلوم ہوا کہ سب کیا ہو گیا شہنشاہ ایک گوشے میں کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا تھا حیران تھا کہ یہ کیسا سحر ہو خداوند ہفت پیکر اپنی قدرت سے یہ کمال لا زوال دکھلاتے ہیں انکا کون سامنا کر سکتا ہو گرداب جادو بھی پیچھے سحر کے دیکھ رہی ہے کہ نیز دن سے کہتی ہو کہ میرا شوہر گیا مواج سمندر نشین جنکا نام ہوا اسی نے تو ہیں سب کو غرق کیا میاں جہلال پر کیا گذری کہ قید کری کہ جو ننگ نے کیا وہ خاص مواج سمندر نشین کے تھے شہنشاہ ہی [illegible] دریا پلٹ کر دے کہ وہ میں غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی ایک تھوڑے عرصے کے دیکھا کہ اندر سے درہ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ پاؤں سے قطرے پانی کے ٹپکتے ہوئے عجب شان خروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزارہا ساحر افسون جادو نے بڑھکر استقبال کیا مواج سے پوچھا کہ ای افسون تمہارا ہمارے اورنگ نشین سے کیا حال کیا تھا کہ وہ حملہ کیا ہے اسکو میں نے کوٹھری میں بند کر دیا شہنشاہ کا اسکے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای فرزند تم نے بڑی فتح اٹھائی ہزارہا افسر تمہارے مارے گئے ایسی حیلے میں طلسم کشا کو قتل کر کے ہمارے اورنگ نشین کو تمہارے ساتھ کر دونگا فقط تھوڑی سی کسر باقی رہی میں ذرا مطمئن ہو لوں تو اسکا سامان کروں اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں طلسم کشا میری سرحد میں آ گیا میں نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے [illegible]

نہیں ہے مگر نوبت بجان و کارد باستخوان ہو اب زندہ نہ بچیگا سماک یہ سب معاملے دریافت
کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہیں شاید اُسے
کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پہ یہ گذری کہ گھوڑا جو اُنکو لیکر بھاگا
قریب زرنگار نخلستان کے پہونچا بدلگامی کرنے لگا رستم عاجز ہوکے اُسکی پشت سے اُترے
ایک طرف سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزیں بلا رہی ہیں رستم جو کنیزوں
کے پاس گئے کنیزوں نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ بہار اور رنگ نشین نے بلایا ہے رستم نام
معشوق سنکر کنیزوں کے ساتھ ہوئے ایک باغ میں جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سنج
نخل سرسبز و شاداب گل و غنچے درختوں پر مصروف شگفتگی ایک جانب نہریں لبریز جوش و خروش
ہر موجے سے طور شیفتہ آب آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر چشمے پر جمع ہیں عالم
بحر و بر کو پکار رہے ہیں رستم بہار باغ دیکھتے ہوئے کنیزیں ساتھ ناز و کرشمے دکھلاتی ہوئیں
قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری میں ملکہ بہار اور رنگ نشین مسند
پر بیٹھی ہیں گرد کنیزیں رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھیں پکار کر کہا کہ اے شہریار آئیے کنیز
جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پہ آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا میں آئیں گے میں
بلوا لونگی شکر ہے کہ آپ مل گئے رستم نے تیغ ہفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ
بھی اُتار کر رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ اے شہریار ایک کسر باقی ہے زرہ
بھی اُتار دیجیے با اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے
پہلو میں رکھ لیا کہا کہ اے شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا میں نے بہت پریشانی
اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین نے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی
اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ تو کچھ گا کہ ہم مصیبت اُٹھا کر آئے ہیں اُس کنیز نے سازندوں کو اشارہ
کیا سازندوں نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا عالمشاہ بے اندیشہ جام
پی گئے جب جام پی چکے ملکہ بہار اور رنگ نشین نے کہا کہ اے شہریار زرہ بھی
اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتاریں کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر پہ جب سے تری کاکل رسا آئی وہاں جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
حجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب تمہیں تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف میں دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا ہمارا وقت برا جب ہوا قضا آئی
شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزاروں مر گئے اسیر سکتے ہیں لاکھوں عجیب روگ ہے یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی
پہونچ رہی ہو تو اتر مجھے خبر گل کی ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر بتا تو اے دل ناداں یہ جی میں کیا آئی
غضب میں ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی خدا کا قہر پڑا تجھکو کیا بلا آئی
سنا ہو رند نے دی جان جسکی فرقت میں مزار پہ وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اس نازنین نے یہ اشعار اس لطافت سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر شعر پہ نذرانہ دیتے ہاتھ ڈالتے ہیں بعد تھوڑی دیر کے ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا رستم بھی پیالہ پی رہے ہیں اس نازنین سے بوس و کنار میں مصروف ہیں سامان محفل عیش و نشاط مہیا موجود ہیں اس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہے کہ اے شہریار کنیز نے بڑی بڑی کد و کاوش کی بڑے بڑے سحر کیے مواج سمندر نشین کے سحر میں آپکا آنا دشوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپکے ساتھ والے میدان میں بیہوش پڑے ہیں انکی تدبیر واجب و لازم ہے اگر کنیز خیر و عافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چلکر ان سب کو ہوا کردونگی شب بھر حضور تامل کریں [illegible] پھرتا پھراتا اسی باغ میں پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کر کے صحبت میں آچھپا رستم سے اشارہ کر رہا ہی کہ زرہ شہ آثار پہنے کا تیغہ و کلاہ کسب کیا رستم حیران ہیں کہ یہ کنیز کون ہی کہ جو تیغہ و کلاہ کو پوچھتی ہی اور زرہ کو منع کرتی ہی شہ آثار پہنے پر پہنا رستم تصدق کیے ہیں اور شہر جاتے ہیں شب بھر اسی ہنگامے میں گذری سماک اپنے دل میں سوچتا ہی کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلوں گا یہ نازنین مکر کی باتیں کر رہی ہی یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ بہانے اور تنگ نشین مضمون ہی دم دے رہی ہی اور فقرے کر رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ زرہ اتروا لوں سماک نے رات بھر شاہزادے کو منع کیا اور زرہ شہ آثار نے دی شب گذر گئی جب کہ رستم سفید پوش ماہ تاباں مع فوج ثوابت و سیارگان قصر مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع فوج ضیا و شعاع غالبہ آکر سریر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اٹھے سماک چاہتا ہی کہ اشارے سے الگ بلاؤں رستم کو سمجھاؤں باغ سے نکال لیجاؤں رستم صحبت سے اٹھ ٹہل رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی او جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کیوں ناکام کیا مجھے وصل ہوئے سماک نے دیکھا کہ ایک نازنین گوشہ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہی اس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہی کہ وہ اشاروں سے بار بار منع کر رہی ہی کہ خبردار زرہ شہ آثار دو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہیں ہوئی وہ نابکار غصے میں یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجھکو اسی واسطے چھپا تھا شب بھر صحبت میں رہی ناز و غمزہ کیا کی اب ہم سمجھ لیں گے معلوم ہوا کہ خبر سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا فلک کی گردن پکڑ لی فلک نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجھکو لیے جاتا ہی جلد اسکے ہاتھ سے بچا لیجے آپ سے کیا کیا توقعات ہوگی رستم یہ صدا سنکر دوڑے چاہتے تھے کہ فلک کو رہا کریں کہ وہ نابکار فلک کو لیکر اڑ گیا سب کنیزیں فریاد کرتی ہیں کہ اے شہریار آپنے فلک کو نہ بچایا وہ اٹھا لے گیا ہم بھی آفتوں سے پاس جاتے ہیں گوشہ باغ میں جا کر کنیزیں بھی غائب ہوئیں رستم حیرت سے اکیلے کھڑے ہیں سماک حاضر ہو کر یہ عرض کر رہا ہی کہ اے شہریار یہ بہانے اور تنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا کہ اے ہمہ تن والا گہر ایسی معشوقہ یہ چہرہ اسکو یوں دشمن لیجائے اور ہم کچھ

نہ ہو سکے نہیں معلوم کہاں لے گیا افسوس ہے کہ ہم روک نہ سکے مین وحشت تو روزی بار دیکھا کرونگا بات وہ نکالا خیال مین اُس مہ جبین کے یہ کیفیت ہے نظم

معشوق اور دوسرا ایسا حسین نہین
دنیا مین اس جمال کا ہے مہ جبین نہین
وہ کونسا مکان ہے جو حسین مکین نہین
ناحق کا یہ گمان ہے کہین ہے کہین نہین
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا *
دونون جہان مین اُسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین عشق باز ہون
چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بیداد کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی
کیا کیا ہوا نہین ورنہ جہان مین طنین نہین
ہوگی قیامت اُس قد و قامت ایکدن
سو فتنے ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین
خانہ خراب سب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم ہوا ہے حسن کی خاطر غرور بھی
وہ کونسا حسین ہے کہ چین بر جبین نہین
کس طرح سے نہ قدمون پہ دو چار سر گرے
بلا ہے تیری چال کیسا طالبین نہین
فرقت مین جسکی ہو وے نہ بیتاب کوئی
اس شوخ مین قد ایسا کوئی نازنین نہین
وصلت شتاب سے ہم بن نصیب ہو
دنیا تو ہاتھ آئے یا جائے دین نہین
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح تک
کس کس سے میری قبر سے تمکین بلین نہین
انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے زار
سجدہ دو کوا ہے ساروں جبین نہین

یہ اشعار ملکہ شاہ نے پڑھے اور سمک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب صحرا ہوگا ہم بھی اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے قتل ہونے تلاش مین اُس لیلی محمل نشین کے ہوا کی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہرچند سمک نے سمجھایا مگر یہ ستم سے نہ مانا گریبان چاک کیا کلاہ سر پہ پٹکا رہ جھوا ایسے کو سنبھالے ہین نہین سنبھل سکے پریشان پریشان باغ سے نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اکثر باولت مین آ پہونچے اور حسین کا نقشہ کھینچ کر کسی نخل کے سائے مین بیٹھ گئے بیقرار ہو کر رونے لگے۔ فرو قمر کانٹے تلوون سے نکالین کے ہمین ہوش آیا * دادا کی وحشت دل یار چھوٹ جاتے ہین * دیگر صبر و طاقت بھی نہین وحشت مین اب دیے ساتھ * کم ہوا ی

وحشت دل یار چھینٹے جاتے ہین + سماک ہرچند سمجھاتا ہو کہ اے شہریار تیغہ وکلاہ تو آپ نے ہاتھ سے کھویا اب ذرہ باقی ہو ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ اے سماک صبر وطاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق پریچہرہ نے منھ موڑا اب دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سماک نے عرض کی کہ ایسے صورۃ مین حضور آپڑے ہین کہ یہان سے نکاسی دشوار ہو غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جاتا ہو اگر ملتا ہو تو انکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے یا مواج کو قتل کرون یا اپنی جان دون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہکے سماک نے رستم کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش مین اس عجائب وغرائب کی چلا اب حال ملکہ ہماے اور رنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہو گئی تھین نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصہ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ وتاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہو کہ رہی ہو کہ کیون اے ہماے اور رنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحراے گرداب نشان کو فتح کرا دون یہ صحراے گرداب نشان ہو تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم کیا ہو موزون نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ہو ہماے اور رنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہو کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجائین قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش وخروش جو تمپر واقع ہو کہ نام طلسم کشا کے جان دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران وپریشان ہین بات کا اس زنگن کی جواب نہین دیتین وہ زنگن کبھی منتین کرتی ہو کبھی خوشامد کرتی ہو ملکہ کچھ جواب نہین دیتین سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد عرصہ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی من وسیاہ فام ڈرا رہے ہین دھمکاتے ہین کہ کیون اے جلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤگے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤگے

قدرت جو دل سے تمہارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب
قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہیں
دو روٹیاں خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بمشکل جھلال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہے جھلال
تو اس حال میں ہے لیکن سہاک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہے چند کنیزیں گرد ہیں خدمتگاری کر رہی ہیں
سہاک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اس نازنین کا نام ہے بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ میں اسکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کرتے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے
کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سہاک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہے تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت نے رجوع کیا ایک باغ
تھا اُس میں تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے وسط میں باغ کے ایک چبوترہ
بلور کا ہے اُس پر مسند شاہانہ بچھی ہے اس پر ایک جوان نامدار بصد ناز افسری بیٹھا ہے گرد خادم
ہیں تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغہ وکلاہ کہاں رکھا ہے نسیم نے کہا کہ صاحب تیغہ وکلاہ تو چھپا
رکھی ہے کہ آٹھ پہر اسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
ہر وقت یہی خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آ جاوے اور آکر عیاری کر کے میں
ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکر تیغہ وکلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
قنطور رہرو دم در اسکا نام ہے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک دن شکایت کرو اس صحرا میں جا کر
کہ جہاں طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھرا ہے کسی فطرت سے زرہ بھی اتروا لاؤ تو بہتر ہے
بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پیاسا سر ٹکرا کے جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤں اور زرہ اتروا لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ
اے نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت غضب ہے دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ زرہ لینا کیسا تیغہ ہفت جوہر وکلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤ گی اگر زرہ کی خواہش ہو

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ ای ملکہ میں ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہوں یہ کہکے کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحرائے بے خزان میں پہونچا اور شکل ہما سے اور رنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کر نا لگا کہ یہاں لا کہ میں کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لوں کہ وہاں پاؤں تو ہلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اس کی خطا معاف ہو گی سماک نے دیکھا کہ وہ کنیز روانہ ہوئی یہاں رستم اسی جنگل میں دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہیں رات کا وقت ہو شب ماہ آہ آہ کر رہے ہیں ایک نخل کے سامنے ہیں ملکہ ہما کو پکار رہے ہیں بیتابی جو زیادہ زور کرتی ہے تو پکارتے ہیں کہ ای ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے اتنی ہماری یہ کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے نظم

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا ۔۔۔ درد مندوں نے ترے شہد و دوا کا دیکھا
پھر سے پھرتے ہی آدمی عین بہار آئی ۔۔۔ رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئینہ رکھتے تو نقش آ جاتا ۔۔۔ تم نے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا ۔۔۔ آئی جب بار آستان پہ سوں ہی قضا کا دیکھا
اے شہ حسن کبھی دھوپ میں نکلا ہی ہو تو ۔۔۔ سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
سر بتخانہ کی جب آگ کہ شہ کی نکلی ہے ۔۔۔ کار خانہ ہی نہ کبھی شان خدا کا دیکھا
سرو و شمشاد و صنوبر کو نہیں کچھ نسبت ۔۔۔ قد بالا کو ترے جیسے بلا کا دیکھا
کوئے قاتل کا تماشا آ کے دکھلا اے عشق ۔۔۔ گرم جیسے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہیں بیقراریاں کر رہے ہیں کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق و ای یار موافق میں تیرا فلک سے نکل آئی ہماری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر صبر نہ ہو سکا شکر ہے کہ تجھکو صحیح و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوئے دوڑے فرد رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست + ای لیلاے عصر وای سلماے دہر تمہارے فراق نے دیوانہ بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا میں پا برہنہ پھرتے ہیں آرام نہیں ملکہ نے ہاتھ گردن میں ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہے وہاں تشریف لیجئے آرام سے بیٹھیے وہ ناز نین معشوقہ

ہماے اورنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی تحفہ جات بھی مل جائین گے آپ نے تیغۂ ہفت چہرہ کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین اُنکا حال نہین معلوم کہ مین نے کیا کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغۂ ہفت چہرہ کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا۔ اُس نازنین نے کہا کہ اے شہریار باغ مین چل کر ذرہ اُتار لیے اور کنیزان آن چیزون کو تلاش کرے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے ناز و کرشمے کرتی ہوئی لیکر قریب باغ کے پہونچی یہان سمک نے باتون مین رنگ جمایا ہو نسیم و قنطور کے سامنے غزلین گا گا کے احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہے مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم بہشت خام مین بیٹھے ہوے ساتھ اُس نازنین کے چلے آتے ہین جو جس مقام پر گیا سواے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے آخر کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش بڑی طے کر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہماے اورنگ نشین نقل پہلو مین آکر بیٹھین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اری گانیو سامنے طلسم کشا کے گاؤ۔ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی

نظم

فربہ ہوتے ہین شکر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو انھین دکھلاؤن
زرد ہو کر گل سوسن تو طلا شیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید

سرجھری بتان کی جو حکایت لکھون
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہے بغلگیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

دل منور ہے خیال رخ نورانی سے
ہے تو ماہ سے رہتی ہے تصویر سفید

سخت جانی سے تجھے قاتل سے شرمندہ کرے
نہ جھڑی اور نہ منہ پر سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پہ ہو نئی اب و ہوا کی تاثیر مردم رنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران سے لیتا ہو اب و رنگ کی طرح کیون نہو رنگ شمع آتش دلگیر سفید

اس گفتگو سے یہ اشعار سامنے رستم کے گانے لگے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہو کہ غلام آپ کا حاضر ہوا سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطورہ یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت چہرہ بھی یہان موجود ہو اگر آپ کا اقبال یاور ہو اور طالع مددگار ہو تو ان سب کو مارکے تیغہ ہفت چہرہ و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہو کہ معشوقہ اصلی پہلو مین بیٹھی ہو جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہہ رہی ہو کہ ای شہریار مین آپکے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قیدخانے مین تڑپ تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگن سیاہ روبحیر حاکم تھی اسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنبیل سے نکال بمشکل اسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اسکو مارا آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہو ہما آباد اسکا نام ہو بہت آباد ہو یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہو یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہو کہ آپ بھی موجود ہین اب جو کہیگا وہ ہی ہوگا رستم باتون پہ ملکہ ہمارے اور نگ نشین کی نہایت بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے لگاؤن ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان وہی جا دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہو جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہو رستم اشارہ کرتے ہین کہ صاحب کیا کرون دل بیقرار ہو دل یہی چاہتا ہو کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطورہ دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اٹھی کہ مین جاکر حیلے سے دلگیر کو آراستہ کرون تا کہ کیا بھی ہو کیا وجہ جو زندہ نہین اتروائی کیا جال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہو وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اٹھی اس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیون اُٹھائیے ہلکے ہو جائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سماک اشارے کر رہا ہو کہ اے
شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریے گا ورنہ نہین معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے
دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہین کہ آپ سے زرہ لے لین پھر قتل کا سامان کرین رستم نے کہا کہ ای
نسیم ہمین زرہ بار نہین ہو ہم لوگ آٹھ پہر جنگ مین مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم
آراستہ رہتا ہو تنظور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل مین آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بڑھا
کہا ای ملکہ ہما سے اور ناگ نشین تخت ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوہر تو میرے پاس
موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار دیجیے تو تینون چیزین ایک مقام پر ہو جائیں ہم لوگ سلامت ہو
ملکہ ہما سے اور ناگ نشین کی صورت پہ بیٹھی ہو اُسنے رستم کے گلے مین ہاتھ ڈال کے
کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے تحمّل بالطبع ہو کے بیٹھیے زرہ پہننے سے آپکے سب ملکہ ہین
اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھین تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً چاہا زرہ کے کھولے پھر خیال
سماک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ
لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہو ملکہ نے زرہ لی اور تنظور کو دی تنظور نے جس مقام پہ تخت و کلاہ
رکھا ہو وہین پر زرہ بھی رکھی ہو تینون چیزین جب ایک مقام پہ ہو چکین تو تنظور نے
آواز دی کہ ای دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہما سے اور ناگ نشین پہلو سے رستم کے
اُٹھنے لگین رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک بجلی چمکی چہرے پر
اُس عورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پچکے لیے جھوٹے بال اُلجھا سر
بھاری پیلے ہوئے کھڑی رو رہی ہو رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے
لگے کہ تو کون ہو اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہان جائیے گا اب یہان سے
جانا دشوار ہو رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دُھواں ہوا غبار اُٹھا تھوڑی
دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور گلے مین
طوق بغلون مین خار دار لٹو پاہون پر چڑھے فولاد کے اپنے کو سلاسل و طوق پایا تنظور
نے ٹھٹھا کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ ہو جا سے تقاضا ہو
اتنی رات بیچ مین ہو صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا دیکھا تقدیر کو منظور ہو

کیا مزہ دکھایا خوب نگاکر لائی زرہ کی وجہ سے تمھاری حفاظت تھی ہم لوگ نا واقف و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے میں خداوند ہفت پیکر در لوح قران لکھ رہے ہیں کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی اے طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر ہی ہزار طرح کی بلائیں اسمیں ہیں رازداران طلسم تمھارے شریک ہوئے اُنھوں نے تحفہ جات کے نشان دیے تحفہ جات تم پا گئے کہتا یہ صحرائے گرداب نشان پہونچے سرحد صحرائے گرداب نشان میں یہ خرابی ہوئی کہ داشتہ قلعہ میں تلوار چلی اور لی ہمارے اور رنگ نشین نے وہ سحر کیا کہ افسون جادو دیوانہ وار وحشی شال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفجات کا باعث تھا سماک نے جو یہ باتیں منظور سے سنیں بیچین ہو گیا جی میں کہتا ہے کہ دیکھو سماک ہمیں تقدیر نے اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھیں کاش کہ نابینا پیدا ہوے ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہے اگر قہر کرتا ایک دن دو دن کی مہلت پاتے تو قالب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان میں ہے اے معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ میں اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون میں غلطان نہ دیکھوں صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائیں گے کہ اے سماک تم موجود تھے اور آقا قتل ہو گئے سواے تیرے کس سے کہوں نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض
با غرض دارد غرض ہر بندہ زار غرض

دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق
کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض

دوست خود مطلب اگر باشد بحق دوستان
یار شمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض

غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان
ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض

عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کے دل نہند
گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض

دور مگریزد از و ہر صاحب صدق و صفا
ہر کہ اہل غرض بیند چو آثار غرض

اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال
ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض

ہوشیارا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار
چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

دل سے دعائیں کین سب طرح کی تدبیرین سوچ کر خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ قنطور آج کا دن روز سعید ہی ہمارے واسطے روز عید ہی انکی وجہ سے جان کا خوف تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہی کہ مین ساقی گری کرون سب شراب پین صبح ہوتے ہی نشہ کے جوش مین ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پہ کرین کیسے ہم پر خوف غالب تھے راتون کی نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا تا بہ صحرائے گرداب شان آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بآرام سوئین گے یہ سنتے ہی قنطور نے دیکھکر آواز دی کہ کیون اے نسیم یہ کنیز تمھاری بہت گستاخ ہی معلوم ہوتا ہے یہ بھی طلسم کشا پہ مائل ہوئی ایسا نہو کہ اسی پردے مین عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جاکے بیٹھے صحبت مین ہماری ڈر ہے ہمین خوف پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیون شگوفہ یہ فقرہ تمہین کسنے سکھایا تمنے کیون ساقی گری کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہی اسی ساقی گری مین صد ہا جادوگر مارے گئے اسی عیاری پہ عمرو نے قیامتین برپا کین جاؤ اب باہر جاکے ٹھہرو سمک کے ہوش اڑ گئے کہ اے سمک باہر سے مین کیا عیاری کرونگا قضا قریب آ گئی ہمان یہ شکوک ہین ایک لفظ کہتے ہی کھٹک گئے ہین کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتین کر کے نسیم کے قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھپر عیار کا شک ہو تو مجھکو قتل کیجے آپ آباد رہین سب ساحر دل شاد رہین سب کے ساتھ ہماری بھی زندگی ہی مین نے براے خیر خواہی عرض کیا ہمارا شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالین سب ساحر تو بچ جائین گے بلا سے جان جائے گی ساحر آباد رہین خداوند ہفت پیکر کی جان بچے کتاب مین صاف صاف لکھ چکے ہین کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہی اسکے قتل کی ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو جانے کس تباہی مین پڑینگے ایسے قدرت مہربان جسکے قتل کا سامان ہم کیون کر خوشی نکرین آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر رویا کہ نسیم نے گلے سے لگا لیا کہا اے شگوفہ صاحب کو شک ہوئی مین تو تمکو اپنا جان و ایمان جانتی ہون تو کیون اسقدر رنجیدہ ہو سمک نے کہا کہ حضور کنیز کیسے ہین باہر ٹھہرتی ہون باہر بیٹھکر آپکے

جلسے سے الگ ہوں ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی میں جلسے سے باہر جاؤں جو میں نے کہا ہی میرا بھی کہنا ہو نشے میں ایسے طلسم کشا پر وار کریں کہ ہزار ٹکڑے ہوں معلوم ہو کہ طلسم کشا کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطورہ شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب مینا کے لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر روتی ہو ڈرتی ہی کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے سانس اسکے پیٹ میں نہیں سماتی بچپن سے میں نے اسکو پالا ہی آج تک کبھی اس سے کوئی امر خلاف نہیں ہوا میں کیونکر کہوں کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطورہ نے کہا کہ بی شگوفہ جان تم میخانے میں جاؤ آج تمہیں ساقی گری کرو سمک نے بڑا میخانے میں آتے ہی ہلڑ ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے میں ساقی ہوں کوئی باقی نہ رہجائے کنیزیں شراب لیجانے لگیں کوئی پیالہ لیے جاتی ہی کسی نے گلابی لی کسی نے قرابہ اٹھالیا درختوں کے نیچے بیٹھکر پینے لگیں سمک نے وہ بیہوشی ملائی ہی کہ اگر رتی بھر دریا میں ڈالدو تو مچھلیاں بلبلا کے نکل آئیں سماں کچھ ایسا ہوا ہی کنیزوں میں جسنے جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کہیگا وہ چٹیہ نوچتی ہی کوئی کسی کی چوٹی پکڑتی ہی کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہی قنطورہ نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزوں کا کیا حال ہی نسیم بھی حیران ہو کہ بیشک کنیزیں خلاف حرکت کر رہی ہیں جو اٹھی لڑکھڑا کے گر گئی بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہوگئیں سمک بھی جلدی میں چالیس گلابیاں کہ جنمیں بیہوشی ملا کے چھوڑے اسنے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل میں آئی نسیم نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقے سے شگوفہ شراب لائی ہی خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پیجئے قنطورہ نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہی سمک نے آتے ہی شراب تو محفل میں رکھی اور یہ غزل گائی ۔ نظم

ساقیا بلوا تنک ظرفوں کو چلو بھر شراب
میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہی کیسا ساغر شراب

فصل گل ہو کھنچ رہی ہی آجکل گھر گھر شراب
بادہ کش بدمستیاں کرتے ہیں پی پی کر شراب

ہی دعا مستوں کی یا رب مثل ماہ و آفتاب
جام گردش میں رہے کھایا کرے چکر شراب

بزم میں وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر ہو شراب

ہوں وہ میکش محتسب میں ہوں تو پیلے کو دوں
دودھ کے بدلے پلا دے طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہوویں گل
تاک کے سائے میں اینٹھیں مست پھر پی کر شراب

گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہے روشن گر شراب

شوق سے داڑھی پیر مغاں کرتے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب

پوشش لباس سبوؤں ہو اگر مجھکو نصیب
گور پہ ساقی کے پھولوں کو چڑھے بھر بھر شراب

میکشی سے کیجیو زاہد کبھی انکار کر
دیکھتا ہے سبز ہر پیمانوں کو پلوا کے شراب

غم غلط ہوتا ہے نمکین کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے جو کبھو ہووے گر شراب

بیچتا ہے قول کے پیر مغاں سونے کی تول
ہو گئی ہے قدر میں ایسی تو آب زر شراب

مغتنم ہے وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
ہو رہی شیشہ میں ساقی کمی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا پستان حور زر کی
کہہ کے کہتا اٹھوں پلا ساقی کوثر شراب

جوں جوں سماک بتا بتا کے یہ اشعار گا رہا ہے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہے قنطورہ جادو بنگاہ غور سماک ہی کو دیکھ رہا ہے نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہے اشارہ ہے کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمہارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اس نے رنگ جمایا پر قنطورہ جادو نام ہے جیسے ہی اس نے ساقی گری کا نام لیا میں اسی وقت سمجھ گیا یہ کہہ کے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پیالہ جام مجھکو دے میں بہت مشتاق ہوں پیر نے گانے نے دل بیقرار کر دیا سماک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی مجھے مار دوں اسکا ایک فائدہ کروں تعجیل تمام جام لبریز کیا پڑا بیہوشی کی کھائی سے ڈالی قنطورہ نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا جام ہاتھ میں لیکر کچھ خوش ہو کے شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے قنطورہ نے پکار کر کہا کہ او مکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑ گئی یہ کہکر ایک اشارہ کیا کہ بجلی کڑک کر گری رنگ روغن عیاری کا سماک کے چہرے سے اڑ گیا اور پاؤں زمین نے تھام لیے اب تو محفل میں غلط ہوا کنیزیں چلیں اور مارے بھاگنے لگیں کوئی کہتی ہو کہ یہ ناس ہو کوئی کہتی ہے کہ جلا انس ہو کوئی کہتی ہو مر جا چینا ہو کوئی کہتی ہو غضب دیکھو عجیب طرح کی حرکات کرنے لگیں سماک زمین پہ پڑا ہوا ہے قنطورہ نے کہا کیوں نسیم دیکھا تمنے میرا شاگرد بنا تو تمہارا تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اڑے تھے پر اب اخبارون مین لکھا دیکھا کہ عمرو و برق نے اسی عیاری پر سیکڑون کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزارون بلائین نازل ہونگی دوست دشمن ہوئے ہین قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہی جا بجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی مرقوم ہی کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہی لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت نہایت خوش ہونگے فرمائین گے تو نے ہمارے بندون کو بچا لیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا کنیزون نے میدان قتل کی تیاری کی کنیزین خنجرہاے برہنہ ہاتھ مین لیے پھر رہی ہین بعض خنجر ہاتھ مین لیے کہہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ مین تو یہ کیفیت ہی طلسم کشا اور سماک کی یہ صورت ہی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگون بیٹھے اپنے مالک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچا لے اور ان دشمنون سے نجات دے ادھر مواج سمندر نشین پہلو مین گرداب کے بیٹھا ہی جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی گرداب نے باغ آراستہ کیا ہی مسندین درست کنیزین چالاک و چست مصاحبین حسین و مہ جبین گرد بیٹھی ہین صحبت عیش و جشن آراستہ مواج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہما سے اور نہنگ نشین کے واسطے ملول و حزین ہی گائنین جو گا رہی ہین جب ہنگامۂ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا ہی سناٹے مین آجاتی ہی یاد کرتی ہی کہ کیون اے تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی وہ پروردۂ مہر ناز و نعم اسیر رنج و غم مگر اسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بیٹھی جنگ مین مصروف رہی افسون جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر مواج نہ آجاتے تو بیٹلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھی مواج نے آکر بیٹے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ وہ ماہ تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کس بات پر آپ کو بہت خوش پاتی ہون مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہی غم سے فراغ ہے طلسم کشا کو مین نے قریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطور نے بڑا کام کیا

وہ مالک صحراے حسرت انگیز ہی طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنایا زرہ جبین لی تعین پیغام لیکر جاؤ قنطور کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے دیر ہنو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرے تختہ جات وہین موجود ہین اگر تختہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہی مگر اب تختے اسکے قبضے سے نکلنا دشوار ہین اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہماے اورنگ نشین اور مہ جلال کو قتل کرکے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوند مین بھیجین کہ کارخانۂ خدائی سست پڑا ہی رونق کارخانۂ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوے انپر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہون کل رعایا دل شاد ہو اپنا انتظام کرین جلد اپنے تئین پہونچاؤ راہ مین کہین ٹھہرنا نہین یہ سنکر تصویر دلکش اٹھی یہان قنطور رجیم نے انتظام کیا ہی کہ کنیزین آمادہ قتل ہین ایک کنیز سرپر سہاگ کے خنجر بکف کھڑی ہی اور دو کنیزین سرپر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہین رجیم نے اشارہ کیا اُن کنیزون نے رستم کو دار پہ کھینچا چاہتی ہین کہ حکم ملے تو قتل کرین تصویر دلکش اڑتی ہوئی آسمان سے آئی اسنے صورت زیبا ستم کی دیکھی جی مین کہتی ہی کہ ہی ہی کیا غضب ہی معشوق میری بی بی کا قتل ہوتا ہی جس وقت وہ کشتۂ حسرت و یاس سنیگی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ حضرت مجھسے زیادہ ہین جب ارادہ کرینگے پکڑ لینگے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھایا وہ جو خبر اس جوان کی سنیگی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے جان دیگی ہماری آبرو تہ ہوگی جیسی بی بی کی اب خاطر کرتی ہین ویسے ہی ہمارے نام سے نفرت کرینگی ساحری نامے مین بھی یہی مرقوم ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہی کوئی نہ کوئی صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری سپاہی اور یون قتل ہوتا ہی یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور سرے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونون کنیزین قریب رستم کے کھڑی تھین اُنکے سر اڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم واسے گرے پھر ہاتھ ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سہاگ کھڑی تھی اُسکا بھی سر اڑ گیا ابکی خود چمک کر گری جس مقام پہ

زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینوں چیزوں کو اٹھایا رستم تیار اپنے جسم سے دور کر کے چپکے سے تصویر دلکش نے تینوں چیزیں اٹھا کر اس جلدی میں رستم کو دیں کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کر کے انتقام کا نعرہ کیا۔ نعرہ رستم

ارشاد اولاد امیر عرب | الست ظلشاہ پور رستم لقب | ملکشاہ روحی تخم خلیل دور
کہ برخشت مرزوق افگندہ شور |

الغرض کے لیے لگے ساحر نے جو رستم کو جنگ میں مصروف دیکھا حقہ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگری کا اسم سحر پڑھ کر آگ کے گولے پھینکنے لگا چلے جاتے ہیں قطعی رستم نے جو سامنا دیکھا للکارا کہ او تصویر دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ایسے میں جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا تجھ کو کوئی افتاد ضرور پڑیگی تسنیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزیں کیسے سحر پڑھ رہی ہیں صرف زرہ پاس تھی اُسپر بھی بھروسہ تھا اب تو تینوں چیزیں اُسکے پاس پہونچ گئیں اب اُسپر سحر تاثیر نہ کریگا مولان ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو سحر سے جب انگشتر میں پھینکا تسنیم تو سیاہ گرد اور ملائم کی شکل بنکر بنا رہوار پر بیٹھا پرواز کرکے آدمی جا کر مشکل سا پہونچ کہ رستم نے تسنیم کو تاک کر تیر مارا تسنیم کے پڑا پشت کو تڑپا کہ خنجہ تسنیم کالا نشہ ہوا کنیزیں بھی جلنے لگیں باغ ویران ہونے لگا شکل نظر آ گئے اور جلنے لگیں مثل رنگ چہرہ معشوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولوں کے پامال ہوئے زمرد سبز کا عجیب حال ہوا عندلیبان خوش نوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پا کر زمزمہ سرائی میں مصروف تھیں پا انتقام میں بیدل و دردمند ہو گئیں قطعی رستم نے جو لالہ تسنیم کا دیکھا اور وہ باغ سبز و شاداب سر سے تسنیم کے خزان نصیب ہو گیا پایا کہ ارادہ ہی طلسم کشا پر کبھی آگ برساتا ہو کبھی تلوار کرتا ہو کوئی سحر تاثیر نہیں کرتی گھبرا کر تصویر دلکش پر سحر کیا تصویر کے بدن میں آگ لگ گئی مثل مہر و چراغ جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا چاہا چلا کے تصویر سحر کرے لیکن قطعی رستم بہانا ہی کہ تصویر کو قتل کرے اس تصویر کو خصوصی کی

مٹا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر پری پر سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے جب وہ سحر کی باتین ہاتھ سے کر چکی قطعور تیغہ کھینچ کر چلا تصویر بیچاری مانگ رہی ہو کر ما خدا سے تا دیدہ ہین ہلکے نے تیر اسپ اختیار کیا ہاتھ سے اس ظالم کے بچا لے اس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ اور روسے تصویر کا فق اڑا ہوا آنکھین ٹکٹکی لگا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس بدحواس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہو تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جی مین کہتے ہین کہ اے رستم یہ تمہاری جان بخش ہو تیغۂ ہفت جوہر کھینچ کے ہوے سامنے آئی کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا تصویر کے جسم چمک چمک کر سحر کے لگی قطعور کا بھائی جیپور تھا وہ بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تو بیباک بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکا بچاؤن آگے بڑھے تو اس ہنگامے سے نکلون جیسے ہی تصویر پر چاہا کہ ہاتھ ڈالون تصویر نے پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینکا ارادہ ہار ہو گیا پھول اسکے جیپور پر گرے بیہوش کا گرنا تھا کہ آنکھین جیپور کی کھل گئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا بیتاب ہو کر کہہ رہا تھا

نظم

حسن ہے آپ ہی سے شیفتہ
کہ یار دیکھا بال نہین
زخم کے منہ سے بات کیا نکلے
آرزوے شب وصال نہین
ہجر مین ہو گیا وصال تمام

ہجر سا عشق کا مآل نہین
کوئی شے ہو جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہو طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کے ملال آتا
پوچھ کیے کر کہون وصال نہین

کون دل ہو جو پائمال نہین
حسرت پائمال کا مضمون ہو نہ
آنکھ مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہو گیا اتنا
وصل کا آپ سے سوال نہین
اے جہان جان دار آرام دل

مشتاق ہون میری تجھ پر جان جاتی ہے ایک نگاہ پھر تماشا دے آہو چشم نے تجکو شکار کیا دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قطعور کا سر لاؤ تو مین تجھ سے ساتھ شادی کرون جیپور یہ سنکر جھوٹا ہو رہا منہ بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہا او قطعور بے ادب تونے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کی کی تیرا سر مانگتی ہین مر تجھکو کہ ٹھہر مین ترا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہو کہ اے
بیحیا کیا تیری شامت آئی ہے دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جیپور اپنے ہوش مین نہین ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیپور کے دو ٹکڑے ہوے غصے
مین آ ہاتھ مار دیا اسنے جو بھائی کا دیکھا چیخین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تقصویر اب تجھکو ضرور ستاؤنگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا اب
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تقصویر تڑپ تڑپ کے کنیزون پر گر رہی ہو کئی افسر یار سے
کنیزین جن جن کے قتل کین یہ غصے مین طرف تقصویر کے جاتا ہو ادھر سے رستم لڑتے
ہوے آتے ہین کہ قنطور کا سامنا ہوگیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر
پر روکا طلسم جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہوگیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزین
تمام جلین اب رستم قریب تقصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
تیرا احسان عظیم ہوا اللہ تو جان بخش ہو تقصویر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور مین ملکہ
ہمارے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہون اسوقت جو آپ کو اس حسرت و یاس مین دیکھا
دل بیقرار ہوگیا اب مین پاس مواج کے جانے کے لائق نہ رہی نہین معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپکی جان کے خواہان ہین اب آپ کو مناسب ہو کہ تیمور جادو قنطور کا
بڑا بھائی ہو جسکی قید مین جہلال سرکش ہے اسکو قتل کرین پیچھے دوسرا جادوگر اسکا بھائی
اسی کے پہلو مین رہتا ہو جسکی قید مین ملکہ ہمارے اورنگ نشین ہین جل کر اسکو مارے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہین یہ کہکر رستم تقصویر کو ساتھ لیکر بیچ
سمک بہر رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اور
ملکہ تقصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو مین جاکر جہلال سرکش اپنے رفیق کو رہا کردون
تقصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جاکر ایک صحرا ملیگا کہ اسمین گرد اڑتی ہوگی گرد اس کا
جو ہیزدار صحرا سے جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہو جب اسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام بلیگا سماک پیشکر چلا کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرائے سراب میں پہونچا دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہے سماک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا چلا آتا ہے سماک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سماک قریب پہونچا پوچھا کہ اے برادر تمہارا کیا نام ہے کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہے مواج سمندر نشین نے خبر پائی ہے کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحرائے سراب کے جاتے ہیں تو میں نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہوں کہ اُسکو آگاہ کردوں طلسم کشا آتے ہیں ہوشیار رہنا سماک نے یہ دریافت کرکے قاصد کو باتوں میں لگایا تو ن میں رنگا کے بیہوش کیا اسکو درۂ کوہ میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اسکی جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کے دیکھا کہ جنگل میں ایک مکان بنا ہے ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوئے بالائے قصر بیٹھا ہے خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں سماک نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ سراب میں آپکی خدمت میں آیا چاہتا ہوں اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام آیا ہے یہاں بلا لو خادم آیا سماک کو بالائے قصر لے گیا سماک نے آکر سلام کیا نامہ نکال بلا تکلف دیا سراب جادو نے فوراً پڑھا پڑھ کر کہا کہ اے قاصد یہ صحرائے سراب آباد ہے اگر یہاں پر ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اڑاتا پھرے کہ صحرا میں کوئی نہیں آسکتا مجھے کچھ خوف نہیں سماک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہے غلام کو راہ دور دراز طے کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہوں صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے کہا کہ میں خود چاہتا ہوں کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوئے پہلو میں باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ میں ایک چبوترہ بنا ہے اور فرش تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے کچھ کچھ گاؤں اگرچہ آپکی خدمت میں عمدہ عمدہ گانے والے موجود ہیں شاید وہ بھی پسند کریں سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہے سماک باجا کھینچکے سر پر کھڑا ہو کے گانا گانے لگا نہایت لطف سے یہ غزل عشق کی۔ نظم

وہ کیا ہو خنجر قاتل مجھے خیال ہے جو
تڑپ گیا ہوں دم ذبح انفعال سے جو

لبوں پہ جان ہے اک دم کا اور مہمان ہے جو
مریض عشق محبت کا تیرے حال ہے جو

اڑا ہے ملال سے رنگ رخ پہ ہے عیان
حضور وصل ملے آپ کا جمال ہے جو

عیان ہو سینہ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل میں حسن کا کمال ہے جو

رہا نہ نام کو رخسار کا نشان باقی
ملا ہی بس آہ رسا کا مری وبال ہے جو

نہ آیا بات مجھے اسکا غم نہیں رشتا
گیا وہ غیر کے گھر یہ فقط ملال ہے جو

اس لطافت سے سہیل نے یہ غزل گائی کہ سہراب بہت خوش ہوا کہا کہ ای قاصد خوشخرام تم قول اسکے ہو کہ تمکو تیار و تیار کر کے سہیل سے لیکہ حضور اصل یہ ہے کہ سواج نے مجھکو خدا نے کا ارادہ کیا ہے ہزار روپیہ میں نے پایا استادوں کو دیکر یہ کمال پایا کیا او یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساقی گری خوب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بیٹھا مجلس چاہتی میں ساقی گری کروں ہمرے شراب پلاؤں سب کے گلا میں ہاتھ سے تیاؤں پاؤں سے ناچوں تب میرا کمال حضور پہ کھلے پھر سہراب نے کہا کہ ای قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہے یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ گھی میوا لے گی قاصد خوشخرام کو دو سہیل نے کچوری کی چاہتا ہے میوا لے میں جاؤں کہ آسمان پہ بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا اور آکر پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت ضعیفہ و نحیفہ جھریاں چہرے سے پڑی ہوئی لباس بھاری پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آگے دمیں بجا رہی ہے گلزن کی جیسی تخت وہ تخت زمین پہ آیا جس وقت وہ عورت اتری سہراب کھڑا ہو گیا کہا کہ ای مادر مہربان اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سالک آذر اس نے کہا کہ ای فرزند اس وقت میں ہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگرچہ ال اجر ہی پہ یقین اور مضطر ہو کر گیا ہے اسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے تاوانی کو پوچھا کہ ای ہلال سرکش تو پہلے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے کھانا پہونچا تو ہوگی کہتا ہے قتل کا حکم آگیا اسنے جواب دیا کہ خدا سے پاک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھکو کوئی نہیں قتل کر سکتا میں گھبرائی ہوئی مکان پہ آئی کتاب پایا ایسا کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی تیرے پاس آئی کوئی خنجر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سماک کے اشارہ کیا کہ یہ قاصد آیا ہی حکم گرداب لایا ہی کہ جلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہی چند شعر جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سنیے گانا کیا ہی سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یاوہ گوئی ہے قلم ہاتھ مین اٹھالیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی کہ مجھ تک آجائے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاکہ نے کہا کہ ای فرزند یہ غرور دل سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحرائے گرداب نشان طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پہ لوحداران کی موقوف ہی اگر طلسم کشا قلعۂ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحرائے محیط مین پہونچے لوحداران جب از خود خواہشمند ہون کہ طلسم کشا سے ملین اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کرین اوس وقت طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم کشا صحرائے محیط سے خالی نہ پائیگا لوح پائی اور فاتحی طلسم مین مصروف ہوا ہر چند کہ مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح لی سب مشکلین طلسم کشا کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے سماک نے یہ باتین سنین آج کان مین نام صحرائے محیط پڑا ہی مین کہتا ہون کہ ای سماک اب خدمت آقا مین یہ ذکر کریگا سفاکہ آدھی خواب سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند غفلت کا وقت نہین ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد خونخوار ام کے سپرد ہی مجھے اسپر دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاکہ نے انگوٹھی ہاتھ سے اوتار کے پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائینگے یہ انگوٹھی اٹھالو پھر ساقی گری سماک کانپ گیا مگر بمجبوری اٹھا انگوٹھی پہ جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین سماک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منھ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اوڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاک نے آواز دی کہ کیوں سراب تو نے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب نکلا ابھی میں نے کتاب میں دیکھا کہ تیری اجل قریب ہے اگر میں نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معین و مددگار ہے اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحروں کو مارا یہ فرزند خواجہ عمرو ہے عیاروں میں بہتر سے بہتر ہے اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائے گا سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ اے یاور مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا میں وقت پر تشریف لائیں آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جما لیا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی میں دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتیں تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاک نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دار استادہ ہونے لگیں جلاد موجود ہوئے سمک بیقرار ہے جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچوں اسوقت سمک نے بیقرار ہو کر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ اے رب بے نیاز و اے بندہ نواز تیری صفت کون بیان کر سکتا ہے تو کریم و رحیم ہے۔ نظم

ز نور حق منور گشت ہر شمع
شد اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ
گہی شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
رخ اندر مطلع ایجاد بنمود
گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ
گہ از شام و گہ از نور سحر شمع
گہ از پروانہ ذات حق عیان گشت
گہے پرتو فگن گردید در شمع
بہر دل پرتو انوار بخشد
بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہو کر سمک دعا کر رہا ہے سفاک کہتی جاتی ہے کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار کا مارو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند نہ ہلنے پائے ارے جہلال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم یہاں قید رہیگا شہزادان طلسم کشا پرانے رہائی جہلال آئینگے تو تدبیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند شخص گئے قفس جہلال لیکر آئے قفس سے جہلال کو نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد سمک کے بھی سر پر آیا جلاد صاحب جلاد جلدی کر رہا ہے پکارتا ہے۔ قدرت

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را داند بلا مشغلہ بر صیاد چیست + جلاد کھڑا کہ رہا ہے کہ اے ملکۂ عالم تیغہ بازو دار رکھتا ہوں بازو پر قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہے جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہے افسوس دیدار سے میں اپنے آقا کے محروم رہا ان ساحروں کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونوں کا سر کاٹ لو جلاد دونوں کی طرف چلے اس وقت دونوں مدعو اس عالم یاس قضا سے کار تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا میں پہونچی کہ جس جنگل میں خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہاں اتارا کہا کہ حضور یہاں ٹھہریں میں جا کر خبر تو لوں دیکھوں سراب کیا کر رہا ہے رستم صحرا میں ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو دمبدم کہتا ہے اسے آپ کے جانے میں کیا دیر ہے سفاکہ جواب دیتی ہے کہ اے لونڈ نظر میں خاتمہ کر کے جاتی ہوں عیار اور سردار قتل ہو لیں جو عورتیں مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جاتی ہیں او طلسم کشا کو لگا کے لاتی ہیں تب میں جاؤں کہ میں نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے یہ سحر دیکھا ہاتھ جھکائے دونوں جلادوں کے سر اڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے للکار کر کہا او چھوکری تو کیوں جان دینے پر آمادہ ہے تجھکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹا دونگی یہ کہکے گولہ مارا تصویر کم سن یہ ملعونہ وہ بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلہ بھڑک کے تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیاے سحر ہاتھ سے پھینک دیے خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی تھرا رہی ہے ہونٹوں کو جنبش نہیں جان بچانے کی کوشش نہیں سفاکہ نے آواز دی کہ اے سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے رستم آتے ہیں اور آواز دی۔ نعرۂ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شیر فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	منم فارس عرصۂ کارزار
منم شیر دل رستم نامدار	منم قاتل کافران جہان	منم نور عینین صاحبقران

سمک دہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاک سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر
جلنے لگی جبیر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھ کر سفاک و جھلال کو رہا کیا سفاک نے
اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مر گئے مگر سب
کنیزون نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالا جب عکس
پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پر جا پڑا سفاک نے
آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہے ارے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہے اسیر سحر تھا شہر شکرگاڑو مین
یہ رستم ہے صاحب شوکت و حشم ہے کون ایسا ہے کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ
فرنگستان مین چونتیس لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزوق کو بیچ تخت خندق مین پھینکا کہ
آج تک قارون وار قعر ضلالت مین غرق ہے اسکی جرأت مین کیا فرق ہے خبردار سامنے
نہ جانا سراب غصہ مین جا پڑا رستم پر بس چلا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہاے آتش
سر سے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ رہی تھی
کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر آتش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا یہان
جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا پیترہ بدل کے ہاتھ
مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر اسپر سحر کے دو
ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی
سراب کے اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سراب جادو تھا
یہ آواز جو کان مین سفاک کے آئی سفاک نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
طلسم کشا نے سراب کو مار ڈالا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل نہ تھا
اس صحرا کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حیرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہانتک پہونچایا اور مین نے غضب کیا کہ صحراے
محیط کا نام لیا عیار بیٹھا تھا کیا اب اسکے بعد یہی وہان لیجائیگی ہرچند کہ لوصاران بڑا ساحر
زبردست ہے مگر فن سحر مین بے نظیر تھی تو کیا بنالیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا ۲۶

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا ابتر ہے بیقرار و مضطر ہے اس زور سے تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر مثل تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ نے قریب آ کر بال پکڑ کے کہا تجھکو اس بدعت سے قتل کروں گی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئیں اور مجھکو ذرا ترس آ نے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اڑے اور لیکر بلند ہوں طلسم کشا نعرہ کرکے پہونچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا نے لپک کر ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مارا بایاں ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گر آیا سفاکہ نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی وہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے گرے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضا سے جسمی سے شعلہ آتش نکلیں رستم نے بڑھکر تیغ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی شکر ہے کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو میرا عجب حال ہے دم بھر میں ابھی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے ماریگا پناہ نہ دیگا میں چاہتی ہوں کہ اس منتفی کو قتل کروں کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے یعنی ملکہ ہما سے اور ناگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اسے بھی تو ہاتھ آئے جاکر اسکو اسی کے ہاتھ سے قتل کروں یہ کہہ کے زمین پر دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا پڑ گیا سب کنیزیں بھی اس غار میں کود پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی تعاقب میں سفاکہ کے اسی غار میں جاؤں لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ تعاقب میں گئی ہو جاکر ملکہ کو مار ڈالے جھلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہریار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل کر سکتی ہے غلام فوراً جاتا ہے یہ کہکے جھلال سرکش اڑا یہ پرواز ہوا کے چلا بعد نکل جانے کنیزوں کے رستم نے دیکھا کہ اس مقام پر سناٹا ہے سناٹا دیکھکر پریشان ہو کر سماک سے فرمایا دیکھا تھے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا پیاسے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحرائے ویران میں کھڑے ہین کہ پہلو سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت قوی تن وقوی من سیہ رو بابہ انجام اسباب سحر ذات پہ درست نہایت چالاک وچست تیغہ برہنہ ہاتھ مین پشت پر ساٹھ ہزار ساحر تیر سے و تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے وہین سے ساحر نے آواز دی کہ ہم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لو ارے غضب کیا مہلال کو قید خانے سے کیون بلا یا رہائی کی تدبیر ابلیس والون نے کی اس مقام پر نہ آتا تو رہائی کیونکر پاتا اس اکناف کا وہ واقف کار ہو سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا بہ صحرائے محیط لیجائیگا اوج کا پتہ لگا لیگا یہان طلسم کشا تنہا ہو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آ پڑے چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگے جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رستم نے تیغ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر اُن ہی کے سینون پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گر اکئی سو ساحر جو مر گئے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملے کرو تحفہ جات اُسکے پاس ہین مثل لوح کے کام دیتے ہین طلسم کشا کو بچا لیتے ہین تیغ ہفت جوہر چمک رہی ہو کلاہ کا عکس پڑتا ہو واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا تھا تو ہماسے اورنگ نشین کو قفس مین بند کر کے مکان تنگ و تاریک مین لٹکا کے باہر نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اٹھا دیکھا اُدہر سے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ آکر پہنچین فغفور گوشہ نشین سے پوچھا اے باپ کہان جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پہ اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مارا گیا مین اسوقت وہان گیا تھا جہان مہلال قید تھا اُسکو مین نے وہان نہ پایا اب مین فکر مین طلسم کشا کی جاتا ہون بیٹی کو در قید خانے پہ بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا کو گھیرا فغفور در زندانخانے پہ بیٹھی ہی کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صدائے دردناک سے کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش
حسرت فتنہ دولت بیدار

مبتلاے فرائش وکاہش
آخر آرام آگیا جی کو

ہمدم وہم مزاج لیل ونہار
چھوڑ کر غم چلا گیا جی کو

روز گل ہاے انبساط کا ٹھپا
کیا تنگ ہاے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آب وصال
ستی اشتیاق بوس و کنار
پھر وہی شوق دشت و شور جنون
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہے
بدنہادون کے ہاتھ چڑھی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دم بدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان تھا لگا
اپنے دعا سے پھر گیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھا عشق کی فسون سازی

چشم الطاف چارہ جو باہم
دلدہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبو بیکار
دہر بے جلیس کا نشان شرر
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
چشم بد دور سے کیا دیکھا
بد سخنون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہوگیا جانبازی

افسر بانکی نگاہ مہر آلود
دست دشمن مین تیغ زہر آلود

یہ آواز سنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا اٹھی جی مین کہتی ہی کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہی کہ کلیجے کو برماتی ہی ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دل دوز و پیوند ہی کہ دل بیچین ہوتا ہی کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون دور سپہر قید ہی کہ جسکی باتین سنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کم سن گرفتار دام پیچ و خم آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب آہ کرتی ہی تو زمین تھراتی ہی فغفور نے قریب آ کے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے ایک آہ کر کے کہا کہ ای پرسان حال غریبان وای مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوقہ کی ایک جان لاکھون دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہین ہی خوف آتا ہی کہ ایسا نہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو پھونک دے ہر چند کہ بربادی اپنی منظور ہی مگر نعم کا سراسر قصور ہی تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر میرے گرفتاری طلسم کشا کو آیا ہی خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہان تک پہونچائے ہم نوبت بجان و کار باستخوان ہین اسوقت مین اگر حال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی یہی جی چاہتا ہی کہ وقت اپنا قریب ہی یہ حسرت کشیدہ بدنصیب ہی شاید جمال بے مثال دیکھ لیتی

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو یہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ ہم انکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتین سنکر بیقرار ہوگئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برائے تودۂ دل تیر دلدوز ہے باتون مین کسقدر سوز ہے کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجا لاؤن ملکہ نے کہا کہ اے شاہزادی تمکو ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے قفس سے نکال دو زبان سے بھی سوزش نکالو کہ مین جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین قید سے رہا نہین کرسکتی مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست ہے مگر یہ سن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہے کہ ساٹھ ہزار جیب چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہوسکیگا بچاؤن گی کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو محبت نے اس مہجبین کا کیا حال کیا ہے کہکے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے چلی کنیزین بازولیا و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم نے کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہے کہ ارے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کر کے لوٹ پڑو کلاہ سر سے اتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تمسب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات پاچکا اب لوح کا ملنا باقی ہے تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کر کے رستم کو گھیرا نیزے تیر تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہے کہ اسکو گرفتار کرلو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا گرد لاشے ساحرون کے بیچ مین رستم ۱۹۰

لپٹنے خون کے جسم پر جمے ہوئے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے قبضہ تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ ہے جھپٹ جھپٹ کر ساحروں پر حملہ کر رہے ہیں تیمور اپنے دلاوروں کو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو تم سب ٹوٹ پڑو طلسم کشا زخمی بھی ہے تیغہ چھین لو ایک ہاتھ میں دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اتار لو یہی قوت ہے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤ گے فرداً فرداً کے قتل ہونے سے تو نجات پاؤ گے کہ ابر نقرئی آسمان پر چمکا ابر کو دیکھ کر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آ گئی اب تو بیٹی سحر بیگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہیں آگے ہزار دو ہزار قتل ہوئے بارہ ہزار اور آ گئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جہاں بیٹیاں طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک جوان رعنا نے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں مگر وہ اس جرأت سے شمشیر زنی کر رہا ہے کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہیں پڑتا فغفور بیقرار ہو گئی کچھ تو خیال عصمت مالکہ بہار سے اور تنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر ترحم آیا فغفور نے کنیزوں کو اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزوں نے خرچے سحر کے ہاتھوں میں لیے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا کہ طلسم کشا پر سحر بیگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور پکار کر آواز دی کہ اے شیر بیشۂ جرأت و اے یکہ تاز میدان جلالت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر لیا مجھکو مالکہ بہار نے اور تنگ نشین نے بھیجا ہے میں کنیزی میں حاضر ہوں یہ کہہ کے دوسرا حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اسے گھیر کر مار لو اب اسکو مہلت نہ دو یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہے اسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہو کر تڑپ تڑپ کے لڑ رہی ہے کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب پلٹے تیمور نے بڑھ کر فغفور پر سحر کیا فغفور پشت پر رستم کی آ گئی رستم نے تیغہ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا جب تیمور سحر کرتا ہے فغفور پشت پر طلسم کشا کی آ جاتی ہے علمشاہ تیغہ چمکاتے ہیں ہر مرتبہ فغفور کو بچاتے ہیں یہاں تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہے جن کنیزوں کو فغفور نے نند اٹھانے پر بھیجوا آئی تھی ان کنیزوں نے دیکھا کہ یکایک زمین پھٹی اور شانہ سا کہ مردار فوارہ ہاتھ کٹا ہوا جس سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزوں سے کہا کہ تم

سامنے سے ہٹو نگوں نے مقرر کیا کنیزوں نے کہا کہ بیگم ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہیں ہم قیدخانے میں کسی کو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ میں طلسم کشا سے لڑ کر آئی ہوں ایک سحر نے سب کو شاد کر گئی ہیں ملکہ بہار اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہوں سامنے سے ہٹ جاؤ میں اسکا قفس کھلواؤں اور اس ظالم کو قتل کروں اسی ظالم کی ذات سے متعلقین مجھ پر سے گرداب فغان پڑ رہے گئے یہ کہکے چاہا کہ قیدخانے میں گھس جائے کنیزوں نے کھینچی سفاکہ سے لڑنے لگیں لیکن سفاکہ ساحرۂ زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست تھی کسی کو کب لاتی ہو گئے جوش سے ہاتھ کا ڈول لیکر گھسنا اور کنیزیں ہٹنے لگیں کئی کنیزیں بیچ میں حائل ہوئیں آخر بیچ میں سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے میں کنیزوں کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھلوالیا۔ وہ وقت ہے کہ ملکہ بہار اور رنگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی ہیں

یہ اشعار حسب حال ان کی زبان پر جاری ہیں۔ نظم

دیکھتا شعلے ہوا سے نالۂ شبگیر کے
پہنچے ہیں صورت تیر شہاب اس تیر کے

چشم گریہ سے نکالا رو کے میں نے اشک کے
ہیں نہاں اشعار پر سے شفق میں اکسیر کے

کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
نوجوانو پوچھ لے کیا عمر دیدہ آسمان پیر کے

سیر دیکھو تم ہوں آہوں کی اثر تاثیر کے
ہیں ملک پوچھتے واسطے تری تقدیر کے

دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی سب اڑو
حلقۂ زنجیر ہیں جو ہر تری شمشیر کے

رشک کی رنگینی ہو تیرے نام کی وحشت میں گئی
دانۂ تسبیح ہیں واسطے نہیں زنجیر کے

مقصد وصل ہیں معشوق کی عرض عشق
حلقۂ گیسو ہیں حلقے دام ماہی گیر کے

گیسوے ناصح کی طرف سے اس پری کو گھیر کے
کیا کریں تحریر ہم مشتاق ہیں تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس میں سر ٹکرا رہی ہیں اور نام رستم زبان پر ہے بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدۂ عشق سر پر چڑھا ہے دیکھ تیرے عشق پھر اتارے دیتی ہوں یہ اٹھا کے ہاتھ جنگ میں کٹا عضو بدن ہاتھ کے تیر سے اسپر بدن سے جدا کر دونگی ملکہ نے جھکا کر حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اتارا اور ہاتھ لیکر آئی قفس اٹھا کر چاہا کھینچ کر سے کھینچنے لگی ملکہ بہار اور رنگ نشین سرکنے لگے

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او معبود حقیقی ہم ظالم کے ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤں جمال جہان آرا کو دیکھوں — نظم

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق
محکم از سد سکندر کرد حق دیوار عشق
صورت مطلوب از خود مینماید چار سو
صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان کشتہ از دادن جان ہم ہیچ
از زبان ہر تیغ عاشق میکند اقرار عشق
واقف حق گشتہ از فیض حقیقت مشفقی
محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
درد مند درد دل را کی شود حاجت طبیب
کی رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
بیکسی گردن بپیمانہ محبت خم کنند
سر نہد ہر کس چو شمشیر ہمی بر دار عشق
میکشد سر رشتہ الفت ز ہر رشتہ جدا
ہر کہ بیگردد دلش بندد ہمین زنار عشق

ملکہ دعا مانگ رہی تھی سفاک نے خیمہ کے در سے نکالا کہ قفس کی کھڑکی کھول رہی ہو جادو تو ملکہ کو نکال کر تیغ اٹھاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ او ملکہ عالم مبارک ہو کہ تمہوری نے جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہے تمہوری نے آپکی آداب بندگی بصد عرض کیا ہے مراد آپکی بر آئی آپکے پیچ ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل کو اٹھا رکھا یہاں تک ہاتھ کو روکا ہے لیکن ملکہ جلد سے اور تاکید فرمائیں کہ آپکے عاشق صادق ایک ہی مقام پر قتل ہوں وہاں تمہاری میدان قتل کی ہو چکی ہے فقط آپکے چلنے کی دیر ہے حقیقت میں تمہوری نے بڑا کام کیا پہلے تلوار کھینچ کے طلسم کشا کے اوپر کلاہ جادو زرہ جوشن وغیرہ کس حکمت سے اتار لی اور پھر گرفتار کر لیا سفاک نے یہ سنتے ہی کہا کہ اے کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہے کہ جلد تشریف لائیں ملکہ سفاک کو لا کے آنکھ سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہیں آج کل کہ صاحب یہاں روز سلیم بیٹا ہو تمہوری کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ جنگ اس پیغام کو تمہوری نے آج بڑی جرأت کا کام کیا اس طرح سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین کرتے ہیں ہے سچ ہے ایک کا قول ہے کہ آج تمہوری نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند وقت بھی اپنے مقام سے قصد کرتے تو یہ نہ ہوتا

ایسا سحر ہوتا سفاک نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجکو دیکھ کر دھڑکتا ہے عیاروں کی ایسی باتیں کرتا ہے میں کتاب دیکھ لوں تو تیرے ساتھ چلوں یہ کہکے کتاب کو کھولا سماک ہاں ہاں کرتا ہے کہ ملکۂ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو نہ جائیے سفاک نے کتاب کو کھولا سماک اٹھ کر بھاگا سفاک نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او ناعیار کہاں جاتا ہے سماک نے پلٹکر جواب دیا کہ میں جاکر اطلاع کرتا ہوں کہ ملکہ تشریف لاتی ہیں قریب پہنچا ہوں قدم کے سماک گیا تھا کہ سفاک نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین پر مارا سماک لڑکھڑا کے گرا سفاک نے اشارہ کیا کہ سماک کے چہرے کا رنگ و روغن اڑ گیا سماک نے اپنے کو دیکھا کہ میں بصورت اصلی ہو گیا سفاک نے سحر کشش کیا کہ سماک دوڑا ہوا قریب سفاک کے آیا سفاک نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سماک کو مارا سماک کا عارض نیلا ہو گیا سماک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھے خنجر نہ مارا تو اپنا نام سماک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاک نے قفس توڑ ڈالا طاس پھاڑے اورنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سر کوب کہاں ہو جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہوں دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوئے سامنے سفاک کے آئے کہا کہ ای ملکہ سفاک کیا حکم ہوتا ہے سفاک نے کہا کہ دونوں کے سر کاٹ لے سماک بلند آوازی سے پکار کر پروردگار سے رجوع کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب حقیقی اس آفت آسمانی سے بچا لے: نظم

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را | سبزہ را سرسبز کردی تیز کردی خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را | نالہ و شیون یاد کردی نطق موسیقار را

جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی
ز دماغ بلبل نالان معطر ساختی

انقلاب دور دوران بستہ در دست نظام | ہیچکس را نیست در فرمان تو جای کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام | آب و آتش را نمودی تا ہم اندر یک مقام

برق را آتش فشان در ابر را ساختی

دو مخالف را بیک موقع بپا پر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر دوان ہر سہ ان
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون
صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

وہ چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردۂ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردۂ
تحفۂ مرقوم بہر حمد خوانان کردۂ
در زبان پارسی تحریر دیوان کردۂ

مشکل اسم جعفری منظوم این سالک گہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری کہ عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہے قالب تھرک رہا ہے آہ کرتی ہے یہ کہتی ہے کہ ای ہائے اور تنگ نشینی پہ فلک نے کیا سامان دکھلایا افسوس ہو رہے ہیں دم جمال جہان آرا سے طلسم کشا ۔ دیکھا یقین ہے کہ طلسم کشا کوئی ہمارا ملال پہ فرمائش کہ ہماری خیر خواہ یون قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کبھی فرماتی ہیں کہ ای فلک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کیا کشف نہیں ہوسکتی سفاکہ چاہتی ہے کہ جلادوں کو حکم دے کہ دونوں جلاد ہاتھ ماریں کہ سر دونوں کے اڑ جائیں کہ زمین شق ہوئی جھلال سرکش اڑتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعونہ خبردار جلادوں کو حکم نہ دینا نکلتے ہی جھلال نے ہاتھ جھٹکا سے کہ دونوں جلادوں کے سر اڑ گئے جلادوں کا سر کٹنا تھا کہ جھلال سرکش نے سفاکہ پر گولا مارا سفاکہ نے ہاتھ ہلائے برق چمکی اس گولے کو الٹا پلٹا یا دو چار سحر آپس میں چلے تھے کہ زمین شق ہوئی اور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار غدار پر پس پڑی دو تلوار سے دونوں کے سحر چلے دونوں نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ رکتی ہے مگر کچھ زور نہیں چلتا تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا ایسی زخمی ہو سکی کہ سفاکہ نے جھولی میں ہاتھ ڈالا کاہ دستہ نکالا چاہا کہ کار روا ہو دل جھلال نے تیر تصویر

آواز دی کہ ظالم سامنے سے ہٹ جا تو بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہے یہ کارد جسکے سینے پہ پڑیگی توڑ کر پشت کو پار کر جائیگی یہ سحر سے کٹنے والا نہیں ہے بس یہ کہکے ایک پتلی جو تھی جھولی سے نکالی سامنے کر دی کارد ہاتھ سے سفاک کے چل چکی تھی سینے پر اس پتلی کے پڑی جھلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کارد پار ہوگئی پتلی تڑپ کر مٹی پکارتی تھی کہ او سفاک کیوں تیری قضا دامنگیر ہے میں کنیز سامری کہلاتی ہوں دیکھ عجائبات قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہوں یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی جھلال کے سامنے آئی آواز دی کہ او جھلال کیا حکم ہوتا ہے جھلال نے ہاتھ کاٹ کر خون اپنا پتلی پر چھڑکا خون جو پتلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جھلال نے کچھ ہاتھ میں دیا وہ کچھ لیکر طرف سفاک کے چلی سفاک ہر چند چاہتی ہے کہ دو کون کو سے پھینکتی ہوا اس کے واسطے جھولی سے نکالا در جسم سحر پڑھ کر پتلی پر پھینکا کہ پتلی پر جوں جوں سحر ہوتا ہے وہ زیادہ جوش اسکا بڑھتا جاتا ہے تب تک سفاک پر جا پڑی کچھ مارا سفاک نے پچھ سحر کو آگے کیا کچھ پتلی کا سحر پڑھا پیچھے ہٹنے کو تھام لیا اور کہ پتلی دور کر کسی ہو پیچھے پیر سے نہیں چھوٹتا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ او جھلال سحر کس ہر چیز کو میں سوں خداوند ہفت پیکر کی خدمت میں روانہ ہوں سامنے سحر کا کرتا اور کچھ پتلی کو میں نے گرفتار کیا جھلال نے پھر اپنا ہاتھ کاٹ کر خون ملو میں لیکر چھڑکا آواز دی کہ اے کنیز سامری اپنے کو پیچھے سے چھوڑ پتلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھوڑ دیا کچھ الگ کیا سفاک پر بس پڑی ہر چند کہ سفاک کوشش ہرگز پتلی بھاگی اسکے پیچھے وہ رستے کہ سفاک بھاگا پتلی پیچھے دوڑی ایک سحر سے پڑھا کہ کئی پتلیاں فولادی پتلی کے روکنے کو آئیں پتلی نے ان پتلیوں کو بھی مار ڈالا سفاک کے زمین پر گر کے پتلی پیچھے سفاک کے دوڑی سفاک بھاگی جاتی ہو گئے ہوتے ہاتھ کا خون گرا ہو کر قطرہ پتلی پر پڑا چنگاری ہو آگ کی نکلا پتلی میں چنگاری کو سمیٹ کر لیتی ہوئی کہتی جاتی کہ او ملعون اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی میں اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی سر سے آگ لگاتی ہوا ادھر جھلال نے قدرت سے اس نے حکم دیا ہو کہ سفاک کا سر لاؤ میں تیرے پیچھے آتی ہوں تیرے مددگار بھی تجھکو بچانے آئے تھے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاشے پڑے ہیں

تڑپ رہے ہیں اور جبیر اسی میں مددگار ہوا ہے تب سفاک کو یاد آ گیا اور پکار کر آواز دی
کہ ای فولاد مردار فولاد اس پتلی کو آ کے روک یہ پکارتے ہی [illegible] جھٹ [illegible] صحرا سے ایک پتلا
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہاں جاتی ہو آگے نہ بڑھنا
یہ کہکے سامنے آیا پتھر مارا پتلی نے [illegible] کر دیا سر پھٹ گیا [illegible] فولاد کا نکلا وہ فولاد پتلا
پھر کر چلا غل مچا [illegible] چلنے لگا پتلی نے [illegible] آواز دی کہ او سفاک دیکھا تو نے جو تیرا
پتلا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا ہے [illegible] قریب ہو پہنچی سفاک نے چاہا کر
اپنے کو بچا کر چلا جاؤں لیکن اس پتلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف بھاگ نہ سکا
پتلی نے جھپٹ کر اس طرح پتھر مارا کہ سفاک کو [illegible] پڑا پتھر سر پر پایا پتھر لگتے ہی بھیجا
سفاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت بپا ہوئی آندھی سیاہ
چلی پتھر برسے [illegible] آواز آئی کہ [illegible] مرا نام میں سفاک مردار فولاد
ہو وہ جولال نے جھپٹا پتلی کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا او کنیز سامری کیا کہنا تیری
طرف سے سفاک کو مار ڈالا [illegible] پتلی خوش ہو کر کہا [illegible] طلسم [illegible] ہفت
پیکر کے [illegible] چلے گئے اور ساتھ طلسم کشا کے ہوگئے اور طلسم کشا کے پاس
[illegible] میری [illegible] دیکھا کس طرح سے ہفت پیکر کو دیوانہ
کیا ہوں مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہے تمہاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں
جس وقت جو کام ہو اسے کروں جو حکم دو بجا لاؤں جولال [illegible] نے پتلی کو جیب میں
ڈال لیا پلٹ کے آیا لشکر کے قریب سے [illegible] طلسم کشا
کا کچھ معلوم ہو جولال نے کہا کہ یہ خبر [illegible]
[illegible]
طلسم کشا [illegible] جولال [illegible]
تخت [illegible] جولال [illegible]
تخت پر جولال [illegible] تخت [illegible] چلا جاتا [illegible]
[illegible] کہ جادوگروں سے آیا ہو [illegible] آواز دی کہ او [illegible]

طلسم کشا کو مار تیمور نے پکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو بریدہ نے ایسے وقت پر طلسم کشا کی شکست کی ورنہ اب تک میں نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ آئی تو میں سمجھا میری مدد کو آئی ہے اس نے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار فوج کو اس نے قتل کیا اب بھی چھپ چھپ کر لڑ رہی ہے یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے چلا سامنے آ کے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی تباہی کا کچھ خیال نہ کیا گھڑی بھر فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر فغفور نے کیے بلور دفع کرتا رہا آخر میں بلور نے ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ اب اس لائق ہوئی کہ مجھ پر سحر کرتی ہے زمین پھٹ گئی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گر پڑی اور ایڑیاں رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہے آنکھیں حسرت آلود کھلی ہوئی ہیں طلسم کشا سے جو نگاہ ملتی ہے اشاروں میں کہہ رہی ہے کہ ای شہریار کیونکر اب رخصت ہوتی ہوں حضرت نے بلور چہار چشم کے یہ تماشہ دیکھ کہ میں زمین پھٹ گئی آٹھ ساحر ساتھی کنیز تک تشریف لائے طلسم کشا چاہتے ہیں کہ رستہ ہوا پڑھوں پاس فغفور کے پہنچوں فغفور کو اٹھا لوں لیکن اہل فوج بلور پر سے بادشاہ پر سے گھیرے ہیں جہاں ایک کو قتل کیا دس سامنے آ کے کھڑے ہو گئے طلسم کشا کو قدم نہیں بڑھانے دیتے چاہتے ہیں کہ طلسم کشا کو گھیر کر پکڑ لیں مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و حشم شیرانہ لڑ رہے ہیں جو قریب آیا اسکو ایک تلوار کا مارا تیغہ صفت بجھ پر دست رستم کا تیغ خالی نہیں جاتا جب چمکا سر پہ بیٹھا ہو سے سحر بھول جاتے ہیں آخر گھیرے لیے ہیں بلور قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوئے پہونچا چاہتا ہے کہ سر کاٹ لوں فغفور نے اس وقت نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے والی ہی ہے کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہے کہ ہاتھ مارے آسمان سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار اگر بادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا شور جلال سے کہیں ایک طرف لرزہ ہوا کہ ستم ملک بچا سکے اور رنگ شفقیں ایک طرف سے آواز آئی کہ ستم فغفور دلکش تیغوں نے قتل کر دیا

جہلال سرکش کا گولہ بیچ مین آکر پھٹا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور الگ ہوا تیغہ ہاتھ سے چھوٹا ملکہ ہما سے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہما نے تصویر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونون نے ملکر جو سحر کیا پھول برسنے لگے بلور کے چہار جانب پھولون کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھین سرخ ہو گئین رنگ رو متغیر متردد و متحیر تھا یک بیقرار ہوکر پکار اٹھا۔ نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین
آتش افروزی کی او گردون ہوا دلمین نہین
چشم و ابرو گوش و بینی مین دہن غنچہ سا دہن
مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
کیون بھٹکین وادی الفت مین ہم غربت زدہ
مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اسکا تمام
حجاب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین
سوچ سے دست و گریبان ہمہ دریا مین ہو
بعد مردن لاش اس کوچے مین گر جائے کہی
اسکو گردن مین پہن کر کے گلے میرے لا
شکوۂ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور
ساربان ملتا نہین ہے کون مجنون کو جواب
شکر للہ جذبۂ الفت نے کیا انکو شتر
کسکے آگے رتنا تنہا نغمہ پیرائی کرون

منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
کچھ سواے خاکساری آب اور گل مین نہین
مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل مین نہین
جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہین
ہیجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل مین نہین
گوہر مقصود تو دامان ساحل مین نہین
آسمان اتنی زمین کیا کوے قاتل مین نہین
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
نابلد ہو راہ سے تو خیر منزل مین نہین
لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل مین نہین
وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل مین نہین
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر و ہما و جہلال زمین پر اتر آئے ملکہ ہما نے بڑھکر فغفور کو اٹھایا فغفور اٹھی چہرہ سرخ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے مگر ہما سے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا اس سے فغفور کا منھ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ ای ملکہ عالم آپنے

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہما نے اورنگ نشین سے کہا
کہ دیکھو اس بیچارے کا کیا حال ہی دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہی اب مین اسکو حکم دیتی ہون
غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز
دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار
کرو میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر
نے سر اٹھا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش مین آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہی
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ مین ابھی سر لاتا ہون دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہون کیا
مجال کہ وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہی کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا لا کر سامنے ملکہ کے
پیش کش کرون میرے دل کو آرام نہین سواے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام
نہین آخر کہان جائیگا شرمندہ ہو کر زور شمشیر دکھائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا یہ
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکۂ عالم کا حکم ہی سر جھکا کے بیٹھ مین تیرا سر
قلم کرون تیمور نے جو بلور کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای افسران فوج
اپنے افسر کو روکو یہ اپنے ہوش مین نہین ہی مجھسے زبان لڑاتا ہی دیکھو کس آزادی سے آتا ہی
افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے
کہ یارو مجھکو نہ روکو معشوق کا حکم بجا لاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہی اسکو
صحراے زور آوران کہتے ہین شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت مین حاضر رہتے ہین یکایک اسکو ہرکارون نے خبر
دی کہ ای شہ زور کرگدن سوار صحراے حیرت انگیز مین طلسم کشا آیا ہی تیمور اور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہی کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسی کے
روکے نہین رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل
کریگا اسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا کے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چلا
ایک ایک آہنین قوی تن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ مین جا کر طلسم کشا سے لڑون

مگر شہ زور کہ سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا گرگدن پر سوار ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہی جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا زور دکھاؤن پسران حمزہ کو اپنے زور کا بڑا دعوی ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سرفتنۂ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایان کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہین ہوا لیکن کوئی پہلوان صاحب شوکت ولیاقت نہین پہونچا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم مشہور ہوگئے ہین جاکے آج سمجھا دونگا یہ کہکے بکبر و نخوت گرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور مین تیوری پر بل پڑے ہوے یہان اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے زور و شور سے مصروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پر کچھ تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین فغفور و ہلال بلتصویر چابک کر کچھ کر رہے ہین بڑے بڑے ساحرون کو مار رہی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی اور آواز آئی کہ باش ای فرزند صاحبقران تمہاری رستمی کا مین بہت مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام اور میرا نام ہے یہ چوبیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے سو سو پچاس پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑون پر پہونچا اور ان سب کو ڈنکا زیر کر کے اپنا شاگرد کیا آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار برسائی یہ ساحر ہین جنگ شمشیرزنی سے نہین ماہر ہین ای تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کر کے تمہارے ساتھ کیے دیتا ہون قدرتا سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آیا اور اُسنے رستم کو زیر کر کے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سنکر رستم تلوار پکڑ کے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکے الگ صف باندھکر کھڑا ہوا شہ زور نے گرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر نیزہ ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان و ای فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے مین آئیے تیغ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب چمکایا باگ پھیر کر سامنے شہ زور کے آئے تگاور زن ہوے پانچ قدم گرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا مین قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلایا کہا ای رستم اس تگاور پر ناز نہ کرنا

کر گرسن پیچھے ہٹا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان ذی جرات تمکو اسکا خیال ہو مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھائیے وار کیجیے بہت غرور زیبندہ نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی انسان ضعیف البنیان کس بھروسے پر گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقت انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمہارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے بڑے ملکون پر آپ نے لشکر کشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان آئے اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہگری مین کم ہون تم حملہ کرو بعد اسکے مین حربہ لگاؤنگا کہ تمہارا حوصلہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہین اگر تمہارے وار سے ہمکو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شہ زور ہنسا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اُٹھا لونگا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی اسکا لشکر و لشکر تیمور نگران ہی پشت رستم پر جلال سرکش و ملکہ فغفور و تصویر دلکش و ہما اورنگ نشین و سمک بن عمرو عیار یہ چیدہ کس آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہین جنگ رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پہر بہر کامل نیزہ چلا تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین اب آپس مین چریان اور گھاتین ہو رہی ہین رستم نے مرکب چمکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو شست تمہاری سست ہی مرکب ہمارا چست و چالاک ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہکے نیزہ شہ زور کا نیچا اور مرکب کو اُڑا کے چھپیٹا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غریو ہوا شہ زور بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغ خشم لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوئے مرکب و کرگدن سے

کو دے شہ زور بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای رستم تلوار کی لڑائی مین تم غالب آئے
مگر اب زور مین میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجکو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم
ہفت پیکر مین کوئی زور مین میرا نظیر نہین اب کیونکر بچ گئے تلوار کہین قبضے سے مردون
کے نکلتی ہی یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستیان
ساتھ زبردستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے
اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہی رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے
آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہی چاہتا ہی پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چت کر دون
مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا تنگ ہو رہا ہی اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی جی مین
کہتا ہی کہ فرزند حمزہ بلاے روزگار ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور
سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارو
زرد لرزان و ترسان طرف قلعہ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ ای
رستم شاباش ہی خوب مجھسے لڑے اس دوپہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداوند ہفت پیکر
نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہی کل میرے تمہارے
اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ ای شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون
زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زیر کرینگے یا زیر ہو جائینگے پلٹنا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی
بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر
آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون
دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہون
کو رات کا دن کرتے کیا دیر لگتی ہی یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یارو روشنی
کرو لڑائی الجھ گئی جہلال سرکش نے پڑھ کر سحر کیا کہ پتلے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے
ایک طرف سے ملکہ ہماے اورنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری پتلیان قندیلین لیکر
موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملازمان
شہ زور نے پنج شاخے گڑوا دیے درختون مین قمقمے باندھ کر روشن کیے تمام جنگل صحرا

چھاتا معلوم ہوتے تھے تیغے مثل برق کے چمک رہے ہین شاخون مین فتیلے بندھے از پیچ تا سر شکل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ اے شہ زور اب وقت جنگ ہی اب کیا درنگ ہی شہ زور بھی بمجبوری آمادۂ جنگ ہوا اور دل مین کہ رہا ہی کہ بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہی دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہی حسن مین ماہ منیر ہی اگر قدرت مدد کرین تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو مصروف کارزار ہوا ایک طور پر کشتی ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین بمشکل شہ زور نکلتا ہی پہرون ہانپتا ہی چہرے کی کیفیت یہ کہ ماتھا خون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہی دو پہر ڈھلتے رستم شہ زور کو ریل کرکے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پیر لا کے یکبارہ دونون گھٹنے شہ زور کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے دور مین تا بہ زانو دوسرے دور مین تا بہ سینہ تیسرے دور مین سر سے بلند کیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اٹھا لیا لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو پیچ دے کر زمین پر مارا اسمک نے دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملازمان شہ زور نے آ کے گھیر لیا اسمک کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے لاشے پڑے ہین تلوار چل رہی ہی آخر جھلال سرکش گولہ پکڑ کے جا پڑا جھپٹ کر گولہ مارا کئی جوانون کے سر پھٹے بلکہ ہمارے اور رنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑین ایک طرف سے ملکہ تصویر دلکش اسی طرح سے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ اے رستم الامان رستم نے قریب پہنچ کر شہ زور سے کہا کہ کیون اے پہلوان دوران وائے گشتاسپ جہان اگر کچھ اور زور ہین اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو مین پھر تمسے براے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے
جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ ای شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب
فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای
خبر دار تلوار نیام مین کرو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوے پندرہ ہزار نے بدل و جان اطاعت
کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے
اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کر لو فوج والے تیغ و ناچخ لیکر
جا پڑے جھلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا تھا کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم
لڑتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او بیحیا مین تیرے سحر کا مشتاق ہون
تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر تلوار کو روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے
ہاتھ مارا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ
چلی پتھر برسنے لگے تھوڑی ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام مین تیمور تھا بعدہ رستم نے
فوج کو ساتھ لیا بارگاہ آراستہ ہوئی جھلال سرکش و تصویر دلکش و جہاسے اور نامدار
و سماک بن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدۂ رفاقت ساتھ ہر مقام ہے
پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون ای جہاسے اورنگ نشین اب یہ خبرین سب تمہارے
مان باپ کو پہونچینگی یقین ہے کہ سامان لشکر کشی کرین یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پہ جائین
جہاسے نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا مگر یہ خبرین ابھی
اُسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے جھلال نے کہا کہ غلام اٹھالہ بارگاہ کا لیکر
چلتا ہو آپ وقت پر آئیے گا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جھلال کشتی اٹھالہ
بارگاہ کا لیکر طرف صحراے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم نے کوچ
کیا عقب مین جھلال کے رستم چلے سماک بن عمرو ساتھ ہو لیے [illegible]

و مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعۂ گرداب نشان مین بیٹھا ہو زوجہ سے کہہ رہا ہو کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہو کہ یہ نوجوان جو آیا ہو یہ اصل مین طلسم کشا ہو ہر چند کہ مین نے ایسے صحراے ہولخیز مین پھنسایا ہو کہ جہان سے نکلنا دشوار ہو لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہو غیب سے اسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر اسکے مددگار پیدا ہو جاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہو ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہما سے اور تنگ نشین رہائی پائے اگر مہلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گرداب جواب دیتی ہو کہ صاحب قدرت نے پے درپے فرمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کمر ہمت مضبوط باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طایران زرد آسمان سے آئے اور غلط مار کر انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اسکے عرض کی کہ اے مواج سمندر نشین رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور انکے ساتھ والے بھی رہا ہوے اب مہلال سرکش اتالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر بسنقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت بیقرار ہو رفیقون سے کہتا ہو کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین پھرتا اب تو یہ کیفیت ہو

نظم

تحمل مجکو یاد آتا ہو اس گل کی سواری کا
چمن مین آج چلتا دیکھ کر باد بہاری کا

ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے
ہوا ہو عشق مین یہ حال میری خاکساری کا

تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے
لکھا ہو مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا

ارادہ ہو فلک سے لیجیے مہر و ماہ کے ساغر
نہایت اوج پر ہو شوق انکی بادہ خواری کا

جہان مین ہو ترا حسن خدا داد اے صنم ایسا
کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگذاری کا

حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین
بڑا احسان یہ مجھ پر ہوا ابر بہاری کا

تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو
مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالب دیدار مرتا ہی
ذرا صورت دکھا جا وقت ہی اب دم شماری کا

برہنہ دختِ رز کو حضرت زاہد اگر دیکھیں
اُٹھا دیں جام اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا

وہیں بولی جو بعد دفن میں تربت میں گھبرایا
کہاں ہیں وہ جو ہم دم تھے تری غمگساری کا

کرینگے ترک ہمسائگی پیری جگا ہو سلوت
جوانی میں بہت مشکل ہی چھپنا بادہ خواری کا

مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم سواج کو پیغام دینگے وہ جبراً بیٹی کو اپنی آپکے سپرد کر دیگا منقار کہتا ہی کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملک ہماسے اور تنگ نشین کو اپنے پہلو میں دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ جہلال سرکش اتالیہ بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آتا ہی عقب میں اسکے ہمراہ ملک ہماسے اور تنگ نشین کے آتے ہیں تمام منتظر قدوم کے ہیں منقار نے یہ مقام سنتے ہی کہا کہ ہمارا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کر دونگا ہماسے اور تنگ نشین پر قبضہ کرونگا یہ کہکے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر چلا یہاں جہلال ایک مقام پر آکے اترا ہی کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ منقار ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مقابلے کو آیا ہی ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہی پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ آج طبل جنگی نہیں بجوایا جہلال جا کے سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہی کل طبل جنگ بجوائیگا جہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا ارادہ شبخون چلا آگے لشکر کے جہلال کے گرد ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہیں طنابیں خیموں کی کاٹ دیتا بازار میں پامال کرتا ہوا قریب خیمہ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکاروں نے خبر دی کہ منقار برائے شبخون آتا ہی جہلال جھلا کر اٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہی خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہی جہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا منقار نے گولہ کاٹا گولا پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار میں تہلکہ پڑ گیا جہلال دوڑتا پھرتا ہی لشکر منقار نے گھیرا ڈالا یا جب گولہ مارا دو چار سو کے سر اُڑتے ہیں منقار چاہتا ہی کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں جہلال نے گھیر لیا ہی رات بھر لپٹ جھپٹ کی لڑائی

و مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعۂ گرداب نشان مین بیٹھا ہی زوجہ سے کہہ رہا ہی کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہی کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین طلسم کشا ہی ہرچند کہ مین نے ایسے صحراے ہولخیز مین پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر اسکے مددگار پیدا ہوجاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہی ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہما سے اور تنگ نشین رہائی پائے اگر مہلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گرداب جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت نے یہ دو فرمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کر ہمت مضبوط باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلط مار کر انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اُسکے عرض کی کہ اے مواج سمندر نشین رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہوے اب مہلال سرکش اثالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر سنقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت بیقرار ہی رفیقون سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین پھرتا اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

تجمل مجکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا
چمن مین آج چلتا دیکھ کر باد بہاری کا

ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے
ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا

تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے
لکھا ہی مین نے کچھ حال دل کی بیقراری کا

ارادہ ہی فلک سے بھیجے مہر و ماہ کے ساغر
نہایت اوج پر ہی شوق اُنکی بادہ خواری کا

جہان مین ہی ترا حسن خدا داد اے صنم ایسا
کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگزاری کا

حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین
بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا

تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو
مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالبِ دیدار مرتا ہے
ذرا صورت دکھا جا وقت ہے اب دم شماری کا
برہنہ دخترِ رز کو حضرت زاہد اگر دیکھیں
اُٹھا دیں جام ہاتھ سے اُلفت پرہیزگاری کا
زمیں بدلی جو لیلیٰ دفن میں تربت میں گھبرایا
کہاں میں اور کہاں وہ دم ہو تیری غمگساری کا
کریگی حور کیا ہمسائگی پیری [illegible]
جدائی میں بہت مشکل ہے تنہا دم گزاری کا

ساحروں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم صولاج کو پیغام دینگے وہ چہرا [illegible] کو اپنی آپکے پیش کریگی منقار کہتا ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملک ہمارے اور رنگ نشین کو اپنے پہلو میں دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ جہلال سرکش اثنا راہ بالکل [illegible] ملک ہمارے اور رنگ نشین کے آئے ہیں نام سنتے ہی منقار اپنے مقام سے [illegible] ہمارا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کرونگا ہمارا اور رنگ نشین [illegible] یہ کہکر ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر چلا یہاں جہلال ایک مقام پر آکے اُترا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ منقار ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مقابلے کو آیا ہے ہرکارہ مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کرتا ہے جب رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ طبل جنگی نہیں بجا جہلال جاکر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہے کل طبل جنگ بجوائیگا جہلال تو سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا ارادہ شبخون چلا آگے لشکر جہلال کے گرد ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہیں [illegible] خیموں کی [illegible] پامال کرتا ہوا قریب خیمہ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکاروں نے خبر دی کہ منقار نے شبخون مارا ہے جہلال جھلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہے خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہے جہلال نے اپنی جھولی سے گولہ نکال منقار نے گولہ کاٹا گولا چھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے جل گئے الامان الامان کی صدا بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار میں تہلکہ پڑ گیا [illegible] جہلال بڑھتا چلا آتا ہے لشکر منقار کو گھیر ڈالا جب گولہ [illegible] منقار چاہتا ہے کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں جہلال نے گھیر لیا ہے رات [illegible]

منقار ہر چند چاہتا ہی کہ نکل جاؤں حلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا ہی یہی قصد ہی کہ منقار کو مار ڈالوں جب گریبان سحر چاک ہوا پھر اسکے گرد اڑی دیکھا کہ رستم پیلتن تیغ علم کیے ہوے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش اور ایک جانب تغفور رجا دو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے حلال کو جو لڑتے دیکھا نعرہ کیا۔ نعرہ علمشاہ

منم صف شکن تیغ زن پہلوان
علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عینین صاحبقران
کہ برگشت ہر زوق افگندہ شور

ملکہ بہار اور رنگ نشین نے جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہی ملکہ بہار اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوے جھولی سے نکالے اوپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے منہ پھولوں کا پڑنے لگا منقار نے اٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم میں تابعدار ہوں نہایت مجبور و ناچار ہوں اصل کیفیت کا کیا بیان کروں نظم

نہ کسی میں جو رہی مہر و وفا میرے بعد
سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد
شہرہ حسن ترا تھا مرے دم سے تھا
پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد
سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر
شکر کی اسنے محبت کی ادا میرے بعد
کف افسوس ملا کرتے ہیں اس نا کے وہ
اپنے ہاتھوں میں لگاتے ہیں حنا میرے بعد
ظالم اس درجہ ترے ظلم سے ہوتے وہ شہید
پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد
ستمگیان بہرے یہی ہوتا تھا عاشق میں
دست نازک اسکی ستم تجکو خدا میرے بعد
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا اس
نام میرا کبھی اسنے نہ لیا میرے بعد
ساتھ اغیار کے مجھ کو بلا کر لے گئے
نہ رہی انکو قضا سے شرم و حیا میرے بعد
نہ ملی مجکو جو معشوق سے اک دن فرصت
کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد
سمجھا صابر جو نہ دنیا میں ملا ظالم کو
ظلم کا نام پھر اسنے نہ لیا میرے بعد
میں وہ بلبل ہوں کہ گل چاک گریبان ہوگا
خاک اڑاتی پھری گلشن میں صبا میرے بعد
درد عاشق معشوق میں الفت کا مزا
اور ہی ہوگئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا میری تربت سے یہ آتی ہے صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھیں سرخ گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ بہار نے اورنگ نشین سے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہے کیا چاہتا ہے منقار نے کہا کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہوں افسوس ہے کہ وصل سے تمھارے محروم ہوں ایسا نہ ہو کہ زمانہ فراق میں ہلاک ہو جاؤں دل کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے میرے حق میں جو مناسب ہو وہ فرمائیے اے مسیحائے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھائیے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تم سے ملنے نہ دیا مواج ستمگر نے ہمیشہ کا اسیر کیا ہی اسنے قید کیا اسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہوسکے سر مواج کا لاؤ تو ہم دل و جان سے تم سے راضی ہوں وہاں سے سر لے کے تخت و غولی اپنی ہمیں نہ کچھ دیا تمسے پھر مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون سنکر منقار جھکا رہے بوسے دینے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعت سعید ہے بلکہ یہ دن ہزار عید ہے مین ابھی جاتا ہوں جا کے مواج گرداب کا سر لاتا ہوں دیکھوں تو کون روکتا ہے فوج والے اسکے بکری کے برابر ہیں انکو کیا مانتا ہوں اہل فوج کی اسکے کیا حقیقت جانتا ہوں مواج کو بھی شکست دونگا دیکھوں تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہے یہ کہکے رفیقوں کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دو سو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کیان و رسالدار فوج سے نکل آئے کہا کہ اے شہریار ہم آپکے ساتھ ہیں جو آپ پر گذریگی ہم سے بھی سہینگے جان پر کھیلینگے مگر آپکا حکم بجا لائینگے اُس نا سمجھ کالا نٹ گئے وہ سو افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوئے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر بند کرنے لگے دائرہ اسلام مین آئے رستم تو اسی مقام پر ہے فتح و فیروزی اثر سے مگر مواج قلعہ مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوئے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش رخ دو سو سردارون کے ساتھ کمال کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہے تخت شاہی کو

قتل کر رہا ہے منھ سے نہیں بولتا آنکھیں سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے کر گالیاں دیتا ہے کہہ رہا ہے کہ مواج و گرداب کہاں ہیں یہ سنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے غصے میں اٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے میں گھس آیا دیکھو جا کے کیا حال کرتا ہوں تنتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار بہت لب پہ مہر سکوت تیغ کھینچے ہوئے رعایا کو قتل کر رہا ہے اور دمبدم پکار کر کہہ رہا ہے کہ مواج کس مقام پر ہے تو سامنے نہیں آتا قصر میں گھس جاؤنگا اندر آ کے سر کاٹونگا زن و شوہر دونوں گنہگار ہیں مواج نے للکارا کہ او منقار کیوں دیوانہ ہوا ہے تو نے ہزار ہا بے گناہ قتل کیے زبان کو نہیں روکتا یہ کہکے مواج نے گولہ مارا گولہ گرد اس کے دو سہ کے پھرا سب پر سایہ پڑ ڈالا دیکھا سب نے کہ منقار تلوار نیام میں کر کے ہاتھ باندھے ہوئے سامنے مواج کے آیا کہا کہ اے مواج میں اپنے ہوش میں نہ تھا بڑا غضب یہ ہوا کہ بہار سے اورنگ نشین طلسم کشا کے ساتھ ہو گئے مجھے سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ میں آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجا لاؤں جا کے بہار سے اورنگ نشین کو پکڑ لاؤں یا طلسم کشا کو سزا دوں مواج نے کہا کہ او منقار تم نہ جاؤ نہیں معلوم تمھارا کیا حال کریگی ابکی مرتبہ زندہ نہ پلٹوگے یہ کہکے منقار کو اپنے ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ میں جا کے طلسم کشا کو لاتا ہوں فوراً قتل کرونگا سر خدمت میں خداوند کی روانہ کرونگا یہ کہکے مکان سحر میں گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا میں پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام عشرت میں بیٹھے ہیں جلسہ سرور اپنے دلبروں میں بیٹھے ہیں مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا اور طلسم کشا خاصہ نوش کر کے برائے آرام چلے مواج ایک گوشے میں آیا نقب سحر کھودنے میں مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب میں بیٹھا اندر نقب کا بارگاہ طلسم کشا میں نکلا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہیں سرہانے کرسی پر تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ رکھی ہے زرہ زیب جسم ہے یہ دیکھ کر اسنے اول تیغہ و کلاہ اٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے میں طلسم کشا بیہوش ہو گئے جلدی کی مگر زرہ اتار نہ سکا بقچہ کمر میں دبایا اٹھا کر کاندھے پر ڈالا

وسی نقب مین پہاند نقب کو طی کرکے باہر نکلا طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا سماک اپنے
مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ
ریگ سا سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہے گھبرا کر سماک اٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹھے ہین جھپٹ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا جہرہ نقب کا دیکھا بدحواس
ہوگیا اور نقب مین پھاند پڑا نقب کو طی کرکے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور پر سر طلایہ ہے
جنگ کو دیکھ کر پکارا کہ کون جاتا ہے سماک نے کہا کہ مین ہون او شہ زور بڑا غضب ہوا
کہ آقاے نامدار کو کوئی چرا کے لیے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ او حضرت والا گہر یہ کام مولج
کا ہے بڑا ساحر زبردست ہے وہ ہی آکر آقا کو لے گیا پیش لشکر سماک نے کہا کہ مین جاتا ہون
آگے تمھین پڑا تیاری کی ورنہ تم سب صاحبون کو اختیار ہے یہ کہہ کے سماک بھاگا تلاش
مین مولج کی چلا مولج بارہ کوس کا میدان طی کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ سے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہے
موجیں بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو
دیکھ کر مولج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اترا پانی پیا ہاتھ منہ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہے طائر آشیانون سے گمان صبح کے چہکار رہے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی
کر رہے ہین مولج نے لپیٹا ہوا رستم پیلتن کا ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا طائرون کی
آواز پیاری سن رہا ہے وہ جی مین کہتا ہے کہ قسمت یاوری قضا و قدر یہ مقام ہرا
باغ سے بہتر ہے اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو ہاتھ لایا لیکن اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا مین غلغلہ ہو رہا ہے ہر ساحر و عیار تلاش کا ارادہ ہے کہ تلاش مین اپنے آقا کی
جائین اگر تمکو پا جائین گے تو بوٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو
پلٹ کر مولج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لنگی پہنے ہوے تھتھناک مین کھڑی ہوئی
آتی ہے پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلو سب سردار تمہارے منتظر ہو رہے ہین
سب کا یہی قول ہے کہ ہمارے افسر صاحب ہو گئے ہین خالی نہ پھرین گے طلسم کشا کو پکڑ لائینگے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اٹھا لیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہو کہ پھر یہاں طلسم کشا آئیں عہلال سرکش کہ ساحر زبردست ہو ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لیکے کر ادھر آئے ہیں لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہماے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ سے نکلی تھی اور کہتی نکلی کہ یارو لشکر تیار کریں میں لشکرکشی کر کے جاؤں وہ کیسو پریزاد سب سے زیادہ بیقرار ہے یہ کہ کے پشتارہ لیے ہوے چاہتی ہے کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں مواج نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہے ادھر کہاں جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر میں چلو میں پھر کے جنگل کو طے کر کے آتی ہوں مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو ادھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل ہو مواج نے ذرا منھ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پہ ہاتھ پھیرا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا کہاں جاتا ہے ارے میرے سامنے سے پشتارہ لیے جاتا ہے سمک اور بھاگا مواج نے وہیں سے سحر کیا سمک کا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اڑ گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کر کے لے چلا سمک کو پیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگا لیے ہیں یہاں گرداب جادو بعد جانے فرخ روز کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر میں پھر رہی ہے کہتی ہے کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہے سحر اسپرنا شیر نکر سکیگا بلکہ وہ تنہا لیے ہوئے خداوند ہفت پیکر انکو بچائیں کہ یکایک سمک سے باتیں کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب خان صاف کہو کیسا رہے مواج نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبا مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لایا راہ میں اس مکار نے تمہاری صورت پر عیاری کی مگر میں نے پہچان لیا دونوں گرفتار ہوے جلد میدان قتل کی تیاری کرو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے آ گئے دارین استاد ہوئے نگین جلاد شلنگیں لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہے کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل کریں مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہے سمک ہوشیار ہے مگر رو رو کے دیکھتا ہے کہ آقا کے جسم میں صرف زرہ ہفت جوش ہے کلاہ و تیغہ تیغے میں مواج کے ہے مواج تیغہ ہاتھ میں لیے جلادوں سے کہ رہا ہے کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہے سماک دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے کارساز خداے بے نیاز تیری ذات پر کل سامان موقوف ہیں اگر تجھ کو منظور ہے تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہے بلک بلک کے دعائیں مانگ رہا ہے عرض کرتا ہے کہ اے خالق حقیقی واے رب تحقیقی رحم کر دے۔ نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک
خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک
شد ہویدا از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہمصورت بشکل چہرۂ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ‌گر
جلوہ‌اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ آمد رنجبر در بر گہ در میان خشک و تر
گاہ زر گشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جابجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ
گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ
گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ راغ
گاہ صحن و گوشہ و دار و در و دیوار خاک

ہر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار
ہر کسی پایہ ندارد پاے نخوت استوار
از کرشمہ حاصل غرورش باوجود انکسار
ہر چہ طاقت می پرد تا اوج گردون این غبار
ہر چہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

سماک بلک بلک کر دعائیں کر رہا ہے بات ختم ہوئی ہے سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشان خنجر شعاع و ضیا کھینچے ہوئے میدان چرخ نیلی میں آکر آمادۂ قتل ہوا یہاں میدان خونی نشانہ ہوا دار پر استادہ ہوئیں جلاد مشعلیں لگانے لگے چاہتے ہیں مواج حکم دے تو ستم کو قتل کریں مواج حکم دے رہا ہے کہ یارو طلسم کشا کو قتل کرو جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر لوہے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے مواج مجھ کو حکم دینا حکم اول ہے قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہے مواج نے حکم دیا کہ تین ہزار علموں کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوئے سر پر ستم کے آیا چاہتا ہے کہ خنجر ماروں سماک کلیجہ پکڑے رو رہا ہے جلاد خنجر کھینچے ہوئے جھپٹا چاہا کہ خنجر ماروں کہ ایک

پچول آسمان سے گرا جلاد نے وہی خنجر اپنے گلے پہ پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام طلسم کشا بادشاہ ہوا جب وہ جلاد مر گیا معواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے کیوں اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پہ پھیر لیا یہ کس کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھا کے جو آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پہ اڑ رہے ہیں اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گردیزہ نے کہا کہ صاحب یہاں ساحر اس طرح نہیں آئیگا اور مارا جائیگا چند طائر آسمان پہ اڑ رہے ہیں ان طائروں پہ سحر کرو اگر طائر اصلی ہیں بھاگ جائینگے اگر کسی کے سحر کے ہیں تو قائم رہیں گے معواج نے ایک گولا طرف آسمان کے پھینکا گولا جا کر پھٹا ایک طائر الٹ گیا دیکھا کہ ملکہ جہاں سے اورنگ نشین بصورت طائر اڑ رہی تھی متھا پہلو میں معواج کے کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اٹھا کہ اے جان جہان وا اے آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہو

نظم

کس طرح شکر کروں تن میں نہیں جان قاتل
میرے سر پہ تو وہی تیغ کا احسان قاتل
دل میں باقی رہے ذبح کا ارمان قاتل
میری گردن پہ جو پھیرے خنجر بران قاتل
بلبل جان کا نکلنا ہو نہایت مشکل
ہیں یہ گل زخم کہ پھولا ہو گلستان قاتل
وار ہنس ہنس کے لگاتے ہیں جو مجھکو تو
ہر گل زخم تبسم پہ گل خندان قاتل
دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان احوال
تو بھی ہوگا صفت زلف پریشان قاتل
نیم جان چھوڑ کے تو جائیگا تو ستم ہوگا
دیدۂ زخم میں ہیں گھر سے گریبان قاتل
ہیں وہ کشتہ ہوں کہ مدفون ہوں حشر تک
رہے اگر ہمرہ کفن تیغ کا دامان قاتل
بعد میرے جو ستم گا نہ جفا جو قاتل
قتل کر کے مجھے تو ہوگا پشیمان قاتل
اپنے کوچہ میں مری لاش کو کر دینا دفن
آرزو بھی ہے یہی اور یہی ارمان قاتل
سر ابھی کاٹ کے میں نذر کروں گر مجھکو
دل کی کیا اصل ہے حاضر ہے مری جان قاتل
ہو اجازت تو گلے آ کے لگا لوں میں ابھی
ہو گئی تیغ سے سامنے عریان قاتل
بدگمانی جو ہوئی ذبح کے بعد از سطوت
غیب دیکھا کیا ہیروں تن بیجان قاتل

منتظر بیقرار طرف ملکہ جہاں سے اورنگ نشین کے دوڑا کہ جلال سرکش نے نعرہ کیا اور

تڑپ کر گرا کلاہ و تیغ جان دیکر اٹھا لیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغ ہاتھ میں دیا رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم بن صاحبقران

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم قوت عین صاحبقران
کہ بدبخت ہرزوق فگند یکشور
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
یل نامور رستم پہلوان
نگاو زمین بیخ و بن بر کنم

ایک طرف سے ملکہ تصویر نعرہ کرکے گری ایک طرف سے فغفور نعرہ کرکے آپڑی ان چارون سرداروں نے زمین ہلا دی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہے رستم لڑائی میں مصروف ہیں سماک نے اٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہ ہائے آتش گرے سو دو سو جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوے پہونچے گرداب نے نیمچہ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر پر روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اسنے تڑپ کر اپنے کو زمین پر گرا دیا کہ لوٹ مارے اڑ جاؤں کہ ہلال سرکش برابر پہونچا گرداب پر اپنے کو گرا دیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر ہلال کے آبلے پڑ گئے اسنے اُف کرکے گرداب کو چھوڑ دیا گرداب نے چاہا کہ اڑ جاؤں پشت پر اکر ہلال نے گولہ مارا پشت پر گرداب کے پڑا منہ کے بھل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہو گیا آوازیں گیر و دار کی آنے لگیں بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سنی منہ اپنا پیٹ لیا مصاحبوں سے دیکھ کر آواز دی سوا تیغ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص بہان کی مالک تھی اسی کے نام سے یہ صحرا بہان کا آباد تھا آج صحرائے گرداب نشان ویران ہو گیا اگر میرا جی چاہیگا لٹھ بھر کے نکل جاؤنگا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ ہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا بھاگتے پشت پر گرز گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغ ہفت جوہر مار دیا تب گرداب قتل ہوئی مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ ہلال کو مار ڈالونگا وجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدبلا پر آپنے پیٹھ کرکے چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے خوش کریں یہ کہہ کے ہلال کو للکارا ہلال رکا مواج نے گولہ مارا ہلال سرکش نے

گولہ کاٹا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف جہلال کے پلٹا جہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کے خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہی جہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا جہلال نے خون چلو مین لیکر اسپر پھینکا کئی مرتبہ جہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اسکو زور دیتا ہی پانچوین مرتبہ پتلہ طرف جہلال کے چلا اب جہلال یہ معرکہ دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوے آتے تھے دیکھا کہ جہلال کا رنگ رو متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی پیچھے کھینچے ہوے عقب مین جہلال کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون جہلال خیر تو ہی جہلال نے عرض کی کہ اے شہریار مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا ابکی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہان ہی سواے حضور کے روکے کیسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم نے بڑھکر تیغہ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغہ ہفت جوہر کو دیکھکر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگون رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے نعرہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا جہلال نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اٹھا کہ اے مواج مجکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اٹھا لون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لون کہ رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ اے طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ میری قلب پر صدمہ پہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب فشان ہوا یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائین تو شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سامنے سے لڑتی ہوئی ملکہ بہارے اورنگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی ظالم باعث بربادی صحراے گرداب فشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ ورک کمینہ بیہودہ تو نے صحراے گرداب فشان تباہ و برباد کرایا ان کو قتل کرایا اب صرف مین باقی ہون مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجکو قتل کرکے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہما نے اورنگ نشین نے گولے کو ہاتھ مین روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پہ ملکہ ہما کے پڑا کر شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہوکر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ کنیز رخصت ہوتی ہے اب کنیز کی یہ کیفیت ہے دراصل یہ صورت ہے

قطعہ

صدمہ یہ اُسکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا
گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق مین جھیلی ہین سختیان
روز فراق آکے مقابل ہوا تو کیا
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین
تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ہے آپکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان
کیا بات ہے نثار اگر دل ہوا تو کیا
باطن مین تو نہین کوئی صورت ملال کی
گردن مین ہاتھ اُسکا حمائل ہوا تو کیا
اُسنے تو میرے قلب و جگر دونون لے لیے
اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
سودائی آپکے تو بہت سے ہین شہر مین
اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
سطوت تمہارے دل سے محبت نہ جائیگی
رنج اُنسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے یہ صدائے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہوگئے لڑتے ہوے طرف مواج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر جھکا کر سر مواج کا اڑایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچکر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ اے جوانان صحرائے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہے آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغہ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ اے افسر جو حکم ہو وہ بجا لاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہے یہ میری بیٹی ہے لیکن اسنے ماں کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہے جھلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ جھلال جست کرکے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کالے مجھسے مقابلہ کر عورت پہ کیا جاتا ہے وہ مواج کی بیٹی ہے یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پہ پڑتا ہے زنگی سینہ سپر کر دیتا ہے گولہ پھٹ کر زمین پہ گرتا ہے اسی طرح کئی گولے سے

زنگی جھومتا ہوا سامنے جہلال کے پہونچ گیا جہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی کہ ملکہ ہما نے پیچھے سے سحر کرکے نیمچے زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی چوتھی ضرب مین نیمچہ ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہماے اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہو اور ہما بدحواس بھاگی ہوئی جاتی ہو زنگی مثل شعلۂ جوالہ دوڑا ہوا جاتا ہو چاہتا ہو کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بتعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پر پھینک مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہین کسطرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنے ہماے اور رنگ نشین کو بچالیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرانہ لڑ رہا ہو یہ کہکر طرف جہلال کے چلا ایک دوہتھڑ زمین پر مارا کہ جہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہوا طلسم کشا نے جو جہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ او نامرد خبردار جہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہوگا اُس قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دوہتھڑ زمین پر مارا کہ ہماے اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھکر پھر ایک دوہتھڑ زمین پر مارا کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ بڑھکر سحر کرون مواج نے پھر دوہتھڑ مارا کہ فغفور بھی گری اب ہما و جہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے اور ایڑیان رگڑنے لگے مواج چاہتا ہو کہ ان چارون کے سر کاٹ لون اُدھر سے طلسم کشا لڑتے ہوے آتے تھے چاہا کہ جہلال کا ہاتھ تھامون ادھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ اے شہریار چارون ساحر آپ کے بیکار ہوے اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے ساتھ والون کو بچائیے انکو مواج قتل کیا چاہتا ہو رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوئے اُن ساحرون نے مواج کو آواز دی کہ اے افسر ہم بالکل بیکار ہوئے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا بالکل نابینا ہوئے اور تو مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست کرکے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے اُتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون سردارون کے قریب آ کے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوئے علمشاہ داخل بارگاہ ہوئے اہل قلعۂ گرداب نشان آ کر حاضر ہوئے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم ہے کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہے کیا عجب ہے کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہے رستم فرماتے ہین کہ اگر مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہے کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہے خاصہ کبھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے مقام پر گئے تصویر دلکش طلائے پر آئی رستم نے آرام کیا سگ برسے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے موجود ہے حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہے کبھی زیر پلنگ چھپتا ہے کبھی گوشے مین مخفی ہوگیا مگر اب حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالاے قلعہ ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے اسی طرف آتا ہے نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ اے برادر اس پہلوان سے کیا خطا کی کہ جو اسکو لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہے مواج گھبرایا ہوا تھا مگر نہنگ کے کہنے سے اُترا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ اے برادر کیا حال بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ شریک رستم ہوئے ہین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پہ مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے جو تنہا عاجز ہوا تمھاری بھاوج قتل ہو چکی تھیں کچھ اور بن نہ پڑا اسی کو لے کے بھاگا چار ساحر طلسم کشا کے ساتھ ہیں انکو بے کار کر آیا ہوں اب کہیں ٹھہر کے پھر لڑونگا نہنگ نے یہ حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور میں اپنی جان دی تم قلعہ میں بیٹھو آرام کرو میں جاکر ایسا طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر ہم پکڑ گیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوائے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بصد جوش و خروش اڑتا ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلا آگے ایک پہاڑ پر ٹھہرا فغفور کو طلا سے پہر دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر سیم بر لشکر میں ٹہل رہی ہے نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا دہان میں سوزن دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر میں اترا خیمہ جھلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمہ جھلال میں پہونچا جھلال کو بھی سحر کر کے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر لشکر میں آیا ہما سے اور رنگ نشین کی بارگاہ میں پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہے تڑپ کر اٹھی نہنگ نے ایک حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا منھ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی نہنگ دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمہ تصویر میں آیا تصویر کو بھی بیہوش کر کے اٹھا لایا جب ان چاروں ساحروں کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکو لشکر طلسم کشا پر چلایا قطرہ جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوگیا ایک پلٹن جو ہوا سیاہ قریب طلسم کشا تھا اسنے ہوشیار ہوکے طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلیں دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہے پانی برس رہا ہے جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے تڑپ رہے ہیں شہنشاہ باہر نکلے دیکھا خیمے گر رہے ہیں پانی بڑے زور سے برس رہا ہے یا تو پانی برس رہا تھا یا ایک برف گرنے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہیں کچھ لوگ زیر برف دبے ہیں پڑے تڑپ رہے ہیں رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کو جھکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف ہوگئی نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر ٹھہرا رہا ہے برف

نہیں برستی جی میں کہتا ہی کہ میں نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانوں کو ٹھنڈا کروں یہ کیا سبب ہی کہ ابر ٹھہرا رہا ہی کیا رنگ ہی کہ برف نہیں برستی آخر پہاڑ سے اترا ایک مرد پیر کی شکل بنکے لشکر طلسم کشا میں آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی جنید کس ہوشیار ہیں سماک ساحر ہیں کلاہ ہفت گوشہ سر کے کھڑا ہوا ہی سماک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سماک سمجھا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سماک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر میں پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی نہنگ نے لوٹا جواب دیا کہ میں خبر کو اس لشکر کی آیا ہوں سماک نے بیستم کو خبر دی کہ چاروں ساحر لشکر سے غائب ہوئے نہنگ و دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آیا تھا مجکو دیکھکر طلسم کشا سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا کہ اگر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لگا ابر ہشیار کیا طلسم کشا نے دیکھا کہ جنید کس ہوشیار ہوئے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغ ہفت جوہر چمکاتے پھرتے ہیں سماک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے کالے ابر آتے ہیں بیستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی وہ ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لگا ایک جنگل رستے میں سماک گیا پیڑوں کو طی کرکے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ چاروں ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہیں اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی سماک نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ کیا سحر کر رہے ہیں نہنگ نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے سماک نے کہا کہ میں اسی جنگل میں رہتا ہوں ایک طائر نے مجکو آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندۂ خاص آیا ہی اور واسطے بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جاکر اسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ نے کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھکر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے تب جاکر طلسم کشا کو پکڑ لوں سماک نے کہا کہ آپ نے ان چاروں نمکحراموں کو خوب گرفتار کیا یہی مددگار لشکر اسلام ہیں انھوں نے طلسم کشا کو رہبری کرکے تا بہ قلعہ گرداب پہونچایا اگر داب جادو قتل ہوئی مرچ بھاگ کر نکل گیا یہ کہہ کے سماک نے بیٹھکر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش میں ہم آپ ملکر سحر کریں طلسم کشا کو گرفتار کریں نام شراب کا سنکر نہنگ ہنسا کہا کہ بہتر ہی لاؤ

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آ کر پہونچے عیارون کے چیلے نکالے اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالا سے کوہ جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا ہو سہاک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سہاک اُٹھتے ہی گرا نہنگ نے سہاک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجھکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی انکو ہوشیار کیا احوال سرکش نے دیکھا کہ سہاک گرفتار بیٹھا ہو نہنگ قصد کر رہا ہو کہ سہاک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون فصلے کا یہان سے قریب ایک قلعہ ہو وہانکا حاکم نیسان جادو منگیتر فغفور کا کہ نسبت اسکی قرار پا چکی ہو تھوڑی پھیرنا باقی ہو اپنے قلعے مین بیٹھا ہو کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اسپر کیا گذرا ہرکارون نے کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے ہو نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا کے برف برس رہی ہو کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اڑتا ہوا بالا سے کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہو نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے کانپنے لگا جی مین کہتا ہو کہ شاید یہ ساحر عاشق ہو کر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل کرے جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اُٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اسنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گولہ پھینکا نیسان زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا چپکے سے فغفور کی زبان سے سوزن نکالی فغفور چونک کر اپنے مقام سے اُٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہی کہ دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہی اپنی یہ کیفیت ہی نظم

ایک ڈھب پر نہین رہتا ترا زنہار مزاج
ہی طبیعت متلون تو ہی عیار مزاج
رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم
گو نہین پوچھتے تم ای مرے دلدار مزاج
ای مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب
جسم ہی زار و ضعیف اور ہی بیمار مزاج
عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دل آہ ای ہمدم
ایکبار ہی جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج
سرو قد غنچہ دہن بلبل سا منہ گل سا بدن
خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج
سچ تو یہ ہی کہ مسیحا تری فرقت مین بیان
ایک دن بھی مرا اگر اپنا سو بار مزاج
فرقت یار سے ہون گور کنارے پہونچا
کیا بتاؤن کہ ہی کیسا مرے غمخوار مزاج
کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا
کیسا رہتا ہی ترا ای مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہی کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہی کیا تیری قضا آئی ہی نیسان نہنگ سے سحر کر رہا ہی فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہی اگرچہ سحر تاثیر نہین کرتا جھپٹ کر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی جھلال نے اٹھتے اٹھتے ہما سے اور نہنگ آتشین کی زبان سوزن نکالی ہما نے اٹھتے اٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے گرا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین مسخ ہوئین چہرہ گلنار ہوا جس نخل کے سامنے ہی کھڑا تھا نکلا ہما نے آواز دی کہ ای طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے لیں یکایک نخل پر سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہی چہرہ کو انور بہار صبح
کیونکر ہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح
سر کی نہ زلف اس رخ انور سے نیم راہ
یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح
رخسارہ حسین کے جو عاشق ہین آپکے
کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح
شب بھر یہی دعا ہی خدا سے ہمین شفا
دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

کیونکر نہ وہ کرین دل وجان کو نثار صبح

یہ جو اشعار اس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پ

نثار کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامی کو گرفتار کرکے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکو قید کا حکم دیا یہان برائے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتارا گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ شہ زور کو رہا کرکے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کرکے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہوکر تیغ کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا جہلال سرکش برابر ملکہ ہمائے اور رنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہو قید خانے مین آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ اے نہنگ تجھے کیا ہوا ہے قیدی کو رہا کرتا ہے دیکھ یہ برائی ہے نہنگ نے کہا کہ ملکۂ عالم نے کہا ہے تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہے مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلا سے روزگار ہے عاجز کر دیا ہے کہ جہلال سرکش آکر پہونچا جہلال نے بڑھکر نہنگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا ہما فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا کھینچا فغفور نے کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کس کس کے سحر کو روکے آخر اُسنے شانہ آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کرکے چمکی ہما نے جو گجرا مارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھین سرخ ہو گئین مبہوت ہوکر بیٹی کو پکارا اُٹھا کہ اے دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہے کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منہ سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر
صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا دم مارین
لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بدین
ڈسیگا وہ سمجھ لے تو سے پتھر کی لکیر
سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
زیست کا خوف نہین غیب سے یہ معلوم ہوا
ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند

جو ہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پر
جو لکھا کاتب تقدیر نے لئے پیشانی پر
دھیان کرنا نہ مری بے سروسامانی پر
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے جہلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون ای مواج بڑے جوش مین ہو کیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ ای جہلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین ان باتون کی مخالفت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم کبھی عار نہ کرو ادھر ہما سے اورنگ نشین نے اوسحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزار ہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جہلال نے کہا کہ او بھیا کیا بکتا ہو تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیون زیادہ گھبراتا ہی یہ کہکے گود مارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم بر چلبلی چنچل ہوشربا جسمین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوئے گوشہ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ بنوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل شگفتہ وہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفراغت دیکھین مواج اس نازنین کو دیکھکے بے اختیار ہوکر دوڑا چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے یا گستاخی کرنے لگا اوس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ جہلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھا کے چپ ہو رہا

اس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جا کر اس نازنین نے گلے سے موتیوں کا مالا اتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اس مہ جبین نے موتیوں کا مالا گلے مین مواج کے پہنا دیا مالا
پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شفقل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجھکو موتیوں کا
مالا پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو
بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس سے بہتر
آگاہ نہیں سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کہوں کہ تو مجھے مارتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون کا
نکلا مواج دریاے خون مین بہ گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا
قریب اس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی
کہ اے بھائی آؤ تمکو بھی دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھیل مین پھاند پڑا غرق
دریاے لعنت ہوا مچھلیاں تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام مین مواج سمندر نشین ہو جب مواج مرا یہ سب
سردار خوشیاں کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعوں پر قبضہ
کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار رئیسان قلعہ جات
کو لیکر خدمت رستم مین آئے تہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سماک
نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی
تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑوں کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے
گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعہ گرداب نشان پر ٹھہرو
بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعہ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال
وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
پر آکے ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا انکے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے ۰

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا بچ کر نکلنا قلعہ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس تک و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ گیسو کی صورت پریشان ہیں
کہ دیوانہ وار و پریشان رہا
کہ سامان درد و الم ہو گیا
ہوا کوہکن نام مشہور ہے
اٹھائے محبت میں کیا کیا ستم
یہ وہ باغ ہے رنگ جسکا ہے زرد
لکھوں کیا کہ یہ حال بھی طول ہے
گلچین کو دعوی ہے با صد خوشی
یہ کرتے ہیں رو رو کے باہم سخن
نہال مضامین نہ پایا گیا
دکھائے فلک نے ہمیں کیا ستم
بہار گلستان کی خواہش ہے
وہیں بلبلیں ہوں کریں جسکہ غول
غرض حال الفت بہت طول ہے
کہ مشتاق ہیں ناظر و سامعان

کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عشق
ہوا قیس صحروں کا مجنوں لقب
کہ وہ یاد میں رخ کی حیران رہا
ہوئی کوہکن پہ یہ سختی عیان
یہی عشق و الفت کا مذکور ہے
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
کیا بلبل غم کو بھی گریہ
چمن اسکے برباد ہیں سر بسر
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی
کہ کس باغ میں ہے یہ سبزا اگا
کہ اس باغ کا آج سایا گیا
تڑپتے ہیں اس باغ میں بابیا
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
کرو جلد اس راہ آفت کو طے

عجب عشق و الفت کے سامان ہیں
دکھائے الفت نے رنج و تعب
نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا
کہ پہونچا سر کوہ و بیابان
ہوئے سختی عشق میں رنج و غم
محبت میں یہ بات حاصل ہوئی
غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہے
کہ صیاد ہیں یان کے بیداد گر
ہر اک جا پہ بیٹھے ہیں زاغ و زغن
غرض پھول کے خار ہیں سر بسر
ہوئے ہم گرفتار رنج و الم
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
کہ دیکھیں بہار گلستان کا طور
پڑے دل میں لالے کی صورت کے داغ
لکھو داستان حالت نشان

چہرہ پردازان مضامین حیرت آگین داستان سرائی و کاتبان کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہیں۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا * چمن کی نگار و بلطف و عطا * سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دشمنوں کو فتح کرتے ہوئے قلعہ لالہ زار پر پہونچے چاہا باج لاکہ فوج شہریار کے ساتھ ہو ساحر و شعبدہ گر کی ہمراہ ہیں سر پر چھا نسا قی

جلوہ فرما ہیں گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہیں کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے خبر پائی ہے کہ ایرج و نور الدہر تلبیس میں حبشی کر کے جا کر یہ کوہ سقناطلیس کوئی مقام قصر عشرت ہی اسمیں قید ہوئے ہیں یہ سنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے ٹہل رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اٹھی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچہزار فوج سے آکر پہونچا سرداروں میں مقصود کوہ پیکر و لقمان مردم ورد ہیکلان خود سر مع پانچہزار فوج کے ساتھ ہیں یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوئے ان سب نے کہا ہم خدمت میں بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا تھا ہر نوع آکر خدمت میں شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہوگئے انکی رہائی کی تدبیر و فکر واجب و لازم ہے آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہے فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہے آپ کے اقبال سے دونوں شیروں کو رہا کر کے لاتا ہے وہ بھی دونوں آفت برپا کینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے میں ہیں اب کئی سو ملک اسلام کے قبضے میں آچکے مگر وہ ملعون پہاڑوں پہ عیش کرتا ہے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ سقناطلیس کے پہونچاتے ہیں فیروزہ اسی وقت پانہا سے تیاری سے آراستہ ہوکر ایک طرف روانہ ہوگیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور آپکے ساتھ ہیں منزل بمنزل جاتے ہیں کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہیں ہے کہ لشکر کو طرف کوہ سقناطلیس کے لیجائے لشکر بار جادو کہ عاشق جمال ہمشال ہے رہبری کرتی ہوئی آتی ہے لیکن فیروزہ بن عمرو تیسویں دن شام کو ایک صحرا میں پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہے کہ چشمہ ہائے آب لاانتہا ہیں فیروزہ ایک جنگل کے سامنے میں ٹھہرا اتفاقاً شب ماہ تھی اسنے جو صحرا کو دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس فقیری زیب جسم کر کے صورت چہرے پر ملا حسرت میں نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

سرسبز ہین نسرین وگل و یاسمن ابتک
محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک

رکھا ہی امانت کی طرح مجکو زمین نے
میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک

شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہی نہ تمھارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک

موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو
سمجھے نہین شاید وہ مذاق سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھے ہین بہت لیک بھی لاکھون
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک

مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے مین لیا کرتا ہون اُس رخ کے شب روز
خون روتا ہی جسکے لیے لعل یمن ابتک

ای رشک محبت ہی خط وخال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہی ختا و ختن ابتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سنی آشیانون سے نکال دیے گانا سن رہے ہین بعضے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چرند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی صحرا گونج رہا ہی قضاے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگل گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو پاس کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر پیکر نہایت حسین و جمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا بالطف سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اُٹھا کر لیجاؤ اپنے باغ مین اسکا گانا سنینگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھیں بند ہوگئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اُٹھا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لاکے ایک گوشے مین فیروزہ کو اُتارا کنیزون

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر ہے کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبینان مین پایا ایک کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دم بدم فیروزہ کو چھیڑتی ہے کہتی ہے ای شاہ صاحب تم تو لنگوٹ بند ہو ملکہ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اس وقت کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکہ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا کام جو گانا بجانا ہے وہ انکو گانا سناؤنگا ملکہ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام ہے باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہے کنیزون نے کہا یہ گاتی ہے فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو تخلیہ مین لیگیا اور اسکو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہے کہ دیکھیے ملکہ عالم کب مجھکو طلب فرماتی ہین سنیے کہ مقناطیس جادو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اس فقیر کی کیا ضرورت ہے مین اس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرے گا اب کسی کی
دل دے کے سنو ہوئی ہنسی کی
معروف ہے سینہ کوبی مین دل
اب سے لے قسم تو عاشقی کی
روتے ہی رہے ہنستے ہو کیا آپ
ان حور کا شکل ہے پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو سرکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر
دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اول اول بھلائیان کین
آتی ہے صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اختلاطی
ہنس لیجے بات ہے ہنسی کی
شیرین دہن نہین ہے زیبا
تقصیر یہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجھسے مین ہوا قتل
سنتا نہین ترانہ وہ کسی کی
حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بری کی
الفت پہ تیری ظالمہ ہے
تقاضہ نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
لے یار ہے دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی

بس اس طرح اس غزل کو گایا اور سما شہ مقناطیس جادو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو [illegible]

بیقرار ہوگئی کہتی ہی کیون گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی کہ ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہین وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا ای گلرنگ جنگل مین بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہوتا تھا تم لوگون نے کمی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اُسکا گانا اگر سنتین تو بیتاب ہو جاتین مین آج پھر صحرا مین جاؤنگی شاید وہ ملجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیجیے مین اُسے تلاش کرونگی اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئین فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اُڑایا صحرا مین پہاڑ پر آکے ٹھہرین تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے پشت پر دس بارہ ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے یہ حسن یوسفی مصاحبون سے باتین کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہین سامعین موتی رول لیتے ہین غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب اب جو سفناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوگئی کہا کہ گلرنگ تو نے اس شہریار کو دیکھا نہین معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہی شوکت ولیاقت مثل چاکران کمترین بندہ ہین دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملون ای گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی۔۔

نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤن
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
راہ الفت مین رکھا بعد قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اٹھین تو اٹھین

دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
تولنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا انھین کھینچا
سر سے ہم پہلے ہاتھ اٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پہ تمھارے آ بیٹھے

مہر کے منھ پہ ہوائیان چھوٹین
جو لگانا ہو لگا بیٹھے
رکھدیا سر کو پاے قاتل پہ
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رکھیو دلا
اب پڑھین آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو مین نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے	شہراب کو تلون یہ ہونے لگی	دولت حسن جیب تماشا منظور نظر
سبز رنگت یہ اس پری کی زندہ	کیا عجب ہے جو زہر کھا بیٹھے	

فیروزہ نے عرض کی حضور میں اس تاجدار کو پہچانتی ہوں یہ بادشاہ لشکر اسلام ہے ہو [illegible] کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار بلکہ عزیزدار کوہ مقناطیس وقت ہیں ہم انھیں کی فکر میں جاتے ہیں اگر حضور حکم دیں تو میں پاس اس شہریار کے جاؤں انکی میرا باغ میں لاؤں وہاں اختیار ہے جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جوا کلام ہے وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلیں باغ میں آکر مسند پر رونق میں دھڑکن ہے قلب میں پھڑکن ہے گلرنگ جو پاس بیٹھی ہے اُسی سے چپکے چپکے باتیں کرتی ہیں دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہے کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جاکر لاؤں ملکہ کہتی ہیں اب فرمایئے حجاب آتا ہے کہ اپنے دل میں کیا کہیں گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا سے نادیدہ دل ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجائے بڑا احسان مجھپر ہو ملکہ تو اس صورت فیروزہ تسکین دیتا ہے کہ اگر آپکا عشق صادق ہے تو ایسا ہی ظہور میں آئیگا حضور [illegible] ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اس صحرا میں اُترے پہلے کوہ میں ایک پہلوان [illegible] رہتا ہے اغلال شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ ایک [illegible] طائر نے آکے اُسکی گود میں ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا [illegible] سے ہفت پیکر کی مرقوم تھا ہے بندہ خاص الخاص طاعت گذار با اخلاص تمہارے [illegible] صحرا میں سعد بن قباد آکر اُترے ہیں ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائیں اس جنگل میں [illegible] رہنے پائیں اُنکا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنے کو تابہ کوہ مقناطیس پہونچائیں اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یا دو حکم خداوند آگیا خبر لاؤ اس صحرا میں سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہیں پہلوان کون کون ساتھ ہیں ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی اے پہلوان دوران صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہے کئی پہلوان قوی [illegible] قوی مست [illegible] بہادر صف شکن و تیغزن ہمراہ ہیں اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہے ایک حملے میں دس ہزار کو پامال کرڈالونگا سعد کو خود ٹوک کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساٹھ ہزار فوج کے جانبول کیے آپ آگے بڑھکے چلا یہان سعد آکر اُترے چونکہ بڑا سے ابرج اُکا لوز الدہر بہت ملکہ مین نعمان کو طلاے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلاے پر آیا انتظام کرنے لگا دو پہر سے زیادہ شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے نعمان کو جو کھڑے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آکے گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکے لیے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا یا شیدای کافران بیبا وای نابکاران بیدغا - نعرہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر میدان و با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال سرکش نے پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا دوسرے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر بادشاہ کا چوپارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ہاتھ تیغہ قمقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے جلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل اب تیرا سست ہی اگر تو چالاک جست ہے مجھکو لیے نکل مرکب نے جو ایک کو شست پایا شہ مثل قہر بلا کے کھولا جو قریب آیا اسکا شانہ چبا لیا پشتکیان دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اسوقت مشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور سعد و دادو بہکلان زخمی ہوکر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر ہٹکر اُتری ہر کارہ سے ایسے ہرش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی ادھر گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہے کہ مقدمہ طلسم بالاے قصر بیٹھی ہے فیروزہ بشکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا ہے تین بنار ہا ہے ملکہ نہایت بیتاب ہے

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوئے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہی جب وہ مرکب قریب اِک جھیل کے پہونچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے گھٹنون کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہی چاہتا ہی میرا راکب اُٹھے میری پشت پر سوار ہو جب راکب نہ اُٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین معروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارۂ سحری زمین پر چمک رہا ہی مقناطیس نے کہا ای گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہی معلوم ہوتا ہی کسی مقام پر قزاقون نے گھیرا ہی زخمی ہو کر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہی چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کچھ پہچانا اپنے آقا کو پہچانا کہا ای ملکۂ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہی آپکے حولی مین قزاقون نے یہ حرکت کی ہی اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقون کا نشان دریافت کرایے انکو سزا دی جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہی ایسے ہی دلیر تھے بلشبہ جرأت کے شیر تھے کہ مال اپنا بچایا اُن سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سُنکے ملکہ اُٹھین گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اُسی شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے پانون تھامے بحفاظت تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کر زخم دوزی کرائی خود رومال لیکر بیٹھین گلرنگ نقلی سے کہتی ہین ای گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہی عشق حقیقی کی عجب صورت ہی کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہوش آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہی میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہی رومال ہلا رہی ہین شہریار کے عارض انور پہ ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ ای گلرنگ زخم کاری کھایا ہی ابھی تک ہوش نہین آیا ہی دل کو اب بدگمانی ہوتی ہی سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے سینہ پہ ہاتھ رکھا کہا ای ملکۂ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہی پیشانی پر گرمی ہی کہ ابھی [illegible] زندہ ہی تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب بہت جلدی ہوش آئیگا آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ کے کہنے سے فیروزہ نے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور کبھی

جھکا یا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے پہونچی اُسنے کام نکلنے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے ای شہنشاہ حُسن و خوبی و ای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بیخزان کی ہی نظم

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے
جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاونگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے
تو جو لڑی کی طرح توڑونگا حلقون کو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ رہیگا قیس نہ لیلے تیرے ناقے سے
مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو
روانہ ہوتا ہی غافل ہمیشہ بعد عاقل کے
کشش گرداب کی شاید نہ دریا دکھائیگی
مری کشتی کبھی الٹیگی پہونچیگی پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بلکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بلکہ فی الحال دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا اُنکو پہونچتا ہی زنگنین شب کو جا کے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جلیل ایسے رنگین کے فرزند ایسی زنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان اور نور الدہر کا دریافت کیا فیروزہ بشکل گلرنگ موجود ہی اُسنے جھک کے کان مین بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمایئے کہ آپکا قزاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہم پر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ لاشین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑکے مرتے مگر مرکب ہمارا انہین معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور مرکب پہ یہ معرکہ گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھگیا تھا وہان سے پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر ایک طرف بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے انھون نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ کا دشت مین چرا کر رہا ہے اسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیون سے آکر مرکب کو گھیرا کئی سو آدمی مرکب نے مارے آخر پھندون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب کو لا کے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزہ صاحبقران کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہے مگر سم مار مار کے زمین مین گڑھے ڈال دیے ہین جو کوئی گھاس دانہ دینے آتا ہے کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ منھ سے پکڑ کے نوچ لیا کسی کو لیٹ تک ماردی کتنے ہی جوان مرکب نے مارے ہین بانسون سے کھسکا کے گھاس دیتے ہین دانے کا توبڑہ بانس مین لٹکا کر مرکب کے منھ پر چڑھا دیتے ہین اسطرح سے دانہ اور گھاس ملتی ہے مگر اغلال شیر سوار نے جسدن مرکب کو گرفتار کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کر کے ہمکو خبر دو ہرکارے اغلال کے روانہ ہوے جا بجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مقناطیس زعفران پوش کے صحبت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب ملکہ صحبت مین بیٹھتی ہین یہ بشکل گلعذار گاتا ہے بجاتا ہے ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہے بادشاہ اسلام بھی اپنے پاس تخلیہ مین اسکو بلا لیتے ہین ہر روز قصہ کرتے ہین تا بہ اغلال جاؤن جا کر شکوہ وہین مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہے کہ آقا ابھی تامل فرمائیے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن مین آئے دیکھا ایک بادپای عربی کوہ سرین کوہ کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون سے

جکڑی ہی مگر فراٹے بھر رہی ہی اور سم مار کے زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی حبشنین اسکے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوئین گھاس بمشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھاس قریب سے دے سعد نے ہاتھ ملکہ سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوئے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت کب مانتے ہین ملکہ تو پیٹنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا ہو کہ شانہ پاجائے تو چبا لیگی لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوئے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اسکا زین و لجام بھی ہی ملکہ نے کہا بس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین و لجام تو موجود ہی نہین معلوم آپ سے کیا خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لجام ضرور منگاؤ کنیزین زین لجام اُٹھا کے لائین سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منہ پر چڑھایا جست کر کے پشت پر سوار ہوئے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار پر آگئی بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا اے شہریار بس پلٹ آئیے سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے ملکہ نے عرض کی اے شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو آزار پہونچائے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچا سکیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام اُس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے کبھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھیر لاتے ہین مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہر دم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیے مین اپنے پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا اے گلرنگ کو بلا لاؤ وہ کنیز آکے گلرنگ کو بلا لے گئی ملکہ مقناطیس زعفران پوش کی چھپکے چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آکے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا اے دوست صادق و اے محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ اعلا مین

جاؤں بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کروں فیروزہ نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ دو چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک ہو جائے دیر تک یہی صلاحیں رہیں ملکہ نے یہ سب باتیں سنیں یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو تخلیہ میں کیوں بلاتے ہیں یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہے شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئیں اندر کمرے کے آئیں نام تو انکا سن ہی چکی تھیں کہا کیوں بیٹا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے بتایا کہ فلاں مکان میں ہے ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال کی بارگاہ میں جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے پھرتے پھراتے جو آسن دبایا گھوڑی کو فرّاٹے کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوئے چلے اب وہ وقت ہے کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے کئی سو پہلوان گرد ہیں یہی فکر کر رہا ہے ہرکاروں کو غصہ ہو کہ تمنے ابتک پتہ نہیں لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہاں گرا لشکر اُسکا گرد اُترا ہوا ہے یہی کہہ رہا ہے کہ دیہات میں جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن میں پناہ دی ہوگی اگر مجھکو پتہ نہ بتا سکے تو گانوں کو پھونک دوں اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤں میرے ہاتھ سے اُسنے زخم کاری کھایا ہے اگر کسی جنگل میں تڑپ کر مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوئے کہ اب ہم دیہات و قریات میں جاتے ہیں اور مفصل خبر لاتے ہیں اغلال اپنے پہلوانوں کے سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہے کہہ رہا ہے اس جوان کو قتل کر لوں تو طلسم کشا کو تلاش کروں اُسکی مشکیں باندھ کر بخدمت ہفت پیکر روانہ کروں لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں ہرکارے پلٹے اغلال شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہے یا کسی جانب بھاگا جاتا ہے زخم کا سر پر کہیں نام بھی نہیں صرف ایک عیار ساتھ ہے اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم سے گئے کہ گینڈا تیار کر کے لائیں بادشاہ اسلام دربارگاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے درگہ سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہے گھوڑے سے اُتر ہتھیار کھول کے یہاں رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کودے

فرمایا دیکھو ہم اندر جاتے ہیں درگیسالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگیسالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال نے پوچھا کیا سبب ہے ہرکاروں نے عرض کی صفائی و شکست زبردست سعد شہریار سے درگیسالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجکو مار ڈالا تھا میرے مولا نے مجھے زندہ کیا آ مقابل ہو اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہے اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے سعد نے جھکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر لڑتے بھڑتے ہوئے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے الجھاو سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے بازو پکڑ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار چھین لوں سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالکے مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہونے لگی سعد نے پیچ میں گھیر کر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا شاہ کو دکھائی پڑا ہوئے ارشاد فرمایا کہ فتح شکست میں پروردگار عالم کی کیا کرتا ہو اغلال نے کہا کہ جانیں میری خداوند ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے گلا دابا نرخرہ گردن کھینچ لیا بال تمام کے سر اسکو رو سرکار رومال میں باندھا لٹکائے ہوئے چلے جب باہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لیکے سیکڑوں ابدانی ہاتھوں سے لڑنے لگے ہزار ہا حربے پڑا ہو کس کس سے اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک بار چہرہ پر کھائیں پشت و پہلو سے خون جاری ہے سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہوکے پکار اٹھے اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچا لے نظم

انقلاب دور دوران حضرت عالم · ہیچکس را نیست در فرمان تو جائے کلام
تمام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام · آب و آتش را تو کردی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشاں و ابر را تر ساختے
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختے

ہست اندر اختیارت ہر دو عالم بیکراں · صانع عالم توئی اے خالق بیچون و چگون

روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار
گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار
گاہ کردی نور وحدت راز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن زاکثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون
بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون
در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گوہر افشان در محبت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہو کر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیرا ڈالے ہوئے ہے اب کمندین اور زنجیرین لیکر چلے ہین کہ مکر سے گرفتار کرلین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار مثل گلدستہ کے رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا فوجون کو درہم و برہم کردیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ و نہنگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائین بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوئے فرمایا اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت زیبا دکھاؤ نقابدار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہے کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین مقبول دلہاے خاص و عام ہین محل صورت دکھانیکا نہین ہے انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہے کہ پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوئے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب سر اغلال کا شکار بند مین باندھے ہوئے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فوج کو

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے اُنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوے ہین کارنمایان کر کے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان سقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے در باغ پر بیتاب کھڑی کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہین خدا اُنکی جان بچائے تو

نظم

یہ نوبت ہی غم سے عجب حالت ہی
ہوتا ہی آہ صبح سے داغ او شعلہ دل
یہ جام جم ہوا قدح گل نہوسکا
نفرت تھی سقدر کہ نہ ٹھہرے دم سحر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہوسکا
ہجر بتان مین مجکو ہی موت تلاش
کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہوسکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہوسکا
کہتے ہین گلشن اپنی گلی اسکے سے تھی
پاس درازی شب کاکل نہوسکا
تنگی وہی رہی دل صدچاک کی ہوا
غم پر حرام خوار تحمل نہوسکا
ہین جانکر حریف تغافل نہوسکا
اُستے جو دل کو منھ نہ لگایا وہ غم ہی
دشمن جو ہم ترانۂ بلبل نہوسکا
وہ عکس زلف چشم عدو مین پڑا نہ
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہوسکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ نہ گھبرائین بخیر و عافیت آئینگے اغلال کی کیا مجال ہی کہ اُنسے مقابلہ کر سکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی وہ سمجھا کیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہی کہ سر برہنہ نکل جاؤن اُنکے ساتھ جا کر مصروف جنگ ہون افسوس ہی میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بدمرکب پر سوار ہوکے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز دغاباز کل فوج کو حکم دیدے تین سو فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہین ای کریم وہ یکہ و تنہا ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہین مگر دریاے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمہارا منھ موتیون سے بھرون یہ کہہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار ارم سمی مادیان بحری پر سوار لختے خون کے سینے پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر رکاب سے لپٹ گئین کہا ای شہریار گھوڑی سے اُتر لیے مین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

تو نہیں کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہیں ملکہ کوئی زخم نہیں کھایا یہ کہکر سعد گھوڑی سے اترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم انور کا پونچھنے لگیں سعد شہریار کا ہاتھ تھامے ہوے لیکر باغ میں آئیں سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈال دیا کہا یہ اسی خودسر کا سر ہی جسنے اپنے نزدیک ہمکو قتل کیا تھا مگر خدا نے تمہاری وجہ سے بچا لیا ملکہ نے کہا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہیں اگر تم ہمکو ہوشیار کر دیتیں تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپکا اقبال ہیں آپکی اقبال مندی کے سبب سے عجب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا اگر ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہی کہ بقیہ مددگاری ایرج و نور الدہر کی کوشش کرو ملکہ نے کہا میں جان و دل سے ایسی خدمتگذاری موجود ہوں شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نور الدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہیں کہ جسپر سحر تاثیر کرے جب تک ایسا نہ ہوگا قصر عشرت میں داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا میں اسکی تدبیر کرونگا شب کو سب سہیلیوں ملکہ کے بیٹھے باتیں فیروزہ نگار رہی کرتی چند ملکہ سے ایسا استحکام پیدا ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا ہم کل شکار کو جائینگے دل بہت گھبرایا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ بہلے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر ہیں جو وقت صبح نماز سے فراغت حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلے اشقر پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود ہی چلے قراول پیش شکار ہمراہ صحرا میں آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانور ہلنے لگے چھوٹنے لگے باز بحری جرے چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہروں چڑھے تک بقدر شکار اطراف میں ہوئی کا کیا کہ ارنے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا میں آہو نہیں فیروزہ نے عرض کی گنواروں کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہیں کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہاں سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہاں کئی آہو چرتے ہیں سعد نے فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیچلو اسی وقت گھوڑوں کو دوڑا کر آئے اس مقام کو گھیر لیا فرمایا آج میں جو رخ کرے اسے ہم شکار کرینگے باقی آہو دونکا تمکو اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑائے وہ ہرنی جو سامنے سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی آخر ایسا ہوا کہ تھوتھنی مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کریں آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جاکے آہو چوکڑی
بھولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا
کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچ کر قریب درۂ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی
مقام پر ڈال دیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھ دیے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھوان
سب نکل گیا سیخیں اُسپر لگا دیں جب کباب تیار ہوئے پڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب
نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا
بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری
کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوئے کہ کون صفت پروردگار کر رہا ہے بدل اُس آواز کے
متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہے سن شہریار تلوار ڈاب کر اُٹھے کھائیوں کو طے
کرتے ہوئے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہے اُسمیں ایک عبادت گزار بیٹھا ہوا
تسبیح خوانی میں مصروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوئے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام علیک ہم تمہارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خلوت میں
آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز حق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ
پہونچاتا ہے دونوں وقت پر لطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہیں آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے
آیا اور سامنے درویش کے رکھ دیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
مجلد نکالی اُسمیں سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
آپ [illegible] جو شخص اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کریگا فاتح طلسم ہفت پیکر
اسکو اپنے پاس رکھیگا جو شخص کہ فاتح طلسم ہفت پیکر [illegible] ہیں لیکن آپ اور صاحبقران
میں مددگار طلسم کشا ہیں بہت اماکن ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا فتح ہونا واجب لازم ہے آپ

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچا ئیے بادشاہ پہردن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوے اُسنے ہاتھ اُٹھاکے دعائین دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوے زیر کوہ آئے پشت مرکب پر سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا اور چند بہلیے شاہ کو تلاش کرتے ہوے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہاں جاتے ہو شاہ نے مڑکے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا آکر گولہ مارا بادشاہ نے ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھینکر گرا کئی سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے چاہا جھپک کر بادشاہ پر گرے بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار نکل گیا بادشاہ نے اُسکو نیزے پر بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوے مرتے ہی ساحر کے صدائین ہیبتناک آئین ابد ہرے کے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مار کر اُسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی ایرج اور نور الدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہے بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے کھڑی ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہاں رہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا کہ شہریار شب کو کہاں رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش جگر ریش عابد و زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم چاہتے ہین کہ کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جاکے ہفت پیکر سے تدبیر رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو مین قبول نہ کرونگا جو لشکر ساتھ ہے اسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و نور الدہر کو رہا کر لونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین جاکر اُس سے دریافت کرتی ہون اور دریافت کر کے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُس طرف چلین مین تو جانتی ہون کہ تجھی کو کوہ کا اختیار ہے آیندہ نہین معلوم کیا ہو یا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصہ مختصر تاکہ یہ

پہنگ ہو کہ کبھی کھلتا ہی جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہو جاتا ہی کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہی کہ جو مجکو روکتا ہی دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین اکیلی چلین یہان ہفت پیکر دن بھر پہاڑ پر جشن کرتا ہی شب کو برابر کوہ سقناطیس پر اسیر جاکے رہتا ہی کہ ملکہ طاؤس اڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہی ملکہ نے پکارکر آواز دی کہ کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہی ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اٹھا کر ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی سقناطیس کیا کہنا چاہتی ہی سقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا اٹھکے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہی امیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو ہفت پیکر نے کہا بیان کر کسی راز کا تجسے انکار نہین ہی سقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہی کبھی دو دو دن نہین جاسکتی مجکو حال نہین معلوم ہوتا کہ قیدیون پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہی کہ مین نہین جاسکتی ہون ہفت پیکر نے کہا مےخوار جادو و سرشار جادو دونون بہنین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی منتظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق ہین کہ سامنے ان دونون کے حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہو جاتے ہین اسی کے مشتاق رہتے ہین کہ یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمہارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے انکی صحبت مین انکو قتل کرے تب تم قصر عشرت مین بلا تکلف جاسکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر خاموش ہو رہا سقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہی کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا اب ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا ای سقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہی کہ گویا مےخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ رکھتی ہی سقناطیس گھبرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جائے اور ابھی قید کرلے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جانا کیا معنی راہ مین کوئی بڑا ساحر ہے کہ اسنے راہ کو بند کر دیا ہی سقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہو کر

بلبلی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جاکے کیا کہون یہ سختی کیونکر ظاہر ہو بہمنچہر و سرشار کیونکر قتل ہون کو وہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوئے تھے سقناطلیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکہ عالم چلین سقناطلیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجھکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بن عمرو تڑپ کر اٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھکر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی قید کا منتظر ہی اسوجہ سے سقناطلیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کرلونگا رہائی اُن شہرون کی قبضے مین سقناطلیس کے نہین ہو اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جس وقت مناسب جاننا آنا جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہوجائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا آپ اس معرکہ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا رستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزارہا مصیبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کردیگا ہجران سے دل ناکام تلخ
عشق کا آغاز شیرین ہو مگر انجام تلخ

میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے
کردیے شوربا دہ تلخی نے مری بادام تلخ

خار خار بیکسی سے کر رکھا ہی عیش زار
خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون
شہد ہو تو کردے منھ مین شامت ایام تلخ

منھ بنالے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو
کچھ نہ کچھ تھا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت صحت سے پیوے گر مریض چشم یار
ہووے افیون سے زیادہ شیرہ بادام تلخ

شب کو سووین ان کو کھاوین چین ہو دل کو قرار
ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق مین رکھدے شیشہ ای دلا ساقی شراب
ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ

مارڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو
بھیجا کیون اس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اس معرکہ عظیم پر جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ بہمنچہر و سرشار دو بہتین ہین وہ منتظر ہین کہ مجھے بھی انکا

دھوکہ چل جاتا ہے جب قریب قید خانہ جاتی ہوں مینخوار و سرشار اُنکا نام ہے مبہوت ہو جاتی ہوں راستہ قید خانے کا نہیں ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہوں اگر میں آپکو لیگئی اور راستہ ملا تو میں ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجکو قید کر لیگا میں نے اسطرح سے ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہدیا کہ کیا مینخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہے بس اتنا جملہ کافی ہے کہ دونوں بہنیں کوہ سمن آرا پہ رہتی ہیں مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار ہے اگر کوئی اور لیجانے والا ہے فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم تم نہ گھبراؤ میں سب دریافت کر لونگا اور اپنے آقا کو بہ حفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقناطیس نے کہا خواہ میرا حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے میں ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پہ پہونچاؤنگی اُن دونوں سے کسی طرح میں سحر میں پایہ کمی کا نہیں رکھتی ہوں مگر قید خانے میں اُنکا انتظام سختی سے ہے وہاں کچھ زور میرا نہیں چلتا لیکن پہاڑ پر میں اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہے تو انھیں کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقناطیس سے رخصت ہوے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہاں اہل لشکر جب سردار نقابدار سے رخصت ہوے تو نقابدار نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس بھی سرداروں کے ہمراہ کر دیا سب سرداروں نے آکے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا کے قصد ہے فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا بانہاے عیاری لگا کر رات ہی کو نکل گیا جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے کہ ایک صحرا میں پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ہائے آب لاجواب عندلیبان خوشنوا درختوں پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک قمری بر سر نخل سرو طوق محبت بہ گلو کو کو کر رہی ہے گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہے منقار کھولکر یہ زمزمہ سرائی و یہ خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہے کہ -

نظم

ہیں اسی بوٹے کو ہم اے گلشن آرا دیکھئے — مثل بلبل گل کو بھی ہیں جسکے شیدا دیکھئے
پھر نہ جائے طور کی جانب کو مشتاق جمال — اک نظر موسیٰ اگر اس بُت کا جلوا دیکھئے
ایک سے ہے ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا — مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھئے

فیروزہ نے جو یہ صحرائے سبزہ زار دیکھا مستی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بندا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرتا مشروع کا پاجامہ پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا رات بھر اس صحرا مین گایا جنگل مین سناٹا ہوگیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان ٹوڈی کھٹ بھیرویں کے سرون مین گا رہا ہے خونخوار صدا سنکر بیتاب ہوگیا اسی طرف تخت اڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ پری شکل ایک طفل حسین ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہے طائران ہوا پرون کا سر پر سایہ کیے ہوئے ہین وہ طفل حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہے خونخوار دیکھ کر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہوگیا دل سے کہتا ہے کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے قلم قدرت ہاتھ مین تھا جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہے

نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہے
بتون مین بھی غل ہے خدا ایک ہے
عدم ابتدا ہے عدم انتہا
یہ آئینہ حق نما ایک ہے
تامل سخن ذکر سے یار کا
یہان مسند و بوریا ایک ہے
فضیلت ملی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہے
نہ آتا تو اس زلف کے پیچ مین
گلی اسکی اور کربلا ایک ہے
کھو گئے جو کچھ تو سنوگے کبھی رنگ
ہزارون مین وہ دلربا ایک ہے
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہے
جہان مین بتا فرق ہے کس طرح
کہون سو طرح ہر تنا ایک ہے
کہان اسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یان سوا ایک ہے
ہے انبوہ عشاق بیٹھے کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہے
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہے
خداوند ارض و سما ایک ہے
ہماری بقا اور فنا ایک ہے
ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
مگر راہ صدق و صفا ایک ہے
محل قصر کا ہے عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہے
جفاکار و بیباک و کاذب جمیل
مریض اپنی دار الشفا ایک ہے
ہزارون شبیہ محبت مین وقت
زبان ایک ہے اور خدا ایک ہے

اسطرح کے اشعار پڑھ کے اب سوچنے لگا دل سے کہتا ہے یہ معشوق یہ چہرہ اس لائق ہے کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقون کا جلسہ ہو یہ بیٹھکر گائے دل نشہ عشق کے مزے اٹھائے یہ سوچکر وہین سے اسنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کرکے

اوٹھا لیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اوسمین لا کے فیروزہ کو اوتارا کنیزین گرد بٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پہ لیچلین گے میخوار و سرشار معشوقان پریچہرہ اسکے گانے سے بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا مجھکو یہان کون لایا کنیزون نے کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو یہان جنگل سے اوٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ پائیگا وہ معشوقین ہمارے افسر اعلے کی میخوار و سرشار کہ بالائے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام کوہ سمن آرا سنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہوا کہ فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اوس جلسے مین شریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اوسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو رویا کنیزون سے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبرا شہنشاہ تمکو جہان سے لائے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہے کبھی اوچک کے کسی کی گود مین بیٹھ گیا خالہ اماں کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہے تم ہماری دلھن ہو ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دبلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا کہ ای نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیوگے تب تیار ہوگے شکر کرتا ہون کہ مجھے دلھن تو دودھ والی ملی دودھ تو پلے پڑے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دلھن کا دودھ پیئیگا فیروزہ ہنسی کی باتین کرتا ہے کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر پوچھا لڑکا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب ہمنے آپکے اوصاف بیان کیے کہ نہایت قدردان ہین تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے کہا اوس لڑکے کو لاؤ کہ وہ نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گائے کنیزون نے آکے

پوچھا میان صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ تان دراز کہتے ہین اتنی اتنی بڑی تانین لیتا ہون کہ اگر ناپون تو دس بارہ گز سے کم نہ ہون کنیز نے کہا میان نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہین فیروزہ طنبورا ہاتھ مین لیے ہوے محفل مین آیا دیکھا خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوے کہا میان نیرنگ آؤ السیا کچھ تمکو دینگے کہ تمھارے ماں باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیون میان نیرنگ ماں باپ تمھارے زندہ ہین فیروزہ نے کہا حضور ماں نے انتقال کیا جب ماں بیمار ہوئین باپ ہمارے گھبرائے ہوے باہر گئے وہان سے ایک عورت لائے ماں کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گڑھے مین جا کے ڈال دیا یقین ہی ماں ہماری گل گئی ہو گی گھر تو بڑا سا ہی ایک کوٹھری مین رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی ماں کی قبر پر جاتے ہین کچھ آواز نہین آتی ہین لاکھ روتا ہون جواب نہین دیتین بڑے میان روز نئی عورت لاتے ہین رات کو اُسکے پاس سوتے ہین صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہین مَین اُنھین کو ہزار بار روکی دیتا ہون مگر بڑے میاں مجھسے جلتے ہین مین ایسی بجاتے ہین کہ طائر محو ہو جاتے ہین اُنکو بھی آپکی صحبت مین لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلا لینگے فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا نظم

دل لگی غیرون سے بیجا ہی مری جان چھوڑ دے
مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے
اپنا گھر کس طرح سے شیر نیستان چھوڑ دے
یہ نہین کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
دو گھڑی کو بہر گلگشت بیابان چھوڑ دے
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
کہ تو شیخے مجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے
تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکل جائیگا دم
چھوڑ دے دست جنون میرا گریبان چھوڑ دے
غیر ممکن ہی جو بھولون گھر ترا ای رشک حور
مجکو جنت مین اگر لیجا کے رضوان چھوڑ دے
غمزہ بیجا نہین اُٹھتے پھنکا جاتا ہی دل
گر میان اپنی تو ای مہر درخشان چھوڑ دے
پھر پھنسون مین دام گیسو مین تو کافر جانیو
چھوڑ دے دنگا اب او نا مسلمان چھوڑ دے
طوق پہنین گے گلے مین مثل قمری سیکڑون
نازکی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جو یا ہون مدت سے مین دیوانہ مزاج
مجکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑدے
یون بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار زند
حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑدے

فیروزہ بڑے لطف سے بیٹھا ہوا گا رہا ہے تمام اہل محفل بیٹھے ہوے سُن رہے ہین تعریفین اسکی کر رہے ہین کنیزین کہتی ہین کہ کئی گائنین یہان آئین اور کیسا کیسا گائین لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہے بتاتا بھی قیامت کا ہے ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہین حقیقت مین کھلونہ ہے یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر لکہ ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہے وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیان تخت پر سوار گرد چند کنیزین آکے تخت اُترا خونخوار کھڑا ہوگیا کہا اے شاہان اقلیم حسن وجمال اسوقت کیونکر آنا ہوا دونون نے جواب دیا اسوقت صحبت مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھین یہ آج صحبت مین کیسا جلسہ ہے خونخوار نے کہا اے ملکۂ عالم یہ لڑکا گویے کا جو آیا ہے خوب ہی گاتا ہے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہے تمھارے یہان صحبت مین لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا یہ بہت مشتاق ہے میخوار و سرشار دونون نے گانا لڑکے کا سُنا سُنکر کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونون ٹھہرین آخر خونخوار سے وعدہ کرکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئین ابر سُرخ مین چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئین دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اُسی ابر سیاہ مین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہان میخوار و سرشار جلسہ آراستہ و پیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا حاصل کیا ہے آج اُسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار براے استقبال خونخوار اُٹھین میخوار و سرشار نے کہا کیون میان نیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہے فیروزہ نے کہا آپ لوگون کے حق مین دعا شب کیا کرتا ہون یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت مین بیٹھا طنبورا نکالا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

شکایت کی الفت میں ہمیں سے وہ آنکھ اب تری اور لبریز نہیں ہے
نہیں ہیں جو اپنی آہ و زاری محبت یار سے کیونکر نہیں ہے
رگ گلو شوق سے خنجر گلے پہ سرک جائے یہ ایسا سر نہیں ہے
فریب یار ثابت ہے مجھے بھی مگر قابو مرا دل پہ نہیں ہے
میں فرقت میں گلا کاٹونگا اپنا چھری لاؤ اگر خنجر نہیں ہے
اٹھاؤں ناز کس کس بت کے یارو کلیجہ ہے مرا پتھر نہیں ہے
حسینوں کی محبت چھوڑ اے دل ترا یہ شغل بھی بہتر نہیں ہے
ہماری جانکنی پہ ہنستے ہیں وہ تجھے خوف خدا کافر نہیں ہے
نہ بھڑکا آتش شوق اے محبت مرا سینہ ہے کچھ مجمر نہیں ہے
سمجھایا ہے کچھ غیروں نے صاحب تمہارے واسطے بہتر نہیں ہے
نہ دے تکلیف اے فرقت میں ساقی یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہے
بحمد اللہ ہوئی فی البدیہہ شگفتہ وہ زور عشق فاخر گر نہیں ہے
میں رویا دیکھ کر رتبہ سخنور لحد پہ گل کی بھی چادر نہیں ہے

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ سیمو اور سرشار تعریفیں کرنے لگیں کہتی ہیں کہ اے نیرنگ کیا خوب گاتی ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہے حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میاں ہوتے تب آپ لوگ مزا گانا سنتے اگر بڑے میاں ستار بجائیں اور میں گاؤں تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہوں وہ بڑا استاد ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ انکے ہونے پر موقوف ہیں وہ باتیں غلام کی زبان سے نہیں نکلتیں سیمو اور سرشار نے کہا کہ میاں نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمہارے گانے نے انکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم میں جاؤں تو انکو بلا کر لاؤں جس دن وہ آئینگے اُس دن محفل میں ایک ہنگامہ ہوگا سب کام میں ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوئے انکے ہاتھ پاؤں سے نہیں ہو سکتا مگر میں انکے اشاروں پہ کام کرونگا انکا صحبت میں ہونا کافی ہوتا ہے نازنین کے نواسے ہوتے ہیں دروازے پر ہمارے ادنی کا پیڑ ہی جو شیا کو یا ارادہ کرتا ہے ہمارے دروازے

اگر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہی تب اُسے گانا آتا ہی ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا اشتیاق کیا کہ خوشخوار نے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ ہی کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتائیے کہ مین اپنے باپ تک پہونچون خوشخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب باہر جاؤگے وہان پر بھی جنگل ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوا لینگے میخوار و سرشار نے کہا میان نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسون کو ہم بلا رکھینگے سب جمع ہون تم ساحرون کا جمع ہونا واجب و لازم ہے جب وہ قدرشناس جمع ہونگے تب تمھارے گانے کی قدر کرینگے اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جا کر والد کو ڈھونڈھ لاؤنگا پرسون شام کو مین اسی نخل کے سائے مین ٹھہرونگا فیروزہ یہ سب باتین کر کے ان سب سے رخصت ہوا خطرات راستہ طے کر کے اسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام پڑے کو فرسے آگے پہونچا فیروزہ جا کے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین کوہ سمن آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کر لونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب کام مین کر لونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا جبکن کا پہنایا پرانی چال کا مشروع اسکا پائجامہ بھاری جوتا زردوزی کھیتلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اڑ گیا زرد تاگا باقی ہے بادشاہ صورت مین آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کر سکونگا مین طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ نے کہا آپ زبان نہ ہلائیں مین سب کام کر لونگا سب کا خاتمہ کر دونگا ایسا نشان ملا اور ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اسی نخل کے سائے مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہے فیروزہ انتظار کر رہا ہی کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خوشخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سخی و ساحری مین مشاق شہرۂ آفاق ہی میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبور لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہو دیکھین انجام کیا ہو کہ ابر آنکے پر سر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہا اے نیرنگ دعاسے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے انتظار کر رہا ہو والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین جاتے ہین جنگلون مین جا بیجا جہان برت ہو وہان جاتے ہین انکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے جو نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین باواجان بیٹھے ہین اور جنگل مین ہزار ہا ماران سیاہ و اژدہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے ہوے گا رہے ہین ماران سیاہ کپھنے کھولے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران سیاہ بھاگ گئے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لائے بڑے میان کے آگے رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ خوش آمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی جنگلون مین میری برت ہی سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل میخوار و سرشار دونون انکی سخاوتین اسقدر دینگی کہ مال اٹھا نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاوین موتیون کے مارے پاؤن خونخوار نے کہا اے نیرنگ نہ گھبراؤ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے میخوار و سرشار بھی فیاض و سخی ہین اے نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جاینگے نیرنگ نے کہا مین بھی ایسا راضی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہوجائے خونخوار نے دونون کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار باغ مین اپنے روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا لکہ ابر اٹھا میخوار و سرشار نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آئے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہون کہ ابر آکر سامنے پھٹا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہین میخوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے اُٹھین خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ نے بڑھکر میخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین لگانیوالون کے سر کا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط اُنکے آنے کی برکت ہی میخوار و سرشار خوشی خوشی پھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہی کہ عجب نہین جو خداوندان ہفت پیکر بھی آئین سیگونہ و شگوفہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان تو ایک گوشے مین آبیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہی صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو ایسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا سیگونہ و شگوفہ دو شاہزادیان تخت پر سوار لکۂ ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر ابر پھٹا سیگونہ و شگوفہ آکر اُترین میخوار و سرشار سے دریافت کیا گویا کون آیا ہی ہمنے بھی گانے کا حال سُنا دل مین شک پیدا ہوا اے میخوار یہ وہ زمانہ ہی کہ ساحر جا بجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ اُنکا عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہین اُنمین سے کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو میخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ کیا کہ خونخوار لیکر آیا ہی آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لائے ہین بڑے معرکے کا آج جلسہ ہوگا جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہی راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے جلسے مین کیا آسکتا ہی جب سیگونہ و شگوفہ نے کہا مگر میخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا سیگونہ و شگوفہ چپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مرواریدی آسمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہی میخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ صاحبان خداوندے ہین سرشار و میخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ ضرور ضرور بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا سب نے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئین آکے اُترین پہلے بہ نگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا میخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

گانے مین انکا مثل و نظیر نہین ہی لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہی ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہی اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اُتر آتے ہین شیر کے پہلو مین آکر روباہ بیٹھتا ہی پہلو سے باز مین کنجشک باز شکار سے باز رہتا ہی اور آج تو وعدہ کیا ہی کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سننے والے خوش ہوجائینگے مقناطیس تو خاموش ہوکر ایک گوشے مین بیٹھی خونخوار جمال جہان آرا سے مقناطیس کو دیکھ رہا ہی کبھی وجد مین آتا ہی کبھی تعریفین کرتا ہی کبھی مصاحبون سے کہتا ہی مین تو جمال مقناطیس دیکھکر بیتاب ہوگیا یہ دل کی کیفیت ہی۔ نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین
ڈھونڈھتے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہین

ایک دن ہچکی کبھی فرقت مین نہ آئی افسوس
سبکو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے ہین

نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے
کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہین

بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن
میرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین

نہ اٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے
پھرتے پھرتے ابھی اے چرخ کہن بیٹھے ہین

خرچ اک دن کا ہی قارون کا اگر گنج بھی ہو
جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین

باغبان پھولا سماتا نہین بیجا ہی یہین
آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین

نہ سمجھنا کہ غربت مین وہ راحت پالی
دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے ہین

زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی
سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین

دل شگفتہ ہو ذرا بات کر اے غنچہ دہنا
ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین

مٹی دروازے کی آنکے لیے جاتے ہین ہم لطفیا
وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین

دیکھکر طرز خرام اسُ بت وحشی کا مرے
چوکڑی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے ہین

چند باتین جو لکھی ہین وہ سنا دے اکر رند
آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خونخوار کی سنی غصے مین پلٹ پڑین کہا کہ اے خونخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنین اتنا جو مقناطیس نے غصے سے کہا خونخوار گھبرایا جواب دیا نہین ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمایئے تو عرض کرون مقناطیس نے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہی اے مقناطیس یہ بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کر کے اپنے کو بھجوایا مقناطیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڑھا بنا کر لایا جب یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مگر خونخوار نے میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ و شبگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار سے کر رہی ہی اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہی کہ کلید میخانہ مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ و شبگونہ اپنے مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گویے صاحب آپکو ساقی گری مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کر کے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت ملال ہوا جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون کیا رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لا کے دی فیروزہ جھپٹ کر میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لا کے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ وشگونہ نے سحر کیا گلا بیان آپس مین لڑنے لگین لڑلڑ کر ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اڑی ایک شعلہ اسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اڑگیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ وشگونہ نے کہا اے مینخوار و سرشار اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند ہفت پیکر بچائیے دیکھو شراب اڑگئی گلا بیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی بدلی مینخوار و سرشار تو خاموش ہوئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ کھینچکر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا مینخوار و سرشار نے کہا اے مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ جیا کیا کہتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ وشگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا ۔ نعرۂ بادشاہ اسلام ۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ؎ بہار گلستان کاؤس وجم ؎ تلوار پکڑکر اہل جلسہ پر جا پڑے جیسے گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا التعویذ یہ عطیہ درویش کامل جو انکے بازو پر تھا اسنے اپنا اثر دکھایا گولہ الٹا پلٹا کسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ بھی خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کئی کنیزون کو مار کے اسنے بھی گرادیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر گرا دیا مینخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر گئین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا ہے دشمن کا اب اسیر بھی قبضہ ہوا چاہتا ہے اپنی کنیزون کو بچائیے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا پہاڑ تھرایا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختۂ سنگ پر مین کھڑا ہون وہ تختۂ سنگ مجھکو اڑائے لیے جاتا ہے ایک تختۂ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہین معلوم کیا گذری ملکہ سقناطیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی اے شہریار یہ باعث سحر میخوار و سرشار ہی انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کوہ سمن آرا سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ سقناطیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے اے فیروزہ میگونہ و شگونہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا آخر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا لگا بیان ٹوٹین شراب شعلہ بنکر اڑ گئی آخر کو فساد پڑا سقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو اسواسطے سقناطیس کے حال ابتر ہو دل بیقرار ہی

نظم

سر کے بل جاتے ہین گھر سے سوئے صحرا کیسے
کیون جنون ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے
گھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے
مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے
کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق
دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے
یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی ہے
نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے
چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
مل گئے خاک مین لاکھون گل رعنا کیسے
مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے
کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے
اور مبتلا کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے
آگئی لہر جو دلبر ترے اے قلزم حسن
پھوٹ کر روئے ہین کل ہم لب دریا کیسے
حسرت آتی ہو مجھے چاک گریبانون پر
دوڑے جاتے ہین سوے دامن صحرا کیسے
بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین
دفعتہً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے
آج اُس گل سے کیا دعوے ہمچشمی کا
شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
بار عصیان سے ہوا ہو مرا مردہ بھاری
دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے
پیش ازین رند خرابات نشین تھے کیسے
بنکے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول ہون اپنے لشکر مین چلیے مین جاکر باغ سے ملکۂ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمائین آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اڑے جاتے ہین دیکھیے کیسا معرکہ گذرا آخر مین میخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہان سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لایا لشکر مین بادشاہ کو ٹھہرایا سردار بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ سقناطیس کے روانہ ہوا باغ مین آکے دیکھا کنیزین حیران بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ سیخوار وسرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہ رہی ہے کہ مین اپنی جان بچا کے نکل بھاگی سیخوار وسرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری مالکۂ عالم کے آگے ہاتھ جوڑے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگین شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اڑے حرکات خلاف کرنے لگین مین نے جب ملکہ کو اس حال مین دیکھا تو مین کام کے حیلے سے اٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو غل ہوا کہ سقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کرسکین انکو گرفتار کر لیا سیخوار وسرشار نے یہ جرم رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہین کہ مجھکو اسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا مجھسے ایسی باتین کین اور چاہتا تھا مجھپر ہاتھ ڈالے مین نے اپنا حفظ ناموس کیا کارد سحر ماردی سیخوار وسرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو اژدہے پر سوار کیا ہے خدمت مین ہفت پیکر کی لیجاینگے اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر بھی سیخوار وسرشار قبضہ کرینگے فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت مین بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپے ہین ہر چند امرا و روسا و وزرا سمجھاتے ہین لیکن بادشاہ فرماتے ہین یارو کیا کہون جو مجھپر گذرتی ہے میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہے دل کی بری حالت ہے اب تو یہ نوبت ہے۔ نظم

ہون سر فروش جان کا خوف و خطر نہین — ان قدمون کی قسم مجھے پرواے سر نہین
اب آپکی وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین — ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہین
کوئی دوا فراق مین کوئی اثر نہین — گر درد سر یہی ہے تو اک روز سر نہین
عاشق انھین یہ کہتے ہین کیا جانین جوہری — دندان و لب ہین یار کے لعل و گہر نہین
وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا — دیکھے نگاہ یار سے یہ ثابت بشر نہین
سوداے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہے — بے سر کے کاٹے جاے یہ وہ درد سر نہین
پہچانتا ہون خوب نہ کر جعلسازیان — یہ خط تو میرے یار کا اے نامہ بر نہین

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیون پہ ہے
کھویا گیا ہون وادیٔ الفت مین کیا نار

یادش بخیر آج وہ رشک قمر نہین
برسون گذر گئے مجھے اپنی خبر نہین

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبون مین بیٹھے ہین کہ فیروزہ آ کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہرین جب فوج اُدھر سے گذرے شبخون ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہرچند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہین ہی لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لین یہ کنیز ملکہ مقناطیس رہا کریگی رہا کے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پہ چلیے گا مےخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہوجائیگی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سوارون کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے آئے ایک درہ کوہ مین آ کے اُترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے بیچ مین ارابے پر مقناطیس سرشار و مےخوار کے دو ساحر زبردست گینڈون پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہین بادشاہ کو تاب نہ آئی ہرچند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمایئے جس مقام پر یہ اُترینگے وہان چلکر شبخون ماریے گا بادشاہ نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے نکل کے نعرہ کیا نعرۂ سعد بن قباد۔ رستم شاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس وجم * دو سو سوارون سے آگے بڑھ کے جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحرون کے سر اُڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بہن اُٹھو نعرۂ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش ہوگئی تڑپ کر اُٹھی اُٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہین ایک جانب مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل جادو کہ افسر لشکر ہو بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر نہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارۂ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق دریائے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اُسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریائے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا مین ڈال دیا دریا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریا سے قہار ظاہر ہوا اُس دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین نہنگ خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آتے ہین اور پھر دریا مین غوطہ مار کے غائب ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر اُنکا حملہ کارگر نہین ہوتا شاہ جیسے ہاتھ مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوجاتا ہی مچھلیان دریا سے بصد جوش وخروش نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخر مین پھر دریا مین گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر تھراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی نے دامن نوچ لیا کسی نے خود پر دُم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہی مچھلی کا سر پھٹ جاتا ہی جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریا سے حماقت مین ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرف صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بہ فتح وفیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے پلٹے آگے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افلاک آسمان سیر ای مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا اجل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہی سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے گرا مقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکے لے اُڑا مقناطیس نے آواز دی اے شہریار کنیز کو ساحر لیے جاتا ہی بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا مقناطیس پنجے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت مین بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہوجاؤن کیا حضور نے تیر مارا افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر کو میری بغاوت کی خبر ہوگئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر کا تھا ستر اسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلائے زمانہ ہے سحر وساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو خبر ہماری معلوم ہوگئی اب اور آفتین

برپا کریگا اب آپ کوہ سمن آرا پہ چلیں وہاں قبضہ ہو جائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر لشکرکشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا اے مقناطیس ہم تم دونوں ملکر بادشاہ کو پہ سر کوہ سمن آرا لیجائیں میخوار و سرشار کا علاج ہو جائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہاں سے بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اسنے سحر اُتارا ہمکو تم تک پہونچایا اب چلو لشکرکشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند میں چلکر اپنی خطائیں معاف کرائیں یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر کی شکل بنا پہلو میں بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اُڑایا میخوار و سرشار مطمئن بیٹھی ہیں کہ رہی ہیں کہ اب تولب مقناطیس قتل ہوگئی ہونگی کوہ مقناطیس بھی ویران ہوگیا ہوگا اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوئے آئے عرض کی راہ میں بادشاہ نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو رہا کر لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آتے میخوار و سرشار حیرت میں آگئیں سناٹا آیا قلب بھر آیا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یوں مارے جاتے میخوار سے سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہے کہ بادشاہ پہ سحر تاثیر نہیں کرتا میخوار نے کہا میں ابھی دریافت کیے لیتی ہوں اب انتظام سے غافل نہ ہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان نکالا اُسے روشن کیا چار بتیاں نکالیں اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک بھونرا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز میں کچھ کہتا تھا میخوار نے قلم ہاتھ میں لیا اُسکے لفظوں کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت میں تھے اب اُسکو اردو میں بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پہ تعویذ ہے جو ایک درویش کامل نے دیا ہے اس سبب سے بادشاہ پہ سحر تاثیر نہیں کرتا سرشار نے کہا بہلا لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ میں چلو میں تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر چھٹے ہوے علم سحر کے مشاق سحر و ساحری میں شہرۂ آفاق بیچ میں تخت پہ میخوار و سرشار بیٹھی ہیں گرد

ساحران مذکور جمع ہین سرشار کہتی ہے زمین ہلا دونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی لشکر آراستہ ہو کر کوہ سمن آرا سے اترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پہ بیٹھی ہین کہ آسمان سے ابر سیاہ نمایان ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پہ بیٹھی ہین تخت اڑا ہوا آتا ہے میخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئین کہ یہ دونون ساحر کون ہین مگر چپ دیکھا کین کہ تخت اسی طرف آتا ہے تخت آکر پہاڑ پر اترا مقناطیس نے دوڑ کر میخوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی کد و کوششین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی انکی تقدیر کے آگے کسی کی تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے انکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے ہمکو سمجھائی کہ نکل چلو اگر یہ ساحر روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اسی وقت اٹھ کھڑے ہوے جب تک انکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر سے انکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہے کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر کیسا تیار کیا ہے میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہے نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کتنی شریک ہین وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایکطرف سے مین سحر کرونگی ایکطرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس تکلف سے مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ سچ کہتی ہے خداوند سے بھاگ آئی ہے فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوا دی کہا ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہے مقناطیس نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے چٹکی لی کہ ای جہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا گائنین آکے بیٹھین ایک گائن شوخ و شنگ دریاے علم موسیقی کی ہنگ تڑپ کر بیچ مین آئی اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

غزل

سب نے سرگوشیان غیرون سے اشارے دیکھے / آج آنکھون سے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھے ہونگے / ہمنے جو آنکھون سے ہین ڈھب تمہارے دیکھے
قول کے چھاؤن کی اللہ رے کافر کو خوشی / ہمنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت / ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤن ابھی / ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا / چاہنے والے نہ دو چار تمہارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر تری ای شہ حسن / جو حیلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے
رند سے جتنے کہ اقرار ہوے سب بر عکس / قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہین گانے کو انعام مل رہا ہی فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے اُٹھون اپنے کو مخفی میخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان کا تراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی ارے بادشاہ اسلام فیروزہ بن عمرو و مقناطیس و مشکبار کو ای میخوارو سرشار گرفتار کرلو مقناطیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیزون کے سر کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام بیستم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقناطیس جادو نے کیسے کیسے سحر اُسپر کیے لیکن اُسنے جب ہاتھ سے اشارہ کردیا سحر اُلٹا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہوت لب پر مہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی ای شہریار مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیر لیا ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہوجائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز مشکبار کی سنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو اپنے مقام سے نہین ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب ہوگئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا ای مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

سرکش گرد سے مقناطیس کے ہٹے تب بادشاہ نے اس بیتابی مین بازو سے تعویذ کھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دناٹا ہوا شعلہ ہاے آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹے چھٹکر
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے
شہریار آپ نے عجب کارنمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہو جاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کودا آواز دی اے عقاب شعبدہ باز
یہ تعویذ تو لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا مین تجھکو بچاؤنگا عمر بھر تیرا پوجہ پاٹ کیا آج کا دن
جانبازی کا ہے عقاب اپنے مقام سے اُڑا مقناطیس نے قصد کیا ہے کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لیکے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہون عقاب چالاک
و چست ہون کہ عقاب اُترتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منھ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھون
مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اُٹھا لیا لیکے اُڑا سامنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا کہ تعویذ اُٹھاؤن مشکبار تڑپ کے
گری چاہا کہ تعویذ ہم اُٹھالون کہ شہباز نے ہاتھ نیمچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہو کر بیٹھی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ بیکل ہوے خاموش کھڑے سیمخوار و
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہین
ہل سکتے مقناطیس جو چمک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے مین شہباز نے تعویذ اُٹھا لیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقناطیس
چاہتی ہے کہ شہباز کے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقناطیس سے
نیمچہ چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کر کے تنہا پایا سر پر جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اُڑا کہ اے سیمخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہے مین یہ تحفہ نایاب لیے جاتا ہون تم
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہین یہ کہکے اُڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیچلا
فوراً پہاڑ سے پھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہے نیچے نیچے اُسی کے سایے مین فیروزہ بھی
چھپتا ہوا جاتا ہے یہان سیمخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالاے کوہ

آ گئی لڑائی مین جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے لگایا تھا وہ اُڑ گیا جمال ہمثال اصلی شکل آیا میخوار نے بزور سحر مستغنا طلیس و مشکبار کو کہ زخمون مین چور چور جھوم رہی تھین فوراً گرفتار کرلیا اب کوہ سمن آرا پر آفت پڑی کہ عجب مکر سے مسلمان آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونون کو زخمی کر گیا بادشاہ سے تعویذ بھی لے لیا اس تحفے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ افتاد پڑتی میخوار و سرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز کو نامہ لکھین کہ ای مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگرنیون کو گرفتار کیا اگر ثواب چاہو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ ہمارے سامنے انکو قتل کرین یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا یہ جاکر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بچّیا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانون کا قبضہ ہوا سر تا سر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمنے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مستغنا طلیس و مشکبار کو بھی گرفتار کیا ہی لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہی فیروزہ بشکل مبدل ساتھ ساتھ شہباز کے آیا ہوا ہی شہباز تو باغ مین اپنے اُترا فیروزہ اس فکر مین ہی کہ مین اپنے کو کسی طرح سے باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرکے تعویذ لون باغ سے الگ ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا سوچ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہی جھپٹتی ہوئی چاہتی ہی کہ باغ مین جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہی کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار کی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہان سے آتی ہو اور کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی ہی مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہی کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرا دینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہی کہ شہباز نے اس ساحر کو یہان مقرر کیا ہی کہہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہی شہباز عقاب سوار کے پاس آئی ہون میخوار و سرشار نے بھیجا ہی فیروزہ بہت ہنسا کہا کہ ای نوبہار خداوند ہفت پیکر کی کیا قدرت ہی ابھی ایک طائر مجھسے کہہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہی لیکن اسی وجہ سے

انتظار مین کھڑا تھا باتین کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہوکے نوبہار گری فیروزہ نے اُسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان مین سوزن دیکے اُسکو تو ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ وروغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکر طرف باغ کے چلا راہ مین چند ملازمان شہباز سے ملے اُنھون نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤگی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین اُن ساحرون نے جواب دیا باغ مین بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ وہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی ساحرون نے جاکے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحرون سے کہا مین ایسا تحفہ نایاب لایا ہون کہ جسکا مثل نہین بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہون ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کرین اچھا کنیز کو بلالو جب ساحرون نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھین شاہ شہباز بلاتے ہین فیروزہ کے ہوش تو اُڑگئے مگر مجبور و ناچار ساحرون کے ہمراہ چلا باغ مین آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر غنچے منقارون مین دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن طائرون کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب مین بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا نظم

ہو گیا ہی حسن کا پھر تیز بازار اندنون
ٹوٹے ہی پڑتے ہین یوسف پہ خریدار اندنون

سرمہ ہوتا ہی نگاہ یار پر بار اندنون +
ناتوان سے ناتوان ہی چشم بیمار اندنون

پھر تپ فرقت نے کر دی ہی مری حالت ردی
بیٹھے رونے لگے پھر بیسبب غمخوار اندنون

اوپری ہر وقت دیوانے جھنکراتے ہین سر
زلف لیلے مین رہتی ہی زندان کی دیوار اندنون

صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین
ہی رگ جان سے زیادہ مجھکو زنار اندنون

عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہی شکل
خواب مین لاتے ہین اُسکو بخت بیدار اندنون

پڑ گیا ہی پیچ ہم پر حال دل کس سے کہین
ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتار اندنون

کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیار اون کو رنج
بید کی لکڑی سے ہی بیقدر تلوار اندنون

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ تھرا گیا دل مین کہتا ہی ای فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہی اب کیا کرون کبھی چاہتا ہی بھاگون فیروزہ

دیکھتے ہی شہباز نے کہا ای نوبہار ہم تمھارے انتظار مین بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا مگر فیروزہ کے ہوش اُڑے ہوے ہین ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ ہونٹھ ہلائے پانی شعلہ بنکر اُڑ گیا جیسے ہی پانی اُڑ گیا شہباز نے للکارا او ناعیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا مین جانتا تھا کہ تو بہار سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہوگا آخر اس حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا — شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھسے ساحرون نے کہا کہ نوبہار کنیز آتی ہی جب ہی مجکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا درۂ کوہ مین پڑی ہی ساحر جاکر نوبہار کو لاے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز نے پوچھا ای نوبہار نامہ کہان ہی نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی مین دیکھتی ہی آخر ناچار ہوکر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز نے سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام مسخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے کہا مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل کرین یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کرکے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت اُڑتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان مسخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان خونی کی تیاری کی ہی ستر ہزار فوج جمی ہوئی کھڑی ہی بادشاہ و سقناطیس و شکیبا کو زیر تیغ بٹھایا ہی مگر انتظار کر رہی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز کا سامنے سے پیدا ہوا مسخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نوبہار بھی تخت پر سوار ہی شہباز آ کے اُترا مسخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو مار لیا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا مسخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی مسخوار و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی زیر تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے کہا ای مسخوار و سرشار انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اسنے بہت ملک فتح کیے ساری بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہیں میخوارہ و سرشار شہنشاہ تخت پہ بیٹھے ہیں اسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پلک پلک کے دعائیں مانگ رہی ہیں نظم

هست خالق واحد و رزاق و رب العالمین — حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگہش شام و صباح — سر فرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا و انتہا را انتہا — کار فرمائے گروہ اولین و آخرین
خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیاں — جلوہ می بخشد بہر یک چہرۂ حسن آن حسین
گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار — گاہ تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق — گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ — گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر — گاہ در ملک ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید بنظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار میں دیکھکر مقناطیس وشکبار رو رہی ہیں یہی آرزو ہے کہ ہم قتل ہوں مگر یہ شہریار بچ جائیں فیروزہ کو بھی عالم یاس ہے جی میں کہتا ہے اے فیروزہ سب معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہے بالائے کوہ سمن آرا قضا لکھی تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہے کہ میخوارہ و سرشار دم بدم حکم دیتی ہیں جلاد بانی بیدار کھڑے ہیں کہ رہے ہیں کہ اے ملکہ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہے پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار انکے خون کا دعوی کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجوں سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجئے گا لیکن حقیر عرض کرتا ہے کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہوئے بہلیوں کو حکم دیا ہم سوتے ہیں تم گردو نواح کی خبر لاؤ صبح کو جو اٹھے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بارگاہ میں خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

۱۸ ج

مزاج اقدس کیسا ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے الگ ہونے سے بقدر بیقرار ہون لشکر مین جیسے سناٹا معلوم ہوتا ہے تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹا رہا ہے آج شب کو عجیب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام رات کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی کیون قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعاگو ہے پھر مین نے ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہے دل گھبراتا ہے آنکھین اُس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اُسکو لاکر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا اے شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہے یہ خواب و خیال ہے غرض صاحبقران سوار ہوکے اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین پہنچتے ہی بازدارون کو حکم دیا باز بہری کا چھوڑے طبل بازگشت پر جب پڑی

نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز
در آمد مرغ صید افگن بپرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر
ز راہ شاہ بر ہوا باز سبکپر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہرون چڑھے تک امیر حمزہ صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہے کئی سو آہو وہان چرا کرتے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے جو صدا سم مرکب کی سنی ایک طرف بھاگے سوارون نے آنکر گھیرے ڈالے ایک آہو سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا ہر چند صاحبقران نے جستجو کی مگر آہو کچھ ایسا بھرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ امیر چاہتے ہین اُسے تیر سے شکار کرین آہو جست کرتا جاتا ہے ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کے اسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سواے خواجہ کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک شجر کے سایہ مین آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے خواجہ جنگل سے لکڑیان لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کر کے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نقابدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہے باز سفید سر پہ سایہ فگن عیار طرار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پہ ہیں امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آ کے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہاں گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا ایسے شکار آیا تھا یہاں آ کے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہ گئے ہیں انکا انتظار کر رہا ہوں یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ میں لا بٹھایا جام ارغوانی چھلکانے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش ہے سر میں
بھلایا دو جہاں کو تو نے ساقی ایک ساغر میں

مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر میں
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر میں

وہی پیدا کریگا دل میں بھی عشق حقیقی کو
بنایا جسنے گوہر کو صدف میں لعل پتھر میں

فنا کے اسباب دنیا جسکے کیا ہاتھ آئیگا جز سر
نہیں ہے پیرہن کا بھی کبھی بھیکر ادریس کے گھر میں

جو اعلیٰ ہیں مقام انکا ہوا مستقل غیر ممکن ہو
بھٹکتے طور کی آتش نہ دیکھی جسنے پتھر میں

وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت ہے عقبیٰ کی
نہیں کرتے ہیں تک فرق بالیں اور بستر میں

پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن پہنے ہوئے غافل
جو کیوڑے کبھی سماتے تھے نہ کمخاب و مشجر میں

قدم لڑاتے ہیں دعویٰ جو اسکو سرکشی کا ہے
کوئی نکلی ہے شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں

کیا ہے خود پسند آئینے نے سارے حسینوں کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر میں

دعا ہر دم ہے اک زلف سیاہ یار فائق سے
رہے دم جب تلک دم میں ترا سودا رہے سر میں

میں وہ آتش نفس بلبل ہوں چمن لیتا تو گلچیں پر
لگا دی آگ نالوں نے مرے صیاد کے گھر میں

لہو تو پی چکا اے عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجھ سے
نہیں ہے جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر میں

وہ راحت پائی ہے کنج لحد میں خود میں حیرت میں ہوں
کنار گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں

سوا ہوتے داغ کھا کر عشق میں لالہ عذاروں کے
سراسر دل لپیٹا جائیگا پھولوں کی چادر میں

خدا چاہے تو رعنائی در مقصود ہاتھ آئے
اگر کل کر کے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر میں

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے نقابدار زرین پوش اپنی جراءت کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہیں

کہ ہر [illegible] بھی لشکر کشی کرکے ملکہ آسمان پری پر آتا ہے میرے بھی ہرکارے مجکو خبر [illegible] دیتے ہین جاکے اسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگ کر پردۂ تاریک چلا جاتا ہے ورنہ آپکے حقیر [illegible] کل سرکشان پردۂ قاف کو مٹایا بڑے بڑے امیرزادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کسی طرح گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے راہ مین انکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین کر رہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون اے عیار کیون گھبرایا ہوا ہے عرض کی اے صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہے مین نے اوسپر سے چڑھکر دیکھا تین افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہے یہ سنتے ہی اول صاحبقران دنگل سے اوٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکہ صاحبقران اشقر پر سوار ہوے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے نشان بجاتا ہوا چلا راہ کو طے کرکے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑتا ہوا چلا آتا ہے اوسوقت صاحبقران وہان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار سیخوار و سرشار سے کہ رہا ہے کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی سیخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا تیغہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ امیر حمزۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران درجہان نام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
سمندون ز پیشم فراری شدہ
سلیمان کو جاب لقب شد بقاف

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہرہا دار اسلام شد

نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہے تمام کافر تھرا گئے جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطا کار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑ کر پار گذرا نقابدار بھی نعرہ کرکے گرز ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر وصف شکن تیغ زن تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اوٹھا سیخوار و سرشار سے کہا دیکھو یہی وقت ہے امیر حمزہ

صاحبقران آگئے میں نکل جاؤں میرے پاس وہ تعویذ موجود ہے پھر ہر مقام پر گرفتار کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا مہجوار وسرشار نے کہا کہ اے شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد یہ تھا کہ جنگل سے نکل جاؤں مگر باز سفید جو سر پر لقا بیدار کے سایہ فگن ہے سامنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہے نکلجاؤں باز سفید نے سامنے آکے شعلہاے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہے شعلہاے آتش سد راہ ہوتے ہیں عقاب شعلہاے آتش سے نہیں نکل سکتا صاحبقران زبان لڑتے جھگڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ہو نور نظر اکھاڑو یہ کیلے جھٹکان کاٹیں سعد نے تیر کو توڑ کر پھینکا اُٹھتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے سقناطیس کو بڑھکر عمرو نے وار کیا مشکبار کے پیرو دیا سے لڑتا بھرتا ہوا لقا بیدار پہونچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپا تڑپ کے دونوں لڑتے لگیں مہجوار وسرشار دیکھ رہی ہیں کہ لقا بیدار زمین پر بیہوش وہ صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہیں کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آوازین سن رہی ہیں بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائیں آرہی ہیں یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید مجکو نہیں بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دوہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہا شہباز کو نکال لیجاؤں باز سفید نے بڑھکر منقار ماری کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ میں تڑپ کر نکل جاؤں باز سفید نے اُسکے پر مارا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی بالکل یہی چاہتا ہے تعویذ کو لیکر نکلجاؤں مگر باز سفید نہیں جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا میری نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہے منقار اور پر مار رہا ہے صاحبقران نے تاک کر شہباز کو تیر مارا کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ شہباز کا زمین پر گرا سقناطیس کہ اس راز سے کچھ بھی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار کے بازو پر جاکے باندھا سعد شہریار ساحرون میں گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مہجوار وسرشار کے سحر کو سقناطیس مشکبار روک رہی ہیں ہنگامہ گیرودار بلند ہے

صاحبقران لیے بھرتے ہوے سامنے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا صاحبقران کا مڑکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقاے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آ پڑے فرمایا بچیا خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہاے آتش تھے بادشاہ اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہاے آتش نہ جلا دین اشقر کے پاؤن زمین پر نہ جمتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے کیا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا تیغ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہی اپنے کو اسنے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً پھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر نکل جاؤن بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کمر مین پیچ دیکر لے اڑون شاہ نے لنگر کیا کہ ہر دو زانو تک زمین مین غرق ہوے جب لنگر شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام نے موے سر اس بدسر کے تھام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا چنبر گردن سے اتر گیا لاش اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من میخوار جادو بود اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین مین پڑا ہی سر مقتول کا سنگ گدائی ٹھوکرین کھا رہا ہی اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہی۔ بیت

کاسہ چینی پہ اے منعم نکر اتنا غرور * جسنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر مغفور کو * مصنف

عرض کرتا ہی یہ بھی دو شعر لایق اسی مقام کے ہین نظم

ناسازی زمانہ سے کہیے کہان کہان تک — بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا — خویش و عزیز سارے بس ساتھ تھے یہان تک

سرشار جادو حال پرملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ وقت بربادی کوہ سمن آرا آ گیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہین جسکے سر

باز سفید سایہ افگن ہی منقار سے صدہا کو مارا جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نقابدار کی ہیبت سے ہوش ساحرون کے اُڑے ہوے ہین قہر سحر کے خطا کرتے ہین چلا چلا کر بھاگتے ہین گوشہ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہی گرز کے منھ پر ورم ہی خنجر بیدم ہی ہم لوگ ساحر ہین سواے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر تباہی مین پڑا ہی بارہ ہزار سے بھاگتا پھرتا ہی اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون سقناطیس جادو نے آگ برسادی مشکبار جادو نے دریاے سحر بنایا سیکڑون کو پانی مین ٹھنڈا کیا صاحبقران کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہی کہ جسپر پڑے اُسکے دو ٹکڑے کر دے تینون دلیر اس طرح لشکر کو قتل کر رہے ہین کہ آواز الامان الامان بلند ہی کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگون پر سحر نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا باز سفید خارستان کفر کو مٹا رہا ہی نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ مین مصروف ہین فرما رہے ہین کہ ای سقناطیس کچھ کرو کوشش کرو کہ تا بہ سرشار پہونچون سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو سقناطیس و مشکبار داہنے بائین سحر کرتی چلی آتی ہین ایک نے آگ برسائی ایک نے دریاے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہین دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار نے آتش سحر کو بجھا دیا دریاے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہان ای یارو یہی وقت جانبازی ہی گھیر کر بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے مین تھے تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش سامنے آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہی جرأت و ہمت مین بیشتر نگاہ ہی ہمشیرہ صاحبہ تو خدمت بابرکت مین سامری و جمشید کی ہوتی ہین بہشت عنبر سرشت مین سیر کر رہی ہونگی ایسے مین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی تم لوگ اُتنے زیادہ ہو اسی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آوازہ سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ یکہ تاز میدان جلالت شیر بیشۂ

جرأت و ہمت جو سامنے آیا اُسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے داخل جہنم ہوے اب ساحروں کے حوصلے کم ہوے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہیں ساحر بھاگتے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہیں سرشار جادو مست مے سحر و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ اے سعد بن قباد تمھیں قضا گھیر کر لائی ہے یہ مقام کوہ سمن آرا ہے بڑے بڑے شاہان جلیل یہاں آکے مارے گئے یہاں کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی صدہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر آئے کہ اس کوہ کو فتح کریں ممکن نہوا تمکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے تیغہ ہلالی کمر سے کھینچا تیغہ چمکایا ہزارہا شعلۂ آتش اُس تیغے سے چمکے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوے کئی مرتبہ سرشار نے تیغہ چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوے قریب سرشار جادو کے پہنچے سرشار اسقدر خائف تھی کہ دل میں کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑوں پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں کچھ یہیں کے قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتیں سوچکر قریب آئی خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ تیغے کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام آگے کر دیا وار تیغے کا تیغۂ قمقام پر روکا سرشار نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں مگر بادشاہ قریب پہنچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے فوج بادشاہ نے دیکھا ایک درۂ کوہ میں چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو بادشاہ اسلام پہ نثار کریں سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برق باری ہوئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختوں سے گرے زاغ و زغن بصد رنج و محن پیچ و دق سر پیٹ رہے ہیں ایک زاغ سیاہ بصد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

تیرا تو رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہے	بیمار دل سمجھا کیا جو مرے دل میں درد ہے
دم بھر نہیں قرار ستارہ نورد ہے	جب سے شریک یار رواں اپنی گرد ہے
مہندی بھی کیوں لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤں سرخ	صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہے
کیا اختلاف آب و ہوا ہے زمانے میں	ہیں اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہے

اگلی سی گرمیاں نہیں حسن و جمال کی
تھوڑے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہے
ہر ذرہ شکل مہر درخشاں ہو خاک کا
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہے
غنچہ عبث ہے جنگ کو موقوف کیجیے
ہو یہ شب وصال کہ روز نبرد ہے
مر کر بھی میں رکاب سعادت کے ساتھ ہوں
توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہے
ملتا نہیں پتہ تری منزل کا خضر کو
برسوں گذر گئے یہ نہیں تھکا نورد ہے
کرتا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں
نادان تھا نفس کشی کر جو مرد ہے
آزار کیا ہوا انھیں [illegible] عشق میں
آنکھوں میں اشک سرخ ہیں اور رنگ زرد ہے

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ تماشا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درۂ کوہ سے نکلے عین وقت پہ آکے شریک جنگ ہوئے اسوقت آکے پہونچے کہ ساحر جیا در بلا رہے ہیں مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحروں کو حاضر خدمت ہوتی ہے دس ہزار مطیع اسلام ہوئے نقاب دار زرین پوش نے جب دیکھا لڑائی فتح ہوگئی ساحروں نے حلقۂ اطاعت گوش میں ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب محل چلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے رنج و الم عنایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقاب دار سچ کہتا ہے پھر کسی موقع سے ملاقات ہوجائیگی اب یہ محل کلام نہیں کہ فوراً ہمراہ نقاب دار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے ملاقات کروں مگر دیکھا نقاب دار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ آراستہ کرائی مقناطیس اور ایشک بار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئے سامانان شاہی نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچے گلابیاں لیکر حاضر صحبت ہوئے کشتیاں شراب و کباب کی محفل میں آئیں راگ و رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ اٹھکے جانب دشت ملاحظہ کیا کئی بڑے بڑے جھیلیں پانی سے بھری ہوئیں طائران زمزمہ سرا چہکتے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہیں دہ کانٹی آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ ابھرا ایک [illegible] سنگ کا بنا ہے اس زیر میں تصویر سنگی بشکل انسان کے باتیں کرتی ہے ہزارہا مراد مند شور و غل

سچا ہے یہان کوئی کہتا ہو کہ یا خداوندا ہمارا بھائی کئی سال سے سفر مین گیا پلٹ کر نہین آیا امیدوار ہون میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو پلٹ کر اسنے دیکھا حقیقت مین بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہو دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا ہو یا خداوندا مین ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہو پچاس برس ہوے کہ کوئی چوہے کا بچہ بھی نہین پیدا ہوا امیدوار ہون کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال مین ہو پلٹ کر اسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہو کہہ رہی ہو صاحب دعا تم مانگو ایسا نہو بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ مین پھر رہا ہو جبکہ تو پورے دن ہین یہ معرکہ جو حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اس طرح سب کی مرادین مل رہی ہین بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلایا فرمایا اے مقناطیس دیکھو یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھکر کہا اے شہریار کوہ سمن آیا یہ وہ کوہ مقناطیس کا تھا دونون بہنین آج قتل ہوئین یہ وہ اٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو مین ایرج و نورالدہر بھی قید ہین اب جیسا رائے اقدس مین آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو کب تاب ہو مین فوراً اپنے کو پہونچاتا ہون انشاءاللہ بعنایت پروردگار ایرج و نورالدہر کو رہا کرون شیرون نے بہت تکلیف قید مین اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر لیکر آئین مین غرق زمین ہوکر پہونچتی ہون اُن شیرون کو قبضہ مین کرونگی چار زنگین کہ اُن جوانون پر نگہبان ہین اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب اُنکو کوئی رہا کرنے آئے اور اُنکے عزیزون کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونون کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے تم اُنکے لاشے اُٹھا کے لیجاے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہو اور وہ دونون جوان ہوش مین نہین ہین یہی زنگین صبح کو صورت زیبا بنا کر دکھاتی ہین دونون جوان آٹھ پہر خیال مین اُن معشوقان پریچہرہ کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اُن معشوقون کو دیکھین بعد آٹھ پہر کے پھر صورت دکھاتی ہین دونون جوانون کو دیوانہ بناتی ہین دونون اسی رنگ مین گذر رہی ہے پہلے کنیز جائے اس امر خاص کا انتظام کرلے تب حضور لڑتے ہوے پہونچین مگر اے خدا بالا سے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر مین خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ لقو یار قبضے سے نکل جائے مقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوئے مشکبار نے رکاب پر طریقہ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سامنے سعد کے ہو مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر یہان پر ایرج و نوزال بر قصر عشرت مین بیٹھے ہوئے ستاگیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

جب صبا زلف کو اس گل کی چھو آتی ہے
کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے

ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھی آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے

یاد کرنا بھی ترا موت ہے عاشق کے لیے
دم اکھڑ جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے

رند مشرب ہون فقط نام خدا جیتا ہون
نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے

عنقریب آ گئے ہین ایام وصال اپنے بھی
ناک مین اب بغل گور کی بو آتی ہے

منتظر دونون کا رہتا ہون برابر دیکھیں
پہلے یار آتا ہے یا موت کہ تو آتی ہے

فیض ساقی سے ہے مینا لیے قلقل سرا
مست ہو بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہے

شاہد القول ہمارا ہے دماغ یعقوب
سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے

تیغ ابرو سے ہین کس مست کی جگر پر چھالا
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے

دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے رند
یاد اس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

دونون جوان مبہوت بیٹھے ہین چارون رنگینین کھڑی ہنس رہی ہین ان دونون کو ڈرا رہی ہین کہتی ہین معشوقون نے تمہاری تمکو پیغام دیا ہے اور اپنی صحبت مین بلایا ہے یہ دونون سنتے ہوئے اپنے مقام سے اٹھنے لگتے ہین خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھون سے چلین گے پلکون سے جاروب کشی کرین گے اگر صحبت مین پہونچ جائین آنکھین بچھائین صحبت مین جلسہ ہوگا مغنیون کو بلائین معشوق کی تعریف مین اشعار عاشقانہ گائین شاہد معشوق جسمین رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہے ہم اسکی صورت کے مشتاق ہین حال درد دل کہنے کے اشتیاق ہین رنگینین یہ کہکے چاہتی ہین سامنے سے ہٹ جائین کہ زمین شق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کمبختو کہان جاتی ہو دونون کو دیوانہ بنا کے قصد ہے کہ بھاگ جاؤ بیچارے زندان مصیبت مین سر ٹکرائین اے شریرو

کو [illegible] میں پہنچیں چاروں زنگنیں پلٹ پڑیں یہ کہتی ہوئی پلٹیں کہ او مقناطیس شب کو [illegible] تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا سرحد کا پردہ کھل گیا کہ مقناطیس اب پردہ میں نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور قصر عشرت میں آئیگی خبردار پریشان نہ ہوجیے گا ہمنے اُسکے واسطے طبقہ جہنم پنجم خلق فرمایا ہے اُسی میں اسکو پھینکیں گے فرشتگان طبقہ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہیں جلا جلا کے اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہیں ایرج و نورالدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوئے چلے اری تو کون ہو کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہو مقناطیس نے سحر کیا کو ایرج و نورالدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنیں اپنے مقام سے بڑھ نہ سکیں زنگنیں چاہتی ہیں مقناطیس کو پکڑلیں مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے وہ گری زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو لات ماری چاروں زمین میں گڑ گئیں ایرج و نورالدہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں چاہتے ہیں مقناطیس پر قبضہ کریں مگر سحر مقناطیس پاؤں نہیں چھوڑتا اور یہ دونوں مقناطیس کو کلمات سخت کہہ رہے ہیں کہ اری تو کون ہو معشوق کی خبر اب ہم کیونکر پائینگے مقناطیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اُتار رہی ہو جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیاں کٹ کے گریں مگر مقناطیس دیکھتی ہو کہ جوش اور خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہے کبھی کہ شاہان زنگیوں کا ستم ہوا ایک کو بڑھکے طمانچہ مارا سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہو کر چلانے لگے پکارے کہ او نازنین تیرے نفس کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے آگاہ نہیں کہ ہجر و فراق میں کیا گذرتی ہو کالی راتیں ہجر کی بہت ستاتی ہیں تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہو کیا کہیں جو ہماری کیفیت ہو ہمارے حال پر بلبل نالاں بھی روتی ہو۔ نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے
ابرو و مژگاں کی الفت چھٹ چلی
اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر بھولے جتنے آگے سامری
ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پائے رفتگاں ہو کیا نمود
سر کے بل اس کوچے میں اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق میں
پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہنچیں کب تلک
شام سر پہ آ گئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوئے تیرے پری
شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اڑاتے سر پہ مثل گرد باد
یوں چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہو کی زندگانی نے دغا
آتے آتے موت کے ہم مر چلے
میرے اشکوں کا غضب طوفان ہے
ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اے رند قول درد پر
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجیب جوش و خروش میں دونوں جوان ہیں قید سے رہا ہوتے جاتے ہیں مگر انتہا سے زیادہ گھبراتے ہیں چاہتے ہیں سر اپنا دے ماریں پکارتے ہیں کہاں نازنین تلوار ہم کو دے سر اپنا ہم کاٹیں نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائیں بار سر سے اتریں مہلت پائیں سقناطیس نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوئے ان دونوں زنگیوں نے تینوں زنگیوں کو قتل کیا لیکن انکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونوں بیقرار ہوئے چاہتے ہیں اپنے کو ہلاک کریں سقناطیس کو گالیاں دے رہے ہیں کہتے ہیں او بیحیا ہمارے پیغامبروں کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہیں لیکن مجبور ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں ہیں ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا تڑپ رہا ہے تجھ پر آسمان سے بجلی گرے وہ دونوں غلامان زنگی زنگیوں کو قتل کر کے قریب ایرج و نورالدہر کے آ لئے سقناطیس کہتی ہے ان دونوں کو بیرون قصر لیچلو زنگیوں نے دونوں جوانوں کے ہاتھ تھامے کہا اے شیر دلو باہر چلو کہ تمہارا جوش و خروش کم ہو سقناطیس دریائے خون میں نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بلا سے کہ وہ سب کی مرادیں دے رہا ہے اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہے تصویر سنگی سے مختلف آوازیں دیتا ہے سقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑی ہے اول تصویر سے ایک صدائے ہیبتناک آئی اسکے بعد صدا دی او سقناطیس تاجدار تجھکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہے سقناطیس چار و

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نور الدہر کو رہا کر لیا چاردن رنگنون کو مارا لیکن جوش و خروش ایرج و نور الدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے مقناطیس کو گھیر لے ایرج و نور الدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہوگئین سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندہ لیگی میرے سامنے لائیگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین پھینکونگا فرشتگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید اُنکو پہونچائینگے مقناطیس تاجدار یہ حکم سُنکر پیچھے ہٹا آواز دی اے سیاہ رو جلد حاضر ہو درہ کوہ سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا ایکایک دناٹا ہوا دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہین کہ پاؤن سے نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساتھ ستر ہزار نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک کو ایک کلمات سخت کہتی ہوئین اُچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز دی اے مقناطیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے بڑھکر کہا اے سیاہ روے گیسو دراز جلد لینے کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو مصاحب خداوند یاغی ہوگئی براے رہائی ایرج و نور الدہر آئی ہے چاہتی ہے رہا کرکے ایرج و نور الدہر کو لیجاے یہ سُنکر سیاہ رو نے کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند کے واسطے کافی ہے تو اُسکی کیا حقیقت ہے اُسپر تو میرا حق اُستادی ہے ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے اُسکو چند سحر سکھاے مین نے سحر مین اُسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی یہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہے دروازے پر قصر عشرت کے چند رنگنین بیٹھی ہین پیچھے کھینچکر لڑنے لگین کسی کو مقناطیس جادو نے دوڑ کر طمانچہ مارا کسیکو پیچھے مار دیا چالیس رنگنین مار ڈالین مگر حیران ہے کہ ایرج و نور الدہر کیسے سحر مین ہین مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش و خروش نہین کم ہوتا چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئی پکار رہی ہے کہ اے بہادرو ہوش مین آؤ ایرج اور نور الدہر جواب دیتے ہین کہ او نازنین تو نے ہمکو گھر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی

یہان ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جلد ہی پھر کیا گذرتی ہو کس سے کہین کیونکر خاموش رہین بہتر یہی ہو کہ سر ٹکرا کر تلاش محبوبہ مین جان دین اس کشاکش سے مہلت پائین مقناطیس جادو ہر چند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الدہر ہوش مین نہین آتے دونون غلامان زنگی دونون جوانون کو سنبھالے ہین اپنے پاس سے ہٹنے نہین دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہین پیچھے بھی مقناطیس کا ہی زنگیون بیرون قصر تھا تب مقناطیس کا ذہن چھوٹین آنتا لگا ہوا ہو تار بندھا ہوا ہو جو سامنے آئی مقناطیس نے کو لہار للکار کے قتل کیا زنگیون کے لاشے پڑے ہوا کیے ہین لیکن مقناطیس پیچھے ہاتھ مین لیے ہوے مصروف جنگ ہی کہ ایک آواز مہیبناک آئی زمین تھرائی سیاہ روے گیسو دراز اژدر پیدا ہوا مقناطیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او مقناطیس ہمارا خیال بھول گئی قسمت ان باپ تو مرگئے تھے تجھکو کو دیکھ پالا سحر سکھایا اس مرتبے کو پہونچایا تو نے سحر کو ویران کیا اکسر ہی سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہو جسکو کوئی دیکھ سکتا تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہان آگئی اور تیرے گناہگاران خدا وند کو رہا کر لیا لیکن یہ تمھیں پھر ہوش مین نہ آئینگے سر ٹکرا کے مر جائینگے انکو کمات لیے جاتی ہو دیکھتے ہی مقناطیس سے گرد دار اسے سیاہ روے نے بالون کو ہلا حلقہ زلف مین گردن کو پھنساکر رکھ لیا وہی حلقہ گیسو بیچ پیچ سیاہ روے نے باد گیسوون کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہو لیکن بلا سے روزگار ہی زلف جو ان بالون کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقہ گیسو گلو مین اس و خفوف کے پڑ گیا مقناطیس ایک جگہ تڑپ کے رہ گئی دوبارہ اسنے زلفون کو جنبش دی وہ حلقے ایرج و نور الدہر کے گلے مین پڑ گئے وہ دونون غلامان زنگی بھی حلقہ ہاے زلف سلسلہ مین گرفتار ہوے اور زمین پر گرے تڑپے تب اس سیاہ روے نے زلف سے ان کو کھینچ کر دونون غلامون کے گلے کٹ گئے سیاہ روے گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقناطیس اٹک گئی آنکھین نکل آئین کھینچتی ہوئی طرف سیاہ روے کے چلی اسوقت مقناطیس کی پیشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منہ کیا اور بے اختیار پکار اٹھی اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس کشاکش سے بچا لے نظم

یا قیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ بعرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
برائے حرمت کریکہ حضرت حق بال بخشیدہ نہ بود آنکہ مشکل ما تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی
نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
چو ہر چیزے روز ہست این خزانہ زیر تحویلت
مکن بہر نگہبانی مقرر پاسبان حافظ
بیک ساعت پس از مرگت رود در دست دیگر کس
ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن در ہر زمان حافظ
درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد
اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر ہندی
بذکر حضرت باری دلت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ بیاشید اے کافران بیداد و نابکاران بدنہاد ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ شہنشاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاوس و جم فرزند دلبند قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار بقیۂ مقام دست حق پرست ہیں بارہ ہزار جوان پشت پر ساحر تھے ہیں باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر ملال مقناطیس دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والون نے خطا کی تیر اندازی شروع کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اُسکو کیا لیاقت ہے اگر مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچا دون دیکھ مقناطیس کو ایک حلقۂ زلف مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہے جسکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش مین معشوق کے ہین عمر بھر یون ہی دیوانے رہینگے ہزار طرح کی آفت سہینگے آپ ہی پاس چلا آ مین تجھے بدل وعدہ کرتی ہون کہ تیرے کسی اعزاز و اکرام مین فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤن لوح طلسمی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہے اسیح و نور الدہر کو لیجاؤ لیکن یہ جوش و خروش انکا کم ہوگا اگر کہئے موقوف کر دون ورنہ لیجانا انکا بیکار ہے یہ کہکے ہاتھ پھیلایا اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ اے یار دلنواز گلے سے تو میرے آ کے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعد نے بھی گھوڑے کو اپنے جھکا کر آگے بڑھے فرماتے ہوئے او لکاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہوگا جیتی مین

پیشاب کرکے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولا ہو یا کوا کہون یا الٹا توا کس سے مثال دون سحر پیشہ نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ توا ہنسا زرد زرد دا[illegible] قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین منھ سے انگارے نکلتے ہین بال ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہین پردۂ ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر بیحساب آنکھین دونون جیسے دو خم شراب ہین لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مار کے بادشاہ اسلام کو للکارا استغنا طلبی جادو حلقۂ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہو آنکھین نکلی ہین گلا حلقے مین بندھا ہوا ہو مایوس ہوکر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہون سے یہ پیدا تھا کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف آتا ہو جان کا خوف نہین کرتا مین براے گرفتاری طلسم کشا جاؤنگی خداوند ہفت پیکر نے تمھین لوگون کے لیے مجھکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نور الدہر پہ ایک نگاہ ڈالی تھی آجتک بیتاب ہین ایرج و نور الدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریاے جواہر مین غوطہ زن یار شک سمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ محبت طرف ایرج و نور الدہر کے دیکھ رہی ہو دونون جوان اور زیادہ بلبلا کے بے اختیار ہوکے پکار اٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھنے کہ ہمارے دل کو آرام آئے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہو

نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد   عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہی   کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو   پھر نہ آیا کوئی رنجیب بیا میرے بعد

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
نکل جائیگا دعواے خدائی دل سے
بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
سبکو مر جانے کا اپنے سے ہی غم ای یار
کون دیکھیگا ترے ناز و ادا میرے بعد
سرمہ ہو جائیگا معدوم بہر رنگ مسی
کس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
جب مین مر جاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کسکو بلواؤگے پیوا کے دوا میرے بعد
کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل
سب سے اُلجھیگی تری زلف دوتا میرے بعد
بھولے بیٹھے ہین عیش حسن دو روزہ پہ
یاد آئیگی انھین میری وفا میرے بعد
رنار کی ہو یہ وصیت اسے سب سون کہین
پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو درازنے ڈالی اور دونون کو ولولہ پڑھگیا بادشاہ اسلام ہرچند پکارے لیتے ہین ای فرزندان صاحبقران و ای نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے کیسے مائل ہوے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوے ہو اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہو براے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو درازنے قہقہہ مارا کہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہو گئی بادشاہ اسلام نے بیخوف گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو طی کر گئے اُس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑون اُسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جانب سے نکلی نحیف سی آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ایسے بیوفا نہین چاہیے اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بجلی ما ہنستی ہوئی سامنے آئی پکارکر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین چلو گل و غنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمھین جنگ و جدل سے کیا واسطہ مقناطیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر فرمایا ای سرکردۂ معشوقان و ای آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑکے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اتارا سیاہ روے گیسو درازنے زلفون کو جنبش دی اُس طرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہون چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہر کنیزون پر آپ کا احسان ہی بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی کنیزین بھی آ کر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی غزل

چلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یا رب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین رہے کافر و دیندار ہمیشہ
یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ
تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اُٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین
مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
ای رند جنون مین بھی پتھرا گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اِس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفین اُسکی کرنے لگی کہتی ہی اے گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین نے کہا اے ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوا دیجیے کلید میخانہ مجھے عنایت فرمایئے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد اُن اشارون سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ اُسکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہی اسی تحفہ پر انکو ناز ہی کسی کامل نے وہ نقش انکو دیدیا ہی جب تو کوہ متقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلتے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اسنے یہ فقرہ کیا ہی میرے ساتھ بھیجا ہی تعویذ اسنے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہی بی متقنا طلیس گرفتار ہین ہم اس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ جو میخانے مین آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین آئی یہ تعجیل گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے لگی کہ اے گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہی توڑے لے رہی ہی بہ قول قمر۔ مطلع۔ ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل مین کیا اُسپہ نچھاور توڑا + ٹھوکرین لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے سے مراد یہ تھی کہ اے شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مارون یہ کہکے جام بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہی فوراً وہ جام اس نازنین کو دیا وہ نازنین پی گئی اب تو اس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کے سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اسپر تاثیر کر چکی ہی آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول اٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز متقنا طلیس کو قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اٹھین اٹھتے اٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ نازنین نعرہ کر کے اٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا اے فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبدہ باز بادشاہ اسلام کو بلانے گئی ہی سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان انکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین اس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو اُٹھے عیار نے یہان سب کو قتل کیا جب اُس نا[illegible] قتل کیا سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من محبوبۂ شعبدہ باز بود با[illegible] نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر مین پھنسایا ہی مستغنا کو زیر تیغ بٹھایا ہی مستغنا طلیس جانتی ہی کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہی محبوبۂ شعبدہ باز مگر لے گئی ہی تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ پہلو سے نعرۂ یا بادشاہ اسلام کی آواز آئی تلوار کھینچکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہین ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر آواز دی اے سیاہ رو اندھیر ہوگیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن و کفن پڑا ہی سیاہ روے گیسو دراز نے شنکر جواب دیا او بھڑوے کل موہے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہی تو نے محبوبۂ شعبدہ باز کو نہ بچایا اے عمر بچہ تیری خدمتگزاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے ایک چیخ ماری پرون سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہی اور طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہی اژدہے و ماران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرکے آتے ہین جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہون نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہوئی کہ ایک اژدہا بل کرکے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارے شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا آوازین مہیب آنے لگین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا مین ایک کانٹون کے جنگل مین کھڑا ہون حیران تھے کہ ای سعدو دشت کیا ہوا مستغنا طلیس جادو کو رہا کیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مستغنا طلیس جادو پر غالب آئی مستغنا طلیس سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہین کرسکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحرون سے لڑتے لڑتے خون کے جسم پر جمے ہوے سامنے ایک دہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک گنوار

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہے اُس کھیت میں ہزارہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہیں بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائیں فرمایا اے شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے میں جو کہو وہ دیدیں یہ کہکے موتیوں کا مالا گلے سے اُتارا کہا اے شخص یہ موتیوں کا مالا لے اور ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہا اے شخص یہ تو راہ ہے دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے ہیں ایک ایک اگر سب کو دوں تو میرا کھیت خالی ہوجائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض میں ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیوں کا مالا تجھے دیتے ہیں اُسپر یہ باتیں بناتا ہے اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر میں ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہیں بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ اے برادر یہ خنجر لے لے اُسنے کہا میں تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسنے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل جو گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے میں گانوں سے گہار پیدا ہوئی ایک زمیندار کانے ٹٹو پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ لیے ہاتھ میں کسی کے ہاتھ میں تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہاں یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار پیادہ کرکے بادشاہ اسلام پر آپڑے بادشاہ شمشیر زنی کرتے ہیں جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گانوں کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانوں کے اندر پہنچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لیپا ہوا تھا اُس مکان میں زمیندار گھس گیا گنوار واسطے اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان میں ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان میں آئی اے شہنشاہ ذیشان اے سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیکھے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین چنچل دریاے جواہر میں غوطہ زن چھوٹے پائچوں کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے پہنے جھمکا سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کاندھے پہ پڑا ہوا کرتی آب رواں کی پکار رہی ہے

نظم

نگاہ ناز سے کچھ ہو تصفیا دل کا
کرو تو آج میں کرتا ہوں فیصلہ دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کروں تم سے ماجرا دل کا

مسیح وقت نہ کر تو مقابلہ دل کا
کہ جان گسل نظر آتا ہو ماجرا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خیر ہو یارب
کہین نہ طول پکڑ جائے ماجرا دل کا
طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
سہین و یاد رونا صبر رہا خدا دل کا
تپک رہا ہو یونہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہو آبلا دل کا
مگر نہ کوہ الم اسپہ چرخ نا انصاف
حباب سے بھی ہو نازک یہ آبلا دل کا
وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پہ
مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا
نہ لے جنبش سے ہین گوش آشنا جھٹکے
خوش آئیگا نہ سمجھین مدعا دل کا
چھڑایا جاتا ہو شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہو مشغلا دل کا
نجات معرکۂ حشر سے نہ پائیگا
پڑیگا سامنا اک روز تجھکو آ دل کا
برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہو غریب
عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا
بجز خدا نہین کرتا رجوع بندہ سے
کہا ہو تجربہ مشکل مین بارہا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے
غضب مین ڈال دیا تجھکو ہو برا دل کا
دم اخیر ہو بیچارہ جان بلب ہو آج
معاف کیجیے اب تو کہا سنا دل کا
یہی ہو مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
کہین ہو ایک ہی دونون مکان اُسی کے ہین
کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اُس نازنین نے اس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہو بجلی لگی ہوئی ہو یقین ہو کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہو اشارون سے منت کہہ رہی ہو کہ داہنے پر جو کوچہ ہو اُس طرف سے ہو کر میرے مکان مین آؤ ان کہار والون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کر کے لپٹین اور تحفے تمہارے بازو سے چھین لین اس کہار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست کی صورت نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر ہین ہر چند کہ آپ دریائے جرأت کے بے بہا در ہین مگر اکیلے کیس کیس کو روکیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور شوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزین لطو

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا زر نثار کرنے لگین کوئی خون جسم کا پونچھتی ہی کوئی پا انداز بچھاتی ہی کم سن کمسن یہ خوشامد عرض کرتی ہین کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار بیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشین طے کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا چبوترے پر باغ کے باغ بیخزان کھلا ہی وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے مسند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے برائے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی آئیے تشریف لائیے آپنے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارے سب ڈھونڈھ رہے ہین مگر یہان کوئی نہ آسکیگا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپکے لشکر مین آپ کو ضرور پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تسخیر کر رہی ہی کبھی زانو پہ سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمائیے کہ راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر شجر گری کنیزون نے کہین جاکے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون پر حضور کے بلوہ ہی کوٹھے پر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو نہ رہ پڑا اور شدت گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلایا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ آگئے سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزن دین و ایمان بندگان خدا کو برگشتہ کرتا ہی خدا اُسکے شر سے سبکو بچائے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد ہو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہی اُسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہریار

میں دل سے اعتقاد رکھتی ہوں زبان سے کہنا مناسب نہیں یہ ذکر تھا کہ چند کنیزیں آئیں عرض کی ای ملکۂ عالم آپکے باپ مقبول زنہار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام اپنے مکان میں دشمن کو جگہہ دی وہ ہزاروں گنواروں کو لیکر آتے ہیں یہ خبر وحشت اثر سنکر نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ برائے چند ساعت کمرے میں چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپے رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہیں ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کر وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤں آپکے جانے کے بعد نہیں معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہی کنیزیں بھی یہی سمجھا رہی ہیں کہ جو ملکہ کہتی ہیں قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سرن ہو جائیں دیکھیے تو کیا حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل لگی ہجر میں ہی آٹھ پہر نالوں سے
اب بسر ہوتی ہی اوقات بڑے حالوں سے
میں یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری گا
جان بچ جائے جوان ناز و ادا والوں سے
یوں نہ نکلا کرو مزار شہدا وقت خرام
لوگ کہتے ہیں برا تمکو انھیں چالوں سے
یاد کرکے ہنسے کو تیرے یہ روتا ہوں کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہیں پرنالوں سے
مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
انھیں ترکوں نے مجھے چھین لیا بھالوں سے
ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب
بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالوں سے
حسرت یار میں آنکھیں ہوئیں ایسی سفید
پتلیاں چھپ گئیں مکڑی کیطرح جالوں سے
ہوگا مردہ نہ خراب اپنا پس مرگ بھی
گورکن دوست ہیں یارانہ ہی شغالوں سے

کنیزیں یہ اشعار پڑھ رہی ہیں وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہی کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ میں وہاں جنگ چھوڑ کر آیا نہیں معلوم مقطاطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغہ تپاک کر اٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا ای شہریار کہاں چلے فرمایا ای نازنین مجھے بڑی حیرت ہی کہ میں جنگ میں تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا میں ہوگیا اب مجھے یقین ہوا کہ میں اس صحرا میں بیٹھا ہوں میرے یار وفادار فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہیں کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزوں کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کو

خبر کرو یہ شہریار میرے گھر میں گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلیں کنیزیں دوڑیں دیکھا آکے زمیندار آگئے آگے تیغ کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ میں گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فوراً حواس درست ہوئے ہوش ٹھکانے ہوئے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت انکے گنواروں کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھاما اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیفہ سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ پرفن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے چاہا کہ بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑالون بادشاہ نے غصہ میں اُسکے بالوں پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ او باپ میں قبضہ میں اس ظالم کے آگئی میری محبت میں مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو ان حرکات کا ارادہ کرتا ہے یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلوں گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت میں خداوند ہفت پیکر کی گئی افسوس ہے کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لیتے بادشاہ تلوار کھینچکر مجمع میں گنواروں کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے پھلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روئے گیسو دراز لڑ رہی ہے سرداران فوج شاہی کو بظلم قتل کر رہی ہے لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایہ میں کھڑی ہے زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہے اور ہوشیار کرتی ہے کہ برائے خدا التعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوئے چلے ہیں مگر ساحروں کا اسقدر ہجوم ہے کہ گرد مقناطیس جادو کے ساحر صف باندھے کھڑے ہیں اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہیں بعضے ساحر غل مچاتے ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلیے بنارسے آپکے عاجز ہو رہے ہین تصویر سے آواز آتی ہے اے بندگان من اگر قدرت تصویر سے باہر نکلین گے اور نمونہ سحر دکھائین گے تو ہفت طبقات زمین جل جائین گے کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہے یا خداوند مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر سامری و جمشید ہوتے جنھون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنستے نہین معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہے دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے دغا کے لے گئی تھی اب لقمہ لینے کو تھی خود بخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پریچہرہ کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑھایا طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی اے ہیران جلد آؤ اب تمہارا کام ہے صحرا سے دیکھا کہ ہزار ہا شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ آ کے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر تیغہ مارا کسی کو چیر کے پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا نہین تھمتا مشہور ہے کہ شیر کی بو سے گھوڑا بھاگتا ہے شیر کہ حملے کر رہے ہین جب بادشاہ ایڑی جماتے ہین رانون مین مرکب کو مسلتے ہین تو پسلیان گھوڑے کی کڑکڑا جاتی ہین مرکب بمشکل تھمتا ہے ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا لمبا مثل سر فیل سر اُسکا دونون ہاتھ اُٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منھ پھیر دے پیترہ بدل کے دونون کلائیان تھام لین ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑے ہین چند کنیزین درختون سے بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ اے شہریار ہمکو رہا کیجیے سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھ کر اُن کنیزون کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزین ہاتھون پر شاہ کے بوسے دینے لگین کہا اے شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ مین قید کیا ہے مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بدحواس ہو گئے ساتھ اُن کنیزون کے باغ مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہے روش پڑی برباد جابجا درخت ٹوٹے پڑے ہین باغ کے وسط مین ایک نخل سایہ دار ہے اُسمین مقناطیس جادو بندھی ہے زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن درخت سے بندھے ہوئے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آکے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کرکے قید توڑ ڈالی اور یاران سپاہ کو مارنا شروع کیا دوڑکر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ سے بچی وہ تو کہتی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر کچھ بچھا دو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے کھول کر بچھا دیے اُسپر آکے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتین نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقناطیس تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے زمین مین ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اے شہریار غضب ہوا مجھپر سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ بازو پر سے کھول لیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین ایک کنیز اُنھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رک گئے مقناطیس جادو نے کہا کہ اے شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا چاہتا ہی جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہی کہ درد سے ہمارا دم نکلجاے درد کی ترقی ہو اور تو تعویذ کو منع کرتی ہی اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصور کرلین اپنے اور پرائے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھلاکے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام ہی جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہرچند کہ انکا حُسن عالم کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم کی ہلاکت کا باعث ہین زیر کوہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین صحت پاؤن تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر مین بھی بے نظیر ہو جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن مقناطیس جادو سے کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھین ملا کر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلا کر مقناطیس جادو نے کہا اے سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن نجیبا ہی جسقدر تم اُسکو برا سمجھی ہو وہ بات اسمین نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی سوسن نے کہا اے شہریار خواہ بی بی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تسخیر سحر سیاہ روے گیسو دراز نے کیا ہی اُسی کا یہ ظہور ہی آینده آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر کلیجہ تھیر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اڑ گیا سوسن نے کہا اے شہریار سبحان اللہ یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ روے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجھکو نہایت قلق ہوا آخر نہ رہا گیا صاف صاف مین کہہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچا لیا مرنے سے کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے جاکر پہونچین بیان کیا داری کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے حکم دیا مقناطیس کو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پہ بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون سے ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی بیقرار ہوکر پکار اُٹھی اے رب دوجہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب دل و جان اختیار کیا ہی اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے اسکے ہاتھ سے مجھکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان ہوتے پائے نظم

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیش
چرا بعیب دگر میکنی نگاہ کسے
ز شاہ راہ ہدایت قدم مکن پس و پیش
بچشم غور ببین چرا بحالت خویش

به پیش بندهٔ وحدت پرست یکسان ست
بہائے کسوت شاہی و خرقۂ درویش
کند زمانہ پرستش خدای واحد را
بہر طریق و بہر ملت و بہر کیش
خدا بہ وقت مصیبت کند مددگاری
نہ اقربا نہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی
اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

سقناطیس جادو تو دعائیں مانگ رہی ہے کنیزیں منتظر ہیں کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دیں تو سر کاٹ لیں کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی یا شیاطین کافران سیاہ دل و نابکاران بے وفا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ شہنشاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ نعرہ کر کے ایک تیر مارا کہ تین کنیزیں جو قتل پر سقناطیس کے آمادہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینوں کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز اژدر سے کود پڑی سامنے کو سقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کر چکے ہیں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ انکے قبضے سے نہ نکلا آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں پھنسینگے یہاں کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا سقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہے ہر ایک سحر میں تیرا ساتھ دیا سحر کو تختہ کیا ابکی مرتبہ نیا سحر کیا کہ [illegible] سوسن ناز کے جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھو ساتھ لڑ رہی ہے اسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے انکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر اے سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو بہت سے معقول دینا ہرچند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہو تیرا خیال ہو کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکے گا مگر قدرت تجھکو پھر زندہ کرینگے خاتم طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے بچنا کیا ہے دیکھو سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو انھوں نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر ہم یہ کرامت دکھائینگے کہ تجھکو دوبارا جلائینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے مت کر پھر جا اگر تیرا وار چل گیا تو تونے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو پھر سلامت تیرے [illegible] کیا گزرے گی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اٹھی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے ہی اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ مین لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلے اژدر کے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے مین دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا مار ان سیاہ جلکر گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین مین اپنے کو گرایا غلطا سا مار کر ایک زاغ سیاہ بنکے تیار ہوئی بازو دن کو بکہ دیکر پابندہ ہوئی آواز دی اے میرے خداوندا اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اقرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا ہے جو آیا دام مین پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ مین شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ مین باغ کو دیکھو کیا رنگ ہے پھول ہنستے ہین اور عندلیبان خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہین کھولتے طائر بر سر نخل نہین ہوتے موسم بہار مین کیا رنگ ہے جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا چلنا نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دل پر عجب صدمہ گذرتا ہے ہر گلزار ہرچند کہ مشہور آزاد ہے مگر اصل مین جو نگاہ غور دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت دردمند ہے آخر مین سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھکر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولون کو گرا غنچون کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوندا رنگ دنیا دیکھکر دل نہین چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے یا رشتۂ الفت کو توڑے یہ کہتی ہوئی پھر بروے زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اُڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تلوارین برسنے لگین صحرا سے شیر پیدا ہوے وہ بھی خاک اُڑاتے تھے آخرکار بعد ان آفتون کے سیاہ رو سے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوے سر پہ بادشاہ کے پہونچی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُچھاوے سے ہاتھ کو نکال کر شاہ نے نقش کو بھی چمکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ رو سے گیسو دراز نے بالون کا گٹھا مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغۂ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر بالون کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوے تلوار آبدار سر کو دوپارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

پہنچا

جگر سے تا بہ کمر اتری بنائے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُس مکارہ کا زمین پہ گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نامم سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس نے رہائی پائی ایرج و نور الدہر جو دیوانہ وار زنجیرین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے دونون جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے عیار انکے برابر پہونچے عیارون سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیارون نے بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہر یار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونون شیر نعرے کرتے ہوئے اُٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلوارین چھین لین اُنھین کے مرکبون پر سوار ہوئے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نور الدہر کو لڑتے ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ مقام کوہ مقناطیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استادہ تھے اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ براے استقبال شہر یار حاضر ہوئے مقناطیس جادو و شکبار جادو نے عرض کی ای شہر یار تردد نہ فرمائیے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکن کوہ مقناطیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوا سے تند چل رہی ہے اُسی کا یہ باعث ہے مگر بہ برکت نقش معظم حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پھینکا دون کہ جہان سانس کا لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوئے ایرج و نور الدہر کہان ہین اگر وہ شیر ساتھ ہین تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایرج و نور الدہر تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہائے ہوئے چلے آتے ہین قدمون کو بادشاہ اسلام کے آکے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے ابکی مرتبہ قید مین بڑی تکلیف اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر بارگاہ مین آئے ایرج و نور الدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز جام وسبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور بصد سوز وگداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے۔ اشعار

غیر کی حسرت گلزار مین حال بلبل — دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
موسم گل مین اکھڑے پر و بال بلبل — جان صیاد پہ پڑ جائے وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان — آگئے آگئے ایام زوال بلبل
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا — گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین — مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
فصل گل آئی ہو کیا چپکی ہوئی بیٹھی ہے — دیکھنا دیدۂ جاہ و جلال بلبل
مرگئی فرقت گلزار مین نالے کرکے — اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
گل ہین مصروف ہوا اور ہین کھیل گلچین — ہو گیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
بیمروت ہوئی دشمن شجر گل کے تلے — کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
کچھ خبر ہے تجھے صیاد ستمگر کہ نہین — جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتے ہین نا — نہ تصور تجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہے جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ کشتی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جب سے سنا تھا کہ نور الدہر قید ہوگئے دل کو بڑی بیقراری تھی کہ مین عمر نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نور الدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین انکو خدمت مین عمر نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عمر نامدار انکو پائینگے فرمائینگے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کہین نور الدہر نے گرمی صحبت مین کنکھار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اس صف کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ اے شاپور تو نے سنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کیا کہا مین اس محفل مین رہنا اچھا نہین سمجھتا شاپور شیردل نے عرض کی غلام کی بھی یہی رائے ہی کہ یہان رہنا بہتر نہین ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب ہمارا تیار کرو ہم نکل چلین شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچا کر بارگاہ سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے صرف عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ مین آئے پوچھا کہ ایرج کہان ہین نور الدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے نہین معلوم کہان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کر کے آیا عرض کی حضور نے شب کو کچھ باتین کی تھین وہ انکو ناگوار گذرین اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نور الدہر سے فرمایا ای فرزند ہم تمکو خدمت مین تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے جانے کا خیال ہو نور الدہر نے ظاہر مین بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل مین یہ خیال ہی کہ تاجرزادہ انتہا کا بھلا ہی ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ مین دادا جان کی بیل کریگا اور کہیگا کہ ہم بچہ لڑکون مین نہین ہین اگر شمشیرزنی کرتے ہین اسوقت جواب ہوگا یہ کہکے شبرنگ سے پوچھا کہ ای یار وفادار کیا صلاح ہی اسنے عرض کی حضور چلکر دستبردون پر قبضہ کرین خالی بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ ہی اگر یہان رہیگا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون نام لیگا دوسرے روز نور الدہر مع بدیع الزمان بھی اسپ پیلوش پر سوار ہوے اور طرف صحرا کے روانہ ہوے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ ایک صحرا مین سایۂ نخل مین کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہی لنگڑاتا ہوا سامنے آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اسکو بے قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اسکا خون پونچھ رہے ہین کہ نام پھوٹون ناگاہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہی کہ اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلا کر آواز دی او اجل گرفتہ تو کون ہی جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ کہکے تیغ کھینچکر ایرج کو مارا ایرج نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی جسم مین گرمی تلوار چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا بلکہ دیکر اٹھایا جیسے ہی سر سے بلند کیا نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان حسن و جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین و جمیل ہی

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب تھرآیا پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور چال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شمشیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہی کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین حور تمکین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہوگئی شاپور نے اسکے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چہار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا ای بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہی نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے

مانند برق چشم زدن مین گذر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کہ ادھر آئے کدھر گئے

ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار
آہو مزار کے سبزے کو چر گئے

روکر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے

احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے

کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا
شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے

سمجھین گے اُسکو ابر کرم سب گناہگار
ہم حشر مین جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے

ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے

پھولے پھلے نہ آ کے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے

اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے

واللہ رنار سے یہ توقع نہ تھی مجھے
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر ای جان مر ہی جائینگے تو اب نہ مر گئے
کہتے ہین رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے عاجز تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا تجھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی ایرج نے کہا ای یار وفادار ہمکو وہانتک پہونچا دو یا خود تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کے چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اِس صحرائے لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ بہوت ہو رہے تھے صاف صاف فرمادیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان برائے بربادی طلسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سلگا دون اور کباب بھی درست کردون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے ایرج چونکہ بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے ان کبابون مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا ہم نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگون کی تلاش مین ہین ایرج جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ باندھا طرف قلعہ سرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سرخ پوش کہ اکثر نامے اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے جسکو پاؤ یا قتل کرو یا بادولت کے پاس روانہ کردو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کو کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ بر دوش آکر پہونچا پشتارہ سامنے لاکے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرۂ صاحبقران زمان ہی آپکی سرحد مین کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کرا اُسنے عرض کی یہ شیر بیشہ

جرأت ہین ہین نکر سے گرفتار کرکے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کردیگا آہنگرون کو بلایئے مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار کرائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین ہلڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے نسیم عیار گرفتار کرکے لایا ہو اب اُسکا دربار سجھا جاتا ہو ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ مین ایرج پہ عاشق ہوئی اسی مہبوت کی بیٹی ہو جسوقت سے ایرج پر عاشق ہوکے آئی ہو اور باغ مین اپنے پہونچی سرنگون بیٹھی ہو خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہو کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہوتے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہو ایسی ایسی باتون کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی بڑے کام ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سیاہ رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ مین آنکھون کا کھڑا اُس شہریار کا ہو نہایت حسین و جمیل اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہو دربار سجھا جاتے ہین یہ سنکر ملکہ گھبرائین دل سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہو مین تو جاکے ذرا کوٹھے سے دیکھون یہ سوچکر اُٹھین کوٹھون کو ٹھوت ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان مسلسل و مطوق ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہو ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہم قید ہوگئے ہین کہکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی وزرا امرا بگڑنے لگے کہ دیکھتا جا رہے یہ جوان نام خدا کے نادیدہ کا لیتا ہو مہبوت نے کہا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہو انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہو اب یہ قتل ہوگا بطرح چاہیے کلام کرے پکار کر آواز دی اے ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری ہمپر کھل گئی جن پہاڑون پہ وہ خود رہتا ہو اُسی مقام پر شمشیرزنی کی بڑے بڑے سحر کیے کچھ نہ ہوسکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی رکھتا ہوتا

نوشاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کوہ سقناطلیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ روے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اسکا زور نہ چلا لیکن اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہان سے ہٹا دیا اب جو کچھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کرے بہروت نے یہ سنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کر جلاد تیغہ ہاتھ سے برہنہ لیکر سر پر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگیں خواصون سے فرماتی ہین کون بابا جان کو جاکر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہو یہان جب جلادوں نے گردن پر ایرج کی کوٹلے کا خط کھینچا بیقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے کہ اے مالک حقیقی و اے رب تحقیقی ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندۂ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہو ہر غمگین شاد ہو **نظم**

خدا خالق و رازق مار و مور
خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن ست و خدا ظاہر ست
خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشندۂ ہر آئینہ
ز ہر پردہ حق بینما یار ظہور
ستور چو خور نور ذات خداست
بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رسد
گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل
عبث میرود بندہ نزدیک و دور
گہے شکل موسے نمایان شود
گہے پر تو جلوۂ کوہ طور
گہے صورت شب گہے شکل روز
گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد
نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تابندہ نور خداست
زہر چہرہ روشن ظہور خداست

ایرج نوجوان دعائیں مانگ رہے ہیں ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصہ ہوا اب تیسرا حکم دو ان کہ ایک وزیر جمہرلج ہین بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہے اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرتے مین حضور کا نام ہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک مین اشتہار چسپان ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آکر خراج گذار رکھین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم وای دستور معظم جو تمنے کہا وہ مابدولت کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہے کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہے وہان لا کے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہین کھایا ہے ملکہ رو کر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہے کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر وہان تک پہونچا جاکر گرفتار کر لایا کیا مکر کیا اُنکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منھ سے اپنے درد دل کا حال بیان کرون **نظم**

فصل گل مین کیسا اُٹھا مجھ سے ستم صیاد کا
توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا
نوگرفتاری مین جبتک یاد گلشن کی رہی
اب قفس سے چھوٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا
خاک کے پتلے کو حوریں خلد مین کرتی ہین یاد
قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا
کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
آب و دانہ ہے جو قسمت مین مری صیاد کا
بیاسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین
صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا
ضبط کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے
اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا
سب سے بیگانہ ہوا ہے دل آشنائی جس سے کر
بھول جا سبکو ارادہ ہے جو اُسکی یاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہوا ہے مجکو گریز
بچکے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا

آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا

سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا

جوہر شست آئینہ رویون پہ کھلتے کس طرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا

رند شکوہ کیجیے کسکا بقول استاد کے
آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین گرا دین ہرچند کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھین مگر نہایت حیران کہ اے ماہ پیکر یار یہ رات آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو دیر نے بچا پایا ایک راتکی مہلت ملی اب فرصت نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صاحب ذرا نسیم کو بلا لاؤ مین اوس سے حال دل کہون شاید اوس جلاد کو رحم آئے اوسنے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا سے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا صحبت مین عجب رنگ ہے ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہے ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہے قدمون سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہے آپکا چہرہ بے نور دیکھکر دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے ملکہ نے صبا کی بات سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اے صبا کیا حال پوچھتا ہے جو مجھپر گذری اوسکو کیا بیان کرون ایک کام ہے جو تجھسے ہو سکے تو یہ جوان جو قید ہوا ہے کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ ایک نگاہ مین اوسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہے مین صورت زیبا اوسکی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ فساد مچا دین ملکہ نے کہا اے صبا مین ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اوسی وقت کھانا پکوایا اوسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پہ آیا کلکال نلبش زن پہرے پہ بیٹھا تھا اوسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہے صبا نے اپنا نام بتایا دوڑکر قریب آیا کہا اے بیبیو ان دوران فلک عالم بیمار ہوگئی تھین اونھون نے نذر لات منات کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلا آؤ سنا ہے کہ یہان بھی کوئی قیدی ہے لیں تم اس قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا اے صبا تمنے سنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہے

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگون نے درشبہ ہفت پیکر شاہ نے دین اسلام کو رواج دیا دین خداوند ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہم شب و روز دروازہ نہین کھولتے صبا نے کہا تم لوگ تقسیم کرکے کھالو کہا اسنے اگر قیدیون کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اٹھا اور کہا کہ میرا دوہرا حصہ دو صبا نے سبھون کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مزدورنیون کو دیکھا اپنے مقام سے طباق کے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدورنی مجھے اشارہ کرتی ہو مین ابھی تقسیم کرونگا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اٹھتے ہی جہان سے اٹھا تھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا سب لینا لینا کہکے اٹھے بیہوش ہوکر گرے صبا نے بڑھکر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے تھے ملکہ نے آکے ایرج کو اس حال مین دیکھا دل بیتاب ہوگیا کہا اے صبا انکو باغ مین لے چل صبا نے کہا حضور مین نے ارادہ کیا تھا کہ ایسا ہو آپ وہان جاکے پھر اور ارادہ کرین مین لیے چلتا ہون لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا تشفی رہنا دشوار ہو ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیان کاٹو ایرج نے جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا دوڑین آکے قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پونچھنے لگین کہا اے شہریار کیون بیتابی کی عیار بہ سہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب مجھکو یقین کامل ہوا کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ کے چلین قضا سے کار اطلاک نیش زن بھائی کلکال کا کہ کوتوال شہر ہو طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا بھائی کو پکارا آواز دی جب جواب نہ آیا گھوڑے سے کودا تالا ٹوٹا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہے ساتھ والے بھی سب بیہوش وہ ہوش اڑ گئے ہین چند آدمی ایک قیدی کو نکالے ہوے لیے جاتے ہین للکار کر آواز دی کہا ارے تم کون لوگ ہو گنہگار شاہی کو لیے جاتے صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہکے پیادون سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا کہنا تھا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوے اطلاک بھی بڑھکے ساتھ افسر کے پھر پہنچے للکار کے آواز دی کہا او نامردان تین روپیون کے پیادون کو کیون قتل کیا آؤ ادھر تک سامنے آؤ اطلاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے کے آیا خنجر دو پہیرا رکھکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج بچا گئے اطلاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ ساتھ والون کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزون کو لیکر ایک گوشہ مین آئین اور تاک کر ٹھہرین کمانین کاندھون سے

اُتارین تیر بجز کمان مین پیوست کیے سب نے تیر اندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے ہوے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بتا کر کمر پہ ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا بڑھا پکار کر آواز دی ای صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کرکے لیجائے مین تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہی ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال کہان جاتا ہی ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاپور شیر دل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سنی اُٹھکر دوڑا راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے گھیرا ہی یہ سنکر یہ بھی تیر اندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پہ پڑا کہ سر اسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ مصروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار نعرہ کرکے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار اُس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہر چند کہ صدہا حربہ پڑ رہا ہی مگر یہ ہمہ تن چشم بنے ہوے مصروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مثل ہوا دوادوش کر رہا ہی آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نسیم سبک رو یہ ہلڑ سنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کوتوال شہر مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک گوشے سے تیر اندازی کر رہا ہی سبکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کر ڈالینگے اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرأت وہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہون کہ میرا بیٹا کیون لڑ رہا ہی برابر تیر اندازی کر رہا ہی اپنے چہرے کو چاہتا ہو کہ چھپاؤن اور بارگران سب کو اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکۂ عالم کو چھپا لئے ہوئے سینہ کو سپر کیے ہوئے کھڑا ہوا تیرون کا مینہ برس رہا ہی سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دھڑا دھڑ گر رہے ہین دریاے خون جاری ہی چارطرف سے یہی غلغلہ ہو کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو یہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا اور دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کیا پکار کر آواز دی کہ چوبدار صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین نیا قیدی چھوٹ گیا حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جا چکے اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہوا اسکو بھی چلکر قتل کیجیے چوبدار نے جاکے سہبوت تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا سہبوت تیغ زن اٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہو کہ میرا بیٹا قیدی کے ساتھ لڑ رہا ہی سہبوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا ہوا باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی کئی سو نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان مصروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبر دی کہ اے شہریار بادشاہ آپہونچا نقارے کی آواز آتی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے مقابلے کو آتا ہی ایرج نے کہا آنے دو مگر اے صبا و شاپور جس طرح ہو سکے ملکہ کو نکال لیجاؤ انکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہے انشاء اللہ سہبوت کو وہ مزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور وصبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ ان دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین کہا جو مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہو اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی ہون خدا انکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہو دل پر ہجوم غم و ملال ہو جی چاہتا ہے مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا ۔ نظم

تسلی ہووے کوئی دم تو جان مضطر کو
خدا کے واسطے مرتا ہوں آ گھڑی بھر کو
مزا پڑا ہے قناعت کا عہد طفلی سے
میں سیر ہو کے نہ پیتا تھا شیر مادر کو
ہوا سما گئی خود کو ہوا سمجھتا ہے
گلی میں جا کے تری دن لگے کبوتر کو
بسا رہا ہے جو یوں بیخودانہ مستی میں
بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو
کچھ آجکل سے تغافل نہیں طبیعت میں
قدیم خو ہے تغافل کی میرے دلبر کو
حسین پنجہ تمھارا جو یاد آیا ہے
تمام رات میں پیٹا ہوں سینہ و سر کو
خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی
دکھاؤنگا میں مسلمان کر کے کافر کو
دہن کے واسطے ظلمات خط میں دل ہے تباہ
تلاش چشمۂ حیوان کی ہے سکندر کو
پس از فنا بھی جو شورش جنون کی اٹھیگی
تو اٹھکے پھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو
قضا لے آئی ہے اہل قبور مجھکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ادھر سرکو
ہوئے ہیں آج گنہگار عشق زندان میں
سنا ہے میں نے ستمگر نے چن دیا در کو
کسی کے ساتھ کی مے خواریاں جو یاد آئیں
رلاتا آپ میں شیشے سے لگ کے ساغر کو
جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو
سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو
کہاں تک روک سکا ہوں جان مضطر کو

ادھر تو ملکہ بیچون بناچار ٹہلتے ہوئے چلی آئیں کچھ بن نہ پڑا اور دلی بیٹھی ہوئیں باغ میں آئیں ادھر ایرج نوجوان پر لشکر مہوش کا آگرا تو پیادے بھاگ گئے کو تھے پا بادشاہ کے آنے سے رک گئے ساٹھ ہزار جوانوں نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پھینکنے لگے نیزے مار مار کے نامرد بھاگ گئے ہیں ایرج انتہا کے زخمی ہوئے اسی زخمداری میں مہوش کا سامنا ہوا مہوش للکارا دیکھا دور سے کہ یہ سرخ بیرق مہوش سے کون شاہزادہ ایرج نوجوان سے لڑ رہا ہے چاہا کہ گھوڑے کو جھکا کے جا پڑوں افسروں نے بھی ایسے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے کون آتا ہے دور سے فقط نیزے دکھاتے ہیں مہوش نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس جوان نے اسی حالت زخمداری میں کئی افسروں کو ٹوک ٹوک کے مار ڈالا لاشے انکے پڑے ہوئے پھڑک رہے ہیں مہوش نے چند سواروں کو روانہ کیا انھوں نے نیزے

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت نے پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نہ سکے تیغہ جو پڑا تمام جسم تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جگر شمشیر زنی کی دل مین فرماتے ہین کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون نے دستگیری نہ کی پاؤن سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجھکو نکال لے چل ہر چند مرکب غیر ہو مگر اب کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہی مثل قہر بلا کے کھولا پشتکین دولتیان مارتا ہوا میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب بیچ آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح فراق نے جو چہرہ بلا دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون مین تلاش کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید کہین اکناف مین ہو ہرکارے جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان کرتے ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چارطرف تلاش کیا مبہوت نے پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس سے پوچھا جائے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا سے سبک رو بہ صورت مبدل یہ سب باتین سُن رہا تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکۂ عالم ابھی تک کوئی آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا دیئے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھیّا کہان چلون مین یہ اُفتادہ سمجھی تھی صبا سے سبک رو نے عرض کی اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اِس حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا بھیا تم یہان ٹھہرو مین سوار ہو کے محل مین جاتی ہون وہان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

بچہ

نام کوئی نہین لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سدباب کرون اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار کرکے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید میرے باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کررہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لاکے رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہو زوجہ سے ذکر کررہا ہو کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بُلوایا ہو باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے کو گیا ہو کہہ گیا ہو کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم و الم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کرکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہو مبہوت نے دیکھکر کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر تمھارے عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہو کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہو ملکہ رونے لگین کہا باباجان مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ کہتا ہو مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سنی کہ قیدی رہا ہوکے نکل گیا مین حاضر ہوئی مبہوت نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہو زندہ نہ بچیگا گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا سر خدمت خداوندین بھیجون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا مٹانا ہم نہین چاہتے ہین تین پہاڑ ویران ہوے نگہبان اُن پہاڑون کے ویران ہوے جان سے مارے گئے پلی سقناطیس جادو جاکر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین ہین اُنھین کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہو کہ کوہ سقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تم پر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم مین نے کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا سے سُبک رو نے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید یہ عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کردینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان سیان محترم کو بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہو گئیں باغ میں آئیں صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ میں بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہے خدا کہیں وہ وقت دکھائے کہ میں اس شیر بیشہ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میرے لقب سے — کچھ کام نہیں مجھکو حسب سے نہ نسب سے
ہو کون بچا ہے جو ترے قہر سے یارب — تجھسے ہی اماں مانگتا ہوں تیرے غضب سے
جانبازی نہ کی سحر کہ عشق میں کس روز — میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پہ — دشمان ہو یا ہر سو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہے اے چرخ — ایذا ہی اٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت — امید ہی ہے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا — دیوانہ ہوں اس رشک پری زاد کا تب سے
بڑھ چلنا قدم یار سے زیبا نہیں مجھکو — باہر نہوا سرو چمن حد ادب سے
مطلب نہیں کچھ اہل دول سے مجھے اے زار — سائل ہوں یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہے ملکہ رونے لگیں کہا بھیا اگر انکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اگر موقع پاتا تو ہمارے حال خراب کا ذکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا یہ کیا موقوف ہے شاہزادے تمھارے لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائیں نہیں یہ نیازی اور سپاہ ہیں ایسی افتادیں اکثر پڑیں پھر عظیم و شان کے ساتھ نکلو یا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے میں انشاء اللہ شاہزادہ کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا تھا ہوے دلیران کی صدا کان میں بھری تھی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو ایک دشت سبزہ زار میں پہونچا دو چار سے گھاس کے کھانے میں کوشش کی شاہزادہ پشت اسپ سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان زخموں کو چاٹتا ہے جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان گھاس چرنے میں مصروف ہوا وہاں پر قریب ایک قریہ ہے بہزاد زمیندار یہاں کا حاکم ہے صبح کو چند گنوار ساتھ میں کھیتوں کو

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گستیان دیکھیے قزاقون نے ایک جوان کو مار کر ڈالدیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چور چور مگر ہتھیار لگائین اسباب جواہرات موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا قزاق لوٹنے نہین پائے ساتھ والون نے کہا گستیان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد نے گانون سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھاکر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا شیہہ بھرتا ہوا اس ارادے سے قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکارکر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے خیرخواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکاکے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا گرد بن رشقر پاس بیٹھتا کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانون مین لایا اپنے مکان مین لاکے رکھا جراح سے بلاکے کہا کہ اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو دوسرے ہفتہ مین صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرہانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش آئے تو دریافت حال کرون کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھولکر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لیا ہوا ایک پیرمرد ضعیف سرہانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اٹھون بہزاد نے منع کیا کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمایئے اور یہ تو بتایئے کہ آپکو قزاقون نے کس مقام پر گھیرا مگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو لے آیا مجھکو آپکی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے ایرج نے کہا قزاقون کی کیا مجال ہی جو ہمکو گھیر سکین بہوت تیغ زن جو بادشاہ ہی اسنے ساٹھ ہزار فوج سے مجھپر بلوہ کیا اسپر کاریش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اسکو جاکر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی نہایت احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے اپنے آگاہ فرمایئے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتادیا اور کچھ ذکر اپنے حسب کا

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور
وہ مجھپر لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد
نے کہا اے بہادر جس بادشاہ کا آپنے نام لیا مین اُسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر
وہ پاگیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اُٹھنے لگے فرمایا کہ اے بہزاد ہم رخصت ہوتے
ہین جنگل مین جا کے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمہارے لیے کوئی خرابی نہو انشاء اللہ اگر حیات
مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار پاسی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند کیا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگذاری ہوا قضاے کار
یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق بالاے کوہ رہتا ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اُٹھا لے گیا کئی لاکھ روپیہ کا جواہر
اُسکے زیب جسم ہی اُسکا علاج کر رہا ہی یہ سُنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آجتک مینے بہزاد
کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اُس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہوکر سامنے آگئے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو اسکا خیال
رہے کہ ایسا نہو نام بابدولت کا سُنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے
اسکا خیال رکھو وہ میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلہ سے اُس جوان کو
مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سُنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان
قزاق آپکی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہ چکا ہی کہ اگر
اُسنے یہ سہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اُسکے لیے خرابی ہے گھس کر
گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سُنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ اے بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھسے مفصل بیان کرو بہزاد
نے کہا اے شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال پہونچے بلمان مردم در نامے قزاق ہے

زبردست ہی کہ مبہوت ناچار ہین رعیت دہائی سوال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہو بادشاہ اس سے اسقدر دبتے ہین کہ الٹے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہو بادشاہ فوراً روانہ کردیتے ہین اسکے ہرکارے آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے طلب کرتا ہو اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہو ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے کہا حضور وہ جلاد ہو نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ گوارا کرونگا ایرج فوراً اٹھ بیٹھے کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تأمل کیا ایرج نے خود اٹھکر مرکب پر زین ڈالا آلات پیکار زیب جسم کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اس سے کہ مین نے آپکے خوف سے اس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہین ہو اسی طرف اب وہ آتا ہو اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا ابھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہو آپکی سواری کے قابل ہو بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہوکے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو اگر تمام فوج کو حکم دے تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہونا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار کے کیا دھجے کرتا ہون بہزاد کہتا ہو ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہو بارہ برس سے وہ قزاقی کرتا ہو جنگ دیدہ کارآزمودہ بارہ ہزار جو اسکے ساتھ ہین ان بارہ ہزارون سے ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کرسکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین انکو لوٹ لیتے ہین آپ یکہ و تنہا کیا کرسکتے ہین میرے گاؤن مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیرانداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پر تیر مارین آوازۂ تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے انکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے سے مل ڈالنا ہو اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہو ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دینے جاتے ہین اور یا جواہرات اسکو دینگے زمیندار نے کہا حضور جان سے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اسباب مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسپ صبارفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے ہوا بھی تھک تھک کر رہ جائے اسپر سوار ہوجیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گاؤن مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی کہ گاؤن مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگادی کتنے ہی آدمی قتل کرڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہو کہ کہاں ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور صاحب مال دیکھکر اُٹھا لایا ہو یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس ہو وہ لاکر پیش کرے بہزاد فدوی ہون یہ ایرج کے یہ خبر وحشت افزا سُنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا تباہ ہوا جاتا ہو لوگ قتل ہو رہے ہین بگڑتے ہین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج نے کہا اے بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہو خود ہمارے جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہو ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہو اُسپر موتیون کا جال اور موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہو تیغہ بھی ما بدولت کو نہایت مرغوب ہو گھوڑا بھی بہت خوب ہو گھوڑے سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے جواب دیا اے بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے حوالے کردین آمرد میدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سُنکر خوب قہقہہ مارکے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ لو صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان نیزے پر اُٹھا کے مارونگا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھا لون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہو خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طفلین یاد کی ہین اُسی پر اسکو گھمنڈ ہو مین سب حوصلے اسکے نکالے دیتا ہون اس طرح نیزے پر اُٹھا کے مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہو کہ اے بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہوگئی ہو بلمان کہتا ہو اے بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہو ورنہ ابتک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہین مانتا لڑے ہی جاتا ہو ایرج نوجوان جواب دیتے ہین اے بلمان اب حال کھُل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہو اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھا کے بلمان مردم درکا نیزہ

کا نٹھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسیر غرور نہ کرنا نیزہ بازی مردون کا کھیل ہی اس تیغہ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر مارون تو تا بہ بیخ کاٹون نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغہ برقتاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے بلمان نے دو دستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُجھاوے سے ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا ادہر پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی ردو قدح مین شاید مین زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا تو توڑ مروڑ کے رکھدونگا کیا تیر اور چلیگا ایرج نے کہا تو گینڈے سے اُتر لے مین کشتی کا مشتاق ہون بلمان نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جمع ہو کر کھڑے ہوئے بہزاد زمیندار کے ملازم بھی آگئے سب تیر کشتی لگائے ہوئے لیس ہین تماشا دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہین اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ کھینچ دیتا ہی بارہ ہزار قزاقون کی تنخواہ بادشاہ کے ذمے ہی اب دیکھین کشتی مین کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ لون ایرج نوجوان نے کلائی کو تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤن ہونے لگے بلمان اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہان پکڑ لاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہین اور جب ایرج اُسکو پکڑ لاتے ہین تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہین وہ کہہ رہے ہین یارو اب سمجھے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمرد شاہ باختری کا نواسہ ہی بڑے بڑے پہلوان زبردست اسکے زیر ہین مسعاد صبا و رشک دراز گردن وغیرہ اسکے سردار ہین ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر مین دیکھو کہ کیا حال ہوگیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اُس جوان کے چہرے پر بحالی ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی یاس کا چہرے پر نام نہین جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہو تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں ای پہلوان دوران وگرشاسپ جہان کیا پیچ باندھا ہو کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بہ آسانی نکل جاتے ہیں قزاق خاموش کھڑے ہیں جس صبح سے جنگ شروع ہوئی ہو اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہو بلمان نے کہا ای شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوے گذرا سب لوگ کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہیں ایک زور آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہو اور اگر نہ کچھ ہوا تو پھر آپکو اختیار ہو ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رہے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے بلمان نے دونوں مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے میں سر اڑا کے ریل کرکے دوڑا سات قدم ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہکہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر میں حرکت بھی نہوئی بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھککر ہاتھ اٹھالیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے اٹھتا ہو دونوں مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے میں سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان ہر دم وہ چاہتا ہو کہ داہنے ہاتھ پر رکوں تو بائیں بازو کا پلہ چڑھتا ہو طبقہ زمین کا پاؤں کے نیچے سے نکلا جاتا ہو وہ برا وقت ہو کہ زمین پیروں کے نیچے سے سرکی جاتی ہو سترہ اٹھارہ قدم ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہو اٹھارہ بیس قدم پر لاکے ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے بلمان کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کروں ایرج نے ہاتھوں کو ستون کیا لنگر نہ جمنے پایا کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور میں لنگر کو جنبش ہوگئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور میں تا بہ گھٹنہ اور تیسرے زور میں سر سے بلند کیا داہنہ پاؤں آگے بڑھا یا بایاں قدم پیچھے ہٹا یا ارادہ کیا چیخ دیکر زمین پر دے ماروں اس زور وجرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہوکر پکار اٹھا ای شہریار مجکو سر سے بلند کر لیے ہیں ہمکو زمین ذلت پر نہیں ڈالتے ہیں دل سے اطاعت کرتا ہوں ماشاء اللہ کیا زور وجرأت ہو میری کیا حقیقت ہو میں سُن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان آپکے مطیع ہیں ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا بلمان قدموں پر

گر پڑا ایرج نے کلمۂ طیبہ تبلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اس سے کوئی جرأت مین غالب نہین ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا ای شہریار بندگان خدا کے بہت سے خون ہوئے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجین بھی اسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوئے ادھر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا قریے مین لاکے بلمان کو اتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگذاری ہو مگر ایرج فرماتے ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہو بلمان نے کہا مین قدم میمنت لزوم مین حاضر ہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان مردم در نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق صف جمائے ہوئے کھڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہو کہ صحرا سے گرد اٹھی سب دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ ہمیان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہو بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہو اسکو بھی لاکر قدمون پہ گراتا ہون یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے ہمیان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو ہمیان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکایک یون دل چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی جسکو فنون سپاہگری مین پرکھا تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے امتحان کرلے وہ برابر تجکو زیر کرینگے ہمیان نے کہا مین چلکر ذرا اسکی صورت تو دیکھون کہ کیسے ہاتھ پانون ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہو بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو چھوٹے سے قد کا آدمی ہو مگر زور کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ مین بھرا ہو بلمان ساتھ لیکر

ہیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادۂ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہی یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہی ہیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہی کہ یہ تو اس قابل ہی کہ صحبت مین ہم بیٹھین ساقی بیچون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا ای شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمائیے ایرج نوجوان نے قبول کیا ہیمان نے اسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استاد کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگزاری ہی باطن مین اسکو بڑا رشک ہی جلسہ جمایا ساقی بیچون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہوکے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا
خو و غرض ناآشنا ہو آشنا کیونکر ہوا

خواجۂ قنبر کے گھر کا ہو کہلایا فقیر
بادشاہ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا

کسنے دی معجز نمائی کسنے دی پیغمبری
یہ عصا موسیٰ تمھارا اژدہا کیونکر ہوا

وادیِ الفت مین آپ آوارہ پھرتا ہو خضر
خضر ہو گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا

توبہ کر تو برہمن سجدہ یہ کرتا ہو کسے
بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا

وسعتین دلدار کی ایک نگہ پر ہین عیان
تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا

شاید اُس ناوک فگن نے تیر مارا سینہ دوز
ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

مطلقا آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے
عقل حیران ہی یہ درد لا دوا کیونکر ہوا

گر نہین ہون شیدا اُن ہو گیا آئین شکیب
چھپا ای شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

سلسلے مین جسکے خادم ہو وہ بیتا اسکا
رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

یہان گرمی صحبت مین ہیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسلئے ایرج نوجوان کے آیا عرض کیا غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہو امیدوار ہون نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے محجوب ہوکر جام لے لیا اور بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام ہیمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بیچون کو اشارہ کیا ساقی بیچے سب کو پلانے لگا تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوے اپنے نشے کے جوش مین اٹھے اٹھتے ہی گرے بلمان برابر اٹھا

وہ بھی گران دو نون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لو فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور و ناچار ہوکر اطاعت کی ان دو نون کو مسلسل کیا اڑالے پر ہوا کیا اب یہ دو نون جوان ہوشیار ہوے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا حرکت کی بیمان نے جواب دیا تم ایسون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند مین لیجاونگا اُسی وقت بیمان نے کوچ کیا و باقتضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اُسنے کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر مین دو نون کو جکڑے ہوے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیر دل بیقرار ہوگیا حیران تھا یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا مگر دل مین کہتا ہے آج ہی رات کو آقا کو چھڑا دونگا افسوس اس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوے اُسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے سے گذرنا دشوار ہے گرد اُسی قیدخانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان بیٹھکر نقب دیتا رات بھر اسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب قید شب سے رہائی پاکر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا بیمان جو اُٹھا تو قیدخانے کے آیا جابجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہین زمین پتھر کی تھی نقب نہ لگی بیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہوگیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے بیمان نے کہا کہ دس بارہ منزلین طے کرنا ہین پہرے والے کہانتک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہے بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیجایے بیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوے اور شلنگین لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لاکے بٹھایا جلاد نے کوے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سورہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اوٹھایا جاؤنگا مگر پلٹ سنکے اوٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ اے شاپور اب کیا کرون یہان بہمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گوپھن کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کرکے قریب پہونچون فوجون کے اسقدر جماؤ ہین کہ پاے خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوپھن لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ اے کارساز بے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے

نظم

کردۂ بہر کہ اے خالق کرم — او ندارد در ماندۂ رنج و ستم
چارہ ساز درد بیماران توئی — دستگیر الحال در رنج و الم
تو خبر گیر جہانی روز و شب — ہمدم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تو لال — قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست — آشکارا صورتت اندر حرم
اے کرم گستر بنام نامیت — ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زینہار کے کلیجے پہ چھری سی چل رہی ہے کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی فوجون مین گھبرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ خدایا مین نے سرکشی کی تو مجھ پر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر بہمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہوا آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اسنے آواز دی کہ اے پہلوانان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغ کھینچا کسی کو خنجر کسی پہ چھاپ مار دیا کبھی حقہ آتشبازی وا کیا مگر یہ ایک طرف کوچ کیے ہوے بھاگا چلا جاتا ہی قضاے کار صحرا سے گرد اوڑی دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ پریوش پر سوار چلے آتے ہین ہلڑ ہوا سر اوٹھا کے نگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہین نعرہ کیا یا شیدا اے کافران بیحیا و اے نابکاران بیہودہ گا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد

نعرہ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ شاہزادہ نور الدہر کافرون میں آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جا کے ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے بیڑیاں توڑیں گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بلوہ کردیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف پیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیرزادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ نہ اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر کھڑا جاؤنگا تو اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو شمشیر تاک عیار بھی ہمراہ ہے جب ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے قریب بلمان کے بھائی پیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا انجام دیکھا مجھے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل دیو کے جھومتا ہوا قریب پیمان کے آیا کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گھوڑے اٹھا لیا زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوئے چاہتا ہے کہ پیمان کی کشتی کھینچے ہوا ایرج نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیوں بھائیوں میں تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھیں کہ پیمان نے پیمان شکنی کی کہا او بلمان دیکھ پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا پیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہتا ہے کہ سر کاٹ لوں بلمان نے آواز دی ای آقاے نامدار و شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہی ایرج نے جو بلمان کو اس حال میں دیکھا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب پیمان کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہے اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے تو آ پیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا ایک ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار خالی دیے تیغے کو اپنے جھکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا تیغہ دودمہ سکندری کا دست زبردست ایرج نوجوان نے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کے جگر بھی

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کتنی سو پہلوان نامی و زبردست اسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاپور شیردل رکاب ظفر انتساب سے لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا اسے خنجر مار کے گرادیا کبھی حقہ آتش بازی داغا دس پانچ کے منہ پر پھینکا جب بہمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوے کچھ بھاگ گئے بعضون نے جو نہ بھاگے تھے ہتیار ڈالدین آخرکار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب ایچ یوجوان نے سب کو کلمہ پڑھایا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانون کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار جو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین دوسرے دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہے مبہوت تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہے باغ مین ہمراہ صبا سے سبک رو کے یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب انکا عیار عرض کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاءاللہ شہریار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہوکے فرماتی ہین اے صبا سے سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکہ صبر کرون میری تو یہ کیفیت ہے نظم

سکت کہاں جو کرے تیرا ناتوان فریاد
اسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد

یہ ہے یقین کہ جائیگی رائگان فریاد
مگر کرین گے کبھی پھر امتحان فریاد

گئین جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد

فراق یار مین جو ہوسکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد

چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
کرین گے شکل مزا میرا استخوان فریاد

تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد

ترے فراق مین اوبٹ کراہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد

اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد

گئین وہ عشق کے ہمراہ رسا تاثیرین
سنیگا کون اثر بار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوتین تو صبا سے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برائے تلاش

شاہزادۂ والا قدر جاتا ہی ملکہ نے کہا بھیا کسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین ملاقات ہوگی سر دربار ببھوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صبا سے سبک رو نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین ببھوت کے ہاتھ سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے رات کو صبا سے سبک رو نکلا ادِھر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدھر سے نسیم سبک رو آتا تھا ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکارکے آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا کہا کیون بہتر صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجھکو شاہ نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتاویگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین مہنگی ہی اہل و عیال تڑپ رہے ہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہی مجھسے چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو گرفتار کرکے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار کررہا ہی آخر باپ بیٹون مین پیچ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جگہ پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا سے شتاب رو نے یہ سنکر منھ پھیرا نسیم نے حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین مارے صبا سے شتاب رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کیہ حباب مارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لا کے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بیٹا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو کنہگار شاہی کا کیون دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین جان بخشی کرونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا سے سبک رو اب پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای بابا جان مجھے اُسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہی مکار طرار فرار ہی قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اے فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین ہی مگر تیرے حوصلہ نے کیونکر گوارا
کیا یہ کسی حلیل کا کام ہی صاف صاف بیان کر صبائے سبک رو نے کہا بابا جان آپکے
سامنے میری کیا مجال ہی کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو باندھا ہی جب صبائے سبک رو
نہ قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلبلا گیا کہا اے باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہی
تو خنجر مار دے سر جدا ہو جاے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہی کہ صبائے سبک رو تڑپ رہا ہی اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبائے سبک رو نے دیکھا پشت پر
فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار رفرف کردار پر نقد روح قاسم
ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوے چلے آتے ہین پہلوان مردم در
قزاق پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پر
ہاتھ رکھے ہوے صبائے سبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور نے
جو صبا کو پہچانا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ
یہ جبتک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک مو سے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر وہ
ہی کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر کڑکے
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل مین کہ رہا ہی کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو
بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہی وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تنہ نخل کو توڑ کر شانہ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
کہ او بچیا میرے سامنے تو آ اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبائے سبک رو
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کترا کر ہاتھ پر نیمچہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع
لشکر ظفر اثر کے آکے پہونچے صبا سے سب حال دریافت کیا اُسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہے جس روز سے آپ نکل گئے یہ سمجھا میری تلاش میں تھا آج میں آپکی تلاش میں نکلا اس سمجھا نے مجھکو پایا میں نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر مالک کا نام نہیں لیا اب مجھے رخصت کیجیے میں اپنے کو خدمت میں ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کر کے آتے ہیں باپ سے تمہارے مقابلہ کر کے تمکو لینگے مگر اب تمہاری یاد میں ہماری کیفیت ہے نظم

قفس سے کم نہیں ہے روح کو تن ہجر جاناں میں
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان میں
کرے لے حسن کو للہ اک بوسہ چھپاکر دو
سخی کو اجر ہوتا ہے زیادہ خیر پنہان میں
ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
سجالے قمری کا خون رونق کیا سرو چراغان میں
وہی دکھلائیگا مجھکو بھی صورت میرے یوسف کی
دوبارا جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان میں
یہ ظاہر گو ہوں دیوانہ پر اتنا ہوش ہے مجھکو
رفو کرتا ہوں لیکر تار دامن کا گریبان میں
گھٹا جاتا ہوں میں بھی آسمان کے ستمہاؤن میں
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہے اسکے خوان الوان میں
سناتی ہے صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس میں قید ہے بلبل میں دیوانہ ہوں زندان میں
تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہیں کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان میں
برہنہ دیکھکر عاشق میں جان تازہ آتی ہے
سراپا روح کا عالم ہے تیرے جسم عریان میں
کبھی خوف خزان ہے اور کبھی صیاد کا کھٹکا
مناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان میں
میں سمجھا شہسوار آتا ہے میرا ترک تازی کو
بگولا جب کبھی اٹھتا نظر آیا بیابان میں
مہیا کو بکو ساماں ہے اب میری وحشت کا
نظر آتا ہے جو لڑکا بھرے ہے سنگ دامان میں
گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتوں کے ڈھیر پہ
صدا آئے حنا قاتل شوخی گنج شہیدان میں
تو قادر ہے تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہے
زمرد کے اگر پتے ہوں پیدا شاخ مرجان میں
نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہے تو ناجی ہے
سفینہ آل احمد کا نہیں آتیگا طوفان میں
مجھے گو بے سرانجامی نے پھینکا پہلی منزل پہ
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان میں
ستم کرتے ہیں اہل ظلم اوروں کی حمایت پہ
پروں سے تیر کے ہے طاقت پرواز پیکان میں
طبیعت سے نہ جائیگا زندہ جو ہے جوہر ذاتی
مثال شیر خلقی ہے حرارت مرد میدان میں

صبا سے شبک رو نے عرض کی اے شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر چند کہ شاپور نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض کرتا ہون کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مہوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر آیا ہی ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہی بلبان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کرکے لایا ہی عیار بھی اُسکا اُسکے ہمراہ ہی مہوت نے کہا قضا اُسکی دامنگیر ہی یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہی کل مین قلعہ سے لشکر لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اُسکو تیرباران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اُسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے ہوئے آگے پشت پر دونون عیار اُسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہی کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہی اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین سوچ کر اُسنے پیچھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے تخت پر اپنے رخسارے کے ہاتھ رکھے ہوئے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار آپکا خبر معقول لیکر دیگا خالی نہ پلٹے گا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبا سے شبک رو ملکۂ عالم نام ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اے شہریار یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت مین کٹا شبہائے تاریک ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا مگر جان بڑی سخت ہی ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مہوت قلعہ بند ہوگا تو سرسواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خواصون نے بھی آ کے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو پہلو سے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

گذرا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اس جوان کے ٹکڑے کرین دونون کیا گھلے ملے ہوئے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شباب رو دروازے پر حاضر ہے محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا سے شباب رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوئے آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہرچند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو پہلو ہوئے پہلوے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین حکایت وشکایت کھلے ہوئے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑا تو وہ غا آتا یلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہے خداوند ہفت پیکر نے تقدیر سے کمبخت کے آپکے قبضے مین اُسکو کردیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعے کا پھاٹک بھی بند کرلیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکہ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوگئی مبہوت نے حکم دیا کہ خواصے یہ بھی بہر سے نہ رہین وہ بھی تیار ہوکر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شباب رو کو یہ بڑی فکر ہے کہ مین شاپور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہے مین اُسکا جب تک تن سے سر نہ جدا کرونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان بصد شوکت و تجمل و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوئے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین ہو رہی ہین دفعتہ بیٹھے بیٹھے صبا سے سیاہ مو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت دل گھبراتا ہے اے آقاے نامدار آپنے غضب کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جائے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے یلمان مردم در کو خبر نہین ہے اب

پھر دوپہر یہاں ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہیں ہوگی اگر مناسب سمجھے تو میں آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کردوں کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم شبک رو خبر کردے اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کرے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے قبضے پہ ہاتھ ڈال کے کہا اے صبا سے شبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعواے جرأت ہے وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہے مگر تم بچتے ہوے جانا ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے باپ ہو کے تمھارا دشمن ہو رہا ہے شاپور شیر دل نے کہا آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں صبا سے شبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتیں کر کے بشکل اصلی باغ سے نکلا آدھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ گھوڑے پہ سوار نسیم سیاہ رو آگے پشت پہ فوج ہے لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہیں صبا یہ دیکھ کے پیچھے ہٹا سمجھ گیا جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی میں جا کے پہلوان مردم در کو خبر کردوں کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا گھر جائے عنایت خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی اساس ہیں اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد ہو جائینگے یہ دل سے باتیں کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا بھاگا پھاٹک پہ قلعے کے آ کے دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبا سے شبک رو دوسری طرف آیا ایک موری کی سلاخیں سوہن سے کاٹیں اسمیں سے نکل کے بھاگا یہاں پہلوان مردم در لشکر کا خلاصہ دے رہا ہے ساتھیوں سے کہتا ہے یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے میں گئے ہیں ایسا نہو راہ میں روکے جائیں اور خدا نخواستہ دشمنوں میں گھر جائیں میں تو عاشق جمال عدیم المثال ہوں جس روز سے آقا نے مجکو نوکر کیا میں یہی چاہتا ہوں کہ ہمیشہ انکے سامنے سے نہ ہٹوں جمال اس شاہزادے کا دیکھا کروں میرا دل اندر سے گھبرا رہا ہے اگرچہ آقا ہمارے ایسے نہیں ہیں کہ ہزار دو ہزار سے مٹھ بھیڑ میں شیر کے مانند گلۂ گوسپندان میں آ پڑتے ہیں ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ میں لڑتے ہیں افسروں کو گھیر کر مار لیتے ہیں یوں تو انکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانوں سے الگ دیکھا ہے ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ میں ہم بالکل دخل نہیں رکھتے ساتھ والے کہہ رہے ہیں کہ یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہگری کے محرم ہیں اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

اگاہ ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب ثبات طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صبا سبک رو بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہو پکار کر آواز دی اے سپہ سالار آقاے نامدار باغ مین ملکہ کے ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہو گے بلمان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا کہا اے صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بروقت جانے کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کہنا انھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار قزاق اسکے طلاے پر ساتھ موجود تھے انھین کو ہمراہ لیکر چلا صبا سبک رو نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہو بلمان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار قزاق جنگ آزمودہ بہت قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہین نام اپنے آقا کا سنا فورا آنکھین اپنی ملتے ہوے اٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون درست کر رہے ہین بتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ انمین تیل بھرا ہوا نیچے اُنکے آگ روشن ہو کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہے گولہ اندازون نے سنکر توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا بڑھ بڑھ کے کہا کہ بس دفعتہ توپین کڑکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے انھون نے پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو ہٹجاؤ جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے مارکر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا توپین روکین کہ پہلوون سے گرد اڑی دیکھا بلمان گرد ہٹاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اڑتے ہوے اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز فیر کیے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اڑا کے خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالے گھوڑے اس پار آگئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلبان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے مارکر اہل قلعہ کو بلبان چلا باقی ماندہ پیدل
جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے میں گھس آئے وہاں ایرج نوجوان کو کنیزوں نے خبر کر دی
کہ حضور باغ چہار جانب سے گھر گیا مہبوت تیغ زن چاہتا ہو اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیک کر
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئیں چار سو کنیزیں پشت پر مہبوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہو کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلداروں نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شہرت افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ
کیا کہ او مہبوت یہ کیا نامردی ہو کہ عورتوں پر تو نے لشکر کشی کی ہو یہ کہکے پہلے تو بیلداروں کو قتل
کیا مہبوت تو بھاگ کر فوج میں آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہو سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیر دل نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہیں کہ اے یار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہو میں جا کر مہبوت مردود کو مارتا ہوں شاپور کب مانتا ہو ایک جست چالاک
جنگ میں مبارک ہو چند حقے آتشبازی کے مارکے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے
گرے شاپور پشتی بانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مارکے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہو فسردوں کو تاک تاک کے مار گرا دیا ہر ضرب کے ساتھ لاشہ پڑا ہو ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہو مہبوت نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہو
سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے چپکے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزان
باغ سے نکل آئی ہیں تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہیں پہلے انکو گرفتار کیجیے مہبوت گینڈا بڑھا کر
اس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہیں ملکہ نے جو دیکھا کہ یہ بجان خود ادھر آنے کا ارادہ
رکھتے ہیں کنیزوں کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو تیر
جو ایک مرتبہ چلے چار سو کافر گھوڑوں سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوئے مہبوت نے گینڈا آگے بڑھایا
دور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آ کے سبکو پامال کر دونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئیں اور تجھکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ تجھکو میرا خوف نہیں ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ

دیکھا

قتل ہو جیگا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے کی آنکھ پہ مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا اب تو بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پہلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکہ پہ ہلہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف رخ ہے گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں ای معبود داد کو موجود وقت مدد دے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچالے نظم

می طپید در سوز عشقت سینۂ سوزان ما — در غم ہجر تو گرید دیدۂ گریان ما
کن نظر یا رب بحال بے سر و سامان ما — گوش فرما بر صدائے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی — در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان — از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی — بستہ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدہ ما نیست دور — نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم — دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہے بسبب تیر اندازی کے جو نامرد قریب نہیں پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو دم ہے آکے مقابلہ کرو عورت پر کیا ہلہ کرتے ہو مبہوت نے پلٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو اور تیر و نیزوں سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیروں کو قلم کر رہے ہیں وہ سپاہی چاہتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لیں اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہوگا آخرکار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخموں میں چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوئے شمشیر زنی پیدل ہو کر کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سیاہ رو سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہین ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے کہا اسوقت دو سو پیک بچے ساتھ ہین سمبوت نے آگے بڑھکر کمندین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دو سو پیک بچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیرے ہوے ہین نسیم سبک رو چاہتا ہی پیشون تو مین کمندین مار کر پکڑ لون ایرج نے جو کمند اندازون کو دیکھا پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہوکے پکار اُٹھے ای خداوند لیل و نہار مجھکو بچا لے نظم

بر خطا کاران براہ لطف فرمودی عطا
بی نوایان را بفضل و لطف بخشیدی نوا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا
گمرہان راہ الفت را تو کردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی
مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق میدارد بحکمت گردن اخلاص خم
ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون بردہ از تحصیل فرمانت قدم
کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
ساختی شاہ و گدا امیر و پیمبر ساختی
جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ نو کردی عطا اندر چمن گلزار را
سبزہ سرسبز کردی تیر نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را
نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی
زرد باغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہوکر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آکے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سے سبک رو سے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا ہی صبا نے اسکو تیغ مارا زنگی کا سر کٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم دمچی گرد پھیر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا اچھلکر پشت پہ ہاتھ رکھکے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجھکو قریب سمبوت کے پہونچا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دولتی ماردی ایک سوار مر گیا دوسرا

ساتھ ہوا ایدن ہی دو چار ریاپامال ہوئے بلمان مردم در نے بارہ ہزار قزاقوں سے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے لاشوں سے میدان بھردیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے پہونچے بلمان نے عرض کی ای آقاے نامدار ذرا تامل فرمائیے مین اس مغرور کی گردن پکڑ کے لاتا ہوں یہ کہکے گینڈا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے کلائی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اوٹھا لیا چیخ دیتا ہوا سامنے ایرج کے لایا مبہوت پکار اُٹھا ای شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اُسنے عرض کی غلام مسلمان ہوتا ہی کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکہ بصدق مسلمان ہوا فوج والوں کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر رومال اپنے اپنے ہاتھوں مین باندھکر حاضر ہوئے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہیں چھوڑتا کہتا ہی ای آقا یہ ابھی مسلمان ہوا ہی آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاپور شیردل قریب تھا اُسنے عرض کی ای بلمان مقام انتشار نہیں ہی یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہی تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہی پیشانی اسکی منور ہی مبہوت نے وزرا سے صلاح کرکے ترنج خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پہ ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی کہ ای مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور ایسا خویش مجکو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا ای مبہوت ہمکو جلدی ہی کہ اپنے کو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤں مبہوت نے عرض کی بائیں پر اسی قلعے کے صحراے نرگستان ہی اسی جنگل کو طی کرکے قریب کوہ رنگارنگ کے پہونچیے گا وہانتک سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر بلاتکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آئے ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا ای ملکۂ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئین کہا اے شہریار آپکی جدائی مین کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانہ فراق مین راتین ہجر کی کنیز کیونکر کاٹےگی میرے دل کی عجیب کیفیت ہے نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھون کو انتظار رہا اُس غبار کا
دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا
کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اُسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہو خار کا
یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا
بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا
پست سیاہ سے بیان مین آ گیا
آنکھون نے میری ٹک نہ دیکھا خمار کا
دیوانے جاتے ہین دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا
اللہ ری صفائے رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہو خار کا
اب اُسکے آستان سے چھڑاتے ہین مجھکو یار
اکو رفتار جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکہ عالم پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ کی ہوگی تمسے عقد کر لینگے تب لشکر مین جائینگے ہمارے سے ای اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار مین بسر کرنا غم و الم کا دلپر ہجوم نہ ہونے دینا شہشون کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جہانتک ہو سکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمہاری جدائی شاق ہے مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہے کہ ہمکو انتہا کا پس و پیش ہے یہ کہکے باہر نکلے سپہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہسالاری مقرر کرین لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہین کی ہے امیدوار ہے کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی مین حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کر کے طرف صحرائے نرگستان کے آکے اُترے شاپور شیر دل ساتھ تھا اُسنے عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کرون ایک ہفتہ اسی صحرا مین مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہان سے کوچ فرمائیگا ایرج نوجوان نے کہا اے شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحرائے نرگس مین فروکش ہوتے ہین وقت پر ابا انکا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان تہور نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ قراطاق پر اور مقابلہ پہلوانوں سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
چاہتا ہوں کہ نشہ میں ہوں
جھوم کر آج ابر آیا ہے
دشمنوں کو بڑا ملال ہوا
پہلے دور شراب ناب میں
نقش پا ہے ترا سر تاج
حالت ابر ہے فرح افزا
ابھی میخانے میں ہے باقی
ساقی ناہوش بھی آئیگا
ہووے تحریر بر سر میدان

رگ و ریشے میں ہو شراب آمیز
دیکھوں ابر سیہ کی کیفیت
میکشوں کو مزا دکھایا ہے
جمع میخوار ہو گئے آ کر
اسقدر ہم نہ پیچ و تاب سہیں
ساقیا ہمیہ ترا احسان ہے
لطف محفل ہے جیسے جان فزا
آج ہو میکدے میں لطف خضر
میکشی کا مزا اٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھوں
ساقیا اسمیں ہے بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو چلکر
چہچہے قہقہے اڑائیں آج
رنگ محفل ہے کوے جانان کی
میرے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہے دل بیتاب
ادھر داستان شیریں بیان

چہرہ حاکمان محکمہ جرأت و جلالت و یکہ تازان میدان شوکت و سطوت اس داستان سحر عنوان کو یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں۔ شعر تصنیف مصنف

راقمان سوانح ہیجا ❊ می نویسند از ید بیضا ❊

سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ والاشان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوئے شبرنگ مع عمرو ساتھ ہے ایک نخل کے سائے میں آکے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتیں کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ کیوں اے شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار صحرا خس و خار میں پھر رہے ہیں کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوتی شبرنگ کہتا ہے اے شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر ملیگا گھبرائیے نہیں وقت پر موقوف ہے اسی مقام پر ٹھہرے رہیے جگہ بھی فضا کی ہے یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے اسکو قلعہ قراطاق کہتے ہیں قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہے کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر گود میں ڈالکر اڑ گیا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا کہ قراطاق جادو پتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہو اسکو اٹھالا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبوں کی جانب دیکھا
جھلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے یا
زندہ گرفتار کر لائے میں اڑی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نخل کے سائے میں ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل میں آیا کہ اٹھا لاؤں پھر خیال میں گذرا کہ شاید مسلمان ہو انکا ستانا
اچھا نہیں اب حکم خداوندا پاتی ہوں ابھی جا کے لاتی ہوں یہ کہکے جھلیل اڑی آسمان پر جا کے
ٹھہر گئی نور الدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتیں کر رہا ہے
تڑپ کے گری نور الدہر کو اٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق
کے سامنے لا کے نور الدہر کو جھلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پاؤں نور الدہر
کے زمین نے تھام لیے جھلیل جادو نے اپنا سحر اتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلاد دوں
بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکے سر نور الدہر پہ آیا
کولے کا خط گردن پہ تھا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اسنے
نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار رکھتا ہر کس و ناکس
افسوس کر رہا ہے جلاد شلنگیں لگا رہے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان حیران ہیں
اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہیں چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دوں جلاد خنجر مارے کہ اس
جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پہ لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اسنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہیں قراطاق نے کہا نہیں معلوم کس کام میں مشغول ہیں آج کئی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو
انتظار کرتے ہیں اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہیں آج آئیں تو سمجھیں بڑی شکایت کرونگا
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہ ابر پہونچا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار کر اوٹھیں قراطاق سے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آ کے تخت پر بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا کہ آج دربار میں کیسا ہنگامہ ہو قراطاق نے کہا امیر و امیر حمزہ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاسپ کا قتل ہوتا ہو سیماب سحر طراز نے جواب دیا سامنے سے ہٹاؤ ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ کون جوان ہو اگر گنجاسپ کا نواسہ ہو تو گوہر ملک کا بیٹا ہو میں ایک زمانے میں پہلے ملاقات گوہر ملک کو گئی تھی تو وہ اپنے فرزند کا ذکر جرأت کی تحسین کرتی تھیں کہ نہایت کمسنی میں اس جوان نے جا کے طلسم گوہر بار فتح کیا بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا ہو کلام کے لوگ سامنے سے ہٹے کیا سیماب سحر طراز کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نورالدہر پر پڑی نورالدہر نے بھی نگاہ اوٹھا کے سیماب سحر طراز کی طرف دیکھا بس تیر سا جگر میں بیٹھ گئے نگاہیں جو ملائیں تیر مژگان سینہ سیماب میں ٹوٹے سیماب بے قرار ہو گئی کہا کیوں ہو قراطاق اس جوان نے تیر سے کسی ہمدم کو قتل کیا یا کسی چیز پر قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا کہ اسکو نہیں کیا دو قتل ہو قدرت نے فرمان بھیجا ہو سیماب سحر طراز نے کہا میں تو اسکو نہ قتل ہونے دونگی قدرت نے بہت خلاف فرمان لکھا ہو جلاد کو قتل کرتے ہیں یا جلاد کو قتل کرتے ہیں کون یہاں اسکو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اوٹھی سامنے سیماب جادو کے آ بیٹھی جرأت اور ہمت کی تعریفیں کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیوں بیہودہ باتیں ہو ہیں اسکو قتل نہ ہونے دونگی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے مہلیل کے دو ٹکڑے ہو گئے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اوڑ گیا پکار کر آواز دی کیوں اے شہنشہ صاحبقران کیا خیال ہوا اپنے مقام سے اٹھ قراطاق نے جھپٹ کے کہا او سیماب کیا تیری شامت آئی ہیں جو تو نے مہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی ہو قدرت تجھکو تباہ کر دیگی سیماب نے جواب دیا خاموش رہو ایسا نہ ہو تجھکو غصہ آ جائے مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو کیا دیکھا جاتا ہو تو سمجھ لون جادوگریاں اسی طرح عشق جوانان جوانوں کے پیچھے تباہ اور برباد ہو گئیں اسی قیل و قال میں اسکا سر کاٹ کے آپ قدرت کے حضور کا عتاب سے بچا لیگی ہو

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا یہ مخفین کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہوئے سیماب سحر طراز اپنے مقام سے اٹھی قراطاق جادو نے گولہ اٹھایا کہا اے سیماب مارون گولہ کہ تیرا سر پھٹ جائے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا اب تو قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے میرا ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا اے قراطاق تیری کیا مجال ہے جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام خدائی کرتی تھی مردون کو باتین کرانا درختون سے آواز دینا طائرون سے بلجانا کہ اسکی خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ کر سکتا ہے چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب سحر طراز جب ہنستی ہے تو ہر دندان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہے کہ جس سے دس بیس کے سر اڑ جاتے ہین ساحر اسپر حملہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہے کبھی اڑتی ہوئی سامنے نور الدہر کے آتی ہے اشارہ ہے کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے واسطے مصیبتین اٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھے اور قراطاق سے ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے اب گرد نور الدہر کے سیماب نے ایک لکیر کھینچ دی ہے گویا حصار کیا ہے کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہے کہ ارے یارو اس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نور الدہر کے جانے کا ارادہ رکھتا ہے اسکے قریب پہنچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا پاؤن ٹوٹا ہر نوع بیکار ہوا جنگ عظیم ہو رہی ہے مراد سیماب کی یہ ہے کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہزادے کے ساتھ عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہے عشق مین اس حسین جوان کے چور ہے ہر چند کہ اسپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے اسپر قبضہ کیے نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب نور الدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا جو جلا گیا خود بخود مرا اسکا کٹ کے گر پڑا غصہ مین قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او کسبی بریدہ دھگڑے کو اپنے دیکھ

ایسا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوئے اب مین تیرے جھوٹے پکڑ کے ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہی جو عنایت سامری و جمشید شریک ہو یہ سحر اُفقین کا بنایا ہوا ہی ہفت پیکر کی خدائی مین تاثیر رہی اسکا زوال اب قریب ہی یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اُسنے ہنس ہنس کران سحرون کو دفع کیا کہ رہی ہی کہ او دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا آئی ہی دیکھ کہتی ہون کہ جان بچاکر بھاگ جا لیکن قراطاق نے نہ مانا تیغ خون آلود کا ہاتھ مارا سیماب نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چمک کر گری قراطاق کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے اسکے اندھیرا ہوگیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہی جب جھونکا ہوا کا چلتا ہی روشنی گل ہو جاتی ہی سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نور الدہر کو پنجے مین اُٹھا لون لیکن بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو یود نام ساحر فریاد کرنے لگے کہ ای ملکۂ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت مین حاضر ہوئے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اُٹھا کے دیکھا تو شاہزادہ نور الدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر غصہ کیا کہ جسنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکۂ عالم ہمتو جنگ مین مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین کسی بات مین عاجز ہون دیکھو دریافت کرتی ہون جہان نور الدہر بیٹھے تھے اُس مقام پر آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اسنے وہ دانے اُٹھا لیے کہا صاحبو تم سب سمجھا ہو کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اُٹھا کر لیگیا یہ کہکے اُن دانون کو زمین پر پھینکا ایک دھوان زمین پر سارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہی صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے مثل انسان کے آواز دی کہ مہر جادو مالک قلعۂ مروارید نگار اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی اسنے جو نور الدہر کو دیکھا عاشق ہوکر اُٹھا لیگئی یہ سنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی کہا ابھی جاکر مین گو مہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اُٹھا کر لیگئی میرا دل بشکل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہی میرا تو اب یہ عالم ہی کہ جینا مجکو دشوار ہی یاد مین ان بیان کی قلب اضطراب ہی نظم

دی جان ہمیشہ یہیں کسی خاک چمن کی
سو گھونگھٹ کے [illegible] اٹھا کے [illegible] کفن کی
[illegible] نقش الیاسان [illegible]
[illegible] بہولی ہوئی [illegible] چمن کی
خط نکلا ہے پوستہ تیغ [illegible] پایا
خیرات [illegible] گلشن کی
کا غور کی بیتابی اگر عقل [illegible] لگایا
پوشاک بدلی قطع [illegible] کفن کی
کیا جانئے کیا یا دل عاشق سے [illegible]
ہر بار کی [illegible] بیساختہ پن کی
اس کا کل [illegible] کا جو [illegible]
[illegible] تو [illegible] ادا [illegible] کی
حسرت لے چلے ساتھ یہیں ہم [illegible]
[illegible] ان [illegible] کی
وان غیر کے گھر جا کے [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] کی
اٹھا دیتا [illegible] لب [illegible] کی طرح سے
کیا بات [illegible] کی [illegible]
[illegible] گیسو کا میں دیوانہ تھا [illegible]
[illegible] پاؤں [illegible]
یاد آتے ہیں [illegible] وہ [illegible] [illegible]
[illegible]

سب سمجھانے لگے کہ مہر جادو کا حال یہ کہنا کہ وہ جو بڑا سے سیر شکار نکلی کہیں اتفاق سے گذر اسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی وہاں سے گھر کے رونی کہتی ہو کہ افسوس ایسے مقام ویران ہو سے سلطانوں نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کردیا وہاں سے چلی ہوئی آتی تھی کہ دفعتاً ستار کی آواز کان میں آئی جھانک کے دیکھا ایک بارگاہ میں ایک ساحرہ [illegible] کو قتل کرکے [illegible] ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہو نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہو کو مہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہو گئی [illegible] بیٹھ [illegible] دیکھنے لگی اوس کی [illegible] جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو [illegible] کہ اسکو [illegible] کیا معشوق خوش [illegible] رو [illegible] اب اسکو قلعے میں لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرحدار کسے ملتے ہیں دل سے اسی طرح کی باتیں کرتی ہوئی قلعے میں آئی خود تو [illegible] بیٹھی پیاری [illegible] اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے میں پایا ایک ساحرہ [illegible] جواہر [illegible]

اشارے کرتی ہی کہ نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی اور شیفتہ
محفل عاشقان اور رشک یوسف کنعان [illegible] نام نامی کیا ہی تو ساحروں میں کھڑا ہوا تھا میں
تیری جان نثاری کرکے اٹھا لائی تیری صورت زیبا پہ عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہوں شہنشاہ
ہفت پیکر کو خراج دیتی ہوں نہیں چاہے تو ایک پیسہ نہ دوں چند روز میرے سرکار
خداوندی میں بسر ہو رہا ہے پھر کیا ہی تمکو خداوندی دیا ریت کرا لونگی وہ تمکو نظر
کرینگے عہدہ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نور الدہر نے کہا اے گوہر جادو نام میرا نور الدہر
بدیع الزمان ہے ہفت پیکر کی تباہی کی فکر میں نکلے ہیں اس ملعون سے ملاقات کرکے
ہم کیا کرینگے عمر نامدار میرے طلسم کشا ہیں وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہیں
میرا بھتیجا ایرج نوجوان وہ بھی طلسم [illegible] فتح کرتا ہوا آتا ہے دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران
مع لشکر ان کے ہوتے ایک مقام پر فروکش ہیں انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست
کھا کر بھاگیگا اور جو [illegible] اپنے سے وہ خدائی کرتا ہے
انشاء اللہ ان جادوان سے بھی بھاگیگا یہ سنکر گوہر جادو کھنچنے لگی اور چہرہ زیبا پر
نظر کرکے کہا اے شاہزادہ والا قدر میں تمہارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام دل سے قبول
کرتی ہوں یہ سنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوئے کہا اے گوہر جادو ہم کہتے ہیں جو بات فتح
کرونگا ان سب کا تمکو مالک کر دونگا گوہر نے [illegible] نور الدہر کو پہلو میں اپنے جگہ دی
گرد آکے بیٹھیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر تیرے معشوق کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہے
میں نے اسکے واسطے بارہ برس سے [illegible] دل و جان سے تیری اطاعت
کرتا تھا گوہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سیاہ جادو غصے میں بھری ہوئی آئی ہے نور الدہر
نے للکارا کہ او [illegible] بیہودہ بکتی ہے [illegible] اور گوہر [illegible] سیاہ نے [illegible]
جیسا [illegible] گوہر کی [illegible] گوہر نے اٹھا کر گولہ سیاہ سے
پھر مارا سیاہ نے گولہ کاٹا آپس میں [illegible] ہونے لگے [illegible] کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے
[illegible] گوہر کی قتل ہوئیں تو نور الدہر تلوار لیکر لپکے سیاہ نے بیقرار ہوکر سر جھکا دیا کہا
اے جوان سر کاٹ لے یار تو میری گردن سے اتر جا [illegible] دل و جان سے [illegible] جان [illegible]

نور الدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا ای سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر لیں سیماب دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہتی تھی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان میں نے ساحری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں نور الدہر نے سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوا یا اب بیچ میں مسند تکلف پر نور الدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھیں کنیزیں سامنے دست بستہ حاضر ہیں گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ پیان شراب کی کشتیاں کباب کی لا کر سامنے رکھیں جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش میں نور الدہر بیٹھے ہیں گوہر و سیماب ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں رشک و حسد کا نام نہیں کہ آسمان پر ایک لکہ ابر کڑکڑایا برقیں چمک کر زمین پر گریں گوہر و سیماب اپنے مقام سے اٹھیں اور پکار کر آواز دی کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہیں اور اپنی بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہیں یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ تخت پر خود ہفت پیکر تاج الیس کنگرے کا سر پر دریاے جواہر میں غوطہ مارے بیٹھا ہی گرد تخت کے کچھ جادوگرنیاں ہیں اور کچھ جادوگر ہیں کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی او گوہر اور سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر میں جگہ دی ہے شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اڑا دوں نام و نشان تم دونوں کا مٹا دوں سیماب نے گولہ مارا گولہ الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیوری بدلے ابرو جو بلے ایک خنجر گرا کر سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ بیک دست قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دوں ناگاہ کان میں نوبت و نقارے کی آوازیں آنے لگیں نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش تخت اڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا ایک ابر لہرا رہا ہی اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہی سحر کروں اور نور الدہر سامنے سینہ سپر کیے کھڑے ہیں نقابدار سے عیار نے عرض کی ای شہر یار یہ ساحر اب نور الدہر کو مارا چاہتا ہی اتنا بڑا ساحر ہی کہ ایک اشارے میں دونوں جادوگرنیوں کو زخمی کیا نقابدار نے وہیں سے نعرہ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپا اور ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے کرتا تھا ان اشاروں سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہیں تو اسکے سامنے نہیں جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب پرند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادوں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامردان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے باطل ہوئے چاہتا ہو کہ نقابدار کو اپنے سحر میں پھنساؤں مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھادے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغہ برق زا بلند ہو کر دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپریں آہنی لہرا کے لگیں چند زاغ و زغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوئے سپروں کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ و زغن کے سر دیکھے اور سپریں کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا اب دیو منہ کھول کر چلے کہ چنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور پھانک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہیں کچھ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ انکی مشکلیں آسان کرتا ہیں یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے اڑایا ہر چند دیوزادوں نے چاہا روکیں لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا لوزال پر سے سب سحر کہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جد عالی تبار کے صاحب اسم اعظم ہیں کیسا ساحر زبردست جسے نگاہ ڈال کے قلعہ آلکھٹے نے کا ارادہ کیا تھا اسکو پچھاڑ کے بھگا دیں پڑا زاغ و زغن سے سر کٹوا لئے مگر اسکو بھگایا سب اسکے پیر تھے جھکا کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پیدا کیا اور شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کرلیجاتا نور الدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کروں اسوقت آپکے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونوں میری مددگار
جادوگرنیاں اُسکے ایک اشارے میں زخمی ہوئیں واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح
کا اختیار ہی نقابدار نور الدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہہ گیا کہ تمھارے
چشم ابر شاہ نوجوان صحرائے ترکستان میں فروکش ہیں نقابدار تو روانہ ہوگیا
نور الدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیوں کو لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لیکن ہفت پیکر
جو پہنچا تو اسنے کہا کہ جو قلعے راستے میں پڑے وہاں کے حاکموں سے کہتا گیا کہ ایرج
و نور الدہر اس راستے سے آتے ہیں ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلون پر قصر سنگی میں
داخل ہوا وہاں نگاہ جادو ابو قلمون جادو قصر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج حضور
کیوں خاموش ہیں مراد دشمن چھپے ہیں زیر کوہ سبکا جادو کرو وہ ہنگل کا ہے آج جشن ہوگا قصر
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہے جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج
و نور الدہر لڑتے جھگڑتے ہوئے فتح کرتے ہوئے تا بہ قلعۂ مہر وار دید نگار آگئے نور الدہر کی
کو مہر جادو نے اطاعت کی بلکہ اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہو رہے ہیں
نور الدہر کو مہر جادو و سیماب جادو کو پہلو میں لیے بیٹھا ہو صحبت عیش و نشاط گرم ہو
تجکو لازم ہو کسی کو بھیج کہ وہ جاکے سبکو گرفتار کر لائے بو قلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ
کوئی سر فروش حاضر ہو یہ سر قلعۂ مہر وار دید نگار جائے اور دشمنوں کو گرفتار کر لائے
کو مہر جادو کی آبرو بہتا سے سامنے ایک نخل جادو کا تھا آج اسکی شق ہوئی ایک ساحر بصورت
عجیب و شکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ نام مہیب جادو قلعۂ مہر وار دید نگار کو جاکر تباہ کروں
اور جو حکم ہو وہ آنکھوں سے بجا لاؤں قصر سے آواز دی ای مہیب جادو نور الدہر
و کو مہر جادو وغیرہ کو اٹھا لا یہ سنکر وہ ساحر اڑا اسوقت آکے پہونچا کہ نور الدہر کھڑے
مشغول صحبت ہیں کوہ مہر جادو پر ایک گھڑی ہی کر رہتی تھی او مہر یار اب اس قلعے کو چھوڑ کے
ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہو کوئی بلا آیا چاہتی ہو نور الدہر فرماتے ہیں کہ جو کوئی بلا نازل
ہوگی یہ وردگار عالم دفع کرے اسکا ہمارا تکیہ اسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ مہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر میں نورالدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے لے اڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہے پر پرواز کر کے اڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہے مگر گولا اسکا مہیب جادو تک نہیں پہونچتا راستے ہی میں پھٹکر گر پڑتا ہے مہیب جادو بلند ہوگیا سیماب تھک کے پلٹی لشکر کنیزوں کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نورالدہر کو یہ ظالم کہاں لے کے چلا گیا کنیزیں حکم پاتے ہی پرا سے تلاش رواں ہوگئیں صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہیں مگر مہیب جادو اڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا تھا کہ ایک آواز کان میں آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہے

غزل

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
یہ چور گھات میں تھا کب سے مال لینے کو

ابھی ہو عازم جنت اگر ہے حسن پسند
چلیں فرشتۂ جنت جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستوں میں ایک ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست و دشمن میں
ڈلے نہ آنکھیں ہیں پتلی کو دیکھ بھال لینے کو

کھلا یہ عکس کدہ دہر میں پہونچکر حال
عدم سے آئے ہیں رنج و ملال لینے کو

سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے کچھ
میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو

کھلیگی قیمت حسن و جمال اے یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو

شب فراق کے صدموں سے یار مر مر کے
جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو

پس از فنا نہ پھروں جا کے کس طرح تیری
نہ آئے گور میں مٹی کلال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچا کے رکھے [illegible]
بلا ہیں زلف و رخ و خط و خال لینے کو

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سنی بیتاب ہوگیا اسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سایے میں ایک مہنت بیٹھا ہوا گا رہا ہے بالوں کی لٹیں زمین پر پڑی ہیں سامنے دھونی لگی ہے دھواں اسمیں سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہے مہیب جادو نے اس پہاڑ پر اترکے ایک طرف نورالدہر و گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونوں پڑے ہیں مہیب شادان ہوا

سامنے حسنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اسکا جواب حسنت نے دیا کہا پوچھا تو کون ہو جو یہاں بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ ساحری کا جمشید یا خداوند ہفت پیکر ہی کا گذرگاہ ہے اسطرت چلے آتے ہو یہاں سے اتر جاؤ ورنہ ایک سونٹا مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا حبیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گانے کا مشتاق ہوں حسنت نے پوچھا تو کون ہو کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے مفصل بیان کرو ورنہ بہت پچھتائیگا حبیب نے کہا میں خدمتگار خداوند ہفت پیکر ہوں بلاسے گرفتاری نور الدہر گیا تھا اسکو گرفتار کر لایا ایک نخل کے نیچے اسکو ڈالدیا ہے شل مردے کے پڑا ہے میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں مجھکو چھٹی تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر سر کوہ پر قلموں جشن کر رہے ہیں حسنت نے کہا دامن قدرت و ساز ہے بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں گانا سناؤں حبیب بیٹھا حسنت نے بھیرویں کو نکالا چند اشعار چہرہ رنگ گانا شروع کیے ۔ نظم

زلفشاں آنکھیں ہیں لڑکر چشم شوخ یار سے
دل ہے وبال ہوا اسکی نازکی رفتار سے

ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیمار سے
وہ کبھی رات آ نکلی خوش ہونگے وبال یار سے

کیا قیامت ہے کہ تم ہنگامۂ محشر سے قبل
حشر کے سامان دکھلانے لگے چشم رفتار سے

ڈالکر بانہیں گلے میں میرے لپٹے تو سہی
آج دو باتیں کرونگا میں اس بت عیار سے

دست بھی تھا بوسہ کوئی ظالم بیٹھا اٹھکر بھی
دل نہ تھا ہوں رہیگا اس ترے رخسار سے

شیخ جی یہ آپکا کہنا بجا ہے پھیلے گا فریب
سابقہ پڑ جائیگا جس دن کسی میخوار سے

اب کہونگا وصل کی شب کچھ گلے شکوے گر
سنتی ہوں اپنی لگا ہیں ہیں غضب یار سے

اٹھکے وہ پہلو سے میرے جھنجھلا کے جانے لگے
حشر کے سامان عیاں ہونے لگے رفتار سے

ہٹ نہیں ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر
شیخ بندہ و ساقی دیکھو تنکے لب میخوار سے

قاتل نادان سے تیغ ادا سے ذبح کر
سخت جانکا حال کٹنے کا نہیں تلوار سے

جیسے اک پردہ نشیں سے اٹھ گیا انکا خیال
شرم اٹھا دی کچھ اسطرح [illegible] سے

حبیب جا وہ سے جو اس بہار یہ غزل کو حسنت کی زبانی سنا سنکر جھومنے لگا حسنت نے گانے کا قصد اپنی دعوی کو چھوڑ کر پیالہ دھواں اور زیادہ نکلا حبیب کے دماغ میں خوشبو آئی ناک

پھڑا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانوں کانپنے لگا گرا اسکے
گرتے ہی مہوشت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو اور لپک کر چاہا خنجر ماردن کہ ایک
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا صہیب کو اٹھا لیا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو جگایا پہلے گوہر
ہٹھی پوچھا ارے تو کون ہو شبرنگ نے کہا میں اس شہریار کا عیار ہوں صہیب کو بیہوش
کیا تھا وہ بچا ابھی قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے سنکر پھر کیا نورالدہر کے منہ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہنچے
نورالدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پریزاد پیدا کرکے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کرکے آتے ہیں
اسپ پریوش ہمارا صحرا میں چرا کرتا ہی اُسپر سوار ہوکے آئینگے کیوں ای شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال میں چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی میں نے مرکب کو دشت
میں یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار میں تیرے آقا کی تلاش میں جاتا ہوں کسی کے قبضہ میں
نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پریزاد پیدا کرکے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر
شبرنگ تلاش میں مرکب کی روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب اس صحرا کے جو پہنچے جہاں
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیوں کے بولنے کی آواز آتی ہی غور کرکے
میں نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ میں کچھ آدمیوں کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہی ہزار
دو ہزار آدمی اسے گھیرے ہوئے ہیں ایک تاجدار تاج پہنے ہوئے سامنے میرے مرکب کے
کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ارے رسیان ڈالکر اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اچھل آنکھیں نکالے ہوئے
بیچ میں کھڑا ہی کیا مجال کسی کی جو قریب اس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہی یارو
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوئے ہو اور یہ ہاتھ نہیں آتا ہی کئی سو جوان
مار چکا ہی جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اسکو دولت دنیا سے مالامال کر دونگا شبرنگ نے رنگ روغن
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر جمی ہوئی کوڑا ہاتھ میں
لیے ہوئے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازموں سے دریافت ہوا کہ یہ مقیم تاجدار
ہوائی کا بادشاہ ہی مرکب کی خبر سنکر آیا ہی مرکب کو آکر گھیرا ہی رات بھر میں کئی سو چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہیں پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوئے کھڑے ہیں شیر رنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دیں تو ہم کو کیا ملے گا بادشاہ نے جیب میں ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیاں نکال کر سامنے کیں کہا یہ تو نقد دیتا ہوں اور اپنے اصطبل کا داروغہ کروں گا شیر رنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھیں نکالیں کنوتیاں بدلیں مرکب آگے کا شیر رنگ نے زبان جنی میں کہا کہ اے مرکب وفادار آقا تیرا ایک مقام پر تجھ کو لینے آیا ہوں یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شیر رنگ قریب آیا مرکب کے گلے میں ہاتھ ڈال کے رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے شیر رنگ جست کر کے سوار ہوا مرکب کو پھیرنے لگا سب تعریفیں کرتے ہیں کہ یہ چابک سوار نہایت کامل و اکمل ہے دیکھو کس طرح سے مرکب کو مسخر کیا ادھر سے شیر رنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شیر رنگ نے پکار کر آواز دی کہ شہریار آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑاتے قریب نور الدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کودا نور الدہر سوار ہوئے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوئے مقیم تاجدار نے آواز دی یارو یہ شیر رنگ حمزہ ہے اسی کے مقدمے میں قدرت فرما گئے تھے یہ سنکر سب کافروں نے ہلہ کیا مقیم پکار رہا ہے یارو اسی کی قدرت کا پتہ کرتے تھے شاہزادہ نور الدہر لپٹے بڑھتے قریب مقیم تاجدار کے پہنچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ بڑھ کے شاہزادہ نور الدہر نے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا قیام نے امان مانگی نور الدہر نے سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدموں پر گرایا شاہزادہ نور الدہر نے گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر وارد دار الامارۂ شاہی میں آیا عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نور الدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج و تخت کی ہم کو ممانعت ہے یہ فرما کر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے صحبت جمی دور شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب وچماق ہاتھ میں لیے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان صبر چاک ہو چکا ہے کہ جلد ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا عرض کی اے شہریار کاؤس بیشہ نشین مع لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آ پہونچا نور الدہر نے اسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہوا آپ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر ہیں گرد میں اڑ رہی ہیں پلٹنیں رسالے آتے جاتے ہیں بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے پر چوب پڑی نور الدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آنچ کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز گران کاندھے پر اس دھج سے آکر اترایل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا نور الدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا کہتا ہے ایسے ایسے لڑکے میں نے بہت سے تعلیم کیے ہیں کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے نور الدہر کو خبر دی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جبکہ فراش باد تا ان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ زرین پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفیں لشکروں کی جمنے لگیں میمنہ میسرہ درست ہوئے کاؤس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان میں آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہاں ہے میدان میں آوے تو حال معلوم ہو نور الدہر نے اسپ خوش خرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہے کہ شہریار اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجئے گا جس بیشے میں یہ رہتا ہے صدہا شیر اسمیں تھے جب سوار ہو کے نکلتا تھا دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چند روز میں سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پہ گیا فتح کرکے آیا میں کیونکر گوارا کروں کہ حضور اس سے مقابلہ کریں نور الدہر نے کہا اے قیام کاؤس کے قد و قامت پہ کیا ہے دیکھنا کیا ہوتا ہے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسپ پری وش عقاب پہ بیٹھا اور مرکب عربی پر سوار ہیں سامنے آکر کاؤس کے پہونچے آپس میں نگاہ دو چار ہوئے چند قدم گھوڑا نور الدہر کا نکاورے ہٹا کاؤس نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کی سنان پر لیا دونوں لشکر بحیرت نگران و مثل آئینہ حیران ہیں کہ نور الدہر سے نیزہ چل رہا ہے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اڑایا کاؤس کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور فوراً اسی سے گرز گران سنگ اٹھایا پکار کر آواز دی کہ یہ حربہ میرا اعلیٰ تیغ ملک الموت کا ہے گرز سر کے پیچ دیکر دو دستی گرز کاؤس نے مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردوں تک پہنچی ہوئی کاؤس نے آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیاں سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شمشیر تنگ برہنہ سے

گردن میں گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لیتے خون کے منہ سے گر رہا ہی دونوں گھٹنے نور الدہر کے زمین سے آشنا ہیں شبرنگ نے پانی کے چھینٹے مارے تب نور الدہر پشت مرکب سے کود کے کھودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوئے اس گرد سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ایک تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونوں ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھوں کو سونڈ میں لپیٹا نور الدہر نے بہ قوت صاحبقرانی کھسونڈ ہاتھی کا دونوں ہاتھوں میں تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ گردن ہاتھی کی مع جڑ سے کھینچ لی ہاتھی نے چیخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس نور الدہر کو پیدل دیکھ کر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھنا قصد کیا لے دونوں نور الدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ایک مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب کشتی ہونے لگی دونوں شکر گزاران ہیں کہ جوان کاؤس نور الدہر کو پٹکا لاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور جوان نور الدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہیں دو چار گھسیٹے ایسے دیتے ہیں کہ ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہیں زرہ پارہ پارہ انگرکھا کمر سے لٹک رہا ہی لوگ حیران ہیں کہ آج کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر مشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب بہ رنگ زرد لرزاں و ترساں مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج نوبت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نور الدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نور الدہر نے فرمایا ای برادر آرام کیا ہمارا یہ دستور نہیں کہ بدون زیر و زبر کیے ہوئے میدان سے پلٹیں کاؤس نے کہا میں شب کو مقابلہ نہیں کرتا نور الدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ میں رات کو مقابلہ نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نور الدہر بھی واپس ہوئے قیام ناچار تھے آ کے شاہزادے کی قدمبوسی کی کہتا تھا ای شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلے سے نجات پائی نور الدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے میں اسکو زیر کرتا مگر انشاء اللہ کل دن بھر نگذرے گا شاہ نے عرض کی ای آقا سے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی۔

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نور الدہر کہتے ہیں اسکو اپنے قد و قامت کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماکے داخل بارگاہ ہوے مگر کاؤس جو لشکر میں آیا بیٹھا تھا اپنی بارگاہ میں گیا اکیلا جاکے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہیں کہ عیار اسکا طاؤس سامنے سے پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہیں کسی کے آنے کا حکم نہیں طاؤس نے آواز دی ای پہلوان دوران میں حاضر ہوں کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا کہ کاؤس آنکھوں میں اپنی آنسو بھرے ہوے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا ای آقا نامدار کیا ملال ہی کیا خیال ہی کاؤس نے کہا ای یار وفادار و ای عیار طرار مجھے صدمہ عظیم ہوا اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ کر دیا کل فن میں مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کر لیتا میں نے اپنی جان بچائی اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہیں بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں پکڑ لاؤں قید کر کے قتل کیجے اسکے لشکر میں کوئی اس لائق نہیں ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہو گیا کہا ای یار وفادار اگر تو اسکو پکڑ لاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جاے طبل جنگی لشکر میں بجوادے اور تو جاکر عیاری کر طاؤس نے اسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بارادہ عیاری لشکر کی طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد پیشہ شبرنگ نے آکر خبر دی کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے پکار کر شبرنگ سے کہا ای یار وفادار ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ اتفاق ازل سے کاتب قسمت نے پیشانی پر ترقیم کیا ہو وہی پیش آتی ہی یہ فرمانا تھا کہ جبرا لی ہو طبل جنگی بجوا کر نور الدہر اٹھے کھانا نوش کر کے آرام فرمایا شبرنگ طاؤس سے پر منتظر آنا پھرتا ہو کہ طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ نور الدہر پر پہنچا آکر اوسنے سراچہ چاک کیا جھانک کے دیکھا بارگاہ میں خوب اجالا آتا ہی شمع جلتے ہوی دکا فوری روشن شاہزادہ چھپر کھٹ پر آرام کرتا ہی طاؤس اندر بارگاہ کے آیا چاروں طرف سے کھولا دیکھا ایک سپاہی پاؤں سے دبا رہا ہی ایک سپاہی قریب سنبھالا چاہتا ہی کہ کوئی دیکھ شمع اسکے موم و کافوری لا کر گل ہوتی ایک شمع روشن رکھی چھپر کھٹ کے قریب پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے وہ شمع اٹھا لیا ہی نہیں دارو سے بیہوشی ملکر پہر جلا کے

لگادی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سیجبند کاٹ کے اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ لیے جاتا ہی مگر حیتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا ساتھیون سے کہا یارو خدا خیر کرے کاؤس عاجز ہوگیا ہی طاؤس سبک رو اسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے اسوقت بیوقت دل دھڑکتا ہین اپنے آقا کی خیر لون شاگردون کو طلایے پر چھوڑا آپ وہان سے چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اٹھا کے اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پہ شاہزادے کو نہ پایا پیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو سامنے میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ لیے جاتا ہی بیقرار ہوا دوڑکر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہوگیا طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجاوے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے شیر بیشے [illegible] مین نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے ہی آفت برپا کریگا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسیم پر نورالدہر کے آراستہ کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانہ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسی نے قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیرزال سے بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پہنادے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا

دیکھا ایک طرف سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا ای پہلوان دوران میں اسکو قتل کرون اور مہلت ملے تو آپکو بھی قتل کرون کسی سے نہ ہٹتا نہ رکتا کاؤس نے پکار کر کہا او جلاد جلد اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہوا اپنی جرأت پر مسکراتا رہی جلاد نے نورالدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے وہاں بیٹھ جا تجھکو ہلاک کردن اور دون کو قتل کرون تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے آگئے ہیں ہر ایک کا قول ہی جلدی قتل کر نورالدہر حیران چہار جانب سے دیکھتے ہیں کبھی بیتاب ہوکر پکارتے ہیں اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے عجب کیا ہے سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ہمارا پروردگار ہے تیری صفت کیا بیان ہو سکتی ہے نظم

چو آمد آن گل رنگین بگلزار
نگہ از گل عیان گشت و گہر زار
بیک جانب بسلطان جہروزیار
نگہ در خواب غفلت گشت بیدار

بجنبش شد ہوا ہر بلبل زار
نگہ از نور شد روشن گہر زار
بیکسو برہمن پوشید زنار
نگہ برق درخشید ابر گہر بار

نگہ از رنگ شد گلہا پر گلزار
ستارہ ہا شد از مہر دگر زار
نگہ شبتاب گشت و گاہ شبتار
نگہ مہر و نگہ ماہ و نگہ انوار

ز ہر صورت خدا صورت نمایا
نقاب از چہرۂ انور کشایا

کاؤس نے پکار کر آواز دی او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نورالدہر سے آنکھ ملاتی اشارہ کیا کہ سنبھلکر بیٹھے اب نورالدہر کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شیرنگ نے خنجر مارا نورالدہر نے ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نورالدہر نے سٹ سے بیڑی کو توڑ ڈالا کاؤس نے پکارکر آواز دی اے پہلوانو اسکے عیار نے رہا کردیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدہر کے تلوار ماردون نورالدہر نے وہی بیڑی کھینچ دیکر ماری کہ اس پہلوان کا سر پھٹا نورالدہر نے تلوار اسکی چھین لی شیرنگ نے حقہ آتشبازی مارا کہ اندھیرا ہوگیا نورالدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ گر گئی نورالدہر و شیرنگ باہر نکلے نورالدہر کے ہمراہی جو اسیر ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپہنچے تلوار چلنے لگی کاؤس نے قریب آکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نورالدہر نے زخمی ہوکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہوکر بھاگا

افسر کا پاؤن اوٹھا تو کل فوج کے پاؤن اوٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اڑا کر دور جا کھڑا ایک نخل کے سامنے مین کھڑا ہوا نور الدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوے نور الدہر جاتے ہین کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہے فوج کو دیکھتا ہے سب بھاگے ہوے چلے آتے ہین ہر چند ترغیب دیتا ہے علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سیکڑون سر کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی نور الدہر کے ساتھ فوج بہت کم ہے مگر شیر دشت نبرد ہین کافر انکے سامنے پاپوش کی گرد ہین جدھر رخ کیا سوار پیدل بھاگے الامان نور الدہر یاہو کرتے ہوے چلے آتے ہین مقابلہ نور الدہر کا فرون کے قلب تھراتے ہین کہ وہ پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علامت شمشیر آبدار کا ہوا اب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی پہونچا یا تیغہ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ آیا جگر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گڑ رہے ہین۔ کاؤس پکار رہا ہے کہ ای خداوند ہفت پیکر مین تو آپکے حکم سے آیا تھا مگر حبیب جادو کو جو پنجہ اوٹھا لیگیا تھا لیجا کر سامنے تصویر سنگی کے ڈالدیا تھا تصویر سے آواز آئی ای بندہ خاص الخاص کیا رنگ ہے حبیب نے پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خرد منڈا بنارس کا گنڈا اسکی دھونی مین کیا تھا کہ مین بیہوش ہوگیا تصویر سے آواز آئی ای بندہ من قدرت یہان سے دیکھ رہے تھے فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھکو اٹھا لایا تیری دستگیری کی حبیب جھلا کر اوٹھا کہا یا خداوند جوان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت نور الدہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہے کاؤس کو بچانا نور الدہر کا سر کاٹ لینا حبیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ کاؤس کی فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہے کہ بھاگ کر اپنے بیشے مین جاؤن یون جان بچاؤن نور الدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ باش اے نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون حبیب ابلق سوار یہ کہکے حبیب نے ایک گولہ مارا یا تو نور الدہر گھوڑے کو بڑھاتے ہوے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ حبیب نے مارا ساتھ والے نور الدہر کے پا بگل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہین اوٹھا سکے بعض کے مرکب بدلگامیان کرتے ہین سوار کو لیے دوڑے پھرتے ہین پیل شتر کے مثل زمین پر گرتے ہین اوٹھ نہین سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئین سپرین پشت سے گرین حبیب ہر چند اشارہ کرتا ہو کہ او طاؤس ان سبکو مارے بالکل بیکار ہین مگر کیا کرے ایسا خائف ہو کہ گینڈے سے کوئی نہین بڑھتا تا حبیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریف کو قتل کرو اب مسلمان بالکل بیکار ہین لاکہ لاکہ آواز دیتا ہو کافر ایسے ڈرے ہین کہ نہین بڑھتے حبیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے زمین پر مثل مردون کے پڑے ہین تمہارے گھوڑے تمہارے قبضے مین ہین اونکے مرکب پا بگل جب اسطرح حبیب نے کہا تب کافر گھوڑون کو دپٹ کرکے بڑھے تلوارین چمکاتے ہوے چلے جو راہ مین مل گیا اوسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صدہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم حرب کرتے ہین وہ حرب نہین کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بیقرار پکار رہے ہین اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے اس بلا سے نجات دے نظم

ہر چہ نازان است انسان نحیف　　ہر چہ طاقت ہست مرکش را لطیف
نیست امید بقا در زندگی　　چون لبیس مرگ است استاد و حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان　　چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را رسد بخشد توان　　حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل بہندی کہ چہ خوش کردی قلم　　زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائین مانگ رہے ہین ملازمان کاؤس آمادۂ جنگ ہین مگر حال سیماب سنیے کیا ہوا کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کرکے حبیب کو بیہوش کیا تھا اوسکو تو نیچے اوٹھا لیگیا تھا عیار و سردار اوتنے ہو گئے سیماب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار مین بیٹھی رہی

کبھی بے قرار ہو کر روتی ہو یاد میں شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہے نظم

خنجر قاتل پہ رکھ دوں گا گلا
خم کے خم پیتا رہا ہوں ساقیا
آن پہنچا وعدہ دیدار یار
یوں قضا آئی رہے منہ تاکتا
عشق بازی میں کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
کھول دے زنجیر مجھ دیوانہ کی
بے مروت ہو وفا تو نا آشنا

جی جلا بیٹھوں گا بولوں میں جلا
کشتگان عشق سے کہدو وداع
مژدہ باد اے عاشقان با وفا
بار الفت بھی جو تھا کھو دیا
سلطنت کھو بیٹھے لعل بے بہا
چشم بد دور کن دیکھا آنکھ
او بے وفا تجھ پہ بھی شاہد رہا
اے علیم کم سنی پہ ناکس رحم کر

ایک دو ساغر کہ پینگے لے نشہ کیا
اے جفا کیش اللہ قاتل مرحبا
رشتہ فرقت کیا تقدیر نے
رہ گیا حسرت سے دل میں دل کا حوصلہ
ماشاءاللہ بے شباب آفت سے بری
شہر سے نکلے جمال یار کا
نام کیا کیا آپ نے رکھوا لیئے
کہیے جو وقت ہو جو سنتے دیا

اسی حسرت میں گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا میں ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے کہا اے گوہر ہمارے دل کی فکر کیا خبر ہو جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر پیدا کرکے اسپر سوار کر لائی ہوتی مگر شاہزادے نے انکار کیا کہ آشتی کیونکر قبول کیا تمام دنیا انکی دشمن ہے کیونکر پہلوان ہزار ساحر اپنے واسطے کے ساحری میں حضرت کی قدرت ہو کہ خود ایک حرف سحر کا نہیں جانتے اور ساحرکشی کرتے ہیں مہم میں تلاش میں انکے گوہر نے کہا اے صبا مظفر الولی کے کلاشی ہوں گوہر نے کہا اے ملکہ عالم ہمارا ستارا جانا ہرگز صلاح نہیں ہفت پیکر اپنی آنکھوں سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ کرینگے بلا سے مارے جائیں اس کشاکش سے تو مہلت پائیں یہ کالی رات کس مصیبت میں کٹتی ہے کیا امید نہ تھی کہ روز سحر فراق دیکھیں گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اداسی ہے پھول مرجھائے ہوئے غنچے دم بستہ بلبلیں سر لپیٹ رہی ہیں میرے دل کو کیونکر آرام آئے ہفت پیکر انکا دشمن ہو رہا ہے عجب کیا جو انکو گرفتار کر لیگا ضرور فتنہ برپا کریگا بڑا جلاد ساحر ہے اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے یہ کہکے سیماب اٹھی گوہر نے کہا میں بھی ساتھ چلوں سیماب نے کہا یہ انکو اختیار ہے میرا دل تو آرام نہیں لیتا میں جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی عقب میں گوہر جادو نے پرواز کو دیکھتی ہوئی جس طرف دیکھا

صحرا سے ضرور دار ہے وہان ٹھہر جاتی ہے جب صورت دریا نہین نظر آئی تو گھبرا کے آگے بڑھتی ہے آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہے بیزار یا یگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہے کوئی رحیم کہکے پکارتا ہے کوئی سمیع و علیم کو یاد کرتا ہے ایک طرف سے آواز آتی ہے یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے آگے کیا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و لاچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کر لیتے تھے اب پہنچے بدلہ اپنا لیا کاؤس کی آواز دیتا ہے کہ اے افسر کا سر کاٹ تو اپنے خدا سے نادیدہ سے دعائین مانگتا ہے سیماب یہ آوازین سنکر بیقرار ہو گئی اس صدا کی طرف چلی آسمان پر آ کے دیکھا کہ نور الدہر ایک سر کی پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام [illegible] مین [illegible] سے لپٹا ہوا قیدیون کو لیے دیتا ہے کبھی عرض کرتا ہے آقا سے [illegible] تھا اس کاٹنے غلام کا بیٹا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہے پیدا کرنے والے کا مجھ پر احسان ہے اگر کوئی مسلمان وہ ہوگا آ جائے تو اس آفت سے بچا لے وہ شیدہ فولاد جان رہے اور الٰہی [illegible] رب العالمین ہے [illegible] آسمان پر [illegible] مجبور زمین پر پڑا ہوا [illegible] پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض یا رب یا رب کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتے ہین جمشید جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کئی مرتبہ جمشید نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور الدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب نہ دیا تب تو جمشید نے جھولی سے گولہ نکالا اسم پڑھکر نور الدہر کی جانب پھینکا گولہ مثل شعلہ جوالہ چلا سیماب دیکھ رہی تھی سب حال تو آنکھوں سے دیکھ رہی تھی گولہ قریب نور الدہر پہنچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کر کے پھونک ماری اور نعرہ کیا سیماب جادو گولہ الٹ گیا جمشید کے پاس پہنچا جمشید نے فوراً ہاتھ بڑھا کر دفع کیا سیماب اور جمشید سے آپس مین پھر چلنے لگا سیماب جمشید کے مقابلہ مین قائم ہوئی اہل اسلام پر سے مصیبت ٹلنے لگی [illegible] اپنے اپنے مقام سے آ گئے مصروف جنگ ہوئے نور الدہر جو مجبور تھے سیماب [illegible] نیازہ [illegible] کر لیے صفت شان کی تلوار نیام سے کھینچ کر پھر [illegible] اپنے خون مین [illegible]

سیماب نے نور الدہر پر پھینکی تب نور الدہر کے جسم میں طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے بھرنے لگا نور الدہر نے تلوار کھینچی صفوں میں دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یارو لو وہ تلوار کھینچ لی مگر سیماب ناچار ہو رہی ہے کہ ہر مرتبہ حبیب وہ سحر کرتا ہے کہ سیماب گھبرا جاتی ہے ڈر ہے کہ اے سیماب کشتہ نہوں بڑی بیتاب ہے کہ جان بچانا کیسا ہو گئی ختم حبیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب بیچ سینہ سپر کیے کھڑی ہے سامنے سے ہٹتی نہیں وہ سحر حبیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہے مگر کانپ کانپ جاتی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ خدا ابھی اسکو کوئی قتل کرتا تو میں اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پر خود ندارد سر برہنہ شاہزادہ گھوڑا اڑائے ہی جو سامنے آیا علاقہ شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار کر ڈالدیا چاہتے ہیں اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤں اہل فوج کاؤس جان دیتے ہیں نور الدہر کو بڑھنے نہیں دیتے سیماب اشارے کرتی ہے کہ ابھی آپ کے جسم میں طاقت نہیں ہے مگر نور الدہر آمادہ ہیں کہ جا کر کاؤس کو ماروں قضا سے کار گوہر جادو پیچھے سے عقب میں سیماب کے چلی تھی اسوقت آ کر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہ رہا ہے مگر مقابلے سے حبیب کے نہیں ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی اری ملکہ عالم کیا نابہر کردن سیماب نے کہا ہے گوہر ایک چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے پڑھکر کان سے گوہر کان نکالا اسم سحر پڑھا طرف حبیب کے پھینکا حبیب نے دیکھا ایک شعلہ جوالہ میری جانب سے آتا ہے دو سنگ دیکھا اسے روکنے لگا ذرا حبیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اپنا ناخن ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاکہ سینہ پر لگے پھر کارد کھینچ کے ماری حبیب طرف سپر گوہر کے متوجہ تھا چاہتا تھا سوئی سی آبرو بچاؤں کارد جوا کر سینہ پر پڑی توڑ کر پشت کے پار نکل گئی ایک گرد اٹھی سیماب آندھی سنگ باری و بارش باری ہوئی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من حبیب جادو بود پیر علی سحار کہتے کہ بھاگے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہے ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ مارا گیا اب تو سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئی طرف کنارے کے چلیں نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب کا ہاتھ تھام لیا کہا اے سیماب ہمارے تمہارے کے پیار سے خلاف ہے کہ پیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ لینگے سیماب نے منہ پھیر لیا کہا او شہر یار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو اپنے سامنے کر دیا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے آپ کے رنج و ملال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس کو گینڈے کو

پڑھا نہ سکا صبیب نے جب گولہ باراؤ مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہوکر اپنے کو ظاہر کر دیا ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہوکر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا کہ ہر ہین وقت یہ آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹادون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلاکر خاک کردون نورالدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نہ کرنا جب سر کی قسم نورالدہر نے دی تھی بیٹھی ہوئی سیماب ہٹی نورالدہر بلوہ کرکے دابچے کشی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین نورالدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا ای شیر بیشۂ جرات مین آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نورالدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ شیرنگ کے مارا گیا پچیس ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استادہ تھی لیکر نورالدہر کو اسی بارگاہ مین آیا نورالدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پہ چلو فوج لیکر قلعے پہ آکے فروکش ہوے قصد ہے کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہے ای شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہے اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بہ لوح آپ کو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نورالدہر سے صلاح کر رہی ہین کہ شیرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ناکہ ہے کہ اس کا نام قلعۂ سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلہ خود آتا ہے کاؤس نے کہا ای شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکرکشی کرکے گیا تھا مین نے اسکو زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہے تین خندقین اسکے قلعے کے گرد کھدی ہوئی ہین سیماب نے کہا ای شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نورالدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو سیماب رونے لگی کہا ای شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دل کو سمجھاؤنگی عجب کیفیت ہے

نظم

ماہرو دلبر ہوا ہے آن کر شاہانہ آج غیرت برج قمر ہے اپنا کاشانہ آج

ہے منور شمع رو سے یار کے کاشانہ آج
پر جلیں آ کے اگر اس بزم میں پروانہ آج
اب جنوں ہوتا ہے کس کو دیکھ کے دیوانہ کیا
طوق و زنجیریں تڑاتا ہے ترا دیوانہ آج
آرہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا
وہ بت کافر ہوا ہے ساقی میخانہ آج
شیخ رو رو دیتا ہے کہتا ہے کیونکر دل لیا
تخلیہ ہے کہہ دیا ہر ایک سے پروانہ آج
سر کا ہے یہ ساقی [illegible]
آپ پھر کر یار سے مجھ کو دیا بیعانہ آج
رشک آیا [illegible] لیا ان میں [illegible]
ہاتھ میں لیتا ہوں اس کی [illegible] آج

نور الدہر نے سپاہ کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ چھوڑنا ہمیں نہیں تم قلعہ میں رہو مگر سب اسباب دنگوہر کو قلعہ میں چھوڑا آپ لشکر ساحران ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا کاؤس بہشت شکوہ بعہدہ سپہ سالاری ساتھ ہزاروں کو اس قلعہ سے آگے بڑھا کے اتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک تخت پر سوار کئی سو پہلوان اٹھائے تخت سے لپٹے ہوئے پشت پر ساحر کا لشکر علما نے زنگاری کے پھریرے کھولے ہوئے بڑے زور و شور سے جھپٹ کر آ پہونچا اترتے وقت اپنے ساتھ والوں سے کہا نور الدہر کون شخص ہے کہ جو یہاں چھپ کر مقابلے کو آیا ہے میں سمجھا تھا قلعہ خبر کر لے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہے کاؤس بہشت حسن کی یہ ہی صورت زیبا دیکھ کے عاشق ہو گیا ہوگا ایک زمانے میں کاؤس چھپ کر آیا تھا میں نے پایا تھا وہی ہوا قلعہ میں چلا گیا چاہتا تھا خیر اچھا ہو [illegible] کہ مقابلہ کرون کچھ ڈر ہے خیر لوٹ کر کاؤس چلا گیا اسی کے گھر شیرہ چہرہ آیا ہو قرون ساحر کی میں تاج کا کاؤس کی کیا حقیقت ہے اور شیرہ چہرہ گوشتا ہو گر ایک معشوقہ وضع ہو جاتا ہوں کہ جا کر بارگاہ نور الدہر کو دیکھوں ساتھ والوں نے کہا حضور بعہدہ سفارت جائیں اور شیرہ چہرہ سے استقبال میں نامہ پہونچائیں حال کھل جائیگا اس کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو نامہ لکھو بارگاہ بھی دیکھیں گے اسکی دیکھیں کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کر کے لایا اس نے مہر کر کے دستی باندھا سو پہلوان وہ جو ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیکر کل [illegible] سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر نے لشکر ساحر آتے سنے خبر دی کہ ایک سفیر سفارت آتا ہے لشکر میں بحثت کر رہا ہے نور الدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کرکے لاؤ ایلچی کے فخر و عزت مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکے برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا تندخو شعلہ مزاج ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون بہمن سمجھا کہ نورالدہر مجھسے دبا جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اب پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا ہی بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا ہی ورنہ تمھاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کرلو کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقا سے ناچار ہی سوائے خاطر کے اور کچھ نہین کہ سکتا مگر میدان مین حال کھلے گا بہمن نے کہا ای کاؤس مین جو تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور غرور بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدہر مین آیا جمال جہان آرائے نورالدہر کو دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل کا کرسی بچھا تھا اسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پر بیٹھے نورالدہر نے اشارہ کیا ساقی مجبین نے جام سامنے کیا نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا اس سے بہمن کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کر رہا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال وغیرہ بھولا نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے اُسکو پڑھا بعد تعریف ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار کرکے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ تو مجھپر بخوبی ثابت ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدہر نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھ کر دیدیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم برسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو مناسب نہین

جاکر طبل جنگی بجوا او میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد نہ پیرو نہ سوال اطاعت و بغیر اطاعت کا اختیار ہی غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی نظم

یون کسطرح سے وصف خط مشکبو کرین
گلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے مضمون جانا
ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین
مشغوف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو
بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے
عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین
سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب
حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اس گل کی بو سے زلف سے تازہ دماغ
عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین
چپکے ہین ایک شاخ مسیحا کی یاد مین
مرجائے جو اب دین جو کبھی گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین
گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین
وحشت ہون جو ملک سے ہین نہ جا کہین
نظیم سرو قد مری آرزو کرین

نورالدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور اپنے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین کہتا ہے کہ یہ جوان مجھ سے دبا نہ پہر تو مین اسکو کرونگا فورا اطاعت کرے گا بلکہ کاوس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہر دن رہے نورالدہر سے بہمن رخصت ہوا نورالدہر تا دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین پہلوانون سے کہتا ہے یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین بھی تو وعدۂ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی نہ ہو وردہ قوت تو خیر مگر نیک ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہے کہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہا یا کیونکہ خوش ہو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوائے کاوس کے اور کوئی پہلوان نہین ہے کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو زیر کرلونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے جو بہانۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر سامنے نور الدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن جنغو کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہی اپنے مقام پر کہہ رہا ہی کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا نور الدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی کڑکڑا یا لشکر مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہین جس وقت کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش بہ جوش و خروش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجین میدان مین آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا دو رکابے مرکب پر جھوم رہا ہی جب فوجین جم چکین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان و ای زیر دستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نور الدہر کے آیا عرض کی اجازت میدان نور الدہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا بڑھایا نور الدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس بہ تیغ شفین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے کہا اے پہلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہ گری زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہین ایسے ایسے اُنکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہی مثل ہزبر بیشۂ کلانکان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عقوبل دیو پرور زرہا شجان و تیغ زنان ایسے ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ ملکہ و تنہا اسطرف آئے یہ لشکر اب جمع کیا ہوا ہی بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پانون توڑ کے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتون پر کاؤس کی ہنستا ہی بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ ہو کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خود بچا لونگا تب مین بھی حربہ کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا [illegible]

نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا اٹھا تھپیڑا ہوا مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلایا قبضے پر یہ کہکے ہاتھ ڈالا کہ اے کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہے مگر یہ تلوار وہ ہے کہ جبکا وار رکتا نہین اگر پہاڑ پر ماردون تا بہ بیخ کاٹون کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہین بہمن نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس نے سپر کو گردش دی صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا ہاتھ بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن نے گریبان کاؤس کا تھاما دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا کہ اے کاؤس ہشیار شین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اے بہمن مین کیا تجھسے پایہ کمی رکھتا ہون غرور تیرے دماغ مین بہت ہے نہین معلوم کیا سمجھا ہے کیا تو ہی سپاہی ہے ہمنے یہ فن خوب حاصل کیا ہے دونون مین کشتی ہو رہی ہے لشکر والے تعریفین کر رہے ہین نور الدہر اپنے مقام پر فرما رہے ہین کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہے کسی مقام پر کمی نہین کرتا کیا بہمن سے کم ہے یقین ہے کاؤس غالب آئے وہ پھر ایک طور پر کشتی ہوئی وہ پھر ڈھیلے بہمن نے دونون مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کر لیے وہ ذرا سات قدم پیچھے ہٹکے کاؤس آیا وہان پہ آکے کاؤس کو غصہ آیا ایک قدم سے پلٹا کہا اے بہمن اب ہماری باری ہے بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کر لیجاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا ادھر کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونون پاؤن بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنون تک اتر گیا بہمن نے ہلا ہلا کہ کاؤس کا کولہ اترا اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکین باندھ لون نور الدہر نے پہر کہنچا للکارا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہے مگر بہمن لیگیا نور الدہر نے مشبر ناگ کو حکم دیا ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہے مشبر ناگ نے شاگردون کو مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نور الدہر اٹھے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ مین آکے کاؤس کو مسلسل کیا پہلوانون سے کہا اسکا کولہا اٹھا صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار مین بیٹھا سرخ لباس پہنے ہوے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قید خانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا ای کاؤس ابھی تک بلبلانا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کرونگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہون کاؤس نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اسپر ناز کرتا ہی بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا اُٹھالی گیا دُردِ شراب کاؤس پر پھینکا قطرہ دُرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلۂ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا غصے مین آکر جھٹکا مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی مروڑا بہمن نے کہا اسکو مارلو ایک پہلوان سے اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اُسکی کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اِس کو گرفتار کرو سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالدیے بہمن غل مچا رہا ہی کہ ارے اسکو گرفتار کرو کاؤس کہتا ہی تم آکے گرفتار کرو انمین کوئی میرے لائق نہین ہے شاگردان شبرنگ برائے خبر حاضر تھے طرف لشکر نورالدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے فرماتے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان شبرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ بہمن مین لڑ رہا ہی ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین ڈال سکتا فرمایا ای شبرنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نورالدہر سوار ہو صرف شبرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارون جوانون کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گرد اُسکے لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین بہمن کنارے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہین ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے اپنا بچاؤ کر رہے ہین بخوف جان قریب نہین جاتے غل و شور کر رہے ہین کاؤس ہر چند بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہی نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا للکار کے آواز دی ای برادر

نہ گھبرانا مین آپہونچا کاؤس نے جو نور الدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان بڑھ کر مارے نور الدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت کا باعث ہے کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہا ہے نور الدہر مصروف جنگ ہوے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی مرتبہ نور الدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نور الدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کے بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار ترپ کے جو تیغہ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا تا دو ابرو تیغہ پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکالا چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ مین آگئے بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نور الدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے ہوے قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے تو اُسکے اُکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھین بند کھڑا جھوم رہا تھا نور الدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہو کے لڑو کہ فوج نور الدہر بھی آگئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت دیکے پھر آونگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعہ سیاہ پوشان کے بھاگے نور الدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے بانٹ بھگائے تب نور الدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نور الدہر نے یہ کہکے روکا کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اُسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے اے کاؤس مجھے اُن ملعونون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کر کے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے ہوے پلٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر سیماب کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نور الدہر نے فرمایا اب ہم کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش مین ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہے یہ جھگڑے آپ اپنے ذمے لیجیے پھر یہ عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہے دل کی یہ کیفیت رہتی ہے

نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی
پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارونکی

مرتے ہین بنگئی ہو جان پہ بیمارونکی
خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی
شعلۂ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
آنکھین سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی
نقد جان تک تو خریدونگا تجھے او یوسف
چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی
بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین
تندرستی مین بھی تو تھی تپ بیمارونکی
زلفین سرکا کے دکھا دو جو ذرا عارض صاف
قلعی کھل جائے ابھی آئینہ رخسارونکی
ڈالدی ہیپ کلیجون مین غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگارون کی
یارب اعمال کی اپنے ہمین ہو جا کے سزا
حشر پر رکھیو نہ تقصیر گنہگارون کی
رنگ دکھاتا نہین کچھ حال تمھارا کیا ہے
زرد سے ہوگئے ہو شکل ہے بیمارون کی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ اے ملکۂ عالم ہم ان دربندون پر قبضہ کرینگے غم نا بدار ہمارے فکر لوح مین آکے ہونگے ان مقامون پر انکو رستہ ملے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچین چارون پہاڑ فتح ہون اور ہفت پیکر سہاگ کے طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جا کے اسکو طلسم مین گھیرین آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہو کے طرف قلعہ سیاہ پوشان کے کوچ کیا منزلین طے کرکے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آکے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہنچی کہ نور الدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت انگیز سنکے گھبرا گیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کرکے بیٹھون مصاحبون نے کہا اس قلعے کو سر سواری یہ وہ فتح کریگا ان لوگون کا یہی دستور ہے کہ جو ارادہ کیا اُسکو پورا کیا دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس سے کیا کہ تمنے قلعہ بند کر لیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹین گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین کر رہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز پا جھپٹ کے اُٹھا کہا اے شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین غلام جاتا ہے گرفتار کرکے انکو لاتا ہے قتل کرنے کا آپکو اختیار ہے بہمن نے کہا اے الماس اگر یہ کام تو کرے تو گویا ملک بچا لیا مجھے بڑا انتشار ہے اُسکی جرأت و شوکت آنکھون سے دیکھ چکا ہون کہ اکیلا لشکر مین گھس آیا فوج لیکے دیر سے آئی کاؤس کا اسکو بڑا پاس تھا [illegible] زور و طاقت ملک ملک لیاقت مگر میرا دل نہین چاہتا کہ سلیمان کی اطاعت کرون اتنا کہا

اسی وقت باہانے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر کو جو کچھ منزل تھی ایک صحرا مین آکے اترے ہین کاؤس نے بارگاہ استاد کرائی لشکر اترا نور الدہر شام سے خاصہ نوش کرکے جا کے سو رہے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نور الدہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہی پشت بارگاہ نور الدہر پر آیا ایک گوشے مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے تہہ نقب کا بارگاہ نور الدہر مین توڑا سر نکال کے دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہی دوشالہ چہرے پہ پڑا ہی الماس نقب سے نکلا روشنی گل کرکے قریب چھپر کھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہی کچھ مین داروے بیہوشی کو رکھ کر پھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کے بھاگا نقب کو طے کرکے لشکر سے نکلا میدان پکڑا جست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آکر پہونچا پشتارہ آگے ڈال دیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہی آہنگر کو بلا کر مسلسل کر لیا تب نور الدہر کو ہوشیار کرایا نور الدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانہ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ مکاری عیار کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر بہمن چاہتا ہی حکم قتل کا دون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہی ایک خندق کے پاس پہونچ چکا ہی اب دونون خندقون کو قرایا چاہتا ہی بہمن یہ خبر سنکر حیران ہوگیا رفیقون سے کہا اب کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کنگشان بالاے قلعہ لیجائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب پھاٹک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل ہونا نور الدہر کا گوارا نکریگا فورا پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نور الدہر کو بالاے قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق قرا چکا ہی دوسری کو قرانا چاہتا ہی بہمن نے پکار کر آواز دی اے کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغ کھینچ کر سر پہ نور الدہر کے آیا جب تو کاؤس منتین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو نہ ستاؤ نور الدہر نے پکار کر کہا بھی کہ اے کاؤس تم شفقت کرکے آئے ہو اپنے کو نہ روکو ہمکو قتل ہوجانے دو کاؤس نے کہا غلام کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی اے بہمن اگر آقا کا ایک

موے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بباد فنا اُڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نور الدہر کو لیکے قلعے مین آیا رفیقون سے کہا یہ بڑی مشکل ہی جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم دیا نور الدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نور الدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہی کہ روز صبح کو گینڈا اُڑا کر قریب قلعے کے آتا ہی جب بہمن نور الدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہی تب پلٹ جاتا حیران ہو کے کیا کرون قضا سے کار تیسرے دن جو کاؤس بلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نور الدہر کو وہان نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندہ قوت کو ظلم کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا چاہتا ہی پھاٹک ٹوٹے بہمن نے کہا ای الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنہگار کو بشکل نور الدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت نور الدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر یہ کہہ گیا کہ ای بہمن تم سبکی میری ہاتھ سے قضا ہی کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا بہمن خاموش ہو رہا نور الدہر پہ معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین ہلڑ ہوا کہ نور الدہر کو الماس تیز پا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اسنے کہا مین بھی جاکر دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پہ آئی اسوقت نور الدہر و بہمن سے کلام کرتا تھا اسکی نگاہ جو جمال نور الدہر پہ پڑی بیتاب ہوگئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نور الدہر کو قید کیا ہی کتنی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون سے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش رہون دل کی تو عجب کیفیت ہی اور صورت ہی

نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو
شاہ رگ پھٹ کے اگر عریان تری تلوار ہو

چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ
تو ہی ای ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو

کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت
کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو

قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق
دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہو انساں کو ضرور
یا محبت دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
مصر مین چلیے مقابل تمکو یوسف کے کرین
گفتگو جیسے زلیخا سے سراپا زار ہو
تیغ ابرو پر ترے کیونکر گلا کاٹے نہ کوئی
کیا کرے اسکے سوا انسان جینا بار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھین کہ کوکا اسکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہے وزیر زادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہے ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب لگائی نور الدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نور الدہر بھی شیفتہ تھا ملکہ کو دیکھکر نہال ہو سفاک روز خبرین پہونچاتا ہے کہ سرو اسپ کا روز بلوہ کرکے قریب قلعہ کے آتا ہے بہمن نے مکر کیا ہے ایک گنہگار کو اپنی شکل بنا رکھا ہے اسی کو دکھاتا ہے کاؤس پلٹ جاتا ہے نور الدہر نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہے مگر مین بادشاہ سے جاکر کہتا ہون کہ اگر آپکا حکم ہو تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن اس حیلے سے جاؤن اپنے تئین پاس کاؤس کے پہونچاؤن نور الدہر نے کہا ادہر سے کاؤس آوے اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا اے شوہر آپ دعا کیجئے ایسا ہو کہ دشمن گرفتار ہو جائین سب آپکے دشمن ہو رہے ہین نور الدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جاوے کہ اسنے نور الدہر کو چھڑایا تو فورا بادشاہ قتل کریگا اور زندہ نہ چھوڑیگا سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نور الدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نور الدہر مین پھر رہا ہے جی مین کہتا ہے ایسا کون گستاخ عیار ہے جو نقب دیکر لے گیا کیونکر تلاش کرون بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لائے تو دولت دنیا سے نہال کر دونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نور الدہر کو کوئی قید خانے سے چرا لیگیا اسکا پتہ نہین ملتا اگر سفاک تو تلاش کرے عرض کی پہلے مین کاؤس کو گرفتار کر لاؤن تو اسکو بھی تلاش کر دونگا بادشاہ نے حکم دیا کہ کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کر لائے تو جہاں تاب سکھو دار بنا فوج والوں سے مجھکو کیا خوف ہے دم بھر میں سبکو پامال کر ڈالونگا سفاک تو اس طرف چلا الماس پھرتا پھرتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گاتی ہے یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

میں وہ ناداں دوست تھا راحت سے مجھکو غم ہوا
زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا

شب کٹی پر پردہ دار عشق محو غم ہوا
رنگ کیفیت مزاج آرزو برہم ہوا

جان لی یاد لب شیریں نے تیرے اے صنم
میرے حق میں التفات انگبیں بھی سم ہوا

درد دل زخم جگر کو ان سے ایذا تھی مگر
ترک صحبت جسکی کی آخر کو اسکا غم ہوا

زخم جا کر کھل گئے سینوں پہ اہل درد کے
تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر ادا ماتم ہوا

عمر کاٹی آرزوئے وصل جاناں میں تمام
کیا کہوں کیونکر بسر کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان ادھر لگائے ہوئے پہلوئے باغ پر آیا کمند ڈال کر دیوار پر چڑھا دیکھا تو دالان میں چند پری شیریں عذار کے بیٹھی ہیں اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر کمبخت جا کر کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے میں قیامت ہو گی بہت ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہے کہ سردار تو جہاں تاب تو کہاں آئے اور ہم شہزادیاں ملکہ دردانہ بھی کہتی ہیں کہ شہریار میں آپ کو نہ جانے دونگی یہ شخص آپکا دشمن ہے لیکن کو آپ سے بڑی کدورت ہے لیکن کہتے ہیں میں ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوئے فرما رہی ہیں کہ ای شہریار مجھکو ساتھ لے چلے میں بھی اپنی جان دونگی جسپر ہوگا دل اپنے قابو میں نہیں ہے۔ نظم

نالہ ہو گرم وہ جسکا اثر ہو
سحر ہے افسوں ہو یا اعجاز ہے

وہ ہو آہ جسمے مشق ناز ہے
چشم بد دور آپ کا اور انداز ہے

کیا کروں اظہار میں عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے

پر بھی سکتے نہ گر قفس
توڑ کی پہ حسرت پرواز ہے

ظلم کی چھیڑیں بسا نے بھی سماں
کیا مزاج دشمنان ناساز ہے

فتنہ برپا وہ کریں گے صبح و شام
پھر وہی شوق خرام ناز ہے

مر بھی جاؤں تو نہ پوچھیں تو نہ آ
داد مشفق واہ کیسا ناز ہے

تجکو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع — سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے
ہمنے دیکھا رفتار تیرے یار کو — سرو سا قد اک بت طناز ہے

الماس نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتا ہی اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر مین لیکر دشمن کو بیٹھی ہی کل صبح کو قلعے مین ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُترا کہ جاکر بادشاہ کو خبر کرون رات ہی کو اس جوان کو مار لین اور اس دساندار کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر ضد کر رہا ہی دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پہ آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے پوچھا ای الماس کیا ہی کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نور الدہر کو نکالکر پہلو مین لیے بیٹھی ہین سفاک لقب زن کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے نور الدہر کو قید خانے سے چھڑا کر لیگیا اب کاوس کو خبر کرنے گیا ہی رات ہی کو چلکر نور الدہر کو مار لیجیے یہ سنکر بہمن بہت جھلایا کہا مین خود چلتا ہون چلکر نور الدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹاؤنگا اُس گیسو بریدہ کو سربازار لاکر قتل کرونگا اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہی یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہی نور الدہر مسند پہ بیٹھے ہین پہلو مین شیرین عذار کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ہوشیار ہو جیے کسی نے خبر پہونچا دی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہی کنیزین بیٹھنے لگین نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب مین کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہی نور الدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا ای ملکہ عالم بڑی مشکل کی بات ہی سب بیجا اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہین یہ نہ سوچا کہ وہان بیٹی ہی یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہین تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے کہ وہ بیجا اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر سوار ہوے بہمن دروازے پہ کھڑا پکار رہا ہی ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی توڑ ونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان نور الدہر ہین با بلیغ الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نور الدہر کو دیکھکر بھاگا فوج والون کو آواز دی ہان مارو اسکو مارلو تمام فوج نے نور الدہر پہ دھاوا کیا نور الدہر نے

نعرہ کیا باش ای کافران سیہ دل و ای نابکاران بد دغا۔ نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواند

دیگر۔ ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم + لقا را بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + شہ نوجوانان لقب یافتم + نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا افسرون کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین جس خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہے کئی سو سوار گرے المالس نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیر دین جا کر ملکہ کو پکڑ لون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیر لیا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہے نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہے مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے اڑ رہی ہین جن سے بوے مشک و عنبر آتی ہے ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین ای کارساز و ای بے نیاز اس آفت سے بچا لے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر جیش طیور — سر فرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو — دم غنیمت دان و ہر دم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز — حضرت موسی بحالت لطف فرماید ضرور
قاصر از خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا — کن نہ اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد — جان و دل از سوز باطن گرم باشد تنور
ہست دنیاے دنی دریاے ناپیدا کنار — تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
خود ز عرفان تصفیہ باید دل ناصاف تو — حق نماید پردۂ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید ظہور

نور الدہر تیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن بلوہ کیے ہوئے طرف باغ کے آیا

جب کنیزیں تیر مارتی ہیں سو دو سو کو گرا دیتی ہیں بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہے او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ آ کے باغ کو فتح کرتا ہوں ایک ایک نخل کاٹونگا دیواریں باغ کی گرا دونگا کسیکو امان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آ کے ایک ایک کو سزا دونگا ملکہ نے خود تیر و کمان ہاتھ میں لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے کی آنکھ پہ پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگوں نے اسکو اٹھا لیکر ہٹ گئے اور گینڈے پہ سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر میں پہونچا کاؤس کو کب آرام ہے آب و دانہ اسنے ترک کیا ہے رات دن مسلح رہتا ہے کہ اسنے دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہے پکار کر آواز دی کون آتا ہے جواب دے ورنہ میں تیر مارتا ہوں سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہوں تمھارے پاس آنا چاہتا ہوں کاؤس یہ سنکر رک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے بیان کیا کہ میں دختر بہمن کا عیار ہوں میں نور الدہر کو قیدخانے سے چھڑا لیگیا تھا مگر دو تین دن دھوکا کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے اب میں نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے فریب نہ کھانا جلد سوار ہو رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالائے قلعہ لوگ کم ہیں نہیں معلوم قلعے میں کیا ہوگا سحر بادشاہ سے میں نے اطلاع کی کہ میں کاؤس کو خبردار کر دوں تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا تب اس حیلے سے آیا کاؤس نے شیرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہے کہ وہ جھوٹ والا کو پھر اس حیلے کی باتیں سنکر کچھ عیاری نہ کرتا ہو شیرنگ نے سنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہے بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد ہے شاید کوئی دست اندازی کرے اے کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پہ سوار ہوا فوج کو آواز دی یارو آقا کو لیئے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدے سے چلو قلعے سے توپ چلے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچا میں تو سینہ سپر جاتا ہوں کاؤس نے گینڈا بڑھایا مگر ایک مار دی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ اے کاؤس آج کیا ہے جو رات کو بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اسی گنہگار کو بلوا کر بر برج بٹھایا کاؤس نے

کہا اے سکاروا اب میں تمھارے فریب کو کب مانتا ہوں میں تمھارے دام مکر میں گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کر دیں اب نہیں منع کرتا ہوں قلعے والوں نے تو بین ماریں
کاؤس کا وہ پرگنیٹے کو ڈالے ہوئے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی تیرا کے
پہونچے کاؤس خندق فرا یا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہے تینون چند قشون
کاؤس فرا یا بڑا پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے تیشہ مارا ساتھ والون نے کلہاڑے
وخنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہوئی اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا کاؤس
سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہے کئی سو جوان مار کر ڈالے پھر اس گنہگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اٹھایا وہ منتیں خوشامد کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا
بھی کہدو افسر اعلیٰ بھی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے میں آیا دور سے دیکھا کہ آقا
گھرے ہوئے ہیں تیس ہزار میں اکیلے لڑ رہے ہیں کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کر کے قشون
بہمن کے چلا فوج سے کہا مالک کے آقا کے شریک ہو نور الدہر تنہا ہیں روک رہے تھے
جنکے ہاتھ مارو یا اسکے دو ٹکڑے کیے کہ کیا باب ہوا دیکھا نور الدہر نے کہ کاؤس شمشیر زن
دبلے خون میں نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہے نور الدہر نے آواز دی اے یار وفادار
کیا کتنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ میں زیر کیا یا کاؤس جنگ میں شریک ہو نور الدہر لڑتے
بھڑتے تا بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ میں جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تو
روکے تھے کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوئے
جو بہمن نے ہاتھ مارا نور الدہر نے بڑھ کے کلائی پہ ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی کمر
دست حق پرست بڑھ کے کمر زنجیر میں ڈالا زور کیا خانہ زین سے بہمن کو اٹھا لیا گرد سر کے
چرخ دیا چاہا زمین پر ماروں بہمن نے آواز دی الامان نور الدہر نے فرمایا امان بشرط
ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے سچے دل سے مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے
نور الدہر کی فتح کی نور الدہر کا کاؤس ہمراہ اسکی بارگاہ میں آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھین نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے نورالدہر ڈنگل پر آکے بیٹھے بہمن نے وزیرون کو اشارہ کیا اُنھون نے ترنج خوشبوئی سینے پر نورالدہر کے لگایا نورالدہر نہایت خوش ہوے فرمایا ای بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم برسر راہ ہین ہمین تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے عم نامدار تلاش لوح مین ہین ہمچشم ہمارا صحراے نرگستان مین فروکش ہی سبکا اسی سمت ارادہ ہی کہ سب طرف سے بلوہ کرین ہفت پیکران پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جائے کوچ کا سامان تیار کرو اُدہر سے پلٹ کر عقد کرینگے فی الحال فرصت نہین ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نورالدہر نے قبول کیا کاؤس بیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نورالدہر قلعہ سیاہ پوشان پر بصد شوکت حشمت فروکش ہین وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران بعد چھوٹنے قید کے ایک صحراے پرفضا مین فروکش ہین ارادہ ہی کہ اپنے کو تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤن۔ باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کہ حاضر ہی تو ای ساقی باتمیز
تو ہی سرو گلزار حسن و صفا
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
مجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
یہ ساقی نے تسکین دی برملا
کہ صحبت کی ہی جیسے دلیل مناسب
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ دیدار کی سبکو خواہش ہوئی
تڑپتی ہین کل مچھلیان نہر مین

کہ جام و سبو مجھکو ہوگا عزیز
تری میکدے مین جو آمد ہوئی
کہ ساقی کی آمد پہ رونق ہوئی
دکھادے جو چہرے کا تو اپنے نور
چلے ہم کہ دور مصفی چلا
وہ جلسہ جمے آج تو خاستہ
کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک موج بھی ہی اسی لہر مین

تری چال بھاتی ہی اے مہ لقا
تو رندون کو جلسے کی بھی کہہ گیا
مجھے ساقیا جام جم کی قسم
کہ ہو قلب کو ایک شب کا سرور
نہو رند بیہوش اس درجہ تنگ
کہ ہو رند مشرب نہ برخاستہ
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ ہی نہر کو بحر الفت کا جوش
قدمبوس ہون ساقی جم کے سات

قدم اُسکے ہون اور رندون کے ہاتھ
چھپاتی ہے شور رند میخوار سے
کہ مشتاق ہین تیرے سب باوفا
ترے دور مین ساقیِ مہ لقا
بڑھاتے ہین میخوار غم کے رسوم
امیر جہانگیر والا تبار
ہوے ملک سے کافرون کے اسیر
انھین کی رقم ہوتی ہے داستان

مگر دخت رز خوب بیباک ہے
گیا آہ بھر دم دیدار سے
نہال تمنا مین آوے ثمر
یہ رندون نے دیکھا نیا ہے مزا
چلی ابر توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہین کفار سب شرمسار
سنی جب علمشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت مین کرنا عیان

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہے
ذرا بزم مین ہمکو صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا منچیون نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
ہوا جلسہ اسلام رونق پذیر
پچھڑا پایا پدر کو بصد کر و فر

چہرہ غازیان غزوات مشرقی و دبستان جام ہوشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین سخن مصنف راقمان کتاب عشق انگیز + معنی نگاران داستان عجم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان طلسم ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہے خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت کرو کہ طلسم کس مقام پہونچین تحفہ جات تو انشاء اللہ اس صاحب اقبال کے پاس سے لوح ملتے ہین کیا دیر ہو قضا سے کارا یہ ہوا آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ طلسم پر آشوب ہے ایسا نہ ہو کہ جا کر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو لندھور نے عرض کی بنیاز مندون کو شکار کھیلیگا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کر دیا لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان یکقدری بھی ہمراہ ہے سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پر شکار کیے کہ ارابے بھر گئے قضا سے کارا ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا اس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب مہمیز کرکے جو اُس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پر پڑا ہے باز اُسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کودے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہے دروازے پہ چند کنیزیں ماہ رخسار ٹہل رہی ہیں جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہے کہ خیمہ کا پردہ اٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب طالع ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تودہ دل پہ پڑے یارائے صبر نہ رہا بے اختیار پکار اٹھے اے مہ جبین و اے نازنین ایک نگاہ پھر اٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمہ پر پڑ گیا کنیزیں کہتی ہیں اے شخص تو کون ہے کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہے یہاں سے اٹھ جا بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے سے اپنے قریب بلایا کہا اے ماہ پیکر و اے سمن بر میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں شاید دل پہلو میں نہیں یہ پیغام میرا پہونچا دے

نظم

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیوں نہیں جاتے
اے زنار جو دل میں ہے وہ کر کیوں نہیں جاتے

اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیوں نہیں جاتے
اے غیرت خور رشک قمر کیوں نہیں جاتے

جراح مرے زخم جگر سیتے ہیں دن رات
ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیوں نہیں جاتے

تھم جانے کی کیا وجہ کوئی روتا ہے یہ بھی
دن رات بہے دیدۂ تر کیوں نہیں جاتے

رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں
ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جاتے

کیوں خاک اڑاتے ہیں ہم اس رہگذر کی
اس کوچے میں ہم خاک بسر کیوں نہیں جاتے

ہے یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے بتر ہے
کھٹکا رہے اس جینے پہ مر کیوں نہیں جاتے

ہے عاشق بیدل کو خوشی آتا اسی کی
دشمن مرے فی النار سقر کیوں نہیں جاتے

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمہارا احسان ہوگا خواص نے جواب دیا کہ میں جا کر عرض کرتی ہوں جیسا وہاں سے جواب ملے یہ کہکے خواص اندر گئی نہیں معلوم وہاں جا کر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے آپ کو یاد فرمایا ہے لندھور اندر آئے برج آفتاب میں داخل ہوئے یہ رعنائی و زیبائی اندر خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطافت سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہے مسند جواہر نگار آراستہ گرد اسکے گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں کنیزیں دست بستہ کھڑی ہیں [illegible]

وہ سرو ناز بعد انداز جلوہ فرما ہی کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولون کی پنکھیا لیے جھل رہی ہی اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہی کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری کا پیش کر رہی ہی اُس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچہ دہن ایسا اُگال منھ کا جو اُگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان مین ڈال دیے وہ گلوری کلّے مین دبائی ہونٹھ لب مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آگئے وہ نازنین نہایت ادب سے بپاے تعظیم لندھور اُٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بے مثال کہ لندھور کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اُٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پے تاثیر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس جا کر سفارت کی تھی اُن قبولات پر لڑے قبول سے گرے مگر خائف نہین ہوئے مگر وہ رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہی کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر حیاوش حُسن آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سرہانے کھڑی ہوئی پھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی بخت پر ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز ہی ہنسنا آغاز ہی مسکرا رہے ہین رنگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اس خواص سے اشارہ کیا اُس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا مضائقہ ہی مگر ان لوگون مین دستور عقد ہی مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم مہر ادا کرنے پر راضی ہین اُس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپ کو کیا توسل ہی لندھور نے کہا مین اُنکا جانشین ہون سپہسالار دست راست مشہور ہون فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بزرگ نہین مانتا خواص نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپ کو منظور ہی لندھور نے فرمایا مین بدل و جان قبول کرتا ہون پس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا پنجۂ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا آکو دارا سے منھ

یہ جام ہمیشگی نسبت ہی لندھور نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے جام اس محبوب پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبوں سے لگا کر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ گلنار ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد میں فرق ہو گا جو کہا ہو وہی کرینگے اس نازنین نے جواب دیا جائیے مہر لیکر آئیے عقد ہو جائے تب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چنگنیں جو ساتھ تھیں اُنھوں نے فوراً طبلہ بجایا صدا سے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگیں نظم

سرکشی عشق کی درگاہ میں منظور نہیں
پاؤں سلیماں کے لیے مرتبۂ مور نہیں

عہد میں اپنے خوشی کبھی ہم تھا کا ظہور
دل غمگین میں بہت خاطر مسرور نہیں

جو کسی زونکا ہو جیسے شیدا شیں نہیں
ہنس کے فرمانے لگا یار یہ دستور نہیں

طالب مرگ ہو خدا یاں ہے اگر راحت کا
گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہیں

زخم دل کا ہے ہر کیف اٹھاؤنگا مزا
ہے کہاں پاس اگر مرہم کافور نہیں

چشم بد دور سراپا ہے وہ اک عالم نور
جلوۂ حسن جمال بت مغرور نہیں

چشم عاشق کی طرح بہتا ہے ہر زخم جگر
کون سا داغ ہے چھپنے کا جو ناسور نہیں

جلوۂ دوست تو موجود ہے ہر شی میں قلق
آپ اندھا ہے تو آنکھوں میں ترے نور نہیں

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار لیکر اٹھے کہا ملکہ میں رخصت ہوتا ہوں اب جا کر شہر کی تدبیر کرونگا اس مہ جبین نے کہا جلد جائیے اب سر صاحبقران لیکر آئیے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اسپر سوار ہوئے چند خادم ساتھ تھے اُنھوں نے راہ میں پوچھا ای والا جاہ کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہیں گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہو گئی اب ادا سے شہر کی فکر میں آیا ہوں راہ میں اور پیدل قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور بدل گئے ہیں ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہیں اکڑتے ہوئے چلے آتے ہیں شکار گاہ میں جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ میں آکر آرام سے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان یکھری آیا لندھور نے کہا اسے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اسکے مہر میں سر صاحبقران مانگا ہے لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہی کبھی کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہے مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہے لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران کے آپنے اقرار کر لیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کر لیا لندھور نے کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہے ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی قبضہ پر ہاتھ رکھا کہا مین آپ سے کیا باپ کی کار رکھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہے اب موت زندگی آپکے ہاتھون لندھور نے تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اٹھا دونون کی فوج مین آ کے ہان ہان کرکے فرہاد خان کو ہٹا لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اترا لندھور نے کہا پہلے اس جوانا مرگ کو مار ڈالونگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو خبر کی فرہاد نے بھی فورا طبل جنگی بجوایا لیکن داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا اے داراب کیون اسقدر بد حواس ہو کیا رنج پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہے امیر نے فرمایا تو کیون گھبراتا ہے مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرا دونگا داراب نے عرض کی وہ حضور سے بر سر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر انکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہے تو مین سر حاضر کر دونگا میرا جانشین قدیم خیر خواہ دوست صاحب حشمت و شوکت مین کیا اسکی بات سے انکار کرونگا بلا اسکی خوشی وہ میری مرضی داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے تھے جس وقت سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اتنا بھی یاد نہین ہم سب کی صورت سے بیزار ہوگئے کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین تو کچھ فکر نہین داراب نے کہا آقا سے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اس ملعون کو قتل کرون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون
عمرو نے منع کیا کہ ای فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہے کہ جا کر یہ فساد
برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جا کر اُسکا طرز دیکھ لون مجھ سے
داراب خبر کہکر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا مشیرون سے ذکر کرتے ہین کہ
یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادہ جنگ ہے مین صبح کو
جا کر دیکھون کہ کیا رنگ ہے نماز پڑھکے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہوے طرف
لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کسیکا جانا قبول
نہ کرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
بمجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جوشان
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین آیا
اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام
کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ
جوانمرگ کہان ہے میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی
اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہے تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام
کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہے فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال
کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو
مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہے لندھور نے کہا اے فرہاد اگر تجھکو
اپنی جرات پر ناز ہے تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے کے پیوند خاک کردون
فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہے اور اگر خدا نخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوئی تو
دنیا و عقبی دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھ سے کیون بگڑتا
میرا حکم بجا لاکے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

بھونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہر چند کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوئے ہین سلام بھی صاحبقران کو نکیا بہرام گھوڑے کو اڑا کر بیچ مین آئے چونکہ بہرام پرانے سردارین سب انکا پاس کرتے ہین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہی کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے ہوا اور کلام کرتے ہو اپنے بستر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو برا نکہینگے بہرام نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہوگیا اب بہرام نے لندھور کو سلام کیا لندھور نے مکھی سی اڑا دی بہرام نے کہا ای دارائے ہند مزاج کیسا ہی تمکو کچھ ملکہ رسا پاتے ہین ہمنے سنا ہی کسی عورت پر عاشق ہوئے اور شہر مین سر صاحبقران قبول کیا ای رستم زمان سر آقا سے نامدار زن بازاری کے شہر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش مین آؤ صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن ہوا گر تمنے امیر سے برائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ پر نازان لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور تجھسے بے ادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تو نے ادب و پاس سب کھویا تیرے لیے بہت برا ہوگا جسوقت انکے فرزند سنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر شہر مین ایک زن بازاری کے سفر کیا ہی تو آفت برپا کرینگے زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او حبشی ایکی ہاتھ مارونگا کہ سر اڑ جائیگا بہرام نے کہا ای لندھور ایکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے مین بھی تیری رستمی دیکھون لندھور نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چپارہ ہوگیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور کہا کہ ای لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات مین بند رہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا شق ہوا کچھ ہنداری بیچ مین آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بسنت و خوشاد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای دارا بے ہند صاحبقران سامنے سے دیکھ رہے ہین ایسا نہو کہ تم پر آ پڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان ٹوکونگا اگر مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر مہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت مین امیر کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقا سے نامدار آپ تشریف شریف لیجائین مین لندھور سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے کے منھ نچڑھو اب جو یہ لشکر مین آئیگا دیکھین کیا کرتا ہو صاحبقران بہرام و فرہاد کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دوزی کرائی داراب سے کہا ہمارے لشکروالون کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم امیر پر لشکر کشی کرینگے داراب نے جاکر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہو وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہو جسدن امیر سے مقابلہ پڑیگا امیر پکڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہو تو امیر مالک اسم اعظم ہین مگر بیڑا ہی تو بھلا ہو تو ہمارا آقا ہو ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوے سب نے صلاح کر کے افرادی کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقا سے نامدار ہم آپکے دل وجان سے تابعدار ہین مگر اسنے بلایا ہو ناچار جاتے ہین بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افسرون نے آکر سر دربار رو رو کر بیان کیا کہ غلامون کو انتہا کا قلق ہو مگر اسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین جسے یہ ہوگا بروقت جنگ اپنے بھائیون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ملکے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہو کہ آپ پر لشکر کشی کرے امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا کہ تمسے سب طرح کی امید ہو بسم اللہ اسنے بلایا ہو تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہو نولاکھ ہندی کھانجی مسلح ہو کر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہان لندھور اترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اس صحرا مین اتارا کہا کل لشکر تیار رہے مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا نولاکھ جانبازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہی امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا ای آقا سے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لندھور سے

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب سردار کہہ رہے ہین ہم نکل کر لندھور سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھین آج ہندی سے کیا گذرے مقابلہ کرنے مین بڑی خرابی ہو اور مقابلہ کرنے مین بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے بلا زبان لندھور کی زبانی سن چکے ہین اسی صحرا کی طرف چلے صحرا مین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے ہوے طائر آشیانون سے نکل گئے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوے نہرین خشک پڑی ہین خواجہ اس صحرائے ویران کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتین ٹہل رہی ہین عمرو نے صورت اپنی انھین کنیزون کی سی بنائی انہین جا ملا وہ کہہ رہی ہین کہ آج دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہین لائین معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے انہین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا ہوا یہ بڑا غضب ہو ملاپ کا ہونا بڑا باعث خرابی ہی چلو چل کے دیکھین فرمائی تھین کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئین دس بارہ کنیزین اس مقام پر آئین کہ جہان خیمہ استادہ تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استادہ ہی روشنی بھی وہان نہین آخر ان سب نے کہا باغ سنبلستان مین چلو شاید وہان تشریف رکھتی ہون سب کنیزون کے ساتھ خواجہ بھی چلے چند نخل طی کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین ان سب کو دیکھ کر ان سب نے آواز دی ارے تم کیون چلی آئین ان سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے انہین سے کہا کہ ابھی خبر کچھ معلوم ہوئی کہ وہان لندھور نے صاحبقران سے کیا کہا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت دشوار ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی کے ہاتھ سے سردارون کے مارا جانے کا امیر کو صدمہ پہنچے مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نہ کر سکین یہ مراد ملکۂ عالم کی ہی کنیزون نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل مقابلہ ہوگا یہ باتین کرتی ہوئین سب ایک جگہ جمع ہوئین سب نے کہا اب ملکہ کے پاس چلو خواجہ ساتھ ہین کہ ایک نے کہا اگر ملکۂ عالم قصد نہ کریگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران کا سر لندھور کاٹ لین سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہو گی غرضکہ سب باغ میں آئیں دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سر سبز و شاداب پھول پھل لاجواب دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ میں آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہے گرد گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی عالم میں رہے
پھر بھی معلوم ہو کون سے عالم میں رہے

رات بھر سینے سے آتی ہے صدا شیون
چند ارمان دل مردہ کے ماتم میں رہے

شوق ہے اسکو بھری بزم میں ہنسنے کا اگر
دل پر غم میں رہے دیدۂ پرنم میں رہے

شب کی انجمن کا سنو ہم نفسو مجھسے حال
انسے پوچھو جو مری خاطر برہم میں رہے

رہکے دل زلف میں کام آئیگا کیا انکے جلال
خوب سینے کو ابھارے جو وہ محرم میں رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا یہ سُری گاتی ہو میں گا کے دو چار شعر سناؤن مسند نشین نے کہا اے رنگین ٹھہرو گلچین کو گانے دو خواجہ نے بایان بجایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے ہین کچھ مسافرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہے دیکھئے آپس میں کیا ہو کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہے کہ سر صاحبقران الا لندھور ہی کر دے گا مسند نشین نے کہا قتل ہونے میں صاحبقران کے ابھی دیر ہے جب تک وہ شریک ہو گا تب تک نہ بن پڑے گا دیکھو میں تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر مارے چلا کر آواز دی اے نیرنگ شعبدہ بازی نیرنگیان دکھا دے شعبدے کا رنگ جما دے صبح کو مقابلہ ہے ہمین تمھاری کارستانی دیکھنا ہے دیکھا ایک طائر نخل سے اڑا اور چہکارے مارتا ہوا غائب ہو گیا یہان سر دربار دارائے ہند کہہ رہا ہے کہ کل حمزہ کو ٹھوکونگا ایک ضرب گرز میں پیوند خاک کرونگا سردار انکا جو بولیگا اسکو بھی مٹاؤنگا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آؤنگا ملکہ یاد کر لی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربارگاہ سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکے گرد سر لندھور چیخ مارا چیخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے اے لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب احوال کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہے کہ کل دیکھئے کیا گذرے لندھور کو انتشار ہے مگر صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور ہی

طائر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا ای شیر رنگ کیا کیا طائر مثل انسان گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھتا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہیں یہ باتیں کرکے طائر اُڑ گیا مگر وہ نازنین مسند نشین چپ بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہیں لائے انکا نہ آنا مجھپر شاق ہی دل صورت زیبا کا مشتاق ہی کنیزیں کہتی ہیں حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزیں جائیں بلاکر ہم نکولائیں بیان کریں کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہیں مسند نشین نے کہا تم لوگ کہاں جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کرکے میں خود جاؤنگی دیکھکر چلی آؤنگی کنیزوں نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالیں ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش میں نکلے مسند نشین نے کہا میرا کیا کرسکتا ہی مجھے بھی اسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ گھبرا کے خاموش بیٹھے ہیں کبھی باتیں بناتے ہیں کبھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کسکے انتظار میں ہی اُسنے کیا انتظام کر رکھا ہی کہ جسپر یہ ناز ہی کہ عیار مجھ تک نہیں آسکتا میں یہاں تک آیا کوئی مجھسے متعرض نہیں ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا اولے برسا ابر گرتی ہوئیں مسند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحبو وہ آگئے سر باغ پردہ ابر پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت اڑاتا ہوا آیا تخت اتارا مسند نشین نے آواز دی کہ ای ظلمات کہاں رہ گئی ساحر نے جواب دیا ای ملکۂ عالم میں لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ میں بڑا انتشار ہی یہ بھی میں نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمہاری فکر میں نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہاں تک تو نہیں آیا تاجدار نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اسکی فکر خالی نہیں جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا ہی اور میں تو کتاب ہفت پیکر میں دیکھکر آیا ہوں کہ تمہاری صحبت میں عمرو بیٹھا ہی دیکھو میں ابھی پکڑے لیتا ہوں یہ کہکے پکار کر آواز دی ای طائر حیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا ہر چند خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤں ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہاں سے نہ ہٹے وہ طائر اگرد عمرو کے چیخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ و روغن اُڑ گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیوں ملکہ آپ نے دیکھا میں نے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلوں طائر آشیانوں سے نکل کر چہکارنے لگے مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہوا اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کر دینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کر دیا ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہے تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر مجھ پر مہربانی کرے اور رہا کر دے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین دیتا کہتا ہے او ساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہے اگر ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لا کر ایک مکان مین قید کیا

بیان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف تھے مین صبح کو سب تیار ہوکر دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہے قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو ہے مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے تھے نقیب کا ہے اور نہ سراچہ چاک ہے مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین مین خواجہ بھی لشکر مین نہین مین کئی دن ہوئے لشکر سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہوگئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران کا نہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پانچ کمی رکھتا ہے نہین معلوم وہ ہندی کیا سوچا ہے کہ اہل ہند کو جنگ وجدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر نواکہ ہندی سب آمادہ جنگ میدان مین آکر صفین جما دین جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے بیٹھے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خداپرستان صاحبقران کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا شیر ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے آیا کہا کیون او ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہے صاحبقران کو جیتا منگوایا اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین قدم کے ہاں سے تیری جان بخشی جنگی ورنہ یا تم سے

امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے کہا یہی ارادہ ہی تو سوداے خام جو تیرے دل مین سمایا ہی اُسکو نکال دون گا تجھکو متنبہ کردونگا کہ تو اس امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا اے مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا ورنہ مارا جاےگا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے واسطے آقاے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران ہین اس فن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہوگیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی مین دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پر چلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی چوٹ سپر پر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دوابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھپکا کر نکالا مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ کٹتا بچا عیارون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آ پہنچے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا قاسم بھی اپنے قادریون کو لیکر آ پہنچے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین شکر لگے مگر تلوار نہین چلتی ہی ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر دیکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے ہین لندھور پر تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے سردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ سیہ ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سردارون سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہمارے مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلہ حوالہ کر دیتے ہین لندھور آ کر داخل بارگاہ ہوا علاج ہوا مرہم لگا ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا داراب سے بلا کر کہا کہ یار وفادار آج فراق معشوق مین

میرا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو دل کی یہ کیفیت ہے نظم

حیران سے ہیں آئینے ہیں رخسار کو تکتے — عاشق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے
دیکھوئی ملازم کی ہو سرکار کو منظور — کس میٹھی نظر سے ہیں نمک خوار کو تکتے
کیا ہجوم کے ابتایا ہی قبلے کی طرف سے — میخوار ہیں سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے مسدود کیے آپ نے روزن — رہگیر کنکھیوں سے ہیں دیوار کو تکتے
دنیا کا عجیب حال ہوا مرتا نہ پوچھو — احباب ہیں احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہو گیا کہا جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤں کہا ذرا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہاں تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحراے گلگون میں جاؤ وہاں ایک خیمہ استادہ ملیگا اندر چلے جانا اشتیاقنامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہے لندھور نے کہا بلاؤ کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا اے دارائے ہند ملکہ نے پوچھا ہے کہ سر صاحبقران کا آپ نے نہیں بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہیں اگر وہ ہوتے تو میں سر ضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھکو صحبت میں بلا لیجیے میں مشتاق جمال ہوں کنیز نے کہا چلیے کنیز لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہیں ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا میں عہد کامل کرونگا کہ میں اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندوں میں آج فقط قاسم لشکر میں ہیں آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحراے سبزہ زار میں پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہے مگر نخل سرکشی کر رہے ہیں وجد میں جھوم رہے ہیں جابجا درختوں پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہیں ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہے کہ اے آیندہ و روندہ آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہے مقام عشرت نہیں ایکدن سب فنا ہیں جمشید ایسا بادشاہ جسنے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے قضا کے مارا گیا کسنے اس دنیا میں آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر۔ نظم

اے مقیمان چہ سقف سپہر غدار — تا بہ کی حسرت فرزندان و شہر و دیار

اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
قصر کو جانے دو باغون کو دالان کو دیکھو تکیۂ گور و گوران آج ہو ہر اک کا مزار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے سنے ہوش اڑ گئے جی میں کہتے ہیں ای لندھور جگہ تاسف کا مقام ہے یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہے سچ کہہ رہا ہے افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر بیتاب ہو کر کہا ای کنیز مجھکو کس جگہ بلائی اسنے کہا سر اٹھا کر دیکھیے لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استادہ ہے قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہے حبشی کنیزین دروازے پر ٹہل رہی ہین انھون نے پکار کر آواز دی ای لنترن تیرے ساتھ کون ہے اس خواص نے جواب دیا دارائے ہند مشتاق ہو کر آئے ہین جا کر عرض کرو کنیزین اندر گئین تھوڑی دیر مین پلٹ آئین لندھور دربارگاہ پر پہونچ گئے تھے انھون نے کہا چلیے آپ کو یاد فرماتی ہین ملکہ بلاتی ہین مگر فرمایا ہے کوئی سرکشی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہین مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے مسکرا کر کہا کیون صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہین مین نے سردارون کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہون کہ اسی ہفتے مین سر لاؤنگا اس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہین تمھارا فراق ناگوار ہے دل بیقرار ہے عجب کیفیت ہے حقیقت مین یہ صورت ہے۔ نظم

واہ کیا شکل ہے صورت کی شباہت کیسی آپ تو کیسا ہے صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے کبھی نہین تم چشم عنایت کیسی پیار کیسا ہے مری جان یہ الفت کیسی
رکھ چکا ہون مین گلا اپنا چھری کے نیچے سانس لینے کی تو مہلت نہین فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم مین کبھی طرح دیتا تھا درگذر اب نہین کرتے تو مروت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی ای زنہار جان تک دیدون اسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اس نازنین نے بحسرت کہا ای دارائے ہند یہ راتین ہمپر بڑی سختی سے کٹتی ہین کالی راتین ہمکو بڑی مصیبت مین گذرتی ہین تمکو ہمارا بالکل خیال نہین آتی

حقیر چیز ہے جسے طلب کی وہ تیسے نہیں ہو سکتی لندھور نے غصے میں جواب دیا کہ ای ملکہ میں اپنا حال کیا کہوں کلیجے پر چھریاں چلتی ہیں تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہیں مگر مجبور ہوں حمزہ کے نہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سرداروں سے اُنکے کہونگا کہ امیر کو حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہاں کہیں صاحبقران ہونگے فوراً چلے آئینگے جب لندھور نے بہت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جائیے پھر کنیز کو بھیجونگی مگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا ہے صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہیں ہے میں میدان میں اکیلا کھڑا ہوں لندھور گھوڑے پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا ساتھ والوں کو آواز دی کہ اِس ہندی کو مارلو زندہ نہ جانے پاوے بارہ ہزار جوانوں نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر حربے پڑ رہے ہیں طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر میں اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش نے لندھور کو گھیرا ہے تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخموں میں لندھور چور ہو رہا ہے نقابدار نے حکم دیا تھا کہ یا تم لوگوں نے آکر لندھور کو گھیرا ہی چاہتے ہیں لندھور کو پکڑیں عیار نقابدار نے چاہا تھا کہ حلقہ پھینکے کمند کے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لون کہ داراب جست کر کے پاس عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کر کے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہوادار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی کہ لندھور خبردار اگر سلطان امیر کو تو نے ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اُس نازنین سے کیا عہد کیا خبردار اِس عہد کا پابند رہنا ورنہ خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا لے گیا اسیر دیا تو ڈھونڈھنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھکو غیرت نہیں آتی مدت گذری خدمت صاحبقران میں اب ہوا باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سردار لیکے بارگاہ میں لائے آرام جراحوں کو بلا کر پٹیاں بندھوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص براے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے کہا ای دارالے بند گھبراؤ مت کہ اس نقابدار کو تلاش کرکے سزا سے معقول دینگی لندھور نے کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان وقت پر پہونچے مجھکو بچا کرلے آئے ای خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار کرین تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے مین ہین انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ امیر کو قتل کریگا میرا سپاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کرکے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی سختی سے قید کیا ہی یہ کہکر خود اٹھی تلاش مین نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑکر لندھور سے گیا ہی ایک صحرا مین جاکر اُتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا مین اترا ہی پلٹ کے آئی ایک خواص کو حکم دیا کہ جلد جا فلان جنگل مین نقابدار اُترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پانون سب کے بیکار ہون نقابدار کو گرفتار کرلا خواص اسکی کیفور جادو اُسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اُسنے ٹھیک دیا تھا یہ کنیز برسر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار طرار سرپیکس رانی کر رہا ہی رفقا جمع ہین نقابدار کہہ رہا ہی کہ ای عیار طرار تمنے کچھ کوشش نکی امیر بھی قید مین خواجہ بھی قید ہوے اُنکی رہائی کی کچھ تدبیر نکی عیار عرض کرتا ہی غلام کو مقام قید امیر دریافت نہین ورنہ براے رہائی جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صمصت بلک کے اُسنے جنگ آغاز کی تو مین اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سرزنش معقول دونگا کہ تمام لڑائی کا بھول جائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین غل ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کرو کیسا غل ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہین ابر چھایا ہی بوندیان پڑ رہی ہین لشکر مین انتشار ہی سب یہی کہہ رہے ہین کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر خیمے اکھڑوا رہے ہین مگر حیران ہین کدھر جائین کوئی دہ قریہ بھی قریب نہین کہ وہان امان پائین بس یہی صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا سیاہ زیادہ ہو رہی ہی

پانی کی طغیانی ہی ہر کس و ناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہی یارو کس طرف جائین پانی سے پناہ پانی مشکل ہو خیمے تیرنے لگے کھونٹے اکھڑ کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرا کر گرنے پر آمادہ ہے ملازمون نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل مین آیا دیکھا اس مقام پر ابر و ہوا کی بالکل تاثیر نہین عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہی اور لشکر پر محیط ہوتا جاتا ہی نقابدار جو نکل کر باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہین کہ پاؤن زمین پر نہین جمتے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہی جی چاہتا ہی اس پانی سے کدھر بھاگون ہوا پاؤن نہین جمنے دیتی ہی ہوا کی خواہش ہی کہ مجھکو اڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گرد نقابدار کے آ گئے نقابدار بیچ مین رفیقون کے کھڑا ہی کہتا ہی پاؤن نہین جمتے ساتھ والون نے نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤن پکڑے بیٹھے ہین نقابدار دمبدم کہتا ہی طبقہ زمین کا نہ اڑ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال مین ہی عیار نے جنگل مین جا کے خیال کیا کہ کسطرف سے ہوا آتی ہی دیکھا ایک پہاڑ سے لکہاے ابر سیاہ اٹھ رہے ہین ہوا پر محیط ہی اسی مین آکر پاتے ہین اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہین عیار اسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک ساحرہ سحر کرتی ہی کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنا کر تیار ہوا ایک نامہ ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرۂ مکارہ تو نے کیون دیر کی جلد لشکر نقابدار کو غارت کر دے اپنا جادوگر ہمنے بھیجا ہی یہ تجکو ترکیب بربادی بتا دیگا اگر اسمین کچھ دیر کی تو تیری بربادی ہی زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھاوے تم اسکو صرف کرنا یہ لکھ کر ہاتھ مین لیا جنگل مین آکر ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا پکار کر آواز دی او ساحرہ تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا فوراً اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہین اس ساحرہ نے سر اٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین سحر کرنے سے ساحرہ رکی کیفور جادو نے پکار کر آواز دی او ہی فرستادۂ خداوند مین نے سحر روک دیا ساحر قریب آکے آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی او آہو وحشی تھوڑی دیر مین آنا مجھکو لیجانا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل مین بھاگ گیا ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ او ساحرہ نے کاغذ دیکھا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی

مہر کو آنکھوں سے لگایا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کونسا سحر قدرت نے دیا ہے میں بھیجی ہوئی حسین کی ہوں حسین نے حکم دیا ہے کہ نقابدار کو گرفتار کر کے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں تھوڑے عرصے میں کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہے لشکر کو یہیں چھوڑونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے نکالا کہا لے اسکو آگ پر ڈال دھوئیں کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو آگاہ کر دیگی کیفو نے لوبان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھواں پیچ و تاب کرتا ہوا نکلا عیار کھڑا ہوا تو دیکھو پریزاد بننے لگی سر چھپایا ہوا پریشانوں پر یاقوت کے ہیں ساحرہ بہ نگاہ غور طرف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھواں اُسکے دماغ میں پہونچا عیار نے تو اپنی ناک میں روئی دے لی ہے ساحرہ ارے کہکر گری عیار نے نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضا سے کار مہتر برق تلاش میں عمرو کی نکلا تھا آتے جو یہ سب دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آتے دیکھا اور عیار کو ایک سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھپٹ کر لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا کہ تھام اون عیار کو دیکھا گا برق نے پکار کر کہا ارے کیوں بھاگا جاتا ہے میں تیرا دشمن نہیں ہوں برق ثانی نہ ٹھہرا یہاں نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب و ہوا کی وجہ سے زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ اتفاقاً ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا طغیانی آب و ہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہے نقابدار نے پکار کر آواز دی اے یار وفادار بلا سے آسمانی دفع ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدموں پر ڈال دیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت سنبل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتیں کر رہا ہے نقابدار تعریفیں کر رہا ہے کہ برق ثانی نے شاہزادہ خسرو شیر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور نے سنا چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں آپکے اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت کر کے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے تمہیں نہیں معلوم کیا منظور ہے نقابدار عیار کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہے کہ کیونکر دریافت کروں لیکن جب برق ثانی نے ساحرہ کا لاشہ بے سر پہاڑ پہ پڑا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا پیدا ہوا کہ اس لاش کو اڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آ کر گرا لاشہ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مار کیا مجھکو بھی دارا سے ہین سمجھا ہی جسکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون کیا نا۔ بیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہو کر آئے کہ ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا کے قریب ایک قلعہ ہی اوس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیو نژاد ہی آپ اگر اوسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردے گا فنون سپاہ گری مین طاق و مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ ای منہاج تیرے صحرا کے قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اوسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہو گیا ساتھ والون سے کہا لشکر تیار کرو اوسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابل لشکر پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ سنکر خاموش ہو رہے منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کاشانۂ مغرب سے برآمد ہوا میدان جنگ مین آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف سے منہاج دیو نژاد گینڈا اوڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کیفیت پر کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیو نژاد نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کس شخص کی ہی قدرت سے اوسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرز سپر کا ہاتھ مین لیکر برابر تگاور بڑھانے لگا دونون مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی تنگ ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا نہو نقابدار غالب آجائے پہر صبح کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا گانٹھا پھیکر مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ کیچلی چھاڑ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے گرد اسپر کا آگے کیا بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پیر گینڈے کے اڑ گئے منہاج گینڈے سے کود اچاہا نقابدار سے لپٹ پڑون نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا بس آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اتار کر حلقہ ہائے کمند یار دیئے گردن مین نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہی منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے کمند کھینچون نقابدار بے لطف ہو رہا ہی گلے مین حلقے پڑے ہوے زمین پر گرا پڑا ہے برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیئے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کر کے برق فرنگی الگ ہوا نقابدار کی جو کمند سے کٹین تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ دونون شیر لڑ رہے ہین مگر منہاج چہار جانب دیکھ رہا ہی گھبرا رہا ہی زور مین جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہی کہ منہاج کو نہ چھوڑون اسکی مشکین باندھون لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقابدار پر تیر چلنے لگے نقابدار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازمون نے مرکب پہونچایا نقابدار مرکب پر سوار ہوا فورًا کمر سے کھینچی تیرون کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوے تیرون کا انبار ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے کہ تیر اندازون کے منھ جلے غل مچاتے ہوے تیر انداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا آکر اپنے قلعے مین چھپا نقابدار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پہ بند کیا قلعے کو چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ اے ملکہ مین برسر نقابدار

کہا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی ساحر کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجائے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو آج تک قید ہی کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھکر کہا او ای ظلمات جاؤ نقابدار کی مشکین باندھکر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون کہکے ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتادون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے باتون مین لگاکر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان سے اُڑا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جاکر خنجر سے مارا نہین معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے گردنین کاٹین یہ ساحر بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمہارا نام کیا ہی کہا جہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو جال تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پایا آپکے کنے مین کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھاکے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا اپنے عیار کو بلایا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمہارے لشکر مین آگئے برق ثانی نے ہنس کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین معانقہ کرایا ہر چند برق نے چاہا کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے بہشت کہا دی جہتر والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرنا پردہ پوشی

مین ہمارا مطلب ہی جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہی طلسم قارست درہم وبرہم کررہے تھے ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کرلایا دونون کو قید کیا امیر وعمر دو عیار ہین برق نے کہا سامنے جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ ٹہل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ وروغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنا کر تیار ہوا جنگل مین ٹہلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہی کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہی بدون آپکے حکم کے قیدخانہ نہین کھولا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جا کر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سوگیا خواب مین خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو چھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکریگا بھائی ذرا بایان چھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کرون یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی

نظم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین   یہ جو ہم اُنکے ہین وہ ہمارے ہین
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین   چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب قدم   اب تو ہم تمسے قول ہارے ہین

چھپ کے گھر کسکے جاؤ گے مشفق
کیون چھڑے پاؤن سے اُتارے ہین

ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا
جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین

زلف بے ساختہ ہین گیسوِ یار
نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے اے ظلمات حقیقت مین ہم قدرت کے نظر کردہ ہوئے کیا خوب آواز ہی آواز مین کیا سوز و گداز ہی دل کھینچتا ہو دل چاہتا ہی کہ تمھارے گرد پھرین کوئی تو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جس دن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہی کہ نام لات و منات مٹا دیجیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہوگئے اب حمزہ کو لاؤ شراب انجواری کا پیچ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس قول پر سب راضی ہوے برق بیٹھا ہی کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر زنجیرون مین بندھے چہرے اداس عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے آب و دانہ انکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہونچاوین کہ وقت قتل انکا قریب ہی ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہی جہان تک ہوسکے تکلیف پہونچاؤ یہ کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے مشمش و دمامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آگئے ہین سوائے میرے انکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کر ہان بھائی شراب لاؤ آفات جاکر تپلا اٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اس مین بیہوشی ملائی شرابکا پیون بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر طلین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھوریا آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران نے دیکھا برق نے تمئی سر جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی سانس مین پینا یہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لےگا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہی عمر بہت اپنی بڑھا لو دشمنون کو قتل کرو آفات تو سن ہی کہ میرے بھائی کو عجب شرارت ملا سبنے جام اٹھا کے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔ منظوم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار پتلا وہ آگ کا ہے میں پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام کر عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
اے بحر حسن آج تو چل موتی جھیل پر ابکی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلنگے رندان بادہ خوار ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی جھوش سے اے ظہیر دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہے کہ ایک شخص منھ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہے اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر میں بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا او برق کیا کرتا ہے منم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہے اُسنے سحر کیا برق کے پانوں زمین نے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کروں اُسوقت برق کا تڑپنا بلک بلک کے دعائیں کر رہا ہے کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس آفت سے بچا لے میں کیا مشقت کر کے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ اے زن فاحشہ کیا کرتی ہے وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہے میرے باپ کو قتل نکرنا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دناکا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانوں قابو میں آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ اے فرزند ماشاء اللہ کیا کار نمایاں کیا ہے خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گریں صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے ملکر سب ساحروں کو قتل کیا اُس مکان میں ایک حبہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل میں قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا کیونکر آنا ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر لقا بیدار ہے جا کر ظلمات کو مارا اب لقا بیدار قلعہ منہاج دیو بند کو گھیرے اترا ہوا ہے وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا لقا بار نے لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتے تک لائق جنگ نہوگا مگر لقا بار عجب صاحب شوکت ولیاقت ہے اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند ہے آج جوش میں وقت پر کہہ اٹھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہے صاحبقران نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب مہیا کرو کہ لشکر تک پہنچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں بکتا ہو تو خرید لاؤں یہ کہکے خواجہ چلے قضائے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا میں ایک تاجر اترا ہے اُسی کے گھوڑوں کو پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی نوکر رکھوا دو تمھارا ساتھ رہیگا ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکر رہینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا کہا میں اسکو پھیر لاؤں یہ کہکے جو ایڑ کی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو کب ٹھہرتے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا میں نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحرا سے ہول خیز میں بادہ لا کہ کبھی نہ ملتا امیر نے فرمایا لشکر میں چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہے مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا کبھی کسی کے خلاف کیا ہے عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمھارے وہاں جمع ہیں تمھاری بات پر ہاں ہاں کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا یہاں قلم دوات کہاں ہے عمرو نے کہا سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہکے زنبیل سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلاں جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر میں چلکر ادا کرونگا تو دو اپنے ہاتھ کا لکھا نام آپ نے بھی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل میں رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو برق ساتھ ہین کہ غریو کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مارلو ساری فوج نے نقابدار پر دھاوا کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا ای شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہی یہی تدبیر کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی کسکی مجال ہی کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہی مگر انبوہ کفار کا بہت ہی ساتھ والے نقابدار کے شکست کھاے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر بلازان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار انکے روکے سے نہین رکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے چنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمند اندازون کو لیکر چلا نقابدار کو گھیر لیا کہ دو ہزار حلقہ ہاے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا ای کریم و رحیم اس آفت سے بچا لے اپنی کارسازی دکھا دے

نظم

بندہ ام پابستہ صد رنج و الم — عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہ فریادرس فریادرس — نفس و شیطانات میکنند بس ستم
واے صد حسرت کہ در دنیا و دین — نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردون و دل ای کردگار — گر دلم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای معطی جود و عطا — کن کرم ای صاحب لطف و کرم
بہر این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست و خیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیچہ پکڑ کے اِس عیار پر جا پڑا عیار سے نیچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اِس عیار کو سر بتا کر کمر پر ہاتھ مارا عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیچہ کھینچکر عیارون پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی چالیس عیارون مین یون گھرا ہی گویا شیر بیشہ گوسفندان مین کسی کو کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر بتا کے کمر پر ہاتھ مارا اُن سب عیارون کو متفرق کردیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے جمے جسنے قلعے مین جانے کا ارادہ کیا اُسکو تلوار کے خندق مین گرایا خندق لاشون سے پٹ گیا نقابدار نے جو سُنا کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور سردارون کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا اے شہریار منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کردیا جیسے منہاج تلوار مار کر اُس طرف پلٹا امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ ماردیا منہاج کے دو ٹکڑے ہوئے نقابدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھون مین خون اُتر آیا چونکہ نقابدار کمسن ہی تاب نہ آئی گھوڑا جھپکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون اے شہریار آپ نے میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اُسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہی نقابدار نے کہا مین آپسے مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا حضور کے نہونے سے لندھور لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد اپنے کو پہونچائیے مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر میں پہونچ جاؤنگا جابجا دشمن ہیں راہ میں رہزن ہیں شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو خوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر میں نہیں ہیں نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤں قید رکھوں جب حضور آویں تو انھیں چھوڑ دوں مگر تیرے سردار آکے انکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ میں حاضر ہونگا نقابدار اس قلعے پر اترا اسپ مردان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا میں آکر امیر کو رات ہوگئی ایک نخل کے سایے میں زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور آرام فرمائیں ہم جاگتے ہیں امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوتی ہے دیکھا ایک غول ہے کہ ایک چوب پست کاندھے پر لیے ہوے اسی جانب آتا ہے عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہے صاحبقران اٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران اسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اڑائے ہوے جاتے ہیں غول آگے بھاگا ہوا جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک چیخ ماری درہ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی سو غول جمع ہوگئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے نیمچہ سہراب پیل کھینچا وہ تیغہ دیو کش تو جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہے دور سے سب کو ترغیب دے رہا ہے امیر لڑتے ہوے اسکے سامنے پہونچے اسنے چوب پست لگائی امیر نے چوب پست قلم کر کے ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی بچ گئے تھے وہ سامنے سے بھاگ گئے تھوڑی دیر میں امیر نے دیکھا کہ جنگل صاف ہوگیا قریب درہ کوہ کے آئے اندر سے درہ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درہ کوہ کے آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکیں بندھی ہوئیں زمین پر پڑے ہیں رو رہے ہیں امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو ایک طرف ایک افسر بیٹھا تھا اسنے کہا اے شہریار میں تاجر ہوں کارواں لیکر اسطرف آیا ان غولوں نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے رہتے تھے امیر نے سبکو رہا کیا اُسی درہ کوہ مین مال کبھی لوٹا ہوا رکھا تھا ایک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر قبضہ کیا جب درہ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم کو سب یون ہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مرجاتے آپکا شکریہ ادا کرین آپکے سبب سے دین حق کو پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ ارکانیہ کہتے ہین ارکان فیل درد وہانکا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعے مین مکان ہے امیدوار ہون کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایئے وہان دوکان بھی ہے سر چوک دوکان ہے وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعہ ارکانیہ مین آئے سر بازار دوکان تھی جمشید نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل درد جو بادشاہ ہے اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم ہے اُسکی دایہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی اُسنے جو ایک دوکان پر مجمع دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود بین بالاے سر پر شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ بیچینی سے جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال کو دیکھکر بہت پسند کیا جب محل مین آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار مین کیون دیر لگی کیا دوکانین بند تھین دایہ نے کہا بی بی کیا کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہوے دیکھا عجب دبدبہ سطوت صولت مثل جاگیرین لشکر مین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے مین بھی اُس جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو بخیال دیکھا آپکے والد بڑے بہادر ہین مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہے کہ صورت دیکھکر محویت ہوتی ہے جی چاہتا تھا کہ گل چینی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپکی خفگی کے خیال سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رماکر وہان بیٹھون زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتین کرتی ہے کہ اے زہرہ دائی امان نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھون اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی

کہ میں کیونکر ایسے جوان کو دیکھوں دایہ نے خوصورت سے پوچھا ارے بی بی کہاں ہیں خوصورت نے کہا بارہ دری میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہو محبت کی آگ بھڑکی شعلہ ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیوں کی آواز آرہی ہو دایہ پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پانوں لٹکائے ہوئے بیٹھی ہو دوپٹہ ڈھلکا ہوا آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں آنکھیں سرخ ہیں اب یہ نوبت پہونچی ہو کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائیں لیں کہا کیوں واری کیسا مزاج ہو ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی اماں تمھاری آگ لگائی ہوئی ہو اسی خیال نے یہ حال کیا ہو

نظم

محبت عناصر میں شامل ہوئی
لہو بن کے رگ رگ میں داخل ہوئی
جلیں دیر میں کیوں گھی کے چراغ
مراد دل اسی شب کی حاصل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا
جو سوچے ہوئے تھے وہ اے دل ہوئی
نہ باقی ہو الفت نہ ملتا ہے یار
غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
زیارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی
گلا کٹ چکا سارا جھگڑا مٹا
تسلی تری اب تو قاتل ہوئی
دکھایا جو خون شہیداں نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
میں دیوانہ مجنون رہا اسکا رند
پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہوں باغ کو چلیے راہ میں دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئیں پشت پر کنیزیں ڈولیوں میں ہمرہیں ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلیں اسپر بھی سو دو سو ڈولیاں ساتھ ہولیں آگے محافہ کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہاں امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے سے پیادہ ہو کے راہگیروں کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دختر شاہ کی سواری آئی ہو امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ نظر میں نمایاں ہوا ملکہ کو دیکھنے کی اشتیاق میں دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہو اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہی مگر اس شخص کی نگس رانی کرتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہوکر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ پر پڑی بیچ محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہو گئے ملکہ سطوت وصولت دیکھکر دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رکے ہوے چلین ہول کیا ہی باغ پہونچ چلینگے فوراً کہارون کے کاندھا بھی اسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے انھون نے آواز دی ارے کہارو تم کیون رکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیون دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑہ گئی جی چاہتا ہی اسی مقام پر اتر پڑون سر قدمون پہ اس شہریار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہوئی باغ مین لائی گل وبلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل کا رونا سرا سر بیکار ہی یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہی پہلو گل مین پھول پھول کے بیٹھتی ہی ہر وقت چاؤن چاؤن کیا کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قریب نہین حماقت ہی کہ روتی ہی یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر گل وبلبل کی سیر دیکھین مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی عالم کش زاہد فریب ہی مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اٹھایا تو وہ بھی اسی جانب بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ روانکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تمنے پالا ہی محبت سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین وجمیل ہین بہ قول شاعر۔ فرد۔ سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے + ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سنا + آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال رعب وجلال چہرے سے ہویدا وآشکار ہی وہ خود بے مثل ہی دوسرے کے جمال پر کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین عہدہ کرتی ہون کہ جاکر بلالاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی گئین سامنے حاضر ہین

تک منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہوے بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوون پر باندھین اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین نہین معلوم وہ کون شخص ہے آکر جمشید کا مہمان ہوا ہے کسی ملک کا تاجر ہوگا بی بی ہماری آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا واری دیکھیے کوئی شخص دیوار پر چڑھا ہے یقین ہے کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طے کر کے آئے ہین تو جلسے مین بھی آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین مگر حیران ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہے اس سوچ مین کھڑے تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان مین بخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب اپنے حال پوچھ لو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ جمشید کے یہان آپ کے آنے کا کیا باعث ہے آپ کی دوکان کس ملک مین ہے امیر نے فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید دُرہ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث خوش نصیبی ہوا کہ شوہر مہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین وجمیل ہین وہ سب اُنکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی نظم

اب لڑا یا کرتے ہین اکثر سر بازار آنکھ
آئینے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ

اسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا
کھولدونگا جا کے زیر سایۂ دیوار آنکھ

چشم پوشی پہلے کی کتنی کیا سمجھ کر آپ نے
بنیا ہو اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ

دیکھتے ہی حسن کو مبتلا ہوتا ہے وہ
ڈالدیتی ہو غضب مین اسکو بھی ہر بار آنکھ

وعدۂ دیدار فردا ہی قیامت پر کرنا
روز محشر تک نکھولین طالب دیدار آنکھ

گائن نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزین ہوشیار ہو گئین جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزان کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہی چنچل نام اسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی مین کہتی ہی کہ اس گیسو بریدہ نے شہزادی کو اپنے گھر مین لاکر بٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی بدولت خدائی چلی آتی ہی لات و منات کو بڑا کہا خدا سے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے مین ان دونون کو قتل کراؤن جاکر انکے باپ سے اطلاع کرون امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کر کے روانہ ہوے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہی کہ جاکر اطلاع کرون شام سے ملکہ انتظام مین مصروف ہوئین روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہو گئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کیون چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہی چنچل نے جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہین جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہان سے دیکھ کر آئین ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئین محافے پر سوار ہو کر دیکھنے کو گئین صورت دیکھکر انکی بہت بیقرار ہوئین امیر کبھی رات کو آتے پہلو مین بیٹھین سب کنیزون نے کلمہ پڑھا مگر مین نے نہین پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہین اب امیر آتے ہونگے حضور تشریف لیچلین اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگذار ہین کیا عجب ہی کہ وہان سے آپکے واسطے خطاب آئے یہ سنکر ارکان غصہ سے سرخ ہو گیا کہا کہ او نالائق تو نے میرے سامنے ہوا ایسا

کہنا

باتین بیان کرون جی چاہتا ہے کہ جا کر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے ہون یہ کیا گستاخ کر گئین سوار سپہ سالار کو بلا یا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہو کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر پھر رات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کر کے لائین گائنین تیار تھین امیر کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات مہر نگار پوچھ رہی ہین نام مہر نگار سنکر امیر رونے لگے فرمایا کہ اے ملکہ حال مہر نگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام زہر پی چکی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جا کر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر آپہونچے گینڈا بڑھائے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ رونے لگین کہا کہ اے شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار سپاہ آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھ کر چلے اور غصے مین جایا کہ بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرہ شیرانہ کیا ارکان کو دیکھکر آواز دی کہا او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے لڑ رہے ہین پر بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہے کہ یارو تم اسقدر ہوا ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

نیزے مار مار کر بھاگتے ہین بعضے دور سے تیراندازی کر رہے ہین امیر نے اسقدر نیزے تن
کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہی ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دعا
کرنے لگین یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش
بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہی دور سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران
بیحیا ای نابکاران پر دغا مین آپہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے گا
آپکا خدمتگذار آپہونچا ان بیحیاؤن کی یہ مجال ہو کہ آپ کو اکیلا پاکر یون ہلاک کرین یہ
کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھنچ گئین امیر چست ہو کر مرکب پر
بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جو اتنی مہلت
پائی لڑتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہی کہ ارکان پر مین جا پڑون
ایک طرف سے امیر للکارتے ہوئے آتے ہین ایک طرف سے نقابدار آتا ہی امیر
سے مقابلہ پڑا کئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوا گرد لاشے پڑے ہین نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس
مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کرین پکار اٹھا
کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہون
غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ لیا ارکان کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا
امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان کیا
چاہتا ہون کہ تیرا روے زیبا دیکھون ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان
کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہین منظور ہی انشاء اللہ وقت
پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگون کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے
رخصت ہوا جمشید کے ملازمون نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ پر زہرہ کے گھر گئے بیس ہزار
فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دو سو غلامون کو لیکر اس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی
تھی امیر ارکان کو لیکر باغ مین جاتے ہین کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا غلام بیقرار ہو گیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل شریک کیا نقابدار مرصع پوش براے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے جاتا ہون جمشید مع نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہر چند کہ امیر نے فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح ہو گئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اُسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اُسی باغ مین حجلہ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھیرتا پھرتا اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پریچہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی جوڑا پہنے ہوے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا تھا کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہوا ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کر کے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہووے تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھ کر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ اے سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی اچھی طرح پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغے کو ٹیک کر اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھپر کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا تب تو امیر نے عمرو کو پہچانا اُٹھ کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تمسے جدا ہو کے یہ جفا مین

اٹھائین خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق کبھی صحبت مین بیٹھے تیاری برات کی ہو رہی ہی پہر رات گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا خواجہ مگس رانی کرتے ہوے ساتھ تھین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک دولہا ملکہ شرما کر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزین کمرے کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح افزا کہ بہت منہ لگی ہی اسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزون مین رونے کا شور ہوا ایکا ایک قلعہ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُتر کے بارگاہ مین آئے خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہوئین خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اس مقام کو جا کے دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا کو دیکھکر عاشق ہوے کمرے مین آئے دیکھا کہین نقب نہین ہی مگر لیجانے والا لیگیا خواجہ باہر آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کسی ساحر کا کام ہی حضور یہین تشریف رکھین مین تلاش کر کے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہین یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین وہ فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش جس طرف پتہ ملنا ہو اسطرف منہ ہو جائے جدھر منہ اٹھا اسطرف چلے راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ او جانیوالے تھوڑی دیر ٹھہر جا بھائی دو مسافرون کو لو لگ گئی انکے وارث اٹھا لیگئے ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہی یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز کا انکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے ٹھلیا پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اسکو تو مار ڈالا اپنی ساحر کی شکل بنا کر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طے کر کے در باغ پر پہونچے دروازے پر دو حبشنین کھڑی تھین انھون نے پکار کر آواز دی ای اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہین مین انکے پاس نامہ لایا ہون جب تنہین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی خواجہ نے جا کر نامہ ہاتھ مین دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین جا کر شریک نہون شہنشاہ نے اپنی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہین سے معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا دکھائینگے کہ وہ اُنکو قبول کرلے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے واسطے یہ سامان ہو رہے ہین عمرو نے کہا کہ اے ملکہ عالم ایک چیز مین بھی سناؤن نسیم نے کہا کہ اے اعظم تمہین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا قدرت تعلیم کر گئے ہین یہ کہکے عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا سازندے یہ غزل شروع کی نظم

صدمہ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے
دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجائے
تیری تصویر جو لیجا کے لگا وین او بت
دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہوجائے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب
چین آجائے مری روح کو راحت ہوجائے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی اے ربا
دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہوجائے

نسیم نے بیقرار ہو کر کہا کہ اے اعظم تم نظر کردہ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو ساتھ شہنشاہ اورنگ کے لیجائینگے عمرو نے کہا کہ حضور والا کہین کرو مین اگر حکم دیجیے تو گاؤن شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق نادرہ کو رضامند کرون نسیم نے کہا کہ اے اعظم یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواہش پیش کیا ہزار طرح سے معشوق کو سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ قرار دیا ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اسی جلسے مین شہنشاہ سحر کرینگے کہ معشوق مسخر ہوجائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ بہتر ملکہ عالم جبکہ وہ

ضرور لے چلیے مین نے سیکڑون ہوبیٹیون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ ای اعظم اگر تمھارے ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہان سے اُس معشوقہ کو لائے نسیم جواب دیتی ہی کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر لائے ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہی کہ یکایک پھولون کی بو دماغ مین آئی دیکھا سامنے ایک باغ ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر تخت بچھا ہی ایک ساحر سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی گرد انیسین جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ رومال لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور شق ہوئے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان ملین آکر اُس صحبت مین بیٹھین جب جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلیف دی ہی کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال وصل کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہی جواب صاف دیتی ہی کہ مجھکو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن مین اس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی تب کچھ کھایا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوب پریچہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند کرین تو بڑا احسان ہی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہوا اس کام مین کمال رکھتا ہی اسکا معشوقہ سے سامنا کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمھارے بزرگون سے ہمین رسم رہا تمھارا کمال دیکھنا چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہی پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے پوچھا وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجھکو عالم کیا پہلے میرا گانا سنیے مین بہت

یہ آواز تھا آواز بھی درست ہوگئی راگ راگنیاں سامنے آتی ہیں تو بہر پیا بتاتی ہیں سماعت فرمائیے میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ کہکر عمرو نے نے نکالی اور یہ غزل شروع کی ۔ نظم

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا   وقت ہو معانی میں تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو   عالم ہو مری روح بیت کبھی یک روان کا
مر گئے عاشق ترے تک اسکے سرون کو   تونے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
دلخواہ جنون کیا کسی نہیں ہوتا گریبان   سو بار اُدھیڑا اسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری میں ہوے رند عبث مائل طفلان   کیوں آپکو مطعون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفیں کرنے لگا کہا کہ اے اعظم حقیقت میں تم قدرت کے نظر کردہ ہو سامنے کرو ہم سے قفس میں ہمیں نے معشوقہ کو بند کیا ہے اس آٹھ دن میں کیا کیا بختیں کیں کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں مانتی خواجہ اٹھکے کمرے میں جا کے دیکھا کہ زہرہ قفس میں بصد نگون بیٹھی ہے عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکہ زنان عالم غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ اے شخص میں نہیں جانتی عمرو نے کہا کہ میں امیر کا عیار ہوں تمہارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہے مجھکو واسطے تمہاری تلاش کے بھیجا ہے میں یہاں تک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہے مگر تونے ابتدا سے بیعت کی اس وجہ سے مجکو نا منظور ہوا مجھ ایسا صاحب اختیار سمجھے کہ اس بلیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق نائب خداوندگار جو یہ کہوگی میں ان سب کو مار ڈالونگا زہرہ نے یہ تجویز منظور کیا عمرو نے کہا کہ میں فوراً ساقی گری کرکے اپنا کام کر لونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہے جب خواجہ کمرے میں گئے تو بعد تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اے نسیم میں بھی جا کر سنوں کہ اعظم کیا باتیں کر رہا ہے یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سنا کہ عمرو سمجھا رہا ہے زہرہ کہتی ہے کہ اچھا میں یہی کہونگی یہ سب باتیں اورنگ نے سنیں زانو پہ ہاتھ مارتا ہوا محفل میں آیا کہا کہ اے نسیم تمنے اعظم کو کہاں پایا یہ تو قاتل دوامہ دشمن ہے ہمارے قتل کی فکر میں آیا ہے خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلا اورنگ نے کہا کہ اے اعظم قریب آؤ کہو کیا کیا عمرو

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ اے شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہے تیغ ابرو کی گھائل ہے اورنگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا زمین سے پاؤں مقام لیے کہا کہ کیوں او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ سمجھے سب تیری باتیں سنیں اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑوں گا جسقدر شاہزادیاں محفل میں موجود تھیں سب کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ اے اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا جب اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند ہفت پیکر نے خوب بچایا اے نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ میں جاکر قید کرو میں قدرت سے عرض کرونگی کہ عمرو کو میں نے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کروں معشوق کے واسطے پھر جلسہ کرونگی آج اور معاملہ درپیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہاں نسیم کنیزوں کو باغ میں چھوڑ آئی تھی کنیزیں باغ میں بیٹھی ہیں کہ برق عقب میں خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ میں آیا کنیزوں سے حال پوچھا کنیزوں نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت اورنگ میں گئی ہیں برق سمجھ گیا کہ اُستاد بشکل اعظم ہوئے تھے ایک کنیز کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اُن سب میں شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوے آکر پہنچی کہا اسکو لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھوں نے بڑی تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو میں اسکو قتل کروں اسکا قید کرنا بہتر نہیں ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آ جائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور مجھے بڑا خوف ہے یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اری لاابالی میں تیرے مطلب کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہیں ہے آفت بپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہے وہاں سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ سمجھ گئے کہ برق ہے مگر غیرت آئی کہ برق ہمکو آکے خود چھڑاوے اس محفل کو لو برق حیران ہوکر رہجاتے نرگس نام ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ او نرگس تم اسکو لیجا کر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو تھام لیا کشاں کشاں خواجہ کو

ایک مکان مین لائی اوس مکان مین لاکر کہا کہ اوسیاریان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تمھیں بند رہیگا عمرو نے کہا کہ تو اے نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے کے بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہان ہو عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کا تو تو مین روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیون کی دی نرگس نے روپیے گنے کہا خواجہ اور ہین سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو اس سے ملے وہ لیا عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ اسمین اشرفیان ہین کھول کر گن تو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اڑی نرگس بیہوش ہوکر گری خواجہ نے اوسکی زبان مین سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے ہین کہ حرامزادی نے کیا مال سمجھا تھا کہ روپیے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ نہ سمجھی کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اوسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اوسکی صورت بنکر تیار ہوے قیدخانے مین قفل لگایا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا واری یہ تو بڑا مکار تھا مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اوسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہو قدرت اسکے مکر سے بچایا ہین نسیم نے کہا کہ اے نرگس تم نے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو شراب کا جی چاہتا ہو اس نشے مین اس نگوڑے پر بدعت کرین لالہ عذار نے کہا کہ مین میخانے سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہو برق تڑپ کر میخانے مین پہونچا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لاکر صحبت مین رکھین عمرو نے کئی مرتبہ کہا کہ اے لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہو برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو دل کو آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے لے بجائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تب کنیزین پئین نسیم جام کو پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے کے جوش مین کہا کہ لو خداوند ہفت پیکر آتے ہین عمرو نے کہا کہ اونکی کبھی ٹانگ سے لیجیے نسیم بلبلا کر اٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین اپنے اپنے مقام سے لینا لینا کہکر اٹھین گر کر بیہوش ہوگئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی آ

تام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کئی کنیزون کے کرتے سے چھرے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ابے چوٹٹے دیکھا تونے مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پہ گرتا ہی کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہی عمرو نے کہا کہ اے برق مالکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیجاؤ کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہو ہمکو بھی قتل کرڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم بنے برق بشکل لالہ عذار بنا کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہی عجائب وغرائب سحر دکھاتا ہی مگر زہرہ کا وہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کرڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچھتائیگا کہ دیکھا نسیم تخت اُڑائے ہوئے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ اے نسیم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین کہ شب کو قید خانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تجھے تو اُسے قتل نہین کیا ہی قدرت کو تکلیف دونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سنکر اورنگ نے کہا کہ اے نسیم کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب وکباب کا جی چاہا ہو مین آپکے پہلو مین بیٹھون میرے ساتھ اختلاط ظاہر کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہو اور آپکا وصل قبول کرے اورنگ نے کہا کہ اے نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ اے لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم نے کہا کہ اے اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اُسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط ظاہر کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بندھ گئی

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہیں آپ کی جانب دیکھتی ہیں چاہتی ہیں ہمکو پہلو میں بٹھائیں اورنگ
کو جھٹکا۔ دیکھا اُسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار ریکتی ہے برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہے برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑ گیا دیکھا برق عیار ہے خواجہ بشکل نسیم ہیں خنجر لیکر اُٹھے کہتے
ہوئے کہ یہ ظالم یہاں کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا ای بادشاہ میں اسے قتل کروں وہ
میری پرانی کنیز ہے اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روئے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ ای نسیم میں لالہ عذار کو تلاش کرونگا سخت ملال ہوا اسکی کہ تباہے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجھکو قلق ہوا میں نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجھکو خوف
آتا ہے پتلے جو آپ کے گلے میں پڑے ہیں انکو اُتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ سر سے ساتھ پتلے
برائی کریں یہ کہکے بازو پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ ای پتلے ہمارے ساحری تم الگ ہٹو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبوں سے
لگا کر پی گیا تب خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہے کہ ایسا فقرہ کرون کہ نہ
مقام سے اُٹھے اور گر کر بیہوش ہو آنکھوں میں تو سرخ ہو رہی ہیں فقط اُٹھنے کی دیر ہے سرنگ
آتشخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے میں کہا کہ ای سرنگ
کہاں تھے سرنگ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ شکار میں تھا رات جو آپکا خیال کیا دل
دھڑکا میں نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہے اورنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا میں نے اُسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہیں تو عمرو
نے سرنگ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے اور جام لبوں سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیوں بازو پر اسکے پتلا فولادی بندھا تھا اسنے
ہلایا سرنگ نے کہا کہ ای نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہے پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہے جو بشکل نسیم ہے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اورنگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ کہتے تھے کہ اے شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہیں معلوم نیم پر کیا سحر گذرا کہ اسکی شکل پہ یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد عیاری کرنے کو موجود ہے زبردستی شراب پلائے دیتا ہے سرنگ کے آنے نے اس وقت بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق بنا یا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اُسمیں نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پہ کوئی اُفتاد پڑا چاہتی ہے میں بیقرار ہوکر دوڑا آپ کو آکر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا اب چاہتا تھا کہ اُٹھیں تو بیہوش ہیں ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عمرو و برق سامنے گرفتار ہوے بیقرار ہوکر رو رہی ہیں کہ اے فلک مجھے کس بلا میں پھنسایا ایسے جلیل سے چھوٹ کر ایسے کے قبضہ میں پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہے اے کریم و رحیم اب جلد نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کرلے اورنگ نے سرنگ سے کہا کہ اب کہو کیا صلاح ہے سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو ان استاد و شاگرد کو قتل کیجیے سر انکے خدمت قدرت میں بھیجے جائیں یہ صلاح سبکو پسند آئی سرنگ نے یہ بھی کہدیا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں حمزہ کی بھی دستگیری کرتا ہے بلا سے روزگار ہو ان ساحروں کو اسنے مارا جنکا مثل و نظیر نہیں اب قدرت ہفت پیکر پہ سب اسرار دل تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ قاعدے میں جو کام لکھے گئے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہے کہ سال آخر طلسم ہے اب وہ سب دروغ ہوا کہ پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اُسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان خونی کی تیاری ہونے لگی داریں استادہ ہوئیں جلاد موجود ہوے اورنگ و سرنگ عمرو و برق کو لیکر نکلے جلادوں سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو دار پہ کھینچو جلادوں نے پاؤں میں عمرو و برق کے زنجیریں باندھیں ملکہ نہایت بیتاب ہیں کہ عمرو و برق دار میں لٹکائے گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و خنجر ساحر کمانیں لیکر کھڑے ہوے عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادوں

اہل اسلام قبضے مین کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچا لے عمرو و برق نے جو بیقرار
ہوکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے
زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے لشکر ساحران و غیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہے خواجہ عمرو
نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم
تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جھلال ایسا ساحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے دوا دوی
کرتے ہوے آتے ہین جھلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین اورناگ تیر
کو بجر کمان سے رہا کیا چاہتا ہے جھلال نے زانو بپا بیٹھ کر کہا کہ ای شہریار گھوڑا جلد
بڑھایئے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا
وہان سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کرکے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر
کھینچ کر دشمنون پر جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اورناگ سنبھلا اسنے
جو دیکھا کہ جھلال نے ستم ایجاد کر دیا جھلال کو للکارا کہ او جھلال کیون فساد انگیز ہو گیا
مجھکو تو نہین جانتا ابھی ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا جھلال نے گولا مارا اورناگ نے
گولہ روک لیا وہی گولہ پھینک مارا جھلال نے ہر چند روکا مگر گولہ اُسکا قریب آکے
پھٹا اُس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ جھلال کا نشانہ ہوا جھلال زخمی ہوکے
ہٹا رستم لڑتے ہوے قریب سرناگ کے پہونچے سرناگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہوئی
آخر سرناگ نے تلوار کھینچی بڑھکر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اُس کی تیغہ ہفت جوہر
پر روکی تلوار سرناگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرناگ کو آئینہ شمشیر مین جلوہ
عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے گھوڑے سے گرا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے
کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کمان مین پیوست کرکے سینہ پر کینہ سرناگ کا تاکا
تاک کر تیر مارا کہ سرناگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرناگ کے مرتے ہی اندھیرا
ہو گیا مارے جانے سے سرناگ کے اورناگ گھبرایا مگر اپنے سحر پہ اسکو بڑا ناز ہے ساتھ کے
ساحر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ذرا سمجھکر مقابلہ کیجیے جب
سرناگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کرکے قفس ملکہ زہرہ کا اٹھا لیا

اب جو روشنی ہوئی اور رنگ نے نقش نہ دیکھا بیتاب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے جان جہان نظرون سے مخفی ہوئیں اب مین کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

آپ سے غیر آکے کہتے ہیں بنا نام کرتے ہین
کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین
رسائی اسکے گیسو سے رسا تک غیر ممکن ہی
وہ سودائی ہین جو ایسے خیال خام کرتے ہین
نگین سو چھوٹے وہ چٹے ہین رنج کا وہ سر دیتے ہین
یونہین اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین
نہین دیکھا ہی تجھسا دوسرا وحشی مزاج اب تک
جو تجکو دام مین لاتے ہین وہی کام کرتے ہین
بنے پھرتے ہین عاشق مفتکون مین نشہ ہم آہن
عبث اور رنا نام عشق کو بدنام کرتے ہین

اور رنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی اے رستم مجھے جان دینا منظور ہی کہ بتلاؤ کہ معشوقہ کا نقش کہان ہی یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پہلوان نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا اور رنگ بہت بڑا آگ پرست تلوارین کرائین خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خنجر دار ایسا ہاتھ مارا کہ اور رنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اور رنگ کے آندھی سیاہ چلی ہوحق دار تک اندھیرا رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے آوازین دینکے بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے لیکن پہرے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم اور رنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہ گئے تھے انکو جلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا چھت پر سے تاک کاٹ کر بغل مین رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ ادھر سے حجرے کا پتہ ملا ہی وہان سے لوح کا پتہ ملیگا اپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا خواجہ نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ مین چلیے والدہ ماجدہ کو نکالے ہین مین بھی زیارت سے مشرف ہوؤن خواجہ نے کہا کہ عیش شادی مین سب برباد ہوئی اسپر بہت بیقرار ہوگئے ہین اپنے کو جلد پہونچاؤن ایسا نہ ہو کہ بیقراری مین وہ بھی نکل آئین اور ہفت پیکر کو تلاش ہو کہ مجھکو گرفتار کرین آج پھر ساحر ہارا گیا رستم نے بارگاہ استادہ کرائی خواجہ بارگاہ مین آئے ملکہ زہرہ کے مسند پر بٹھایا رستم اندر آکے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائین لین

دعا سے جان درازی خواجہ نے ابنِ زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل میں رکھ لیا برق کو ساتھ لیا طرف لشکر امیر کے چلا رستم اُسی وقت لشکر کو شیا کرکے تلاش صحراے محیط میں روانہ ہو عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہو شان و شوکت طلسم کشائی کی بنا ہوئی جس مقام پر اُترتے ہیں صحرا آباد ہو جاتے ہیں اس شوکت و شان سے رستم تلاش میں صحراے محیط کی جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے پاس امیر کے پہونچے ارکان فیل ور نے جو خبر سنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اُس گم شدہ کا پتہ ملا عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوئے آتا تھا راہ میں قرضخواہ ملا اُسنے ملکہ زہرہ کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھڑا کر لاؤں صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا ارکان سے کہا کہ اب ہم جائیں گے ہمیں جانا واجب و لازم ہے نہیں معلوم لندھور نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہے اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت میں اُسکو کوئی جواب نہیں دے سکتا ارکان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگا امیر نے ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعۂ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہاں لندھور نے بعد دو ہفتے کے زخموں سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہو کہتا ہے کیونکر آقا کے سامنا کرونگا کیا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھیں گے کہ تمہیں پادشاہ مصر میں مقرر کیا میں تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہوں اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ اے دلاور جہان میرا حسین شعبدہ گر نام ہے بہن ہوں حسین شعبدہ باز کی اُنھوں نے فرمایا تھا کہ اگر موت تمکو نہ چھوڑے تو بہن تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر کہا اے مہ جبین تمھاری ہمین کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا مگر تمسے جو عہد کرتا ہون اسکو ضرور پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے چلتے عہد واثق لیا اور کہ گئی کہ اے دارائے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہی اسمین جلدی کرنا اب خاموش ہوکر بیٹھنا چلتے چلتے مہ جبین جام تو پلا ہی چلی تھی کچھ آتش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ جبین کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ امیر لشکر مین آ گئے یا نہین آئے داراب بصورت مبدل اس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک و بہرام وغیرہ تیاریان استقبال امیر کی کر رہے ہین تمام لشکر مین یہی چرچا ہی کہ کل آقا لشکر مین آجاینگے داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ اے دارائے ہند برق خبر لیکر آیا ہو کہ امیر آتے ہین چند سردار برائے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاسم تیاری چلنے کی کر رہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے دل مین کیا سمجھا ہی انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی لشکر الہی کا نام نہ لیگا اپنے افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذری کہ جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے توسن افق پر جلوہ فرما ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہوکر میدان مین آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے نہین آتے اپنے کو چھپایا ہی یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور یہ شوخچشمی کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے آیا کہا کہ کیون اے لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان مین نکلے امیر کو پکار رہے ہو میرے مقابلے مین آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب ہین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھون مین قاسم نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر مین آئے آگے بڑھکر برچھہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر فیل لندھور کے مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے پیچ کھایا نقابدار نے بڑھکر نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہین نقابدار نے فوراً پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرتے گرتے نقابدار نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہو کر پکارے کہ اے نقابدار یہ حرکت بہتر نہین نقابدار نے ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازمون نے آکر لندھور کو اٹھایا زخمی کو بارگاہ مین لائے زخم دوزی ہو رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے ہر چند کہ زخمدار ہین مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہین کہ مہ جبین کا تخت زمین پر پہونچا کہا کہ اے وارے ہند تمھارے زخمی ہونے کی مجھکو خبر ملی مین تمھاری عیادت کو آئی ہون لندھور نے کہا کہ اے ملکہ عالم اب امیر آگئے ہین سر سلیمان آنکو لوٹونگا پہلے ہی مقابلے مین تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہان امیر پلٹ کر جو بارگاہ مین آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ مین لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہین ہوا نقابدار نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب مین نے منع کیا تب باز رہا خواجہ براے خبر بارگاہ لندھور مین آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتین کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ میں رخصت ہوتی ہوں عمرو اُسکے پیچھے چلے تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زربخت چلتے ہیں صحرا میں ایک قصر تھا اُسمیں شاہ شجر اتری عمرو نے گرد قصر چیخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا جبین مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزیں بیٹھی ہیں یہی ذکر کرتی ہی کہ اب امیر آسکے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی مقابلے میں خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوئے یہ باتیں سن رہے ہیں کہ حیران ہیں کہ جس کنیز کو میں نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہوں نہیں معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک کنیز نے آکے کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ اری تجھے دھن بات کا جواب نہیں دیتی خواجہ نے ہنس کر کہا کہ میں بی بی کی باتیں سن رہی ہوں خداوند ہفت پیکر انکے ارادے کو پورا کریں مگر جبین کا یہ حال ہی کہ دمبدم جیب سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کڑھی جاتی ہی کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کیوں ای ملکہ عالم کیا انتشار ہی یہ سنکر جبین نے کہا کہ ای تجھسے میں کیا بیان کروں خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب لکھی ہی اُسمیں حال آیندہ و گذشتہ تحریر کیا ہی اُسی کا ورق میں نے نکال لیا ہی خیال کرتی ہوں تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ میرا پورا نہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے نہیں ہی میں اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کیے ہیں کہ سامنے جبین کے جاؤں اُسکو اپنی جانب متوجہ کروں مگر کوئی محل نہیں پاتے جبین اپنی فکر میں ہی جلسہ آراستہ نہیں کرتی خواجہ حیران ہیں کہ کیا کروں کیونکر موقع پاؤں مگر جبین کے ساتھ ہر وقت موجود رہتے ہیں لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوئے پھر طبل جنگی بجوایا امیر نے خبر سنکر بڑا افسوس کر فرماتے ہیں کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو بچپن کا میرا رفیق ہی نہیں معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان میں نکلوں امیر کو پکاروں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر تین لاکھ فوج میدان مین آکر پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ اے او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی کھینچی تب مین نے اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہو کہ تو نے بادولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ کہکے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہے امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہے ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہے ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہے اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہے قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہے کہ بڑے بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سبکو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہے امیر نے کہا یہ دیوانہ ہے دماغ مین غرور بھرا ہے جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے اشقر نکالا اشقر اڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین غلغلہ ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے تھے کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین ہے مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہے کہ حربے تو کر پہلے امیر نے فرمایا کہ اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا اخطا قہقہہ مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے تھے امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھوکا اور گانٹھ کر کھینچکر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا شل ہو کے گرز اٹھا اشقر پر

ڈالا خبردار خبردار کہہ کے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹیں اسکی خالی دین آخر مین اخطا نے گرزبا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُتریے امیر گھوڑے سے کود پڑے اخطا گینڈے سے اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر فنون سپہ گری اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کر دیتے ہین دو چار گھٹنے ایسے دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہان پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے چمک کر نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعہ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سر پر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ سچ ہے خوب لڑے حقیقت مین جیسا سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجیے کل پھر آ کر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ دستور نہین کہ کشتی کو کل پر دون غالب یا مغلوب نہین پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدون زیر و زبر ہوا واپس نہونگا آج مین نے امتحان کر لیا دو ہی پہر مین زیر کر لونگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آ کے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آ کر پھر طبل جنگی بجوایا اور ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ ای لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے نکلکر اُٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلا لشکر اخطا مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا منتظر تھا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ ای دارا سے ہند مین نے سنا ہی کہ تم سر جماعت پہلوانان کے ہو اب مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا کہ ای نہنگ عیارون مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ حمزہ کو زیر کر لونگا قسم کھاتا ہون کہ نصف ملک و مال تجکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی فن مین کم نہین پایا تو جا کر کسی طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی یا سب بھی اسکا بیان ہی جانے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہو رہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے اسیر ہوگئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بہر بیقراریان دن بہر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر پکارا کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تونے کی ۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پا تک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرف اوٹھا دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھین چہوٹین جگا دیا کسنے

جلوۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین بڑھا دیا کسنے
اوٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کسکے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے

یہی کہہ کہکے زار زار روتی تھین جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی نہ تھین پلنگ پر جا لیٹین کنیزون نے پیر دبائے پنکھیان جہلین ملکہ سو گئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنا کر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کر لیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سو گئی ہین چلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سو گئین نہنگ برابر چھپرکھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے کود کر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین ظاہر ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پرانا چوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اُس نے

ساتھ والون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جاکر صاحبقران
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی پھر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو
روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھکر رات بسر کی
آخر نہنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار
سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اُتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا گھبرا گئین کہ یہ کیا معرکہ ہو گھبرا کر چار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ
مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ اے غنچہ دہن و اے شمشاد
کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر اُنڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا پاس
آکر اوسے بیٹھا کہا کہ اے ملکہ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجھکو فراموش
کیا آپ مجکو دل سے نہ نکالئیے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ او اخطا سامنے سے
ہٹ جا تو نامحرم ہو میری شادی ہوچکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت
منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگین امیر صبح کو اُٹھکر بارگاہ
مین آئے فرماتے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہے خدا خیر کرے
کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہے امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت
کرو تمہارے ملک سے شتر سوار آیا ہے کیا خبر لایا ہے خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان
باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا
سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیج کر ملکہ
کو چرا منگایا امیر کا یہ حال سنکر چہرہ سرخ ہوگیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ برق
فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ اے شہریار استاد کہے گئے تھے کہ خبر مفصل لانا اخطا
بارگاہ مین ہو کر لندھور سے بڑا خلا ملا ہے اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگایا
پہلو سے بارگاہ مین ایک خیمہ ہے اُسمین ملکہ کو اُتارا ہے اور منتین خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہے یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اُٹھے اور قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہوا ہے ولے حضور ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھے بالضرورت ناامیدی ہوئی آج اُس سے بھی سمجھ لونگا دیکھوں تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً اُٹھے اشقر پر سوار ہوے طرف لشکر اخطا کے چلے یہاں اخطا بارگاہ میں بیٹھا ہے چند کنیزیں بلائیں انکو حکم دیا کہ تم جاکر سمجھاؤ برق جست و خنجر کرتا ہوا چلے بارگاہ اخطا میں پہونچا اُن کنیزوں میں ملکر خدمت میں ملکہ زہرہ کی آیا چپکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرایئے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہو کے چلے فرہاد خان فوراً گنبذ سے پر سوار ہو کر عقب میں امیر کے چلا اتنے میں جملہ سردار سوار ہو کے چلے ہرکاروں نے جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک نہ آنے پائیں تین لاکھ فوج صفیں جماکر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا شیدا کے کافران بجیا او ناکاران بیوفا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ رکونگا تا بہ بارگاہ اخطا جاونگا دو پہلوانوں نے جو کہ افسران فوج میں ہیں بڑھکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قتل کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوے چلے دوسری صف پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر ہر ایک کافروں کو قتل رہے ہیں صف اول پر فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشے گرا دیے جس مقام پہونچے تھاکا ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علم لیا بھاگے پھرتے ہیں امیر کی صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلوانوں کو مارا اگلی صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ دوسری صف پر پہونچے ہونگا نہ لڑ رہے ہیں فوج اخطا میں صداے فریاد و الغیاث بلند ہے نقیب آفتاب کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ امیر کو آگے نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیرو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہے سب بھاگے پھرتے ہیں گھوڑوں سے منہ کے بل زمین پر گرتے ہیں خون سے دریا بہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں کشتے پڑے ہیں شیر جو زمین سے نکل کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریاے خون میں مچھلیاں شناوری کر رہی ہیں آگ کمیت جبر پڑی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے نے دریا سے منہ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بندوبست قاسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہین دست راستی و دست چپی مین آنکھین مل رہی ہین آپس مین ہمچشمی کرکے کافرون کو قتل کرتے ہین امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے چار صفین کاٹین انتظام سپہ کا توڑا ہر صف پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے لختے خون کے جسم پر جمے ہوے ہین لیکن فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہے صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گئے ہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین مگر کچھ خوف نہین امیر لڑتے ہوے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہے کہ امیر مجھ تک نہ آسکین گے چار سو پہلوان بارگاہ مین جمع ہین سب قوی تن و قوی مشت سپرین شمشیرین سنبھالے ہوے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہان آئے تو بوٹیان اُسکی کاٹ کر پھینکدین امیر در بارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سواے فرہاد خان کے کوئی برابر نہین پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اُترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے بڑھکر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اُسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جانب بھاگا کہ برق اُس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائین امیر اُس خیمے مین پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اُٹھین کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود مین اُٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہے تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی مین اقرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم مین جان باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہے اخطا نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مار لو چہار طرف سے پہلوان امیر پر لوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہین ہر چند

کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ مین بھی مارے گئے نیزے اور تیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جسوقت سے امیر بارگاہ خطا مین آئے ہین خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین مین رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند خواب مین آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری کی تعلیم فرما گئے پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال کہ کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہین مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ ارے کلیہ میخانے کی غنچہ دہن تو دو خواجہ نے کلیہ بائی میخانے مین پہونچے شراب کو خراب کیا بہشتی ملا کر گلا بیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفین کین کہ اے غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہین دیکھا سنا ہے کہ عمرو عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہے خواجہ جھک جھک کر سلام کرتے ہین یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ شراب مین بڑے بڑے نفع ہین رنگ نکلے ملالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ پیئے مہ جبین بڑی تعریفین کر رہی ہے کہتی ہے کہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ میری کنیز لطف کردہ خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کسکو اس طلسم مین نصیب ہوا یہ فخر میرے واسطے ہے کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہے ہر تان مین دل پامال ہوتا ہے کیا کیا گٹکریان لے رہی ہے عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہین کہ کئی دن ہوئے قدرت نے اکر نظر کرم کیا مہ جبین کہتی ہے کہ اے غنچہ دہن قدرت سے دعا کرو کہ ہمارا سحر پورا ہو لندھور امیر کو قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہین کہ اسم اعظم نہ پڑھین اسی رنگ کا مین نے سحر روانہ کیا ہے جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل مین آ کر بیٹھے مہ جبین نے فرمائش کی کہ اے غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے بیچ مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مارا ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا
تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلے پر صفائے رخ پر نور کی کہان
شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل سے دل نقش ہی ۔۔۔ رکھتا ہون مین بغل مین مرقع خیال کا
گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار ۔۔۔ سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کرین نہ کہین رند سب جوان ۔۔۔ پیری مین عشق خوب نہین خردسال کا

مہجبین یہ اشعار سنکر بستر سے اُٹھی کہا کہ اے غنچہ دہن قدرت آپ کے ہین اور کہا یا خداوند لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دم مین نے سمجھایا ہی کہ لندھور آٹھ پہر میری یاد مین رہتا ہی صد صدمات فراق سہتا ہی اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل مین چونکہ مزا بھرا ہی گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہجبین کے گرتے ہی سب کنیزین اپنے مقام سے اُٹھین اور وہان گر کر بیہوش ہوئین اب عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کر کے پہلے مہجبین کا سر کاٹا ادھر تو عمرو نے مہجبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا زخم کھاتا امیر کو دیکھ رہا تھا یکایک ہوش درست ہوئے ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ اُٹھ کر امیر کے پیش سپر ہون آقا کو دشمنون سے بچاؤن مگر اخطا کی محبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا امیر کے تا دو ابرو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن تکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی عمرو جو مہجبین کو مار کر بھاگا لشکر مین اُس وقت آیا کہ امیر دربار مین اخطا کے لڑ رہے ہین عمرو نے سب سے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو چرا منگوایا اُس غصے مین امیر بارگاہ اخطا مین گئے ہین عمرو جست و خیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر مین تلوار چل رہی ہی تمام سردار لڑ رہے ہین مگر امیر کی آواز نہین آتی عمرو جست کر کے بارگاہ مین پہونچا راہ مین اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہی پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہین خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتار لون اشقر نے رو کر زبان جنی مین کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن مین اکیلے جنگ کر رہے ہین عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چیخ کھا کر گرے ہین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھین گردش کر رہی تھین حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ کھل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہین اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

بھی ہیں کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہیں سنا تھا کہ آقا تو قتل ہوں اور عاشق بیٹھے دیکھے اسی محبت میں لندھور اٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا منھ کے بھل زمین پر گرا اور نعرہ کیا کہ باش ای کافران بیحیا و ای نابکاران تیرہ دغا منم عاشق جمال صاحبقران نعرہ لندھور جزیرہ ہائے دریا بگرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یار لندھور تم نے امیر کو بھی مار لیو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کرہا ہی بہتر یہی کہ اسکو بھی مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بےادبی کی میں تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا تمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کلام کیا کہ یار کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چار طرف سے اسقدر تلواریں پڑتی ہیں لیکن اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے لندھور پر کافروں کا انبوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ لندھور مجھ پر جان نثاری کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدردان آپکے بعد زندگی بیکار ہی قدموں پر آپکے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھیں کہ آقا کے قدم عاشق صادق کا سر لندھور پر تلواریں جو بہت پڑیں آنکھوں کے آگے اندھیرا آیا اضطراب گھبرایا چیخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل میں تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدموں پر امیر کے سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اس وقت عمرو پہونچا اخطا چلا کہ لندھور اور امیر کا سر کاٹ لوں عمرو اس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تڑپتے ہیں تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدموں پر ہاتھ میں قبضہ تلوار دوڑی ہی ہاتھ صاحبقران کے سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر کاٹوں کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہوتا تو تم مجھکو زندہ نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کردی زخمی ہوکر وہ بھی گرا ہی عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے خنجر رد کر اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ اے سرداران تہمتن و اے جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہیں
دشمن قتل کیا چاہتے ہیں جلد آکر بچاؤ جلوخانۂ بارگاہ میں فرہاد خان لڑ رہا تھا عمرو
کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہے اور تلوار ہاتھ میں بڑھا
کر باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ اے فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہے
لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا اب تو فرہاد خان
گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اخطا نے
تبرزا مارا کہ سر فرہاد خان کا کٹ گیا چیخ کھا کر گرا اس وقت الک و جمہور و فراہرز وغیرہ
چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہونچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینون زخمیون کے گرد پھر
رہا ہے اور شیرانہ جنگ کر رہا ہے سردارون نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
فیل مہیب کو لیکر آ گئے سردارون نے بھر دی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود میں
اٹھا لیا ہوئے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ
یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہے ارشیون مجبول ہاتھی کی تھامے ہوئے گرد سرداران ہندوستان
لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ میں جنگ کرنے لگے قاسم نے جناب کو
تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان
لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہیں بارگاہ جو گری
کتنی ہی کافر دب گئے اخطا کو دیکھ باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
کو مار لو اس وقت بارہ کوس کے گرد میں جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی
لیکن عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہے دیکھ رہا ہے کہ سرداران ہندوستان
انتہا کے زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہیں ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤن کے نیچے کچل ڈالا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
کوئی قبضہ نہیں کر سکتا کفار سے پریشان ہو کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہے زہرہ نے پکار کر
کہا کہ خواجہ تم کو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا بھاگ کر لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر تیغ
سے امیر کی آواز نہیں آتی امیر کس طرف ہیں دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھون کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھون اب تو دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمھارے راج و سُہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اُسکی پشت پر سوار کرکے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہین کہ اپنے کو زخمی کرایا مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا مرکب لاکھون سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ نہین آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہائے آتشبازی نکالے داغتے ہوئے اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوئے قریب اخطا کے پہونچے دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پہ ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو ٹکڑے ہوئے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان نے سرداروں کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھائی اور لیکر بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوئے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہین خیمے کافرون کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم وزی کرین تو امیر نے آنکھ کھول دیا اور فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخم وزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ مین اس لائق ہون کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمکحرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر نے کہا کہ ای لندھور تم سحر مین مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہین جب صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخم داری کی

کرائی امیر زمرد وزری کرا کے اٹھے دیکھا کہ اشقر زخمون سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ شیشہ بھر رہا ہو کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے پشت سے زہرہ کو اتارا بارگاہ مین داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران نے زہرہ کے واسطے کنیزین طلب کین ملکہ زہرہ معروف عیش و نشاط ہوئین کہتی تھین خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیاری سے پکڑا منگایا خواہان وصل تھا مین نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہے مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزین دعائین دے رہی ہین بلائین لے رہی ہین صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا کہ اب مین طرف کوہ بوقلمون کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالارون کو بلا کر حکم دیا طرف کوہ بوقلمون کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ بوقلمون کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

وہ کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن کی طرف صحرائے محیط کے تلاش لوح چلے جانا اور پہنچنا صحرائے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ ہون خوش رقیبان والا تبار
محبت عشق و الفت کے سامان ہین
کہ اس سال [illegible] ہزارون [illegible]
چلی اب ساقیا آج گلزار [illegible]
[illegible]
[illegible] کو [illegible] گلشن مین [illegible]
کہ اظہار رنگ شگفتہ ہوا
کبھی [illegible] کسی کے لیے [illegible]
[illegible]

کہ لکھتا ہون رستم کی اب داستان
پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہین
جسے عشق رو سے ختم ہو گیا
صلا عیش ہون ہر ایک میخوار ہین
اکٹھے ہین شغل چمن در چمن
کہین آب و ہوا کے جھونکون ہین
یہان ایک طاؤس [illegible] عشق
مری آنکھ سے ہو گئی ہے نہان
کیا دل نے عشق [illegible]

وہ ہو داستان جلالت شعار
کہ قلب و جگر مین جگہ پائے عشق
وہ جنجال ہو عشق زلف بتان
اُسے فرط رنج و الم ہو گیا
یہ ہو عیش ہر باغ کا رنگ و بو
لکھون جب [illegible] سخن [illegible]
ہر اک غنچۂ گل شگفتہ ہوا
وہان قیس بیتاب ہے [illegible]
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ فدائے لیلیٰ اور [illegible]

کبھی قیس لیلی کا جویا ہوا
کہ ہر وقت لیلی تحسین و جمال
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا
وہ لیلی کا مژدہ سنا جاتے تھے

کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا
قرین قیس کے آرہی تھی نظر
وہ باطن کی الفت سے ساہر ہوا
کبھی بیشتر صحرا سے صحبت ہی تھی

ہوا قیس کو عشق مین یہ کمال
اسی رنگ مین عمر کی تھی بسر
کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
غزالان صحرا سے الفت رہی تھی

قمر داستان مرصع نگار
لکھو جلدہ آئی ہی فصل بہار

چہرہ دشت نوردان وادی بیباکی و طی کنندگان مراحل چستی و چالاکی اس داستان بشوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین - شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش + چنین ریخت گوہر بدامان گوش + رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحراے محیط کے روانہ ہوے محیط پیمان شکن اپنے قصر مین رونق افروز ہی انیسین جلیسین جمع ہین کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اڑتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو کیا اگر وہ طلسم باطن مین چلے جائینگے تم لوگ تباہ و برباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو ملے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھکر جواب لکھا کہ یا خداوند کیا ہے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ پہنچیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے مین اسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہی جا کر راہ مین گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بیشے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوے عرض کی کیا حکم ہی اسنے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو بدولت کوچ

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحرائے محیط میں ایسے ایسے پہلوان رہتے ہیں شاید خوف کھا کر پلٹ جاوے یہ جو اسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل میں پڑ گیا فوجیں آنے لگیں تھوڑے عرصے میں تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استغراق بھی اپنے مقام سے چل کر کے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا جنگلی فوج لیکر چلا ادھر شاہزادے کو تیسری منزل ہے صحرا میں اترے ہوئے ہیں صحرائے دل شاد اس صحرا کا نام ہے صبح کا وقت ہے ارادہ ہے کہ سوار ہوں ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے ایک پہلوان دو چھال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوا اور پکار کر آواز دی او رستم ایسا آگے نہ بڑھنا رستمی تمہاری یہیں تک تھی بس اب اس صحرائے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہے یہ کہکر گینڈے سے اترا بارگاہ میں داخل ہوا ساحروں سے کہتا ہے کہ محیط نے بھی مجھکو کس سے لڑنے کو بھیجا ہے یہ تو معشوق وضع ہے لیکن اگر بھاگ جاوے تو بہتر ہے ملکہ نے لکھا تھا کہ ہفت تحفہ جات ساتھ لے گیا تحفہ جات ایسے کہاں رکھے تھے جو یہ اٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہے یہ غرور دماغ میں سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا اگر تم سب کی صلاح ہو تو میں کہلا بھیجوں کہ جو کچھ ارادہ کر رہا ہے اب اس ارادے سے باز آ اور یہاں سے پلٹ جا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہے جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہیں ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کر دینا کتنی بڑی بات ہے اشفاق اژدر در استغراق کا بھائی اپنے مقام سے اٹھا کہا آپ نامہ لکھیے میں جا کے اسکو پھیر دونگا استغراق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر میں آیا جا بجا خیموں میں ساحروں کو اترے ہوئے دیکھکر دنگ ہو گیا دل میں کہتا ہے یہ ساحر اسکے کیونکر دستیاب ہوئے ہیں ہلال کش و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے ہیں ساز بج رہا ہے پانی برس رہا ہے لیکن کیچڑ کا نام نہیں حیران و پریشان یہ ارادہ تھا کہ لشکر میں جا کر بیعت کرونگا یا سر جھکائے ہوئے ان ساحروں سے نکلا دربارگاہ رستم پہ پہونچا درگہ سالار سے کہا ہماری خبر کرو کہ استغراق نے ایلچی بھیجا ہے درگہ سالار نے جا کر عرض کی رستم نے کہا کہ ایلچی کو کیوں روکا درگہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا ہلال و آفتاب اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ جھلایا رستم نے حکم دیا جلتے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر میں ہیں اسوقت باہر بیٹھے ہیں سب سردار حکم پاتے ہی باہر جادو والے
ہیں آکر کھڑے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ لقا وزیر افسران سے معمور ہے رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہیں جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھے دیا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
زیادہ مبہوت ہوا نامہ سرے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا اے رستم ہمارے افسر نے تمپر بڑا رحم کیا ہو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو اشفاق وہ پہلوان ہے کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرائے دلشاد
تا بہ بلقیثہ زر ریز ہمارے افسر کی عملداری ہے اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا
اب تو تمھارے افسر صاحب آئے ہیں مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو درستہ کو اصل ہیں تو ہم
اسی راہ سے جائینگے اشفاق نے کہا کیسے جواب دیا ہم لوگوں کے ہاتھوں میں کیا مہندی لگی
ہے ہم تو نہ جانے دینگے رستم نے کہا ابکی حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی لیجانے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑیں رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ دو دو گا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منہ کے بل جھکا
کھسیانا ہوکر لیٹ پڑا رستم نے آنکھ ماری کہ ہیں پکڑا اب پھر اپنے دنگل پر بیٹھے اور ورد
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا آنکھیں ملتا ہوا رستم کو دیکھکر ہنسکر اٹھا تو رستم نے
کہا اے اشفاق جاؤ میں اپنے تئیں پر خود نفرین کر رہا ہوں اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہوکے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا اشفاق بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ خبر پہنچی اشفاق آتا ہے گھبرایا ہوا
اشفاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہے تمہیں آپکی پیشانی شکر ہے بہت ملال
ہوں جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر اشفاق کے سامنے آیا اسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ کدر معلوم ہوتے ہیں اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگ
بجوائیے طلسم کشا کو سزا سے معقول دیجئے میں نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرائے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے میں نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سُنکر بہت ناگوار ہوا کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اُٹھایا طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کاتب قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہے وہی پیش آنی ہے ناحق کی پریشانی ہے اُسی وقت یہاں بھی طبل جنگی پر چوب پڑی دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلائے پر جانے کی تیاریاں کر رہا ہے رستم نے پوچھا کیا سبب ہے جو طلائے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہے اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہے رستم نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہے ہم کیوں تامل کریں ہرچند آفتاب و ہلال نے عرض کی کہ حضور نہ جائیں غلام تو موجود ہیں رستم نے شرمانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن یہ پڑتا ہے کہ اپنے رفیقوں کی خدمت کرتے ہیں لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہے کہ خود طلایہ دیتے ہیں کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم اس سعادت سے محروم رہیں ضرور خدمت کرینگے سرداران با توقیر دعائیں دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر جنگ اپنے ذمے لیتے ہیں سرداروں کو تکلیف نہیں دیتے ہو سکتا ہے کہ ایسے آقا کی بدل و جان اطاعت نہ کریں رستم سوار ہوئے طلایہ پر آئے بازار برازان میں سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر کے آگے کھڑے ہوئے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہیں کبھی پھر کر لشکر پر آتے ہیں قضائے کار اُس طرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سُنی کہ رستم خود طلائے پر ہیں اور یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہے دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہیں سواروں سے کہا یارو ہو سکتا ہے کہ رستم اکیلے کھڑے ہیں حلقہ کرکے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ ہمیں کیا عذر ہے اگر چاہیں دم کی دم میں سے گرفتار کر لیں نہ کہ دس ہزار یقین ہے رستم دیکھکر بھاگیں وہ بھاگینگے ہم گرفتار کر لینگے اشفاق نے دس ہزار سواروں کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو بر رسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے سواروں کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہے گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم سیلتن

ارشد اولاد امیر عرب ٭ کیست علمشاہ چو رستم لقب ٭ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ٭

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ، نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑے ہیں جو سامنے آیا علمِ شمشیر آبدار ہوا کئی سو جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ پشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر مارکے گرایا کئی جوان جو آئے پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہیں آتا رستم لڑتے ہوئے برابر اشفاق کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہے خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر جو تیغ چمکی اسکا عکس بیان کیا اب یہاں احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھروسے پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہاں یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سواروں کا شاہزادے پر بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہیں کرنے دیتے رستم کئی سواروں کو مار کر قریب پہونچے اشفاق کے ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جا بجا پڑے ہیں اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑگیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے کہا ارے تم دس ہزار ساتھ تھے اکیلے نے سب کو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیرزن ہے کئی افسر اسنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ میں رستم نے دو پرکالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا عوض اس سے لونگا اسی کو ڈھونڈونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار میں آیا ادھر سے لشکر رستم پہونچا شاہزادے نے ساحروں کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہمکو حکم دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولوں میں لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آفتاب فلک سیر و ہلال وغیرہ دور جا کر ٹھیرے یہاں نقیبوں نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں افسروں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار غیرت پڑھ رہے ہیں

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ۔ نہ سکندر رہا نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے ۔ کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی اسی منزل میں ہوئے ۔ گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

اسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ اس باغ مین پہنچے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا

لیے پھرتی ہے صبا دوش پر آج انکا غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک لحد مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے یہی قصد ہے کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی ای رستم ابتک تو احوال معلوم ہو چکے سپاہی کو طلا سے یہ مارا فوج نے دلیری نہ کی وشتیج کر نہ جاسکے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ ادھر سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھاکر مقابلہ مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہے پہلے ہمسے تو مقابلہ کر استحقاق نے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و باڑھ پہ تلوار کی فوراً نام مردان عالم کا کھل جاتا ہے بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پہ ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاؤ سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتایا اور سر پہ ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پاؤن اٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیئے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہے تاب نہ آئی گھوڑے کو اڑا کر جا پہنچا
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعائے جان درازی دی اور کہا کہ تمہاری شمشیر زنی دیکھکر جو حملہ و حیلہ ہوا کہ
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آ پڑے خوب لڑے فوجیں پامال ہوئیں لالان کوہ پیکر سپہ سالار
کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہے شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں چھوٹوں کے سامنے بڑوں کو تکلیف فرمانا کیا ضرور ہے
یہ کہکر مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ لالان کے دو ٹکڑے ہو گئے نقابدار نے عرض کی کیوں حضور
آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میں نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو یہ کہنا نقابدار کا بہت
ناگوار ہوا فرمایا اے نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی
مقام پر رہجاتے ہیں یوں ہی زور بازو دکھاتے ہیں نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا میں آپ سے کس طرح موجود ہوں رستم نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار اور دو قبضے کے ہوئے تھے
کہ شاہزادے نے بازو بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونوں
گھوڑوں سے کود کے نقابدار و رستم میں کشتی ہونے لگی یہاں تک کہ شاہزادے نے
زیادتیاں کرنا شروع کیں نقابدار عاجز ہو رہا ہے آنکھ کے اوپر ملتی ہے دونوں فوجیں کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہیں قضا سے کار نقابدار زریں پوش جسکے سر پر باد صنعت ہر دم جاری
رہتا ہے صحرا میں شکار کھیل رہا تھا کسی عیار نے خبر دی او شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش
سے مقابلہ ہو رہا ہے شاہزادے زیادتی کر رہے ہیں نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے
ہیں نقابدار زریں پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر
آیا جہاں یہ دونوں شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آ کے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دونوں
جھجک کے ہٹے نقابدار زریں پوش بیچ میں آیا اور ہاتھ سینہ پر رستم کے رکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہو آپس مین لڑتے ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تم پر دباو ڈالتے آخر آپس مین تکرار کا ہے کی ہے شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھ سے نہ دیکھا گیا زرین پوش نے کہا ہو مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہو ایسے ایسے ہزارون پہلوان انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہو کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہو جب صاحبقران سے وعدہ کر چلے تو لشکر سے لڑنے کی کیا ضرورت ہو طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بہانے صاحبقرانی بھی لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجھکو زیر کیجیے یہ اشیاے نادرہ لیجیے اور اگر شاہزادہ مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہوکے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آؤنگا مراد اس سحر سے یہ ہو کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور صحرا مین جاکے مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے ہلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے قبلہ و کعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ملا ہے کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہو ہر چند کہ ہمارے قبلہ و کعبہ مؤید من اللہ ہین مگر یہ نقابدار بلاے روزگار ہو خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن بلارستا استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہو جسمین ایک پہلوان رہتا ہو نہایت زبردست خراج گزار ہفت پیکر اسنے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت جھلایا کہا کہ میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو پھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بہ ارادہ جنگ رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ میں سمجھاتے ہیں اور حال زور رستم سناتے ہیں کہ شقاق کو طلاسے بیمار انقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہو جواب دیتا ہو کہ میں تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار ہمرا محکوم تیز رو بلا سے روزگار ہو اس سے پکڑوا لونگا یہ کہتا ہوا صحرا میں آکر اترا کہ سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اترا ہو عیار کو حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہو عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار صبح پوش کا لشکر ہو عیار نے خبر دی کہ وہی نقابدار کا لشکر ہو جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار کو پکڑ لا عیار چلا لشکر میں نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے عیار نقابدار کا بازار میں پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت کرتا تھا عیار تو بلا سے روزگار ہی یہ سنتے ہی سمجھ گیا کسی کا عیار آیا ہو آگے بڑھ کر آواز دی کہ برادر ٹھہر جا محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیوں بھائی بارگاہ نقابدار کس واسطے پوچھتے ہو عیار نے کوئی بات دل میں تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو میں ساتھ کرا دونگا میں اس شہریار کا عیار ہوں یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ میں آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ کمند کا مارے محکوم نے سبک ہوکر جست کی حلقوں سے نکلا عیار نقابدار نے تیغ کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے تیغ چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکائی دیکر تیغ مارا کہ سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردوں کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر پھینکدو وہاں جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر کہا کہ تیرا بھائی برائے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہیں پلٹا ذرا پتہ لگا خبر تو لے زنار چلا جنگل میں آکر بھائی کا لاشہ دیکھا اوٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب مارے گئے عیار نقابدار بلا سے روزگار ہو میں سمجھ گیا آپ سمجھا نکر اسکا بدلا لیتا ہوں جاکر نقابدار کو لاتا ہوں یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار میں آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار دریافت کرکے پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ میں بیٹھکے نقب کھودنا شروع

چلا چہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار میں تو دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے شمعہائے مومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے میں پاؤں کسی طرف پڑ جائے کہ کم ظرفی ثابت ہو سیدھا سر کے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار پڑا سو رہا ہے خیال میں آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہے جسے استحقاق ایسے پہلوان کو مار لینے سے ہے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کرکے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی نقابدار بیہوش ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اسی طرح نقب سے نکلا جنگل کا راستہ لیا ایک صحرا میں اسکو صبح ہوگئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھ کر اپنے لشکر میں چلوں ایسا نہو سامنے سے کچھ فوج پہنچے یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہاں عیار نقابدار بازار میں پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھا اٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی افتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہبانوں سے دریافت کیا خیر و عافیت ہے پردہ اٹھا کے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی میں کہتا ہے بڑا غضب ہوا نقب میں کود نقب کو طے کرکے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار پشتارہ لیے ہوئے جنگل میں دو کوس پڑا اور چڑھ آیا تھا ایک جھیل پر پہنچا خیال میں آیا کہ اس طرف کوئی نہ آئیگا کنارے جھیل کے ایک تختہ سنگ پڑا تھا اس پر پشتارہ رکھا نقاب چہرے سے سرکائی حیران ہے کہ یہ جوان کون ہے کہ جیتی گلشن جمال کی کر رہا ہے حیران ہے کہ نام کیونکر دریافت کروں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اڑائے ہوئے چلا آتا ہے باز برسر شکار جھپٹا ہو یا نے جا کر طاؤس کو دبایا اسی مقام پر آ کے طاؤس گرا کہ جہان پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کود آ کر اپنے یار کو دیکھا اون کی نگاہ جمال عدیم المثال نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہے اس چاند کے ٹکڑے کو کیوں باندھا ہے عیار نے کہا میں عیار ہوں سلیمان مردم درکار اسکو اسکے لشکر سے چرا کر لایا ہوں اب خدمت میں اپنے آقا کی لیے جاتا ہوں نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت جان عیار یہ سن کر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر جب کمان میں جوڑا کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے قصد

کیا

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جاکر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہو کہ نقابدار نے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش سے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آگئے اُسنے کہا اس جوان
کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا اُس
صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی صیلان کی نرگسی چشم لائی ہو زنار پلٹا
یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لاکر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اُنکا
عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر
آکے کمند ماری باغ مین اُترا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھیرنا بہتر نہین ہے اور ملکہ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجکو یہ خوف ہی کہ اگر باپ کو خبر پہونچیگی لشکر لیکر آجائیگا انکے
پاس لشکر بہت ہی یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
ورنہ یہین رہے اور نہ سب بھاگ گئین بیس کنیزین کہ جنکو دل سے محبت ہی ساتھ ہولین
گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
لشکر کے چلے یہان زنار نے جاکر صیلان مردم در سے اطلاع کی صیلان نے لشکر کو تیار کیا
اُسکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون نے بیان کیا
کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہین عیار صیلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سایے مین ٹھیرا ہی ملکہ سے کہ رہا ہی جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر صیلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین صیلان فوج لیکر آپڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج نقابدار سے لڑنے لگی جب صیلان طرف لڑکی کے قصد کرتا ہی تب نقابدار گھیر جاتا ہی ملکہ
بھی مع کنیزون کے تیر اندازی کر رہی ہین کئی سوار و پیدل تیرون سے گرائے
صیلان چاہتا ہی بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھکے سینہ سپر کرتا ہی نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب لقا بدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کر کے پکار اٹھیں اے مالک بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کو بچا لے ملکہ کا ہاتھ کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شاہزادے مع لشکر آ کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہے سمک نے خبر دی کہ لقا بدار سرخ پوش فوج میں گھرا ہے کفار کا چار طرف سے بلوا ہے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کر کے لشکر کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب لقا بدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر یہ کیا سانحہ ہوا لقا بدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے تمہارا عورت کا ساتھ ہے انکو لیکر نکل جاؤ لقا بدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزادے نے کئی پلٹنیں رسالے لقا بدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر پاس پہونچا دو راہ میں نہ چھوڑنا وہ پلٹنیں لقا بدار کو بیچ میں لیے ہوئے لڑائی بھڑائی نکل گئیں لقا بدار اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ میں رکھا کنیزیں واسطے خدمت کے مقرر کیں یہاں پر زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیوں لڑ رہے ہیں لقا بدار تو آپ کی بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہیں میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان مقابلہ میں آ تو گیا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا تھا جب پلٹ کر بارگاہ میں آیا تو زنار کو بلاکر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہے میں طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سو پہلوان نامی و نامور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو پکڑ لا عیار نے کہا اس جوان کا پکڑ لانا کچھ بات نہیں ہے لیکن انتظام لقا بدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی بات ہے میں اسکے لشکر میں جاتا ہوں اگر قابو پایا تو لقا بدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ یوں بیٹی بھاگ جائے اور ساتھ معشوق کے رہے اب آپکی اسی میں نام آوری ہے کہ میں گرفتار کر کے ملکہ کو لاؤں سر میدان قتل کیجیے اسکا خیال دل میں نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کروں پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر لقا بدار کے چلا ایک مقام پر آ کے دیکھا زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر پہرا دار بیٹھی ہے کنیزوں کی آمد و رفت ہو رہی ہے کنیزیں اندر سے آتی ہیں

اور پھر چلی جاتی ہیں زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل مجھے کچھ کہنا ہے کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہیں گرد کنیزیں زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا اُٹھیں تو عرض کروں ملکہ اُٹھیں تخلیہ کے خیمہ میں لایا وہاں لاکر ملکہ سے باتیں کرنے لگا باتیں کرتے کرتے خاصدان کھلوا گلوری سے بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمایئے ملکہ نے وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئیں زنار نے پشتارہ باندھا باندھکر حیران ہو کہ کس طرف سے نکلوں آخر ایک گوشہ میں بیٹھکر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد میں اٹا ہوا نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہاں نقابدار بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا ہے ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہے کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہے عیار دوڑکر بارگاہ ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سایہ میں بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہیں معلوم کیا کردیا کہ میں سو گئی وہاں سے عیار کنیز کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا بارگاہ میں جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشہ میں نقب لگی ہے اُس نقب میں پھاند پڑا آخر میں نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا جہاں عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیوں یار وفادار کیا ہوا عیار نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا میلان کے اور کون دشمن ہے معلوم ہوتا ہے اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کریں میں جاکر ملکہ کو لاتا ہوں نقابدار نے کہا ایسا نہو کہیں کوئی زوال آجائے تم چلو میں بھی آتا ہوں عیار تڑپتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے ہوئے بارگاہ میلان میں آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سر دربار پشتارہ لے آیا کہا حضور بے خبر کے سامنے ہو چلیں گھوڑے پر سوار ہو کے نکلیں اب انکا پردہ کیا میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے چھینکا کر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی شوہر کو سامنے میلان کے پایا شرما کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگیں میلان نے پکارکر آواز دی او گیسو بریدہ میں نے کیا تیرا بگاڑا تھا کہ تونے کس طرح مجھکو بلا لیا بہتر ہے کہ مجھے [illegible]

نقابدار کی تو یہ کر کہ تیری خطا معاف کروں اور محل میں جگہ دوں ملکہ نے کہا او بابا چاہے قتل کرو یا جان بخشی کرو میں تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی صیلان اپنے مقام سے یہ کہکے اٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی شم عیار نقابدار او بیحیا دیکھیو لیجاتے ہیں یہ کہکر عیار نے حقہ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گبرانے لگے اس اندھیرے میں عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون بارگاہ پہونچا ہے صیلان نے آواز دی مارو عیار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی ٹوٹ پڑے تلواریں لیکر دوڑے عیار نے تیغ کھینچکر پالٹ کا ہاتھ مارا صیلان کہہ رہا ہے ارے اسکو پکڑ لو کیا ستم ہے کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہے عیار تیزی سے کہا رہا ہے ملکہ کہدا اٹھ رہا ہے جو سامنے آتا ہے تو بھاگتا ہے سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہیں عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہے آخر زخموں میں چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائیں کر رہا ہے کہ اے معبود ناموس آقا کا پشت پر ہے اگر میں مارا گیا تو کیسی رسوائی ہے یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو جرأت کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائیں مانگ رہا ہے گلہائے زخم شکل جسم پر کھلے ہوئے ہیں عیار بیتاب رہا ہے مگر اسلحہ کھینچے مار رہا ہے کہ کوئی قریب نہیں آتا دور سے تیر سے مار رہے ہیں صیلان آواز دیتا ہے کہ گھوڑے اڑا کے اودھر اودھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا یہ سوار چلے نیزے ہاتھوں میں لیے قصد کیا کہ گھوڑوں کو اڑا دیں اور نیزے مارتے ہوئے نکل جائیں گھوڑوں کو جو کر کے بڑے نیزے بلند کیے کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اڑائے ہوے آ گیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوے لڑ رہا ہے نقابدار نعرہ کر کے آ گھسا سواروں پر جا پڑا تلوار چلنے لگی صیلان نے آواز دی مارو اسکو نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے سے ہیں عرصہ میں نقابدار نے ان سواروں کو مار کر عیار کو جا لیا قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اٹھایا کہا اے یار وفادار تیری جان ہی دی ہوتی اور پروردگار خدا نے تجکو بچایا اس عرصہ میں لشکر نقابدار بھی آ پہونچا لشکر نے جو آ کر جنگ کی جو سوا

نقابدار نے عیار کے ساتھ کہہ فرمایا ملک کو لشکر میں پہونچا آؤ آپ لڑتا بڑھتا قریب میلان کے پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُسکا وار سے ہاتھ نکال کر تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر بھاگ گئے نقابدار نے بارگاہ پر لوٹ لیں اور شادیانۂ فتح و فیروزی بجاتا اپنے مقام پر آگئے اِدھر رستم صحرائے محیط کے پیچھے جاتے ہیں صحرائے دل شاد سے گذر کر صحرائے فشار میں پہونچے یہاں فشار جادو اُس صحرا کا حاکم تھا ہرکاروں نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہیں لشکر اُنکا اُترا ہے فشار جادو نے اپنے مشیروں کو بلا کے اُن سے صلاح کی کہ یارو مجھکو طلسم کشا کیا کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم میں پڑا تو کلاہ ہفت گوشہ و تیغ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن کبھی کسی کو ہاتھ نہ لگے تھے مگر اس جوان نے اُن تینوں چیزوں کو پایا اب فکر اسکی کی تا صحرائے محیط جائیگا وہاں سے حال دریافت کر کے فاصلہ لوح میں مصروف ہوگا لہذا یہ فکر و لازم ہو کہ طلسم کشا کو کسی طور سے روکا جاوے کہ تا صحرائے محیط سے پار نہ جاوے بساط جادو فشار جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ میں جا کر اس جوان کو تسخیر کرونگا گرفتار کر کے ساتھ آفتاب و جلال بھی موجود ہیں پہلے اُنکی تدبیر کرونگا میرا دل ایسا تاکہ کیون طلسم کشا کو بالکل خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیگا یہ کہکر بساط اُسی وقت روانہ ہوا وہاں کو لوٹ کر ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُتر لشکر میں طلسم کشا کے آیا آتے ہی تدبیر کی بیہوش کیا صبح کو رستم بارگاہ میں پہنچے کہ یکایک آفتاب و جلال کو نہ دیکھا آفتاب کا تخت غائب ہوگیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا آشفتہ و سراسیمہ ہوش کی طرح کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا اب غلام اسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش میں نکلا جا بجا پھرا کچھ نشان نہ ملا دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم خود خواجہ تا دمار بھی چندیں لگاتے کہ یہ کام کس کا ہے سمک نے عرض کی کہ غلام پتہ لگا رہا ہے ہفتہ عشرہ میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ دو ہلال ساحران جب سے غائب ہوئے رستم کو بڑا قلق ہوا اب وہ باتیں اُنکے خیال سے آکر سلام کیا شاہزادے نے تشریف فرمایا سمک تمکو معلوم ہوا کہ آٹھ نو قسم کے اور سردار ہمارے لشکر سے غائب ہوئے ہیں اگر پتہ نہ لگا تو ہمارے سامنے سے آنا

سماک نے عرض کی حضور یہ ہم شہون غلام فکر مین نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ فکر مین رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر مین نہ آنے پاسکے اور آپ جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا پانچ کوس راہ طی کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پر آکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سماک ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ باز ہی سے باہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگون نے پتہ بتایا کہ یہان مسافر فلانے محلہ مین سرا ہی غرض یہ پھرتا پھراتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہی دیگہ سالار دروازے پر آیندہ و روندہ بارگاہ کو روک رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمہارے حاکم کا کیا نام ہی ساحر نے کہا نشاط جادو ہی ابھی بارگاہ مین جلوہ فرما ہی سماک ایک گوشے مین آیا اور حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا دربارگاہ پر آیا دیگہ سالار کو سلام کیا دیگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی ہی دیگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سماک اندر آیا بادشاہ کو تخت پر دیکھا کہ ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کے سلام کیا کہا اے شہنشاہ عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آئے تھے ایک روز وہ آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوے پہونچے مجھکو اور میری ماں بہنون کو سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ بند کر کے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا بادشاہ نے کہا سب تمہارے رسالدار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سردار کانپ گئے سماک نے نگاہ اٹھائی ان سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی ان لوگون مین تو کوئی نہین ہی مگر کنیز رسالون مین جاکے پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار کو تم ہمکو دکھا دو ہم فوراً اسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سماک بادشاہ

سے باتیں کر رہا ہی نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہو مسکرا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی لباط جادو آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ری ہمراد آج کیا کیا لباط نے عرض کی آٹھ دن میں غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کردیا قید خانے میں دریافت کیجیے بارہ ہزار و دو سو قیدی ہیں اب میں فکر میں طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہیں ہوتا ایک فکر لگائی ہی وہ یہ ہی کہ دیکھا طلسم کشا ہماری فکر میں نکلا ہی پہلے میرا اوگر گرفتار کرلون تو طلسم کشا سے ایذا پہونچے ہوں جیسے اوسکو گرفتار کرلاونگا اوسی دن ایک سحر میں کل لشکر کا خاتمہ کردونگا جیسے بارگاہیں لوٹ لونگا اوسی ہفت شہر میں سب سامان ہوجائیگا سب نے لباط کی زبانی یہ معاملہ سنا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف لباط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فرہاد ہی کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا لباط نے نازنین سے پوچھا کس محلے میں رہتی ہو نازنین نے شرما کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہیں یہ کہکر اپنے مقام سے اوٹھی بادشاہ سے کہا اب میں دریافت کرکے عرض کرونگی لباط پیچھے دوڑا جلوخانے میں آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو موجود ہیں نازنین نے کہا دو ہزار روپیہ کا نقصان ہوا لیکنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہیں رہا لباط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو دیدیں گے نازنین لباط کے ساتھ ہولی لباط نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے میں بٹھایا آپ نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام میں رہتے ہیں لباط نے کہا حضرت شاہ قباد سے اور طلسم کشا آئے ہیں میں نے جلد ہزارہا ساحرون کو گرفتار کرلیا ہی ایسے قیدخانہ شاہی میں جو مکان ہی اوسمیں سبکو قید کیا ہی اب امروز فردا میں طلسم کشا کو بھی لاونگا لباط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا ہی کہ لباط کسی حیلے سے باتیں تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہی گلابی کھینچی ساغر ایک جام میں پیون لباط نے کہا ہون نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس رنگ میں سامنے لباط کے گا گئے کہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام ہمکو بھی ہو وعدہ کو تو پورا کرو لباط نے زر و جواہرات کا سامنے اوس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہی کہ جام پی میں تھا پیتے ہی کچھ عادت ہو مطلب ہو وہ ظاہر کرو لباط نے ہنسکر کہا کہ میں دل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا بساط کا منھ چڑھا دیا بساط سمجھا کہ راضی ہی شراب پی کے مطلب حاصل کرونگا نازنین کھائی سے بیہوشی ملا چکی ہی جیسے ہی بساط نے جام اٹھایا دل اسکا دھڑکا بازو پہ ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پہ بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلا کر منھ سے شعلہ چھوڑا شعلہ جو جام پہ گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا بساط نے کہا ارے تو کون اسنے چاہا اٹھکر خنجر مارے نازنین نے پاؤن تھام لیے بساط نے سحر کیا رنگ روغن اُس زن حسینہ کے چہرے سے اُڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک دبلا پتلا عیار ہی تو بساط نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین نکلا ہی مین تیری تدبیر مین تھا اب اسکی مشکین باندھی گئین کشان کشان بساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو اپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قیدخانے مین لیجا جہان اور سردار قید ہین شبرنگ سمک کو لیکر طرف قیدخانے کے چلا راہ مین اسنے دریافت کیا کہ اب مین زندہ بھی بچونگا یا نہین شبرنگ نے کہا بساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمہاری صورت بنکر تمہارے آقا کو چھڑا لائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہی اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون مین دستور ہی یہ کہکے کچھ روپیہ تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا اسمین میری جان ہی شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ مین پہونچی بیہوش ہوکے گرا سمک نے اسکو قتل کیا بساط اپنے مقام پہ بیٹھا تھا کہ گلدستہ اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا بساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ مارا گیا جاکے خبر لاؤ خادم دوڑے بازار مین آکر لاشہ اسکا پایا بساط تلاش مین سمک کی نکلا مگر یہ شبرنگ کو مارکر رہائی سرداران کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہی کہ سردارون کو تلاش کرون سرخ رو سامنے آقا کے جاؤن اُس مکان پہ آیا جہان سردار قید ہین دیکھا سماسا نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہی کچھ جادوگر ساتھ ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ مین لیا مالن کی شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجہا پاٹ کو پھول چاہیے یہ مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کتنے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہے شوالے مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پلٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اٹھا لیے مالن نے تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہے سب نے موہن بھوگ چھین کر کھا لیا کھاکر بیہوش ہوئے مالن نے قیدخانے مین گھسکر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوئے گولے مارتے ہوئے شہر مین غدر ڈالدیا کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے باہر جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہے شہر مین کیسا ہنگامہ ہے لبساط نے جو باہر سنا دوڑا ہوا قیدخانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین دروازہ قیدخانے کا کھلا ہے ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کر گیا قیدیون کو رہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوئے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائین مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لیتا ہون یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہے دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار ہوئے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو ادھر لبساط پھرتا پھراتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہنچا سماک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام سے اٹھا پوچھا عیار کیا نام ہے اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم انکو گرفتار کرا دیتے تنخواہ ہماری نہین دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہے کہا او خدمتگار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالہ داری دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہے کہ مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرائے دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے لیکن بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے لباط نے کہا ہزار روپیہ کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی سرکار سے اسقدر مال ملیگا کہ مالا مال ہو جائیگا عیار یہ باتین کرتا ہوا لباط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا کے پاس تحفہ جات نہوین ہین سحر کے اُٹھا لو لباط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگ سالار نے چاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگ سالار رکا عیار لباط کو لیے ہوئے اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات بنے تھے لباط نے کہا او خدمتگار کلاہ ہفت گوشہ تو سر پر ہو اسوقت سحر تاثیر کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے فقط اسی طرح کی دوسری بنوائی ہوا تو بہت خوش ہوا کہا او خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم ہوا اب مین انکو اُٹھا لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نکرو لباط جھلاتا ہوا قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کہ مین بیچ دون رستم نے کلائی عقب کر ایسا طمانچہ مارا کہ لباط کا سر اڑگیا سحاب نے لاشہ لباط کا بیرون لشکر پھینکوا دیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہنچائی کہ بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا دیکھا اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سر پیٹ رہی ہین ان بیٹیون نے رو رو کر پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون ہے تو وارد ہے نشاط نے کہا بھائی صاحب برائے گرفتاری طلسم کشا گئے تھے اسکے ہاتھ سے مارے گئے لاش تو اسنے پھینکوا دیا اب خود مین جا کر لاؤنگا ماہی سحر نے کہا یہ مین سحر کسواسطے سکھا یا تھا کہ تم ہو مین جا کر طلسم کشا کو لاؤن ہر چند اسکو منع کیا مگر نہ مانی رسیائی سحر فوراً پر آور ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلی ایک جا پہ آکے دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہے ماہی بارگاہ سے شاہزادہ نکلا پشت پر کنب ہے پیدا ہوئے عیار کو ساتھ لیا فرمایا چلیے قراولی کہان کو کہ ہم ایسے شکار جائینگے عیار نے چلیے قراولی شکار وغیرہ کہان ہے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال پیشان رستم پر دیکھا عاشق ہوئی پا گرفتاری کے لیے آئی تھی اور گرفتار طرہ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر بھی مگر رنگ روپ متغیر تھے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا پوچھا واری خیر تو ہے ماہی سحر نے کہا تم سے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون نما نے عجب سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانۂ دل کو ویران کیا او سہیلیون مین حیران ہون ہر چند دریافت کرتی ہین

کچھ جواب نہیں پاتیں ماہی سحر نے اپنے پاس سے سب کو ہٹا دیا تنہائی میں بیٹھکر رونے لگی دل
گھٹتی رہی اور دل بہلایا کیا لیکن سمجھاؤں اپنے کو اس مغرور سے تک کیونکر پہنچاؤں شام کو اس سوچ
میں بیٹھی کہ جاکر دیکھوں تو اوس ستم جو نکلا ستے پلٹ کر آتا ہے پر نشاط کے خیمہ میں شاد کرلیا ادھر آکے بیٹھے
نشاط فکر میں تو بیٹھا ہی تھا اسنے جو دیکھا کہ ستم تنہا بیٹھے ہیں گئے اور عیار کار ضروری میں مصروف ہے
گلابیاں لاکر رکھتا ہے نشاط نے ایک گوشہ سے سحر کیا عیار کے پاؤں زمین نے تھام لیے نشاط
نے گلابیاں ہاتھ سے عیار کے لیں فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیاں لیکر
اندر آیا کہا اے آقا سے لانا ہوں ایک جام نوش فرمائیے ستم سمجھے کہ عیار کہتا ہے کچھ تو اسنے سمجھا
ہوگا جب تو شراب پلاتا ہے فوراً جام لیکر پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط ستم کو لے کے
چلا یہاں سماک راہ میں کھڑا ہے زمین پاؤں نہیں چھوڑتی ہے کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
سماک راہ میں کھڑا ہے رنگ روشمشیر چپقلش کانپ رہا ہے آفتاب نے جھککر پوچھا کیوں اے
سماک خیر تو ہے سماک نے کہا اے آقا بہت سے پاؤں زمین پکڑے ہے میری شکل پر نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ کیا ہوگا یہ سنکر آفتاب نے سماک پر سے سحر اٹھا آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اسوقت آیا کہ نشاط ستم کو لیکر نکلا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے کون ہو جو آقا کو
لیے جاتا ہے نشاط نے جواب نہ دیا بھاگا بہت سے گھوڑوں آفتاب پشت پر سے للکارتا ہے کہ
او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سنکر جوہلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگاروں سے پوچھا کہ کیسا
ہنگامہ ہے خدمتگاروں نے کہا کوئی ساحر آیا تھا ستم کو اٹھا کے لیے جاتا تھا آفتاب نے جاکے روکا
دونوں میں مقابلہ ہو رہا ہے گو وہ ساحر ایسا طاقت پیدا کرتا ہے کہ نکلو جوہلال نے جو یہ سنا
مثل شعلہ جوالہ بیتاب ہو کر پہونچا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہے گو آفتاب اپنے کو بچا رہا ہے
جوہلال نے کارد سحر نکالی پشت پر اسکے ماری ہے پڑھ کے پھینکا ماری پشت پر جا کے
نشاط کے لگی پیٹ کو توڑ کر پار نکل گئی اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی جب آئی آواز کی گشتی ہو ماتا
میں نشاط جادو بود و دم ہے کے بعد ایک اندھیرا سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھوں سے آنسو
جاری تھے جیسے لاش پر نشاط کی ... سے بیٹھا ہے کہ آفتاب کا کچھ پڑھ کے پھونکا
بیٹھی تھی کہ آسمان سے روشنی ہوئی دانشمند دیکھا ایک ہاتھ سیاہ لاش نشاط کی لیکر اٹھا

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کرکے خوب رویا محیط نے نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ میں فراق طلسم کشا میں بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزوں نے اسکو خبر دی ماہی سحر ششدر چپ ہو رہی ایک غم ایسا اسکے دل پر ہے کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہیں کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ نشاط کو جھلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چھڑانے گئے تھے وہ اسکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت کی اگر یہ جانتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن انکے سرداروں کو بساط نے گرفتار کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے اسکے دن دہاڑے عیاری کی اب میں کیا کروں یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ آسمان سے ساحر آکر پہونچا اسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہے ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج میرا درست نہیں ہے میں علیل ہوں مگر اس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے کچھ انتظام کرینگی ناچار ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اے صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہے احکام سامری میں دخل نہیں دے سکتی جو مناسب جانا وہ کیا مگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیریں کیں آخر اپنی جان دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخیں مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر بہت نہ رو خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو پہونچایا ہاتھ سے جھلال کے مارا گیا میں نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انتظام شہر کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہے اسکو تمھارا اتالیق بخشے دیتی ہوں وہ جا کر خوب انتظام کریگا لشکر اسلام میں تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہوا کرنا ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہے میں انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہے علاوہ افسون کے وہ خود بہادر صف شکن ہے تحفیات اسکو مل چکے ہیں سحر کسیکا اسپر تاثیر نہیں کرتا کوئی کیونکر گرفتار کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و محیل ہے فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیوں یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرا سے نشاط آباد خالی پڑا ہے تم جاکر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اسکی بیٹی ہے اس سے صحبت کرنا مراد یہ ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھیں مجھکو کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا پڑا انتظام مقدمہ گرفتاری طلسم کشا ہے۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکۂ عالم آیئے ماہی سحر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کارگزار جا بجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ میں ٹھہری بعد اسکے کہا کہ میں اپنے باغ میں جاتی ہوں اب جالینوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں تب ماہی سحر پر قبضہ کرونگا شب کو بصورت بدل لشکر اسلام میں پہونچا خادموں سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کس وقت جدا کرتے ہیں خادموں نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہیں تحفے اتار کر رکھ دیتے ہیں یہ دریافت کرکے باغ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کھانا نہ پینا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم میں مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہوں کل گرفتار کرکے لاؤنگا ماہی سحر کچھ اٹکی دریافت کیا تدبیر کیا ہے جالینوس نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اٹھا لاؤنگا مگر آپ اب مجھکو اپنا غلام جانیے مجھے شکار کی سرفراز فرمایئے ان صحرا کو ایسا آباد کروں جیسا پہلے سے بڑھا دوں مگر پہلے دل سے نکل گیا کئی دن سے فقط بیٹھ کر رہا ہوں کچھ منفصل پیش کرتا ہوں اور مرتبہ آپکا بڑھاؤں کہ مجھسے آپکو اپنا محسن جانیں خداوند مرتبہ مصاحبت دیں ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جالینوس کی نہایت ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنیکی ہے اٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملکہ خاموش ہی رہی اسکا کبھی جواب نہ دیا مگر جالینوس اٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں آیا ایک مقام پر آکر دو دفعہ پاؤں زمین پر مارے بارگاہ طلسم کشا میں آکے نکلا دیکھا کہ حقیقت میں طلسم کشا آرام کرتے ہیں تحفہ جات علیحدہ رکھے ہیں اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہوئے اسنے اسی حال میں طلسم کشا کو اٹھا لیا غرق زمین ہو کر سیدھے تخت کے نکلا یہ پیدا ہوا اپنے قلعہ میں آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادوں کو بلاؤ جلاد آئے دار بن استادہ ہوئی طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں پایا بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز داور رب کارساز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے غرض تو دعا میں لگا رہے ہیں جالینوس آیا وہ قفل بیٹھا ہوا کہ ملکہ ہوش
بیٹھے کھو رہی ہیں کنیزوں سے کہا کہ سنا جالینوس بھی عاشق ہوا ہے دیکھو کیا کرتا ہے صاف جواب دیدوں
کو یہ خیال کمال ہوا ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قفل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گو لب کے تخت
سحر پہ سوار ہو کے طرف قلعے کے آئیں جالینوس دیکھا اٹھ کھڑا ہوا تعظیم کرکے ملکہ کو پاس بٹھایا یہاں
صبح کو جب صیاد چنگال لے کے طلسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پا کے گھبرایا ہوا جھلال کے پاس آیا اور یہ
کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جات
کب جائیگا میں سمجھ گیا کہ یہ جالینوس جو آیا ہوا تھا اسی کا کام ہے اس واسطے حضرت لقمان ملکہ
خدا سے کیونکر بچائے جھلال نے کہا میں جاتا ہوں سمجھ سکے کہ وہ ساحر پرست ہو ایسا نہ ہو کہ پھر کسی
افتاد پیچ میں جا کے دریافت کرتا ہوں جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کروں گا تم لوگ تحفہ جات خوب
رہو سمجھ کر اپنا سے تیاری سے اور پتہ ہو کر خبر کو چلا وہ وقت ہوگا جالینوس باتیں کر رہا ہو کہ ملکہ آج
بڑی خوشی کا دن ہو کہ تمہارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہے ان ایک خطا بھی ہو کہ طلسم کشا کو
لایا تحفہ جات ملا ہے بالکل بیٹا کر دیا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہیں ہو بلکہ جانا چاہیے ہو کے میں
اور والد انکے اس قصے میں ہیں کہ ہفت پیکر پرست ہوں اگر پیرو طلسم کشا نہیں ہیں
اسم اعظم میں اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر ہی کہ انکو قید کرو خدا انکو
کیونکہ باپ انکے قریب طلسم ہو وہاں بیٹھے کے قتل کی خبر سنا کر اپنے صحرا آئیں گا تو نہیں کرتا جالینوس
کہا ہم انکو قتل کرکے تمکو ساتھ لیکر سلامت سے جاتے ہیں کے واسطے تیار ہو کر ہیں مشکل کو کھیل جانتے
آسمان سے آتی ہو خبر سنا کہیلی جاتی ہو ادہر وہاں لوگ کہتے ہیں کہ اسی کے پاس لوح ہو بیڑہ اٹھائے
ایسے مقام پر کچھ ہوگی جہاں طلسم خیال بھی نہ پہنچ سکے اسی کی معرفت لوح کا پتہ لگائیگا ملکہ نے
مقام کہیں پر جائیگا وہاں کوئی شخص اسکا مددگار ان طلسم کشا پر کس شخص کو پایا جب کبھی نہ پہنچیگا
ملکہ نے کہا اچھا کیل کہاں ہو جالینوس نے کہا کیل وسط سماں پہ ہو کبھی نہ ہوگا تو میں سے
اکھاڑ کر ایک مکان بنایا ہو اسی میں رہتی ہو وہاں کوئی جا نہیں سکتا ہو جادوگر نے کہا یہ سب انتظام ہیں
کہ طلسم کشا کو قتل نکرو اگر نکلو تو اسکا آزاد ہو دست اسکا آسمان سے پیدا ہو گئے ہیں اور سر

تباہ کیے ہیں مقام ناسہ پہونچاتے ہیں ایسا نہو کہ کسی کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں لیکن [illegible]
محیط کے پاس آتی ہیں شہزادہ کوئی گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے جہرنگ جادوگر
ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاط کے اور پیدا اسکا قاتل ہوا کسی طرح قید کر لاؤ میں تو آج
خوش ہوں کہ ملکہ نے تجھے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی جہرنگ ساحر ستم کو لیکر چلا
سمک کہ بصورت مصاحب ملکہ ہو باتیں کر رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا جہرنگ ساحر ستم کو لیے ہوے
قصر سیاہ میں جو وسط قلعہ میں بنا تھا آیا قصر میں شاہزادے کو داخل کیا اور جادوگر مقرر کیے کہ
خوب ہوشیار رہنا حفاظت شاہزادہ [illegible] کرنا بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہیں پھر قصر
دروازہ کھول کر دیکھا کہ جالینوس نے بڑی بڑی تقصیر جاسوس ڈالا اور بہت خیال ہوتا ہے کہ
دروازے پر لکھ دو [illegible] لگا کہ کوئی سامنے اس قصر کے نہ آئے جو کوئی آئے اسکا قتل کر
سمک نے یہ انتظام دیکھا خیال میں آیا کہ عیاری کرے پھر سوچا کہ چلکر جلال و آفتاب کو بھی
دیکھوں کیا کرتے ہیں یہاں جالینوس نے یہ جانکے ملکہ کی بخیت محیط ایک عرضی روانہ کی
یہ تھا کہ ای ملکہ عالمین نے قاتل پادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی جھوٹے وقت پر آکے
بچا لیا قاتل شاہ قصر سیاہ میں قید ہو جیسا حکم ہو وہ بجا لاؤں ساحر تو اسکی عرضی لیکر اسطرف چلا
سمک قید ستم دیکھکر لشکر میں آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا میں تحفہ جات لیکر جاؤں
آفاق کے سبب ستم کو چھوڑوں جہرنگ کو مار کر وہ قتل ہونگے سمک نے کہا ہو سکتا ہے کہ میں جاکر عیاری کروں
اور شاید قصر میں پہونچ سکوں جاتا ہے سو ساحر نگہبان ہیں اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو تجھے گرفتار کر لیگا آفتاب
نے کہا تم فکر نکرو میں کہو نکر پہونچا ہوں سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہوں یہ شاہزادہ کو
پہونچا دونگا یہ کہکے تحفے لیکر چھوٹی میں لشکر عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت
مصاحب قلعہ میں آیا دیکھا کہ ہر طرف قافلہ خانے میں بیٹھے ہیں زنجیر میں پڑے ہیں کہ دیکھا ستم آفتاب نے
سر نکالا سمجھے کہ جہرنگ ساحر دروازہ کھولے آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زرہ پہنی تیغ جیسے ہی
ہاتھ میں ستم کے آیا اور اسی سپاہ چشم سے شاہزادے کے لپٹے ہوئے تھے چھوٹ گئے ستم نے
جہرنگ کو ٹکڑا کیا [illegible] جو تھا باہر نکلا فتح سے اشارہ کیا قید کو لیکر آئے کہ ستم پہنچے
آفتاب ساحروں نے قصد کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کریں یہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں جسکو ہاتھ مارا

اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے پر مار دیے کبھی ہاتھ ہلایا برق چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ میں بیٹھا تھا اسنے جو ہلڑ سنا ساحروں سے کہا ارے دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکاروں نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑایا اب لڑ رہے ہیں ساحر روک رہے ہیں سحر اثر تاثیر نہیں کرتا جالینوس یہ سنکر گھبرا گیا کہا بارے ملکہ نے مجھے آفت میں پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا بجر ناگ سے کہا اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے دے وہ میرے روکے سے نہ رکینگے شمشیرزنی انکی ذات پر موقوف ہے حقیقت میں جو قدرت نے لکھا ہے اُسی کا ظہور ہونا ہے جا بجا یہی لکھا ہے کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بجر ناگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آکر خبر دی پلٹ آؤ بجر ناگ نے چاہا میں پلٹ جاؤں کہ آفتاب نے للکارا بجر ناگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا اسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہے سر اسر زخمی ہوا رستم جست کر کے برابر بجر ناگ کے پہنچے سنکر نے آکر حقہ آتشباری مارا بجر ناگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر روکا جیسے ہی تیغہ چمکا بجر ناگ کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بجر ناگ کا سر کٹ کے گرا جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سہاب لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بیقرار ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھکر آواز دی اے شہریار اس باغ کے اندر آئیے مشتاق ہیں پھول آنکھیں کھولے انتظار میں ہیں غنچہ ہاے دہن بستہ مشتاق جمال ہیں اب خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہاں بھی آئیے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین بلا رہی ہے آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ میں داخل ہوے ماہی سحر مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر باغ میں لائی بارہ دری میں لاکے بٹھایا شراب و کباب پیش کیا رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جس وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر پر لعنت کی مذہب خدا سے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس آفت سے نجات پائیں آپکی خدمت میں رہیں شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

شگفتہ روح ہو اسکی جو مجھکو تواب سے
دلاؤں نافہ بلبل کا جو گلاب سے

نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب ملے — پیوں نہ زہر جو کیفیت شراب ملے
ازل سے اُسنے دیا ہو وہی جو زیبا تھا — گلوں کو رنگ تو بلبل کو پیچ و تاب ملے
وہ رونے والا جہان سے اُٹھا ہو ٹلتا ہی نہیں — جواب جسکا نہ تا حشر چشم سحاب ملے

رستم و ماہی سحر مسند پہ بیٹھے ہیں سہاک نے جو ماہی سحر کو مست ہو دیکھا پہلو میں زریرا کی ملکہ کی نہنگ سحری بیٹھی تھی اُسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا لوگا تا شیشے ناکہ نے گانے کو منع کیا سہاک نے ایسے اشعار عاشقانہ پڑھے کہ نہنگ سحری بیتاب ہو گئی ہنس ہنس کے اس سے باتیں کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہیں سہاک نہنگ سحری سے باتیں کر رہا ہے کنیزیں اپنے اپنے کام پر مامور ہیں شراب و کباب لاکر رکھ رہی ہیں کہ یکایک ہرکاروں نے یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ سنکر جالینوس جل گیا غصہ میں آکر اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہاں عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے نمود ہوا ایک جالی اور کیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر میں جگہ دی پہلو میں لیے بیٹھی ہے یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولہ مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم شیشۂ ہفت رنگ لیکر اُٹھے جالینوس نے ڈرکے ساحر رستم پہ تیر چلا دیا بہت گھبرایا ماہی سحر و نہنگ حیرت سے دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس نے شیشہ گرا دونوں کو پیچھے ہٹ دیا جب یہ کہکے لے اُڑا کہ اے ماہی سحر تجھ سے اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی اپنے مقام پر لیجا کر اُسکو قید کرونگا بیٹھے پر سر کو جلائے میں تو خود اسیر عاشق ہوں یہ نہ سمجھی کہ میں اسیر مرتا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کھلیگا رستم نے کمان کیانی دوش سے لیکر چلہ کمان میں تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اُسنے سحر کیا کہ تیر جا لگکر گر گئی تیر رستم خطا ہو ارسطو گیا جالینوس نکل گیا رستم سہاک کو لیے ہوئے رنجیدہ باغ سے نکلے لشکر میں آئے مہلال و آفتاب نے پوچھا حضور کو زیادہ ملول پاتے ہیں ملازمان بھی گھبراتے ہیں رستم نے کہا کیا بیان کریں کس بلا میں جا کے پھنسے عجب سحر گذرا کہ جسکا بیان کر نہیں سکتے سرداروں نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا سرداروں نے دیکھا سہاک بھی بہت حیران ہو گیا کہتا ہے نہیں معلوم نہنگ سحری پر کیا گذری کا بیگانہ اُٹھا کہا حضور تامل فرمائیں غلام یہ لگاتا ہے کیوں جالینوس جو لیکر چلا خیال میں تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کرڈالے تو مین وصل سے محروم رہونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوے ہین نخل سرسبز و شاداب جوانان چمن اکڑ رہے ہین سروستان چمن کو پہلو سے معشوق نصیب صیاد و گلچین بے نصیب بلبل خوشنوا مصروف نغمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اُترا چبوترہ جو وسط مین تھا اُسپر سے فرش بچھوایا تخت کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ دونون قفس سامنے رکھدیا منت سماجت کرنے لگا کہتا تھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے شاد ہو ورنہ تمہاری بھی جان جائیگی اسجہان پر وہ قدرت ہے جو چاہیے ولے لیکن اگر اپنے [illegible] مقام پر پہنچا سکے اتر چڑا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس نے کلام سخت کہتا تب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہے جواب دیتی ہے اے ملعون اسوقت سے تدبیر کیا لیا [illegible] قید ہر شکے جو تیرے دل مین آرزو ہے وہ دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اپنا حاصل نہوگا جالینوس نے دونون قفس سامنے درخت مین لٹکا دیئے خود شرابخواری مین مصروف ہوا پہر رات گذری تھی کہ مالک اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیلنے گئی تھی آئی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہے ایک ساحر سیہ فام مسند پر بیٹھا شرابخواری کر رہا ہے دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی دلمین کہتی ہے یہ کیا ہے یون بیٹھا ہے جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھا ہو کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر قبضہ کیا ہے جو ہاتھی پر سوار ہوکر آواز دی اے کون ہو کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکل جاؤ ورنہ ابھی جالینوس نے کہا او صاحب تم کیون بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم یہان آکر بیٹھ گئے تمہارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکل جاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکر ایک گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دوسرا پتھر زمین پر مارا برق کڑکی گل پیرہن پر گری گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا اسکو گرفتار کرکے [illegible] چاہا کرون ابھی سحر چلانے [illegible] تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے بھاگی جنگل مین آکر تھم گئی [illegible] کھڑی ہو کر کہا میرے [illegible] باغ پر [illegible] افسوس کچھ نہ [illegible]

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجھپر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطورے لگائے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہاتی زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے باغ پر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا وہ ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن دو قفس معشوقان پریچہرہ کے لٹکائے ہوے ہین اُنکو محبت سے دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہو گیا ہی اُنکو قبضے مین کرے عیار نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سنکر خوش ہو گئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر رہائی سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون یہ کہکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا حیران ہو گئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی مجھکو نہین پہچان سکتی کسی خال و خط مین فرق نہین عیار نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو دیکھا آواز دی کیون اے نازنین اب شر سے باز آئی اسکے سحر مین دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا کہ ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجا لاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر تونے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجھکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجھکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قریب سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان گا رہی ہین انکو ہنر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سناؤن یہ کہکے باجا اٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیک کرکے گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہو گیا کہا اے گل پیرہن تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سنا تھا تمنے تو دل بیتاب کر دیا جی چاہتا ہی کہ تم اب خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوند کا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤن مین گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آکے مجھکو سمجھایا کہ مین اسکے قریب مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اُسکے جوش محبت نے اپنے باغ مین بلا لیا ہی کئی دن سے مجھکو خبر دیکھا

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا طلسم کشا کے پہلو مین یہ بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہان آکر پہونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہے آرام ملیگا تمنے آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا لونڈیان یہان موجود رہینگی سمک نے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرمائیے گا جالینوس نے کہا اول تو تو خوبصورت ہے دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہے کہ مین اس ظالم کو جلاؤن تیرے ساتھ مزے اڑاؤن عیارہ نے سر جھکا کر کہا قسمت کو منظور ہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے کہا اگر یہ قبول بھی کریگی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دونگا جسقدر ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیارہ نے اور دوچار شعر گا کر کہا صاحب تمہارے گلے مین جو یہ پتلے فولادی پڑے ہین مجھے اُنسے ڈر معلوم ہوتا ہے جو مجھسے صحبت منظور ہے تو انکو اپنے جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیارہ نے کہا اگر تمہے خوف جان ہے تو صحبت مین اپنی جگہہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر ایک جادونی کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ تمکو مجھسے جان کا خوف ہے یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب مین ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب پتلے کھولکر جالینوس نے الگ کیے اب تو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کرکے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا کہ گود مین لون عیارہ دور جا بیٹھی وہان سے اشارہ کر رہی کہ مجھکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سمک نے خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک کیا قصہ پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اتارے ملکہ کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضا سے کالا چھینٹا جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا چھینٹا نے کہا ارے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک طاق روزگار تھا اسکو کسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منہ پیٹ لیا کہا باغ گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز ہے کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچایا

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہے یہ کہکے چلا اسوقت پہونچا کہ سماک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے
نکالا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ماہی سحر
نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طائر گولے سے نکلے سماک تو بھاگ کر ایک غار مین
چھپا ماہی سحر کو اُن طائرون نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہے کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہے ہرچند
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائرون نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون مین
پھنسا پایا تڑپ کے گرز کی ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اسکے زمین
پر گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوئے اُن طائرون نے دونون کو گھیر لیا منقارون سے بدن کو
نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن دی اور
گرفتار کرکے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کر دیا سماک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہے
کہ جہان یہ اُترے مین بھی پہونچون جان اپنی لگا دون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اڑا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہے گرد کنیزین صحبت
رقص و سرود آراستہ گانا ہو رہا ہے عقاب اس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اترا
سماک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام
بدانجام دو عورتون کو بغل مین دابے ہوئے آسمان سے اترا ہوا آتا ہے پریشان ہوگئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہے جو اس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب
ملکہ محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیا ہے جہان جاتے ہو چلے جاؤ
کیا بی محیط سب کی حاکم ہین خدا ہین بے معرفت سب کو کسکا خیال ہے اُنکے بندے ہین بی محیط کون ہین
عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی ہے ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ بہت
آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمہارے شوہر کا کیا نام ہے نازنین نے جواب دیا کہ سلیقا
جادو اور میرا جابر نگ جادو نام ہے عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کرلاؤ وہین جا کے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی جلترنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہے بڑا بدمزاج ہے آتش قہر و غضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین غیر کو کیون جگہ دی تو مین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہے تو محیط کا خراج گذار ہوگا ضرور ہمکو مانیگا جلترنگ نے کہا تو یہان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی سمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر یہ پونچا ہے سینہ ابھارے کھڑا ہے کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہے پر سوار مارسیاہ بازون مین لپیٹے ہوے نہایت کریہ منظر اژدر سے کودا کھڑا ہوا آتشین کاکل مین تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ غیر کون ہے اور یہان آنے کا کیا سبب ایک کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے ہماری منع بھی کیا مگر تونے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہے تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہے تو یہان سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال اڑا دونگا عقاب نے کہا مجھکو تو نے سمجھا کیا ہے ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجھکو پسند آئی ہے اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے کوڑا مارا کہ عقاب تلملا گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب بیچارہ داد کرتا ہے گھٹون موسیقار کوڑا مارتا ہے آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلو مین لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منہ سے نکلا عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا سمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین مصروف ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ سحری کی زبان سے سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ نے کہا آپ جائین شاید سمک پر کوئی افتاد پڑے تو مین کمک کو موجود ہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ سحری آسمان پر لہرا رہی ہے ایک مقام پر موسیقار نے دیپک کی تان ماری بقول حقیر فرد تونے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان ٭ پھنک گئے عشاق سارے شعلۂ آواز سے ٭ موسیقار کا یہی سحر کہ شعلہ اسکے منہ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

لاکھ روکا مگر شعلہ سر پہ گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین عقاب تیز پرواز ہو محیط نے بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہوکر اٹھا کہا حضور کہان جا کر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار مین پہر کر گذرا جلباب بقہر و غضب تمام جلا یہان وہ وقت ہے کہ عقاب مارا گیا موسیقار نے حکم دیا لاشہ اس بھیا کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکا گیا اب زوجہ کو پہلو مین لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہین سماک بھی بشکل کنیز دربار مین حاضر ہے ہر مرتبہ چمک چمک کر سامنے موسیقار کے آتا ہے ناز و کرشمے دکھاتا ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ جلباب جادو کسیف ہے بھائی کا مارا ابھی بدلا لونگا موسیقار نے کہا جلباب خدا ہوش مین لا کس سے بدلا لیگا مین نے تیرے بھائی کو مارا ہے گھر مین گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اسکی کمین مین چھپ کر دیکھے آخر دن کہ موسیقار نے پھر گنگنا کے تان ماری شعلہ منہ سے نکلا جلباب شعلے کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند پکارا مگر جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب تان لگاتا ہے منہ سے شعلہ نکلتا ہے کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہے مین شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط نے کہا مین ابھی موسیقار کو لڑاتی ہون یہ کہکے آواز دی ارے شعلہ شعبدہ باز کہان ہے کہ ایک ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ اے شعلہ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ پھڑک کر چلی موسیقار جلترنگ سے کہہ رہا ہے اب محیط کو خبر ہو گئی وہ اب جھلا جائیگی یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا کہا اے شعلہ شعبدہ باز آتی ہے وہ مجکو لیجائیگی بیٹا محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ لگاؤ جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئین کہا اس بارگاہ کو میرے واسطے استادہ کرو کنیزون نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ مین موسیقار آ بیٹھا کنیزین صف باندھ کر کھڑی ہوئین شعلہ شعبدہ باز جا کر پہونچی قد سے دیکھا کہ کنیزین صف باندھے کھڑی ہین اور بارگاہ محفوظ مین موسیقار بیٹھا ہے پکار کر آواز دی اے شعلہ آ اس بارگاہ مین تو قدم رکھ شعلہ نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھرا کے بھاگی جا کے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ مین بیٹھا ہے وہان مین جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہے اے شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اُس بیچیا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فتح لیکر آئی ہو گی میں یا
محیط کے نہ جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے شعلہ شعبدہ باز
ایک تخت پر سوار زور شور سے آکے پہونچی بارگاہ استاد کرالی فتح کبھی اتری موسیقار نے زوجہ کو
حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو اُسنے اُسی وقت باغ میں آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجیں نکلنا شروع ہوئیں
تھوڑے عرصہ میں چالیس ہزار ساحران نابکار سحر و ساحری سے تیار ہو کے سامنے حاضر ہوئے موسیقار
نے حکم دیا صفیں باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہاں سے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں
لشکروں میں تیاریاں ہو رہی ہیں سماک داہی سحر و نہنگ سحری کو لیکر اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ
ستمگر کو لیکر اپنے قلعہ میں آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا باغ میں ایک قصر تھا برنگ سبز ملکہ
نے کنجی اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمیں چند پتلیاں ہیں اُنسے احکام
پوچھیے شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زمردی بچھا ہے اُسپر سات پتلیاں
سبز کھڑی ہیں شاہزادے کو پتلیوں نے سلام کیا کہا اے طلسم کشائے ہفت پیکر تشریف لائیے
آپکو مناسب ہے کہ عیار کو لیکر باغ موسیقار پر جائیے اُس سے اور شعلہ شعبدہ باز سے مقابلہ ہے
اُن دونوں کی قضا آپکے ہاتھ سے ہے جلد مع لشکر اپنے کو پہونچائیے آپکے خدا نے یہ انقلاب کیا کہ
آپس میں مقابلہ پڑا اسی وجہ میں آپکی رسائی تا بجیفہ ہوگی ہم جو عرض کریں اُسپر آپ پابند ہوں تو
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیگا پریشان رہیگا جس دن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر
طلسم ہفت پیکر میں جائیگا اُسی کے تعاقب میں آپکا داخلہ ہوگا حیکہ طلسم ہفت پیکر وہ
مقام وسیع ہے کہ سالہا سال میں مرحلہات طے ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہیں کہ سب
مرحلے جلد طے کر لینگے ستمگر یہ احکام سنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا
لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوئے عیار کو ہمراہ لیا کہ وہاں
اُتر کر چلے یہاں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان میں آئی موسیقار
کو دیکھا وہ بھی ہے اسکا ارادہ ہے کہ جا کر شعلہ سے مقابلہ کروں کہ صحرا سے گرد اُٹھی تمام میدان تاریک
ہوگیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ وہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا ستمگر آگئے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب میں رستم کے آتی ہے ہونناک بحری سنگ کی پشت پر کھتی ہوئی اژدہا والا کہ جب شعلہ شکست کھا کے بھاگے تو اپنے کو ساتھ اس لشکر کے مقام محیط کے پہونچاتا اگر وہاں پہونچ گئے اور کیل جادو کو آتے ہوئے دیکھا اس سے ایسا سہم پیدا کرے کہ وہ اپنے مکان پر لیجائے مقام لوح دیکھو آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ جو تم کہتی ہو یہی ہوگا یہاں شعلہ سلحشوری کر رہی ہے کہ شاہزادے گھوڑا اڑائے ہوئے اسکے سامنے آئے شعلہ نے آواز دی تو کون ہے جو میرے مقابلہ میں آیا ہے میں تو موسیقار کی طالب ہوں شاہزادے نے کہا تا بعیر ارواح کافران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ چہرہ سنکر کانپ گئی مگر سحر کرکے اشتعال پر ساتھ تلواریں شاہزادے پر گرائیں بڑی کوشش کی مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تیغ ہفت جوہر کو نیام سے کھینچا چمک اسکی دیکھکر شعلہ گھبرائی ساحروں سے کہا یلغار کرو وہ سب گرفتار کرلو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر آ پڑے ساحروں پر بجلی سے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر الٹے پلٹنے لگے ساحروں کے سینوں پر پڑنے لگے کئی سو ساحر جو مر گئے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نکرو نیزہ و تلوار سے مارو ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی ہونناک دریا سے جرأت ہے کب انکو خیال میں لاتا ہے جسے نیزے کو اٹھایا سنان نیزہ کو اڑا دیا بڑھ کے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز سحر سے محیط کی طرف بھاگی ماہی سحر نے رستم کو روکا ہونناک بحری نے سنگ کو اشارہ کیا اسنے فورا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر فلک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہولیا ہونناک بحری بھی ہمراہ ہو تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت میں محیط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی ناک کے جمال کو دیکھیگی شاید کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہے اسنے شعلہ کو سلام کیا متوجہ نہ ہوئی اس ساحرہ نے اسکا ہاتھ پکڑا کہا میں بھی ساتھ چلوں یہ دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اندر قصر کے آئی محیط نے شعلہ کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور کس وقت پر طلسم کشا آگئے انکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہاں سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزوں سے پوچھیے انھیں کے سامنے مقابلہ پڑا میں نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سر پہ اُن شکست مجکو دی آخر میں زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جھپٹ کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اُسکا اقبال بلند ہے جری ایسا کہ بیس ہزار ساحروں سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی اب وہ موسیقار پر دھاوا ڈالیگا اس طرح اس کنیز نے باتیں کیں کہ محیط نے کہا اے شعلہ یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہے ہمارے پاس رہے تو بہتر ہے شعلہ نے کہا حضور یہ دونوں کنیزیں نہایت معقول ہیں خدمت حضور میں رہیں تو بہتر ہے محیط نے دونوں کو ساتھ لیا کہا اے شعلہ ٹھہرو ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جا کے ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا کنیزوں سے پوچھا کہ کچھ گانے میں بھی دخل ہے ایک کنیز نے عرض کی والدی میں نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندوں نے ساز درست کیے اُسنے گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام مجھ سے عرض کی مجکو گلگونہ کہتے ہیں آپکی سرکار میں مدت سے ہوں مگر حضور کا کبھی سامنا نہیں ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئیں اب میں چاہتی ہوں کہ آٹھ پہر خدمت میں رہوں طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤں گی اگر میں دربار طلسم کشا میں جاؤں تو سکو گرا اُنکو دستی کروں لیکن شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا اے گلگونہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کروں کہ سب کنیزیں رشک کریں کنیز نے عرض کی والدی یہ کیونکر سنتی ہوں کہ اُسنے پہونچایا تا کہ لوح ایسے مقام پر ہے کہ جہاں طلسم کشا نہ جاسکے محیط نے کہا مشکل کوہ بلی کمیل آتشی اور جہاں لوح ہے وہاں طلسم کشا تو کیا طائر وہم و گمان بھی انکا نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہے وہ دن اور وہ شب تو بسر ہوئی پر دن مشکل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھکائے ہوا پر تخت اُڑاتی ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم میں کیا ہنگامہ ہو رہا ہے بیگانے ہوئے میاں موسیقار کیسے گھر بیٹھے ہیں ہمارے سب لانے سے

نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال پیدا کیا ہی لوح کی تو حفاظت ہی یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پیوستہ ناز ہو کمیل نے کہا ای محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلوین تو وہ بھی وہانتک نہ جا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گاے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین کین کہا ای محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہوئی کہ مین گلگونہ سے کبھی جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اسقدر بلند ہوا کہ انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہی اسمین کمیل آکر داخل ہوئی اسمین جلسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادو کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سنا ہوگا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان ای گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہی کچھ گانا شروع کرو گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات
ضبط گریہ نہ ہوا آخر کار آج کی رات
ہول آتا ہی سیاہی سے شب فرقت کی
گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آج کی رات
شب آئندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل
دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آج کی رات
خواب غفلت مین کبھی ای یار رہا تیرا خیال
نیند مین تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات
اسے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہی
گن ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات
دل جگر آتش فرقت نے جلاے ای ناز
ساتھ ہر نالے کے اُٹھتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا ای گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ابھی تو

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیون قفل لگا ہی کمیل نے کہا اری گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا ای گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی اس مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اسپر سو گلدستہ ایک رنگ کے رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ اشارے کرکے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اسی گلدستہ پہ ہاتھ پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے ہم نے سکونت اپنی دنیا سے کنارے کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے یہ خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ابکی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤنگی وہ کیا خوب ساز بجاتے ہین بسبب انکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین گاؤن کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد خوش عروس شریک صحبت ہو اور مجھسے فرمائش کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین بی محیط کی کبھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا امیدوار ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا ای گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین روز زمین پہ جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آجتک بجز محیط لائی بھائی کا تمھارے آنا بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینہ مین بلا لیا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لے کے دامن کوہ دخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اٹھا لیجئیگا اسی قصر مین ہم بجائینگے ایسے لطف سے آپکی خدمتگذاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا ای گلگونہ مین محیط کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو جا کوہ دخان پر ٹھہرنا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر انکی رائے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہی برسون زمین کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجھکو تھر

کوہ دخان کے پہونچا دیجیے مین اپنے بھائی سے جا کر ملون اور اس سے یہان کا حال کہون بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اسی وقت ان دونون کنیزون کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اتارا وہین کا گلگونہ نے وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کروگی یہین پاؤگی سمک و نہنگ بحری رستم کی طرف چلے اور کمیل محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اس کنیز نے تو ایسا گانا سنایا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر اے ملکہ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کانپا کیا محیط نے کہا یہی میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے گلگونہ سے اپنے کو بچانا اے کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان جاکر پوجا پاٹ کرو شیرینی وغیرہ یہان سے لیجاؤ وہ چار روز بھی پاس رکھو تو طرف سے خداوند ہفت پیکر کی کہدو اے خورشید روشن چراغ اب لوح پر کیا گذریگی اور یہ کنیز کون ہے سب حال معلوم ہوجائیگا یہ سنکر کمیل اڑتی ہوئی کوہ فرہادکش پہ پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہے ایک قصر اسکے وسط مین تھا قفل اُسمین دیا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمایئے یکایک آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی تیر اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آکے دیکھا سارے مکان مین سناٹا پڑا ہے ایک گوشے مین چراغ روشن ضو اسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہے کمیل جاکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے خورشید طلسمی اب لوح پر کیا گذریگی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی اے کمیل یہ سال آخر طلسم ہے طلسم کشا مؤید من اللہ ہے ہرچند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہے کہ کم نگہبان ہوا آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گا رہی تھی یہ عیارہ طلسم کشا کی تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو اس قصر معلق پہونچائینگے جس دن طلسم کشا لوح پائیگا اسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہوجائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی انتظام نہ چلیگا جو فکر ہوسکے وہ کرو اور یہان تمہین کسنے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرہاد پر جاؤ اب چاہا کمیل نے اور کچھ پوچھون کہ ایک دھاکا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی اے کمیل مکان سے نکلجا ایسا نہو تو بھی جل جاے کتنی سی برس سے چراغ روشن تھا تیرے

آہ نے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزارہا طائر اڑ رہے ہین پکار رہے ہین اے کمیل یہان کیون آئی کوچہ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہے اہل طلسم کی ناشادی ہے ایک طائر نے پکار کر آواز دی اے کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سن لے۔ نظم

میکدون مین کرتے ہین گر بادہ آشام رقص
مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص
کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہے ایسا وہ سرو گل اندام رقص
مردے جی اٹھتے ہین زندے ہین گلیون کو تیغ کا
حشر کرتا ہے بپا تیرا بت خودکام رقص
صبح سے لے صبح تک رقصان ہے وہ بام بام
چرخ پہ زہرہ کیا کی شام سے تا شام رقص
سیکڑون کھا ٹھینگے کھڑے گرتے ہین رقص یار
وے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب انجام رقص
کیفیت جو ہین رتا طالب ہون اگر ہین رقص کا
ہاتھ پہ ساقی کے تھرکے اور دکھاوے جام رقص

کمیل بحیرت دیکھ رہی ہے کہ وہ طائر ناچ ناچ کر یہ اشعار گا پایا جب گا چکا تو منھ سے شعلہ آتش چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہو گئے ان طائرون کی خاک قصر پہ گری اور وہ طائر بھی تڑپ کر گرا ایک چیخ ماری کہ اے کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہان آئیگی تو جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزارہا شعلے نکلنے لگا کمیل گھبرا گئی بیقرار ہو کر بھاگی دور جاکر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہان سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا اے کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم مین اندھیرا ہو گیا مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہو گی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ یہان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام مین مصروف ہو کمیل نے قصر مین تھی اس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے عشق و محبت سے بالکل نابلد تھی پھر بھی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہے اتفاقاً ایک روز بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا اے مادر مہربان آپکو یہ خیال ہے کہ مقام لوح پہ طلسم کشا ضرور آئیگا قصر چراغ مین سن آئی سب حال روشن ہوا اب مجکو حکم ہو مین یہان سے نکلون جاکر حال طلسم دیکھون اور یہ بھی دریافت کرون کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان مین لائیگا کیونکہ وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کرکے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کمیل نے کہا اے نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام ملتا ہی گرفتار کرنیوالا بلا مین پھنستا ہی شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھئے تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال بیشک طلسم کشا دل کو ہلا دیتا ہی ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے دکھینا مین کمیل کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ خیال ہی اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا ہولا نروال تو میری مان ہی یہ ہوگا بھلا مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہی اب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سماک و نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سماک نے وعدہ بھی کیا ہی کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لے چلیے رستم نے کہا مین یہکہ نہین چاہتا اس صحرا سے کوچ کر صحراے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگاؤنگا مین سب سردارون نے بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتقام بن پڑیگا آفتاب نے اُٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہی طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہی اسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہی کہ حضور سے آمادہ جنگ ہوا ہی معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہی موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہے جلترنگ پہلو مین ہی شراب پی رہا ہی ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہے ای جان جہان دیکھا تمنے کہ بیوجہ محیط مجھسے آزردہ ہوئین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ شوہر سے کہتی ہی اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہوگی مین نے خواب مین خداوند ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی پر ذکر تھا کہ آسمان پہ برق تجلی دکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ اُٹھی شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو تو صدا کی بیٹی آتی ہی موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا کہ عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہی عجب محبوب مرغوب ہی بقول شاعر نظم

کیا کہون طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو مین ڈھالا ہی
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی رات کا کیا ہی
اُس جبین سے ہی دل کی کب جاب
یہ کمانین کسی نے کھینچی ہین
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جیسا گٹھا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہی نازک تر
وہ زبان کاش میرے منھ مین ہو
کھینچ لب آرزو سے جان دل
قند و مصری کو کیون نہ نام رکھے
رہے گردن مین میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہون
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چھپ کی جاگہ ہی کیونکہ پیٹ صاف
گھٹی نظرون سے وہ کمر باریک
پھر قیامت تلک لطافت ہی
ناخن پا حنائی ہین ایسے
آگئے جسطرف بہار آئی
دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب
کاکل صبح بہ نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل لگے نہ کبھی
صبح صادق کا دعویٰ ہی کاذب
پھری پلکون کی اور سب کی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہین بات بات پہ
دمبدم سوے گوش ستارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ
شانہ و دست و ساعد و بازو
دور اُس سے رہون خدا نہ کرے
اسکے پھر آگے غنچۂ گل سے
ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پہ ہون
برگ گل ہاے سرخ ہون جیسے
طرز رفتار جیسے افسون ہو
کیا کہون کیسا قد بالا ہی
پیکر نازک اسکا سب محبوب
کچھ کبھی نسبت ہی تجھکو سودا ہی
رہے سنبل کے بیچ ہاتھ دھرے
وہ بھنوین بھی کسی نے دیکھی ہین
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
کیا چمکتا ہی ہاے رنگ قبول
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو
گوہر گوش یا ستارۂ صبح
اُن لبون سے جو کوئی کام رکھے
سنتے دیکھین تو ہو نہین مجنون
بس چلے تو گلے لگاے رہون
دل کشی مین تمام یک پہلو
صدر سے لیکے تا بحلقۂ ناف
یا سخن یا بہت تامل ہے
تاک اگر لیجیے تو قیامت ہی
ساق سیمین مری کمر پہ ہون
گل و بلبل ہین سب تماشائی
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پکار پکار کر آواز دیتا ہی آیئے میری آنکھون پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سُنا کوچہ رسم صحبت سے ناواقف تیور پر بل پڑگئے کہا ارے موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا نکالین ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا صاحب سنبھل کے بات کرو یہ سردار طلسم کی بیٹی ہین نہین معلوم کس وجہ سے آنا ہوا موسیقار نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن و شوہر دونون منتین کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھون گی اپنا حال دیکھو کہ چٹکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے مین ڈالتا ہی دونون لشکر مین طلاے پھر رہے ہین رستم خود طلایہ پر ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا موسیقار نے بگڑکر کہا کیون جان جہان یہ کیا بے ادبی ہے مین نے طمانچہ کھایا خاموش رہتا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہی یقین ہی دل پہلو سے نکل جائے آنکھون پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے مین مثل چاکران کمترین خدمتگذاری کرون شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کہکے چاہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب تو موسیقار پکار اٹھا ارے صاحبو میری جان جاتی ہی اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام ہو تمام کنیزین دوڑ پڑین چاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلنار نامے کنیز پچاس کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلنار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آگئے ہین خون پیا کرکے
بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین

رہ پرخوف الفت مین قدم اک بار دھرتے ہین
تمنا زندگی کی ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین

محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچادے
بٹھائے دیتی ہی تہ کو قضا جون جون ابھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر
زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین
بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی
وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم اُنپہ مرتے ہین
طبیعت ہوگی برہم جبسے ناحق آپ اُلجھینگے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین
شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھو انکو رندون مین کسی پر رند مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور آپ دختر بلند اختر خداوند طلسم ہین ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مارو یہ پچاس کنیزین ساری فوج پر جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے تیر مارے تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے یکایک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے نکلے ابر سحر کڑکنے لگے برق شمشیر چمکی سر کمان کڑکی نیزے بلند ہوئے رستم نے سمک سے کہا دریافت کرو لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردان حقیر وہان موجود ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر خبر لیے ہوئے مثل اربع عناصر اُفتان وخیزان ظاہر ہوئے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا سے شاہی بجا لائے۔ نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل شمع تا بد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار مین آئی وہ اسیر عاشق ہوا چاہا جبر کرون وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہو گئی تیس ہزار لشکر موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہو ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہو لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے کیا عجب ہو جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جائے نام شہرت سنکر رستم کے دلپر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش زجان آرام بر باید ز دل ہوش
ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیون سمک اُس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان موقیار اُس پاکباز کو گرفتار کرین اور بے ظلم پیش آئین یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا عرض کی اے شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہے اگر حکم ہو تو ان ناہنجارون کو جاکر سزا دون رستم نے کہا بہتر مین بھی چلتا ہون آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی پہلا سحر کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے سایے مین پشت بیخ نخل سے لگائے ہوے اپنے کو سنبھالے ہوے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑون سحر کنار کرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہین کوئی منھ کے بھل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا تا بہ جھیل پہونچا اپنے کو پانی مین گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق ہوا موجہ زنجیر پا بعض کنوئین مین گرے یون آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہان سے آئی اُس درجہ بڑھگئی کہ سب ساحر بدحواس سبکو شکایت پیاس کی ہے کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ مین جرأت بات بات مین اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے سحر کر رہا ہے جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحرون کے سر اُڑ گئے جب شہرت کے پاس سے ارکے ساحرون کو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت مین تو نے ساتھ دیا دشمنون کو مارے ارا آفتاب نے کہا مین غلام ہون طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا کاہن ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اُس پیر کا شریک ہوا آفتاب میرا نام ہے اور اے ملکۂ عالم تمہاری خبر مفصل شکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جاکر شہرت درعے پوش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہین کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی آواز آئی نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کنیت علم شاہ جو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی سم فیل ور + کہ بر تخت مردوق افگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور عینین صاحبقران + تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم ڈپٹتے بھڑتے چلے آتے ہین

عجب جمال باکمال ہی کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون آفتاب نے گولہ مارا سر اڑ گیا صدہا کنیزین قتل ہوگئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال بیمثال کو دیکھا ہر چہند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہو اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اٹھاتی ہو تو یہی دیکھتی ہو کہ رستم بھی بہ نگاہ غور اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہو بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
دل پہ کرنے لگی تپ غم ناز
رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
چاک کے پہنچا یا نون دامان تک
طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
سوزش غم نے دل مین جا کی
داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھ دیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوا دار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچاوین جلترنگ زوجہ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جل گئی پکار کر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا شہرت نے گلنار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلنار تیغ کھینچ کر جلترنگ پر جا پڑی جلترنگ نے وار اسکا روکا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے گرا کہ سر تن سے جلترنگ کا اڑ گیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوجہ کے غم مین خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ ای فراق نصیب دونون مین فراق تو کر دے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی ای شہرت کیا کرتی ہی اندھیرا ہو گیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین شہرت کی پڑا لیکر ہوا سے آسمان ہوا متوجہ ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصہ دراز کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو رنگنین سامنے کمیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہ رہی ہین کیون ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا ای مادر مہربان اصل کیا

کہ مین براے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اتر پڑی اُسنے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط نہو سکا کلمات سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجھکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بنگاہ قہر و غضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو نہ لائین جو ہمیشہ ہمسے بغض و حسد رکھتا ہے جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑکر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت پہونچین کہ یہان جو ردشتی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرنی تجھے اے شوخ ملاقات نہ تھی
گر نہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس مین جو مجھ مین نہین
عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تب سے وارفتہ ہون اے یار ترے جلوے کا
جبہ و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ
جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی

بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت باقی
تب وہ بیدار رہے نیند سے جب رات نہ تھی

ایک کلمے مین کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہے سو کہہ لے زاہد
پیش از بن خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہے شہرت کی یاد مین بیقرار ہے ایسے عالم مین گرفتار کرون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغہ ہفت جوہر چمکایا موسیقار دیپک کی تانین لگا رہا ہے شعلے بھڑک کر آتے ہین سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہین رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اڑ جائے کہ دونون زنگنین تڑپ کر گرین موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑین اس زور سے جھٹکہ دیا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جا کے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے جاتی ہین دیپک کی تانین ماریں شعلہ منھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف نیچے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اے گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جانا مجھپر شاق ہوا وہ غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعتہ پہلوے قصر سے ایک ساحر سیاہ رو بدخو ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہے کمیل نے کہا کہ وہ سیاہ رو موسیقار میری کنیزون کو جلاتا ہو جاکر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہے اور ایک اُسپر منھ برسا رہی ہے مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہے آگ پر روغن ڈالا موسیقار کھڑا ہنس رہا ہے کہتا ہے میرا سحر ایسا ہے کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہے یہان سے تا بہ صحراے محیط جلاؤنگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہے موسیقار نے چاہا گنگنا کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلاؤن کہ اُسنے آسمان سے اُترکر منھ پہ ہاتھ رکھدیا زنجیر گلے مین ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کرلیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین کچھ نہ کرسکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرتا تھا موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار کے ہاتھ رکھدیا سر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا لو بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھارا کیا حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہے کمیل نے ایک قفس منگایا کہا اے نور نظر ظاہر مین تمھاری کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہے جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح ہیکل تب تمکو رہا کرونگی شہرت نے کہا اے مادر مہربان اختیار ہے جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے شہرت کو

قفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلدستے لوح کے تھے یہی مقام قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمہارے جرم عشق میں قید جادوان کے گرفتار ہوئی افسوس یوں بیکار ہوئی۔

نظم

بجز فتور عناصر میں اعتدال نہیں
یہ کیا ہے آب و ہوا میں جو اعتدال نہیں

تمہارے گال پہ بوجہ لال لال نہیں
جما ہے اُسکے شہیدوں کا خون گلال نہیں

نہیں دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہیں

وہ کون لوگ ہیں ہے دوستوں کا رنج نہیں
ہمیں تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں

میں ہجر یار میں مرجانے پر بھی راضی ہوں
فراق روح و بدن ہو اگر وصال نہیں

ہوں اپنی جان سے بیزار اُسکی فرقت میں
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہیں

سوال جلوۂ دیدار اُس سے کر بیٹھوں
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہیں

جنوں ہمارا ہے مسکن وہ دشت وحشت خیز
کریں ہیں منزلوں گرد رم غزال نہیں

وہ بے نظیر ہے اُسکا کوئی نظیر نہیں
وہ بے مثال ہے اُسکا کوئی مثال نہیں

یہ وجہ کیا ہے جو ٹانکا ہے حسن نے اُلٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہیں

نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہے کسی محفل میں حال قال نہیں

کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا
مثال جادہ جو اُس رہ میں پائمال نہیں

زمیں سے سرکش فلک جاکے عرش تک پہونچا
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہیں

نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں

چھڑاؤ الفت گیسو سے آپکو ای زاہد
پڑی بلا میں پھنسوگے تمہیں خیال نہیں

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم میں یہ حال ہے کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہے اور قفس میں تڑپتی ہے لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کر کے بیٹھے بارگاہ میں آئے اب خیال شہرت سے جدا تڑپ رہے ہیں سمک آیا عرض کی ای شہریار شہرت پہ کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو تیز جا کے قصر کمیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہو کر کہا ای نہنگ بحری اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہوگا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاکہ بیاں ہوں

تو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا ستم نے ای نہنگ بحری ایک کام
کرنا اول تو اپنی بیٹی کو بچانا سمجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہے وہیں سے
بیٹھے بیٹھے اسنے انتظام کرلیا اپنے آنے کی بھی ضرورت ہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیے آ
اُسکے ساتھ کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہے سماک نے ایک نامہ طرف
کمیل کے لکھ دیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھ کر کیا حکم دیتی ہے وہ نامہ نہنگ
بحری نے جھولی میں رکھا پروانہ سے پہلے اُڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزوں سے کہہ دیا
ہے میری بیٹی سمجھا ہے سو سیفتار نے یہ قصور کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اُن
لفظوں نے اسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کنیزوں نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ بے ثبوت
خطا اس طرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو کر بیقرار ہو کے قفس میں تڑپ رہی ہے مثل طائر
گرفتار قفس کی مصیبت نئی نئی آفت آئی کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر فرمائیے تو قید سے رہا کیجیے قصر
نکلوا دیجیے دوسری کنیز نے بڑھ کر عرض کی ایک ساحرہ طرف سے سماک کے آئی ہے کمیل نے
حکم دیا بلاؤ نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ میں دیا کمیل نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا
کہ ملکہ عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لیے میں بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجا لاؤں نہنگ
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہے کہا یہ سامنے جو قصر ہے اس میں قفس لٹک رہا ہے ذرا
جی چاہے جاکے دیکھ آ مگر سمجھانا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہے سنتی ہوں
معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل ہوگی کمیل دشمن ہو جائیگی خداوند لقا پر غارت کریگی
یا جلا کر بنا دیں یا جنگلوں میں آوارہ کریں نہیں معلوم کیا آفت کریں نہنگ اسی وقت اس قصر کو
گیسو لٹکا کر اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبرجدی رکھا ہے اتنا وسیع تختہ ہے کہ جیسے اسی گلدستے
رکھے ہیں ایک رنگ ایک ڈھنگ پھولوں کے گل سرنگوں غنچے دہن بستہ پتے مرجھائے ہوئے
شاخیں سر جھکائے ہوئے ایک طرف قفس میں شہرت لٹک رہی ہے نہنگ نے قریب آکر کہا
اے ملکہ عالم تمکو بچانا میں ہوں نہنگ بحری دیو زادی ماہی بحری منظور نظر سیار طلسم کشا آپکے واسطے
طلسم کشا کا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اور مجھکو اس قصے سے بھیجا کہ ملکہ کا [illegible]
جاؤ آپکی ماں نے تمکو بیٹا ہو کہ ملکہ کو سمجھا دو خبردار خیال پر طلسم کشا کے نگاہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا اے نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچین طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور یہ
مصیبت بھی نکل جائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے پھر نتیجۂ آرزو کھلینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ
ہے دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف مین پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہو کہ تم بیٹھے کھانا کھائیے
انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہان آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتین شہرت نے
کین کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوئے تھی بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے
دل ہمارا نہ دکھائیے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وہ صف شکن او تیغ زن
ہین کہ کسی ساحر سے نہین ڈرتے آج تک تو اس شیر نے خوف نہین کیا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ
جنکا مثل نہ تھا مین انکو یہان تک پہونچاؤنگی لو خدا حافظ اسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ
او شہرت کا بلک بلک کر رونا تھا کہ کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہتی ہے دیکھو صاحبو ایک کنیز نے تو جاکر
شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہے اگر ہم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہے کہ جو اسکے دل مین خیال
طرف سے طلسم کشا کے ہے نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہے دروازہ
پر سر ٹکرا رہا ہے کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کھولکر کچھ
کہتا ہے کنیزین نہین سمجھتین کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین چہرہ سرخ ہوگیا طائر تو اڑ گیا
جدھر سے آیا تھا ادھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر
نکلی کمیل نے کہا ارے میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہے ملکہ نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہے اب نہنگ
بحری گھبرائی کہ اتنی دیر مین کیا ہوگیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیون پوچھتی ہے
نہنگ بحری چپ ہوگئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہین ساحر زنجیر لاتا ہوا تھا بڑھا
ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیون مکارہ شہرت سے باتین کیسے آئی تھی طرف سے
طلسم کشا کے تسکین دیتی ہو اور کمیل سے کہا کہ اے ملکۂ عالم اس مکارہ کو آپنے پہچانا یہی سحر
کی وزیرزادی ہے عیارہ عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا
کمیل اٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ مارے نہنگ بحری نے کہا اے کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا
جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق مہتر سمک بلدائی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا
یہ سنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس مین بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین کرتی کہ

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تو نے کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اُسکے یہان کنیزان سامری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو اُسی وقت یہ خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھسے کہدیا تعریف خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت برگشتہ کیا مکان بند کرکے چلی گئی شہرت و نہنگ بحری آپس مین باتین دردآمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی بلکہ عالم افسوس یہ ہے کہ سماک کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب سے پہونچاتا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہو ای نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھاے کب ہمارا نخل مدعا ثمر لائے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا
شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا
دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا
نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
ہما کے سایے کو سر پر سے ہو ہٹا جاتا
ترے مقام کا ای دوست گر نشان ملتا
ہوا سے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا
وہ کروٹون کا بدلنا تھا تاب طاقت تک
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا
نکرتی موت اگر عہد مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا
جنون وحشی نہ ہوتا جو دامن صحرا
نکالنے مین کدھر دل کا ولولہ جاتا
نہین ہی کوئی بس از مرگ گاڑنے والا
مین زندہ خاک لحد مین ہون گڑا جاتا
نکر تو گریہ یہان ای برق مثل نخل چنار
مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جان کاہ
بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا
جو گاہ گاہ کبھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رہا
چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونوں اس حال پر ملال میں شکایت فلک کر رہی ہیں سماک کا نام لیکر نہنگ بحری کو روتی ہو اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہو یہ دونوں اس حال میں ہیں مگر جب آدھی رات گذری رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا ہوئے دیکھا شہرت مرصع پوش قفس میں بند رو رہی ہو رستم نے پوچھا ملکہ تمہیں قفس میں کسنے بند کیا شہرت نے رو کر جواب دیا کہ اے شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب باہر گئی کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس میں بند ہو آٹھ پہر درد مند ہو اب کوئی رہائی کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے میں اُٹھے کہ قفس اُتاروں کہ میز فرش کی ٹھوکر لگی ٹھوکر کے سنبھل گئے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سماک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم بیدار ہیں پوچھا کیوں آقا خیر تو ہے رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید میں پایا نہنگ بحری کا حال کھلا نہنگ بحری بھی قید ہو گئی اے سماک عجب حال میں ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا اُسکی کچھ تدبیر کرو سماک نے کہا اے شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہے اگر زبان سے آگ کی سوزن نکالیے تڑپکے نکل آئیں گر وہاں تک پہونچنا مشکل ہو غلام آپکا فکر میں جاتا ہو سماک نے عیاری لگا کر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا میں جا کر ایک نخل کے سامنے بیٹھا اُدھر شہرت کی دایہ یاسمن خوشرو نے اپنی بلائی کو اس حال میں دیکھا چاہا کمیل سے کہوں مگر ڈری کہ اسکی ناخوشی ہو کہ ایسا نہو مجھپر غصہ کرے قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل میں پھر رہی ہو کہ ایک فقیر کی آواز کان میں پہونچی یاسمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش با صفا نے پوچھا کیوں بیتاب ہو کیا درد ہے کہ اسقدر بیقرار ہو حال مفصل بیان کر یاسمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ ان اسکی اُسپر مہربان ہو سماک نے نام پوچھا یاسمن نے نام بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہے سماک نام سنکے بیتاب ہو گیا کہا کہ اے یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام تک لیچلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا میں آپکو لیچلونگی پہلے کمیل سے پوچھ لوں سماک نے کہا جو میں کہوں وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہیں اگر انکو بلایے تو مکان کو وہ عمل بند کر دیں چہار جانب موکل بٹھا دیں کہ غیر اس مکان میں نہ آسکے جب وہ اسیر وہاں ہوگی تو مجھکو لیچلو میں رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہاں بیٹھکر عمل پڑھوں جلسے میں کمیل کے حاضر ہوں شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا میں آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملیے گا شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پہ ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت ہوئی قصر معلق میں آئی اور کمیل سے ذکر کیا کہا حضور جبسے میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا اس مکان میں آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر دعا کرتی ہوں بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت ہوگئی ہے آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہے خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنوں پر زوال آئے آپکی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہیں کہ جنگل میں بسر کرتے ہیں نہیں معلوم آپ واقف کیونکر ہیں یہ سمجھا ہے وہ کہتے ہیں اگر ہم اُس مکان میں آئیں موکل اپنا مقرر کریں تو پھر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا میں تجھکو بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں قدردان شاہ صاحب کو لا کل پڑھیں موکل مقرر کریں کہنا اگر یہ دو مہینے گذر گئے اور دو سال سے مشہور ہے جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم کا کریگا لوح کبھی نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم سات دن بچ بچ کے کٹتے ہیں قدرت ہے اگر اس سے طلسم کشا کھنچ جائیں تو گویا حیات تازہ پائیں اری یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہے یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا سمجھو بوجھ لینا ایسا نہ ہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے شیران جنگل و غزالان دشت پیاسے فقیری آنکھوں آتے ہیں میں نے بھی دیکھا معجزہ انسے ملی تب انھوں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہے ہر جگہ مسلمان کو فتح حاصل ہو یہ ناگوار ہے کہ پھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز یاسمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اسی نخل کے نیچے پایا آگے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا کیون آیا کیا کہتی یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہے کہ دیکھا یاسمن آتی ہے شاہ صاحب ہمراہ ہیں داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریاں پڑی ہوئی ہیں کہ انکو سطوت مکان کی کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ میں الف آزادی کا پیشانی پر کھینچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر کا ہے سے مسلمانوں کے بچے سامری و جمشید کی عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چرچا ہو بندہ سے اُنکے شاد رہیں ہفت پیکر پرست

آباد رہیں اس مژدے سے شاہ صاحب نے دعائیں دیں کہ کمیل خوش ہو گئی پہلو میں اپنے جگہ دی شاہ صاحب نے کہا میں وہ دن میں سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے رہے شام کو کمیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں بھی دخل ہے شاہ صاحب نے کہا بابا ہم درویش صحرا گرد ہمیں گانے بجانے سے کیا کام ہو البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ قوالی گاتے تھے کہ چیلوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہکے بایاں کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکا چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سنا ہی نہیں حسن صفات کا — حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے یک قلم رقم — بھر بھر دیا ہے موتیوں سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے — ثابت ہے جب تلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا کہ ابھی میں کہتی ہو درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ای کمیل ایسا نہ ہو کوئی فریب ہو لے ہاتھ سے جائے کہ کچھ نہ بن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا پہلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اسکو جا کر سمجھائیے کہ جو دل میں اسکے آگیا ہو وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر سلیمانی میں پھنسی ہے ایک فقرے میں دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اس کم بخت کو سمجھائیے سماک جو قصر میں آیا نہنگ بحری کو قفس میں دیکھ کر کلیجہ الٹ گیا دوڑ کر قفس سے لپٹ گیا کہتا تھا کیوں ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمنے ہمارے واسطے بڑی مصیبت اٹھائی میں بھی جانبازی کرکے آ پہونچا رنگ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل تمہیں یہاں سے نکالونگا یہ سب باتیں کمیل نے ایک گوشے سے سنیں کنیزوں سے اشارہ کیا کہ ہاں اسکو تو پکڑو یا اسکو کنیزوں نے پکڑ لیا سماک بیل ابھی باتیں کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او عیار دغا باز تیرے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوئے تھے سماک نے جو دیکھا کہ کھیل بگڑا خنجر کھینچ کر چاہا کہ خنجر مارون اسکا شکم چاک ہو کمیل [illegible] سماک کے ہاتھ سے [illegible] پانوں تھام لیے رنگ زرد ہو گیا چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے شناخت کر لیا

اور ستار بنا ہو گیا کیون اے یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کہ لونڈی نے نہین جانا کہ یہ عیار مکار ہے فقیر جانکر لائی تھی آیندہ حضور کو اختیار ہے یاسمن کو تو کمیل نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نکالا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کر دین ہم خود پاس محیط کے جاؤنگی ننگ بجری و سہاک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سہاک کو بھی قفس مین بند کر کے وہان لٹکا یا ننگ بجری کے بھی چھوٹ گئے کہا اے سہاک تمہارا قید ہو جانا شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت نے کہا ان تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپکا جا کر پھنسا سہاک بھی اپنے حال پر بہت رویا تینون دردمند یہ قید ہو بیٹھا مگر سرخیل مدت سے شہرت پر عاشق ہے بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلے سے اسکو لے نکلون قید سے بھاگ جاؤن روز آب و دانہ پہونچاتا ہے مگر خوف سے کچھ کہہ نہین سکتا مگر بیقرار ہے ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کر قید مین شہرت سے گڑگڑا کر کہا اے ملکہ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت نے بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل پاؤن پڑا پلٹا سہاک نے کہا اے ملکہ عالم اب جو سرخیل آئے تو اس سے محبت کی باتین کیجئے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا مین جا کر اسکو مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجئے ملکہ نے کہا اے سہاک مجھسے یہ باتین واہیات نہین کہی جائینگی سہاک نے منت و خوشامد کر شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے بمحبت کہا اے سرخیل تمکو ہماری گرفتاری کا غم و الم ہے اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکال دوگے سرخیل یہ فقرہ سنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا اے سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوئے ہمکو رہا کرنے آئے تھے ناگہ کمیل تو ہمہدان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہے وہ اسکو بتا دیتا ہے جو کام کرنا ہو وہ جلد کر ڈالو ایسا نہو کہ محیط اسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اتارا اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اتارے اول سرخیل نے شہرت کو قفس سے نکالا شہرت نے ننگ بجری کا قفس کھلوا زبان سے سوزن نکالی کہا سہاک

کو نیچے مین دبا لے نہنگ نے سماک کو پنجے مین دبا لیا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہے ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قریب آجاؤن سماک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہے اُسکو دیوانہ کر کے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جاے ایک بہار [illegible] آ سکے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان و اے مرہم زخم خون چکان و اے فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگالون سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین تمہارے مرتا ہون مہینون گذر گئے کہ یاد مین تمہاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمکحرام تجھکو شرم نہین آتی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بہ عہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہے کچھ پیدا کرنیوالے کا بھی خوف ہے میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا و جسم انکی ملکیت کا ہے دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہے کہ میرے قریب آسکے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے چلکر خدمت مین رستم کی مشرف بہ اسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سماک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑ لے مسکرا کر پکاری او نمکحرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہے میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُٹھا کر پھینک ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اسے بچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہے مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہے

نظم

نہ آتا تھا ہستی مین تا کے عدم سے
ازل سے ہے وابستہ اپنے قدم سے
جو دریا سے رحمت ترا موج زن ہو
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترا شوق لایا ہے یان مجھکو عدم سے
گلے ہین تمہارے بہت [illegible]
تحقق عقوبت کے ہون گنہگار ہے
ترو تازہ کی کشت امید اپنی

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے [illegible]
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاہد جلا یا
یہ بت سب ترا شے ہین سنگ حرم سے

چراغ صنم خانہ شمع حرم سے
خدا تا ابد رکھے آتش کو ای زندہ

سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کوزا ہے
کہ ہی رونق شاعری اُسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ شہرت نے کہا ای سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہی کہ اُسکا سر لاؤ یہ سُنکر سرخیل نے ہاتھ باندھکر کہا اگر آپکی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہزن ہی مین اس ذلت سے اُسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھین اور عبرت کرین غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہی سر لیکر کہان آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم مین آنا ہم تمھاری ملازمت کرائینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہان کمیل اپنی صحبت مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور نے کچھ حال سُنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت مین تینون گنہگارون کو رہا کردیا قفس خالی پڑے ہین یہ سُنکر کمیل گھبرا گئی اُٹھکر قصر مین آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہین مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہین کمیل سر جھکائے ہوئے پلٹی آکر جلسے مین بیٹھی سوچ مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپکو بُرا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ مین چند ملازمون نے روکا اُنپر جا پڑا اُنکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچ چکا ہی اگر حکم ہو تو دروازے پر روکین سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کمیل نے کہا جسطرح آتا ہے اُسی طرح آنے دو خبردار روکو نہین کنیزون نے دروازے پر جگہہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ نظم

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد مین دھر چلے
دَور کی تسبیح مین نے جب ملا جام شراب
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا +
رحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد
بام گردون سے چلا تحت الثری کو آفتاب
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے ای صیاد دلین

یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے
آفتاب ای میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
اُٹھکے تہ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
اُڑکے گلشن کو سے کرتے ہوئے جب پر چلے

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے
ساقیا گردش نصیب ایسا ہوں جو مرنے کے بعد خود بخود محفل میں میری خاک کا ساغر چلے
کردیا ہی واسطے پی تیغ ہلال عید نے آج شاید یہ شب فرقت بھلا کیونکر چلے
میکشی کے باب میں ناسخ جناب درد سے شوق سے مصحف جب لاکے لبن چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی او کمیل حکم ہی ملکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو تجھکو یاد فرمایا ہی اگر تامل کیا تو میں بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیجاونگا کمیل نے بسہولت جواب دیا کہا کہ سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا انکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان ہی بیٹھ جا میں تجھکو سمجھا دونگی میں تیرے ساتھ جاونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اٹھ دیر نہ کر ملکہ گھبراتی ہوگی مجھے راہ میں دیر ہوئی کانٹوں کا جنگل طے کرکے آیا راہ میں بڑی مصیبت گذری مگر میں نے سب گوارا کی اپنے کو یہاں تک پہونچایا اب دیر ہوتا کیسی اٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی اے گرفتار جادو سرخیل کو لینا وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل و مطوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیروں میں گرفتار کیا سرخیل زنجیروں سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا او حرامزادی تو نے کیا کیا کہ میں سحر بھول گیا کیا میں تجھسے بازآونگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب میں جاونگا اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس میں بند کرو ساحر جلیل ہے ہمارا کفیل ہی ہم اسکا سحر اتار دینگے یہ ہوش میں نہیں ہی گرفتار نے سرخیل کو قفس میں بند کرکے چھت میں لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہی کمیل کو ہزاروں گالیاں دیتا ہی کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیریں توڑیں زنجیریں جو ٹوٹیں سرخیل جھپٹ کر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بیحیا اب تو میں قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا آ میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تنتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا سرخیل زمین پر بیٹھ کے بجل گرا کمیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اسپر کچھ پڑھی ہر چند کہ سرخیل چنچا مگر کمیل نے وہ پانی پلادیا اور تھوڑا اسکے منھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدموں پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہے کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پہ
یہ صدمہ ہے اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اسپر ظاہر ہے لوح کے مقام سے ماہر ہے اگر تمکو قتل
کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اتارا اب تمکو مناسب یہ ہے کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر
گرد پھیرو گرفتار جادو کہ میرا پیر کامل ہے جسوقت پکاروگے فوراً موجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کرے گا
سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہے یہان ہوا بھی نہ آئے
یہان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری
و سمک بلافی سب آتے ہین رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ
انکو استقبال کرکے لائے ہمین انکے نہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جھلال وغیرہ براے
استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بمحبت ملین نہنگ بحری
ہمراہ ہو سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی
بلکہ پر سردارون نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ نشان جیسے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا
اس تخت پر شہرت بیٹھین نہنگ بحری و ماہی سحر بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا
کیون ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا
تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہے کہ کمیل کو قتل کرسکے کمیل نے اسکو تسخیر کیا ہوگا اے
آفتاب فلک سپر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ
کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہے سرخیل کو خیال جانبازی ہے چاہتا ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی
اوپر نہ آئے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جھلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا صحراے نشاط آباد سے گذر کر صحراے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہلوان یہان رہتا ہے اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سنی کمیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکہ عالم لشکر طلسم کشا میری
سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اسپر حکم لکھا اے فیلگوش فیلسوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لیکے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ جب یہ جواب

پہونچا

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار نیزے ہلاتے ہوے سامنے آئے فرمایا اے افسر کیا حکم ہے فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ سخت ہے بھیجین گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہے اُس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہے یہ کہکے آپ بھی ایک فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین کھسونڈون مین لپٹی بعض کی سونڈ مین بیچا آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا تھا کہ شہرت نے عرض کی اے شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہے چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ رہتے ہین اگر اسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاء اللہ اگر وہ بھیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و جہلال نے عرض کی حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کردین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر سکے رستم نے کہا اے آفتاب و جہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے گرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھناٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ رو سے جہانگر اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون اے سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو سیاہ رو نے کہا اے شہریار جرأت طلسم کشا حد سے پہونچی ہے کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین ہے تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیے جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کہ بھاگ کر کسی جنگل مین جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی فیلسوار پشتہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے جبکہ فیلسوار نیر اعظم بہ صد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج ثوابت و سیارگان سپہ نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا کہ کیون اے کلیہ عقل من کیا صلاح ہے سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگ بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون مارینگے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کاغذ نگاہ سے طلسم کشا کی گذرا جس سے مراد یہ ہی کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہی رستم نے سماک کو حکم دیا کہ تیاری کرو آفتاب و مہلال نے منت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہی ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے نہ مانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایے پہ آئے بازارون مین سوار و پیادہ مقرر کیے آپ دو سو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے ہوے سماک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین سماک نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہی جاتے ہی مسلمانون کو مارینگے سماک بیلداقی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہی تیاری ہو رہی ہی یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور قبضہ شمشیر تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سماک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کرون رستم مانع ہوے فرمایا ای سماک انشاء اللہ بیرون لشکر انکو روکونگا ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہو قضا سے کار ملکہ شہرت لیٹے لیٹے گھبرا اٹھین کنیزون سے کہا دریافت تو کرو طلسم کشا طلایے پر کیا کر رہے ہین کنیزین آئین اور آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دو سو سوار ساتھ لیے ہوے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین کنیزون نے سماک سے پوچھا سماک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہی وہ لوگ تیاریان کر رہے ہین کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوے باہر نکلین سب سرداران ساحر اپنے اپنے خیمون سے نکل آئے مہلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اس وقت حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا ای آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تیاری شبخون کی ہو رہی ہی اس طرف آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آندھی سیاہ اٹھی ہی یا کوہ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلاے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اکیلے کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کر کے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو سحرکارون کا عجیب حال ہو چالیس افسر معہ بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت بیٹھین رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادہ شبخون ہے ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیرخواہ ایسی خبر وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ وکعبہ کا یہ دستور ہے کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ناگوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے دیکھنا کیسا شکار کھیلتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہے حضور آوین تو سب چلین فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سوتے ہونگے عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہے جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا فوجین سب تیار ہوگئین ہر غول مین یہی چرچا ہے کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو ان بیچارون کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کرتے ہین کہ آپ لوگون نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ خبر دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ جنگ ہے کیا کہین کہ کیسی تیاری کی آپ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹینگے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہو کر پاس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر فیلگوش خفا ہوا اسنے یہ حکم دیا بار و کمر کھلوا ڈالو اپنے مقام پہ جاکر اترو کل میدان مین مقابلہ کرکے بس فردا دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا آخر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہوکے چلے ادھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب نقابت کہکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین
ای سلیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر چوکڑ کیت ہٹے فیلگوش نے طرف بائین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھا کر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان مین آیا آسکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین ستم مینوش فیلسوار انکی جرات دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب فلک سیر قدمون پر گرتا ہی رستم نے کہا ای یاور وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلہ وکعبہ کا قانون ہی جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سردارون سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیو خصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بیجا ہمارا نام لیکر پکارا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ ہین اس بیجا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد وقامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد وقامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا ارواح بزرگان دین ہین اُنکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیو خصال پر مظفر ومنصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر بالا کبود فرنگی آج کل بیمار ہی اور مرکب عربی پر سوار ہین گھوڑا طرارے بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے ملینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے اورکسیکو بھیجا تم خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ پھول ملینوش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ ملینوش تنگ ہو رہا ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے ملینوش کے نکل گیا ملینوش نے خواصی سے گرز اٹھا کر کہا ای طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر ماروں تو بیخ کوہ ہلا دوں انسان کی کیا حقیقت ہی ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ مین ملینوش کے دیکھا بیتاب ہوگئین کنیزون سے کہا صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانون کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین ور انکے رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے پیشے مین دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی ملینوش نے دودستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز ملینوش جو آکر گرز رستم پر پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہوگئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو سمک بیدار نے دیکھا کہ تتق گرد مین رستم چھپے جیسا گل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور ملینوش عربدہ کر رہا ہی کہ اب ہڈی تک رستم کی نہ بچیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین آنچ بھی ہوئی معلوم ہوتی ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہی رستم نے چاہا گھوڑے کو بڑھاؤن سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا گھوڑے نے تڑپکر جان دی ملینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ چڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہو کر فرمایا ای آفتاب اب میرے دل کو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ میں لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونوں ہاتھوں سے
تھاما دونوں پاؤں پاؤں میں ہاتھی کے جمائے نعرۂ تکبیر کھینچکے ایسا مارا زور سے گردن ہاتھی کی
کھینچ لی ہاتھی نے چیخ کھایا سپیدوش کے ہوش اڑ گئے سپیدوش کا نشہ اتر گیا ہاتھی سے کودا
رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں سپیدوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے سپیدوش کو دو رنگ کر دیا سپیدوش چاہتا ہو جان بچاؤں مگر خیال ہو کہ جان
نہیں بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوٹ کے الگ ہوا گیا اور طلسم کشا میں شب کو مقابلہ نہیں
کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے واسطے لیکن سپیدوش سے نہ رہا گیا چپکے سے پیدا
ہو کے بھاگا اپنے لشکر میں آیا فیلگوش نے جو بہار پر طلسم کشا کو روشن میں کھیلا پایا سپیدوش
کا پیچھے لگا کہا اوپر اور سارا نشہ حیات اتر گیا رنگ زرد ہو گیا یقین رستم کے زور بھرا ہوا ہی کسی فن میں
کم نہیں سمجھا تھا کشتی میں ہاتھ پاؤں توڑ دیگا کشتی میں بھی پیچ نہ تاب یعنی ہوا آخر میں اپنی
جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہا کہ عیاری کیجیے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش سے
بارگاہ میں آکر سیاہ رو کو بلایا اور سیاہ رو نے سنا بھائی صاحب کے بھی چھوٹ گئے کیسے تھے
ہیں کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے لشکر رستم میں پہنچ کر
اور عیاری کرکے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی میں ابھی جاکے پکڑے لاتا ہوں ہر چند کہ عیار
طلسم کشا کا فرزند عمرو ہو مگر میرے سامنے کیا مجال ہے کہ دم مار سکے میں فوراً گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہکے سیاہ رو نے اپنا سب عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طی
کرکے لشکر طلسم کشا میں پہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چکر مارا ایک مقام پر ٹھہرا پشت
بارگاہ کی ایک مقام پہ کوڑا پڑا تھا آدمی کو ڈر سے کی آڑ میں بیٹھ کے نقب لگانے لگا سوراخ طلسم
پھر پلٹا تھا طلایہ پھرنے پھر کے گیا ایک مقام پہ جا کے دیکھا کسی کے اشارہ میں قریب نمودار آکے
جو دیکھا تو عمرو نقب کا آواز سن کے سوچا کہ اگر میں نقب میں گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا یہ
اسی مقام پہ ٹھہر دن پشتارہ لیا اور جدھر سے آئیگا یہ آسانی گرفتار کرونگا سوچ سے تو متعلق بات
لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے عمرو نقب کا بارگاہ میں آکر توڑا یہ قاعدہ مقرری رستم کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب میں کودا نصف نقب میں آکر سوچا کہ اسی

سیاہ روشنا یہ اتنے عرصے میں کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کہ دو شمع کیا ایک نخل کے نیچے منہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ مہرۂ اول پر ایک عیار حلقہ ہاے کمند لیے بیٹھا ہے بہت خوش ہوا جی میں کہتا ہے یہ عنایت خداوند لات ومنات ہے یا زور لقب ہفت پیکر کی بیچ میں نقب کے دل دھڑکتا میں خوب اسطرف نکل آیا اگر ادھر جاتا بے شک گرفتار ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر رستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہاں عرصہ گذرا تو سوچا کہ اگر سمک عرصہ ہوا ادھر وہ مڑ آیا اور طرف سے نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب میں کود آنچ چھپاتا ہوا بارگاہ میں جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب میں کہا اندر بیچ نقب سے آکر دیکھا دوسری جانب اسنے نقب لگائی جی میں کہتا ہے سمک حقیقت میں بڑا ہوشیار تھا کوئی اسی کمند یا اسی نقب میں چلا جو رہے سے آکر نکلا صحرا کا رستہ طے کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے سمک جھپٹا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو قبل اپنے ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا تھا اونگھ رہا تھا باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار پشتارہ بدوش آتا ہے آواز دی کہ ہو یار رو فنا اور شیر یار رہا عیار نے آواز دی ارے ظالم ہوشیار پیچھے تکا ایک بلا ہے پیچھے آتی ہو اس سے بچانا ہم بڑی بات ہے یہ کہتا ہوا قریب پہونچا تھا کے پیچھے سے فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گذار دست بلا سے آ کھڑا ہوا اور بیٹھ کر جھپٹا اسکو دونوں جانب سے سیاہ رو عیار نے کہا اوٹ گئے سیاہ رو گرا اس عیار طرار نے شتل کی کھینچ کے پشتارہ لیا اور دو پر نکالا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا یہ عیار تو رستے جاتا ہے اور پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہے بہت سے غلام دوڑے مگر سمک کو جاتے دیر نہ لگی سمک نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے پشتارہ دوش سے اتارا ایک سنگ پر رکھکر جا بیٹھا واقع وارد سے بیہوشی رستم پر طاری تھا اور لخلخہ کر کے رستم کی آنکھ کھولی دیکھا عیار سیاہ پوش چوبی بیٹھا ہوا تھا پہچان کر گردن میں ہاتھ ڈالا پایا رستم نے کہا تو کون [illegible] کر کے اٹھے نعرۂ رستم ارشاد والا [illegible] بیت علمشاہ جو رستم لقب [illegible] علمشاہ رومی شہیل [illegible] کہ برخشت [illegible] افگندہ شد سمک نے [illegible] رستم کے پاؤں پکڑ کر رونے لگا [illegible] کو بیٹا اپنا [illegible] ہوا خوش اپنی بارگاہ میں [illegible] آسودہ تھا پلنگ [illegible] ہوا نکلا دیکھا رستم [illegible] بارگاہ [illegible] میں [illegible] وقت

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سماک نے آواز دی آقا بچیے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہی رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھاکر تیور بدل گئے مینوش پر جا پڑے اُسنے تلوار چمکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مار کر لٹھے کا لٹھا کر اسماک تو گر دیکھنے لگا رستم کود کر چھاتی پہ مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی اُٹھکر ایک پاؤن سے دونون پاؤن دبایا اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑکر ایک بکہ مارا مینوش کو سامنے فیلگوش کے قتل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا للکار کر آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر اب نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا چوڑا تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہی کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہ رہے ہین کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بھل زمین پر آرہا چہار طرف سے نامردون نے جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچاکر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہی کہتا ہی کہ یارو بڑی غیرت کی بات ہی کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھون کے سامنے مارا گیا حیف ہی کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سُنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعض نے آکے یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پہ پیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم نے دونون ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حملہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا ہو اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر ایک بکہ مارا بیخ نرخرے سے گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے جو بہر دی مارے کہ فوجون کے جسم مین تھرتھری پڑگئی مگر چالیس ہزار نامرد بین لپٹا لپٹا کر رہے ہین بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے دنامے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت نیچہ ہاتھ مین جھولی بائین ہاتھ پر گوے مارتی ہوئی آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایک طرف

جھلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہان ہان اے ملکہ عالم سحر نکرنا جھلال اور آفتاب تو رک گئے مگر ملکہ زرین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اُسکی گردن پر للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہے کچھ تجھکو خیال جرأت نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و جھلال لڑتے ہوئے قریب رستم کے آئے عرض کی کہ ہم شہریار گھوڑے پر سوار ہوئے جسوقت ہم لوگون نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکار یون مکاری کرتے ہین مگر حضور سماک نے کیا جرأت کی ہے رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ و کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ المالس مین صاحبقران داخل ہوئے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جسدن سراجادو دختر دامہ کو مارا ہے تو چاہ المالس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ المالس غروب کر دیا دامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اُسکو داخل زنبیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہوگئے تھے خواجہ عمرو اشقر پر صاحبقران نما ہو کے سوار ہوئے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوئے یہ اُن کا فرزند دلبند ہے کسی جرأت مین کب بند ہے اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آ کر اپنے مقام پر فروکش ہوئے جشن فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوئے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہے سب نے سماک سے کہا کہ اے مہتر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سماک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سماک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سماک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تن سے بار سر آمادہ سودا اُترا شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اُترا
اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی آخر کار نظر سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا جل کے جن بجھے نا ہی آتش سودا اُترا
وصل کے بعد کسطرح سے ہو رنج فراق درد سر ہوتا ہے جب نشہ صہبا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوڑا تھا پر خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اُترا

اُس محفل میں عجب ہنگامہ ہے سب سردار سماک کی تعریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نمایاں ہوئی آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شکست کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے اب فلک کیا دکھاتا ہے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہے کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزار ہا ہاتھی پشتیں اُنکی سواروں سے خالی سونڈ سے خاک اُڑاتے ہوئے اور کئی ہزار جوان ایک لاش لیے ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں محیط نے کنیزوں کو اشارہ کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کس کا لشکر شکست خوردہ ہے اور لاش کس کی لیے جاتے ہیں کنیزیں گئیں اور دیکھ پلٹ کے آئیں عرض کی لاشہ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہیں آپکے پاس فریادی آئے ہیں اور حضور تین دن تین راتیں ہم کو بھاگتے گذریں محیط نے پوچھا آخر فیلگوش کو کسنے مارا کنیزوں نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے مہوش کی پیدا ہوا کہ مہوش روز اول طلسم کشا سے لڑا کر بھی مہوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجا طلسم کشا کو پکڑ لانے عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا ساحروں سے چھڑا لے گئے پہلوانوں سے اُسنے آکر لیا شانہ فیلگوش کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصد کیا کہ بلوہ کریں عیار نے سردار کو ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا او کمیل بڑی ذلت کی بات ہے اب طلسم کشا جو کچھ کیے ہوئے آتا ہو ساحر اُسکے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کوئی ہتک تھوڑی ہے وغیرہ دیکھیں کہ وہ طلسم کشا کو لے آنکی بلا سے قصر لوح پہونچا دینگی یہ تو مجھکو باعث پہونچا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے اگر طلسم کشا حقیقی ہوتا تو تعجب کی بات تھی سب نے تو تیغ زنی کی ہے اور صف شکن تیغ زن کا گرا کمیل ایک ساحر تین آج کے دن سے چھپا رکھی ہے اب اُسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جا کر طلسم کشا کو پکڑ لائے کہ ایک سے ایک جواں ہوئے طلسم کشا کے لیے وحشت ہیاتی اور ہو گئی رغبت ہوا کیا عجب ہے کہ اس اثنا میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہیں مجھ سے بہتر ہیں آپ سے زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہے آپ ہی ہم سب کو بچا ئینگی اگر طلسم کشا لوح لے گیا تو کون روک سکیگا یہ کہ اب حصول لوح ہو جاتا ہے شکست کھاتا ہے فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے مقابلے فیلگوش کا

قبضہ نہیں کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ اے بلند پرواز دنیا ہمارے پاس
آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ عجیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوئے دو زنگنیں سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تھیں محیط کو سلام کیا کہا کیوں وادی کیا میرے ہوا کھانے کے دن آ گئے وقت تمہارا
موقوف ہوا اب میں دنیا کی ہوا کھاؤں محیط نے کہا اے بلند پرواز تمہاری ہوا کھانے کا وقت
آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہے کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشتۂ قول
و وکیل طلسم کشائی کرتا آتا ہے اور ستونوں پر قبضہ کیا چاہتا ہے فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب
کل کوچ کرینگے ایک مرتبہ لشکر آکر صحرائے کمیل میں اترے گا۔ پس غنیمت طلسم کشا کو یہاں سے فوج
پہونچانا مشکل کام ہے طلسم ہیکل نگار کے نیچے دوازدہ برج و ہفت کواکب آٹھ پہر بیٹھے ہیں وہ ستارے
نیک و بد کی خبر لیجائینگے اگر کوچ طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا اے بلند پرواز ہو سکتا ہے تو
جاکر طلسم کشا کو آوارہ کرو کہا وادی یہ تو میرا کام ہے دوستوں کو دشمن کرا دوں طلسم کشا اپنے لشکر
سے جدا ہوں کہ پھر لشکر جمع نہ ہو کے صحرائے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائیں تجھے کوئی سامان
بھی نہیں چاہئیے یہ دونوں زنگنیں کہ ہزاروں مردوں پر بھاری ہیں صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہے
سے بخوبی وعدہ کرکے بلند پرواز چلی یہاں طلسم کشا نے شب کو جشن کیا صبح کو اٹھکر بیرون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر گلہائے ابر اٹھے کچھ بوندیاں گرنی شروع ہوئیں رستم نے کہا ہم پیارے
شکار جائینگے آج تھوڑے پہر تو صحرا میں جا کر شکار کھیلیں کل آکر کوچ کریں مہ لقا نے چیلے قراول
جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی اے شہریار سامان شکار تیار ہو گیا مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہو گی کل
صبح کو تشریف لیجائیے آج ٹھہر جائیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ تو نہیں دل چاہتا ہو سکے
مجبور ہو کر خاموش ہوا ادھر رستم طلسم کشا سوار ہو کے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم
تو صحرا میں آکر شکار کھیلنے لگا اور لشکر تخت پر بیٹھی ہیں [illegible] و [illegible] ہو رہے تھے
خواجہ [illegible] سے آیا ہے مگر خارج داخل شہر ناکہ [illegible] میں کہ ایک گوشے میں [illegible] کی دروازہ
پر [illegible] آیا [illegible] مہ لقا نے کہا [illegible] طلسم کشا نے
کیا [illegible] بھی کو [illegible] سے [illegible] کام [illegible]

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا ہمین نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہہ رہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ والیون سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہو جاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی بی شہرت کو بڑا ناز ہوگا کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا رہا ہی کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہرچند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شترسوار نامہ لیکر طلسم کشا کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا شترسوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین چلا جھلال سرکش کو بڑا انتشار ہی کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب بھی گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای جھلال دروازے پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جھلال نہال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہوکر جھلال کے ساتھ ہوے یہ بھی ایک سمت روانہ ہوے جھلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہوکر ہمارے پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہوکر چلے مگر اول رستم جو صحرا مین آئے نماز ظہرین پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پہر بھر کامل شکار طائران ہوا کا کرکے فرمایا ای سماک کوئی آہو دستیاب ہوا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے کہ ہرکارے بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

متعدد ہیں رستم نے جس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہیں رستم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا تعاقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہوؤں پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہو گئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہیں آہو نے پہر بھر کامل جست و خیز کی ایک مقام پر جا کر آہو چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو بھاگا حیران ہو کر اسی مقام پر آئے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سایہ میں ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے نظم

کام آخر ہوا اپنا صف مژگان سے　　حسرتیں تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے　　نہیں ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے
حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اسکو　　الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے
باغ میں زلف و خط یار ہے یاد آ جاتا　　کبھی سنبل سے الجھتا ہوں کبھی ریحان سے
گردش بخت ہے یا گردش پرکار آتش　　پاؤں اٹھتا نہیں اس دائرہ دوران سے

یہ اشعار اس سوز و گداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہے کہ رستم بیتاب ہو گئے فوراً اپنے مقام سے اٹھکے طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمیں برگ و شاخ کا پتہ نہیں اسکے نیچے ایک جوان خوش رو خوشنما تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا سر پہ خاک دامن و گریبان چاک چاک درد کے اشعار مذکور پڑھ رہا ہے رستم حال زار اس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اترکر قریب آئے فرمایا اے جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اسکا علاج کریں وہ جوان اور رونے لگا کہا اے شہریار میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہے تو بیدل نہو ہم بدل و جان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے رستم نے اپنا حسب و نسب ظاہر کیا اور فرمایا میں فتاح طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قدموں پر گر پڑا کہا کیا عجب ہے کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے انھوں نے پیشتر بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعائے دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی اے شہریار باپ میرا سالم جزیرہ بار ہے غلام کو تسلیم تا چلے گئے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک طالب رہا ہوں حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہے کہ اسکو کوہ بے ستون کہتے ہیں

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بندکر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالاے کوہ چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی ارسالین لوٹین بادشاہون نے آکر گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بندکر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکرسکے آخر ناچار ہوکر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیرخوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تونے مارا مین نے جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا نرمی ہاتھ کی معلوم ہوئی مگر اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکۂ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا اُس معشوق خوبرو کو دیکھا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھا کے گرا وہ نازنین بھی مجھپر مائل ہوئی سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد وغبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال عنبرین ہو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق یکایک نکلا کھیلتا ہوا آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کر تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑگیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا مین جاکر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھکے ہٹا لیا اور کہا کہ جا آ کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمائیے معشوق سے مجھکو ملائیے وہ قید ہی مین آوارۂ دشت و دیار رستم نے سر سینہ سے لگا لیا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک پہونچاؤنگا گرد وغبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھ کر گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون سلیم نے کہا ای باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی انکو خدا نے پہونچایا معشوق ملنے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے شاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر طرف کوہ بے ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ اترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر لایا بالاے کوہ کھینچ رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے مین اسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم تخت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اترے مفتون بہت خوش ہی قزاق اسکے کہہ رہے ہین اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون سے سرحد طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب رستم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے تیرہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے مفتون میدان مین غرور کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمہارا مشتاق ہون یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب بادرفتار چمکایا قضاے کار بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے کردو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کو فرش قصر قلعہ پر بٹھایا رستم گھوڑا اڑاتے ہوئے آتے ہین کہ نگاہ قتال شیرین مو کی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا گھوڑے سے اپنے اترا جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا میرا بعد از ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکر قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر جیبق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کر کے بارگاہ مین لایا ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تم
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جائے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی رستم نے کہا اے مفتون ہم اپنے سردارون کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کرائین تم اپنے بہار مین رہو یون شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہو جو کچھ ماحضر ذرہ بیمقدار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین بھیروین اٹھ رہی ہو مفتون مصروف خدمت ہو کہ ایک قزاق دوڑا ہوا آیا اور مفتون کے کان مین کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون اے مفتون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہو عرض کی اے شہریار مین نے بادشاہو کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے راستہ بالکل بند کردیا کیومرث تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہو اسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خزانہ لوٹ لیا اُسنے آکے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اترا رہا مگر میرا کچھ نکر سکا مین بالائے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین نے جشن کیا ہو تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے رستے روکدیا ہو کہ پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤن تو اے شہریار سب راستے تو رک گئے پہرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی روکنے کو باقی ہو کہ ایک سوال

سے مرکب جا سکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مرجائیگا رستم نے کہا ای مفتون ہم اسوقت تیرا ساتھ نچھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چار سو پہلوان ہین ایکا یک بے مثل و بے نظیر فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری ہاتھ ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیز دل نے جا کر یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سنائی ملکہ یہ خبر سنکر بیتاب ہو گئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار انتقام کوہ کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی خداوند نے خواب مین آکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس اسیر کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے ہین یہان مفتون نے ہر چند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑانے لگا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اُسطرح لڑینگے قوم کے فراق دشمن کو گھبرا دینا مکر سے کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار مین مقابلے مین کیوس سے نبھاونگا مگر رات کو خلل بھی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرأت کے خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اُسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لاجواب چار سو پہلوان افسر بھاگنا نہین جانتے

فوج کو کیا لڑائینگے میدان کارزار سے قدم نہ اُٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی اور نام آور خود فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جسوقت تلوار پکڑیگے جم جائیگا رستم وقت بھی گھبرائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون حملہ کرینگے جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر بہادر نے پکڑ لیا تو پھر بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کرسکتا اور جو گھاٹیون پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہی مشکل رستم نے مفتون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیوس کو اپنی جرأت و شوکت پر بڑا دعوی ہی تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہی مفتون کی بیقراری اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب و پیکار ہی اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلائے روزگار ہی کہ اس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اُس کو جواب دے یہ انسان ہین وہ دیو ہی اُسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف اُنکا تقاضائے جرأت ہی جب اُنکے دشمنون پہ سختی پڑی خدانخواستہ اس دشمن کے ہاتھ سے اُنکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کہان زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج عظیم جیسے پہونچا ہی بربادی کوہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین شہرہ ہوا سب کو قزاق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم اور سالم کے نام کا دشمن ہی نہین معلوم باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جائیگا کہان عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی محل مین یہ صورت ہی نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہو ۔ ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہی مجھے ۔ میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا ۔ اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
اے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک ۔ ہمتو کہے سے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
آتش غم حسین مین روشن ہوا ہی کیا ۔ سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

کنیزین عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین وہ اپنے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز داور رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا مین سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچا لے تیرے نزدیک سب آسان ہی اندر باہر مردون مین عورتون مین ہر خرد و کلان کو تردد ہی کہ دیکھین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر بالاے چرخ زبرجدی آیا تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفقتون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس موج مارتا ہی تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست ایک ایک بادہ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مارین سب سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اس قزاق نالائق نے بڑے بڑے رنج و ملال دیے اس کر و فر سے کیوس میدان مین آکر پہونچا جا بجا صفین آراستہ ہوئین اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب اِدھر بارہ ہزار قزاق سفقتون کا اُسوقت کبھی یہی قصد کرتا کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالاے کوہ پہونچاؤن نہایت چست و چالاک ہی مگر کیوس نے فوج کو اس طرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم فرماتے ہین اے سفقتون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین تحمل کر جاؤن تم انتشار نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چکین تو کیوس نے قصد کیا کہ مین نکلون دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کینہ اچکایا بھائی سے اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوث مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفقتون کس بھروسے پر ٹھہرا ہی مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دیا تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث نے کہا مین سمجھا دونگا دیوث گینڈے کو جھکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے سفقتون تو دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قزاق

دیکھ رہی ہو کنیزون سے کہنے لگی جا کر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹتا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے گھر مین مہمان آیا ہوا ہو سلیم و سالم بھی موجود ہین دیوشت دیو ہو دیکھو تو کیسا غریو ہو میرا تو ڈر کے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

اے پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے
رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوئے ویران کتنے
آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤن تجھے کاہیکو آنے دینگے
نئے نوکر ہوئے ہین آپکے دربان کتنے
ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان تجھکو
کتنے ہندو تجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
کوچۂ یار مین اے زاہد بقول غافل
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوشت نے پکار کر کہا کہ اے مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہو وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا اے شہریار فیصلہ کرون خزانہ وہ اب تک رکھا ہو رستم نے کہا اے برادر اب تو خزانہ دینا خلاف ہو دیوشت نے پکار کر آواز دی اے مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیجو جیسے دیوشت نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آتے فرمایا اے شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون رونے لگے کہتے تھے اے شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیومرث کا بھائی دیوشت ہو ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پہ گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہو تاجدار نے جواب دیا آپکے خدا کو آپکو سپرد کیا خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب بادپیما کلیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا دیوشت نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز دہ سیر کا لیکر آگے نکلا اور بڑھا گھوڑے سے ملکہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی ٹکّر مین مضمون ہوا سات قدم گھوڑا دیوشت کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے دیوشت ۴۰

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خالی زرہ مین رکھ دیتے ہین جسم سیاہ پہ قطرہ خون کا ابھر آتا ہے سیکڑون زخم نوک نیزہ سے جسم پہ دیوث کے لگ گئے لوگ پھبتیان کہ رہے ہین تختہ آہن پہ شنجرف کے نقطے دیے ہین دیوث عاجز ہو گیا ہوا ایک مقام پہ گانٹھ کر رستم نے نیزے کا کھٹیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا لشکر سے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھکر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہون اگر کوہ آہنی میرے سامنے ہو تو اسکے بھی دو ٹکڑے کرون اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹجاؤ رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھیرتے ہین تلوار کھینچ اسکا بھی وار سینے پر لونگا اسکے بعد ہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا دیوث نے بجرأت تمام کلائی پہ رستم کی ہاتھ ڈالا رستم نے گریبان پکڑ لیا آپس مین کھینچنے لگے آخر دونون جوان گھوڑون سے کودے دیوث کہتا ہے اے رستم زور مین کیا رکھا ہے ہاتھ پیر توڑ کے رکھ دونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہجائیگا دیوث کہتا ہے اے رستم کیون فساد بڑھاتا ہے ہفتون سے کہکر خزانہ دلوا دو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جشن مین صرف ہوا اب تو لانا دشوار ہے جو تجھ سے ہو سکے سو کر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہکہ مارا کہ سر دیوث کا زمین سے لگا دیا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ رستم نے دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑا یا ریل کرکے دوڑے دیوث چاہتا ہے اپنے کو روکون مگر وہ پڑا وقت ہے کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے سترہ اٹھارہ قدم ریل کر دیوث کو لے گئے لوگ اس مقام پہ کہ رہے ہین آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ ہٹے چلے جاتے ہین اکیسوین قدم پہ رستم نے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوث کے آشنائے زمین ہو گئے رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے پیچ دیا کہ مثل طاؤس آتش بازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چارون شانے چت گرا رستم کود کر چھاتی پہ سوار ہوئے فرمایا اب شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اگر اپنی جان بری کر تو

چاہتا ہو تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوش نے ملول ہو کر جواب دیا بھائی میرا سامنے کھڑا دیکھ رہا ہے مین مسلمان ہونگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پانون دونون پانون سے دبایا اور ایک پانون دونون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سُرین سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین شل کر دیا بس کندہ دیوش کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی اے مغرور عقل و فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تیرا بھی یہی حال کرون مفتون کے فراقون نے صدہا آحسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پانون رکاب مین ایک خانۂ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا سیلا سپر پر رستم کے پڑا کھود کو کاٹ کر تا دو ابرو پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکاری او شقیہ ہفت جوہر جھکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ دیا مگر تیغہ ہفت جوہر چمک ہو کر اسپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا ہوا پر تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا تہ و بالا ہوگیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کافر چار سو پہلوان رستم پر آ پڑے رستم تیغہ چمکا کر تین لاکھ کا فوج پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا فراقون کو لیکر آگرا سلیم و سالم بھی فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر قتل کئے مگر مفتون بمعیت فوج سے یہی چاہتا ہے کہ لڑ بھڑ کر بالا کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پا سکے چھپا ہوا لڑ رہا ہے کیوس تو بیہوش ہوگیا فوج والون نے اُسکو ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ ہین مگر بہ باعث زخم سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہے مگر کوئی خوف سے قریب نہین آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مفتون فراق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے لڑتے بھڑتے بالاے کوہ پہونچے وہان جا کر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ کرکے جاتا ہے وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہے کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کیوس کو ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

بیک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نہ کرو پہاڑ پر نہ جا سکو گے قزاق پتھر برسا رہے ہین تم نے نکلنے کیون دیا سب نے کہا حضور قزاقون کی لڑائی تھی پتھر ڈالتے ہین اس زور و شور سے بالائے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چہار جانب سے گھیر لو فوج کیوس نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر لیے ہوے چلا آیا صبح کو ایک صحرا مین آکر ٹھہرا گھاس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اتر کے رشتہ اور سوزن قبل سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے دیے زخم کو باندھا خیال مین گذرا کسی گوشے مین ٹھہر کر دو چار روز مین زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیون کے بولنے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہین کچھ جوان رنگین پوش باغ مین جاتے ہین کچھ باہر آتے ہین رستم طرف اس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ یہ کیسا جلسہ ہے لوگون نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہان خدائی خداوند ہفت پیکر کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہین فاروق صف شکن یہان کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد ہے شاہ و شہریارزادون کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خود آیا اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز اتنا ہے کہ آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہین جہان رستم ٹھہرتے ہین جمال انکا دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہین ہرکارون نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا رستم نے کہا مین فرزند صاحبقران ہون اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک چمن مین آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ مین رستم بیٹھے ہین گرد تاجدار پہلوانان صف شکن رستم سے باتین کر رہے ہین رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے بیان کر رہے ہین وہ لوگ تعریفین کر رہے ہین ہرکارون نے جاکر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہان شادی مین آئے ہین فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحب یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہان شادی مین فرزند صاحبقران تشریف لائین مگر باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہے بارہ دری میں تشریف لے چلیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت منت سے پیش آیا رستم کو بمنت و خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے براے استقبال اُٹھ کھڑے ہوئے بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اسکے قریب دنگل زرین اشیر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا تھا ہنگامۂ قال و نشاط گرم ہے بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند ملکہ مغرور شیرین کلام براے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا سنکر یہاں تشریف لاتی ہیں وقت ہے آپ بھی براے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر بڑا احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ ہے یکایک ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبداریاں انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک تخت پر ایک معشوق فربہ نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں رشک دیدۂ غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیرزادی ستارہ جیسے ماہ میں ہیں گرد فرشتے سواری نمایاں ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور فدوی نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سامنے دیکھیے کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا شخص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت و شوکت میں بے مثال رعب و داب و سطوت و صولت مثل چاکران ہمراہ ہیں آسمان خوبی کے ماہ ہیں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونوں طرف سے تودۂ دل پر لگے معشوق ہوئے ادھر رستم تھرا گئے اُدھر مغرور ہر چند اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا وزیرزادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ بالکل گھبرائی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آ کے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آ کے بیٹھ گئے محبت مغرور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک سے کہتا ہے میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف لائیں آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہاں ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے تھکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہریں کمرے جو بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکہ عالم کو

جیسا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ اے فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو ہم وہان جا کر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمہارے باغ مین آکر آرام پایا فاروق نے ایک کمرے مین لا کر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی ہین وزیرزادی سے کہا اے وزیرزادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہے وزیرزادی نے کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہے اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جا کے بلائے لاتی ہون حضور کی بیتابی مجھ سے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سرنگون تنہا بیٹھے ہین وزیرزادی نے آکر عرض کی اے شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہے رستم گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدا یکدیگر مصروف میخواری ہوے لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونون چھپرکھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے میرو تیغزن سے کہا جا کر دیکھو تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہون تو میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ اے ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھ کو نہایت خوشی ہے کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خانہ زاد نوازی کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہون سر افتخار اوج عرش علی کے پہونچاؤن میرو تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہین میرو نے پوچھا تم سب یہان کیون پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ جو تھی بول اُٹھی کہ سامنے اس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین جا کے دیکھو نیا گل کھلا ہے دیکھکر بہت خوش ہو گے دوسری نے کہا اری کمبختین صاف صاف کہنے سے کیا نفع ہوا ان باتون کو سنکر میرو طرف اس کمرے کے چلا درازون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہے کچھ معلوم نہین ہوتا میرو پہلوان زبردست ہے دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر آ کر دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین میرو بیتاب ہو گیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا پکڑ کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ میرو مجھکو چھپرکھٹ کے نیچے گرا چکا میرو نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ چیختی ہین کہ دیکھا کیا کرتا ہے مگر میرو نے ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی میرو کو تیغ

کھینچے ہوئے سر پہ دیکھا لرزا کھڑا تے ہوئے اُٹھے کرسی پر انکا تیغہ رکھا تھا مشتعلہ ہوکر بڑھکر تیغہ لون مہرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا چہ پارہ ہوگیا یہ تلوار کھاکر رستم نے قصد کیا کہ مین مہرور کو لپٹ جاؤن مہرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مہرور پر بس پڑا اسقدر تلوارین مارین کہ رستم چور چور ہوکر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم کیا کرتا ہی اگر وہ تلوار تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھکو قتل کر مہرور کہتا ہی او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ مین لیجاؤنگا وہان تو دار پر کھینچی جائیگی تجکو تیر باران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے دریاؤن کا جسم سے جاری مہرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھا یا سامنے ملکہ کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرد ناحمزہ کو مارا خاتمہ کر دیا ملکہ کو گرفتار کرکے ایک حمامے مین بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو اس بیجا نے شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا مگر مہرور ملکہ کو حمامے مین ڈالکر چوبند کسو کے آپ گینڈے سے بیٹھا ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ بھلے چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی ہی گیسو بریدہ نے سبکو بدنام کیا محل مین جاکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر تھا آگے بڑھ گیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر مین آکر دربار مین آیا کبھی سہی پہلوان بیٹھے سنتے کہتا ہی کہ مہرور لیے ہوئے حمامے کو آتا ہی مہرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت مین مثل نہ تھا ایسا اسپر یہ بس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لینے پایا اب محل مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کریگا مہرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ کا غدار مان مغرور کی یہ حال سنکر دوڑین ڈیوڑھی مین آکر ملکہ کو عجب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مہرور کا نام لیکر پیٹتی ہی کہتی ہوئی کہا ہو مادر مہربان اس جلاد نے اُس شیر بیشہ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ مین ہوتے تو اس بیداد گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہائے کس بیکسی سے اُنکو مارا مان نے منہ پہ ہاتھ رکھدیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کہتی ہین اے مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین مین اُنکی کیفیت معلوم ہوتی مان نے مغرور کو ایک کوٹھری مین بند کر دیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

مین سر ٹکرا رہی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق اندر آیا ملکہ نے کہا اے فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دینا ہوگا گلعذار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اسمین مناسب ہوگا تو قتل نکر مین نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مین لا کر چھپاؤنگی تو کیا ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تو اپنے ذمے کیون خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی رویا کرتی ہین کبھی کہتی ہین اے کریم و رحیم مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اُس شہریار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلاد صاحب بیداد ذلت و رسوائی سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ اُنھین کا ہی کہ رستم کو جسنے صدہا پہلوان مارے کسی سے بند نہین ہوا اُسکو صبرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین آگے پھر ایسی ہی تدبیرین کرنے مین وہ مصروف ہین ملکہ نے کہا اُس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا بدلہ رستم کا خدا اسکے ساتھ کریگا یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ صبرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر وہ ایک دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی رستم مین جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش قضائے کار اُس سرحد مین سواد کا زمیندار سعدان نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو پڑے نگہبانی زراعت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو رنالے مین کچھ مال ڈال گئے ہین گٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اُٹھوا لائین سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی مین لپٹا ہوا پڑا گٹھا پڑا ہی مزدورون سے اشارہ کیا اُٹھا لو مزدور گٹھا اُٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا اُسمین گٹھا رکھوایا مزدورون کو مزدوری دیکر نکالا آپ خود کرسی بچھا کر بیٹھا پشتارہ کھولا خون کے دھبے معلوم ہونے لگے حیران تھا کہ الٰہی یہ کون ہی کیسا آخر ساری چاندنی کھول دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی پارہ فلک محبوبی حسین جمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہی اُسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا تو جو مانگیگا وہی دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار رکھیے جب یہ تشنہ آنکھین کھولے فوراً پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان مکمل کرلیا ہوشیار ہونے کا

منتظر رہا زخمون مین ٹانکے جو لگے اور آرام جو ملا رستم کو بعد دوپہر کے ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا ایک مکان دیہات کی قطع کا ہی اور کھٹے پر مین پڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ مین لیکر ہوا کر رہا ہی جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے ارادہ کیا کہ اٹھون زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کرکے یخنی پی اب روز جراح آتا ہی زخمون کو دیکھکر چلا جاتا ہی تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا حسین تیغ زن میرا نام ہی قزاقون نے راہ مین گھیرا مین لڑتے لڑتے گرا انھون نے مردہ جانکر اسطرح پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا مین تمھارا نہایت ممنون و شکر گذار ہون رستم نے موتیون کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج مین صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کرکے مالا لیا جانتا ہی کہ یہان کون خریدے گا یہان سے جہان جن بھی وہی گنوار ہین موتیون کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم اٹھنے لگے بیرون مکان آکر بیٹھتے ہین اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے ہین ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے صبح کا وقت ہی زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہی یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیرون کی آواز آئی رستم نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا آتا ہی آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہونچا عورتون کی آواز سنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھٹکھٹانے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول الصفت یہ شغل نامعقول کیا کرتا ہی زمیندار کی عورتون مین جانیکا ارادہ کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اس دیوانے نے دیکھ کر سنا چاہتا ہی دروازہ کھولون رستم جھپٹ کر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر کہا کہ آقا سے صبح تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا خبردار خبردار کہکر چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کرکے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جہان پر چوبدست پڑی تھی وہان پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقا سے صبح نے میرا کہنا نہ مانا خاک مین ملگیا بے قتل مارا گیا رستم نے باہر سے آواز دی او دیوانے مجہول حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہین یہ دیکھکر چوبدست پھینک دی دوڑ کر جنگل مارا ناخن بڑھے ہوے رستم کی زرہ کو نوچ کر پھینک دی رستم نے غصہ کرکے کلائی اسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ چکرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حریف کشتی کا ہی کبھی کا ہاتھ ہو کئی مرتبہ جو رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسا مارا کہ دیوانہ منھ کھولکر رہ گیا ہلڑ جو ہوا زمیندار بھی آگیا تمام

گانؤن کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کر رہے ہین سعدان نے پاسبون سے کہا ارے کم بختو سب ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا تھا کہ صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مار سکتا ہو جسکے گھر مین چاہتا ہو گھس جاتا ہو مال لوٹ لیجاتا ہو رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کیا گذرتی ہو رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوار اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اٹھائیے رات کو ایک آقا سے سرخ خواب مین آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچان تو لون کہ آپ وہی ہین یا طریقے سے معلوم ہوتا ہو آپ چھوڑ دیے آقا سے سرخ ہین رستم نے وہ ہتھیار لقین خلیلی دیکھکر قدمون پر گرا پھر دل مین سوچتا ہو کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ وہین زمین پر گر پڑا وہ ڈر کر لیٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چاروں پانچون مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض کرتا ہو آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے ال [illegible] مین چار سو نوکر میرے ساتھ ہین وہ بھی ایسے ہی دیوانے ہین اگر تجھسے لڑینگے تو تجکو لڑنا پڑیگا مین دخل نہ دونگا رستم اسکے ساتھ چلا سعدان زنجیر لیے روتا ہوا اسکے پیچھے کہتا ہوا چلا ای شہر یار ایسا نہو وہان جا کر آپکو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہو نہایت سمجھا رستم کہتے ہین اسکا کوئی حوصلہ باقی نہ رہنے دیا اسنے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوے آکر جمع ہوے اس دیوانے نے ان سب سے کہا مین جو اس آقا کا تابعدار ہون تمکو بھی چاہیے اسسے لڑلو اپنا امتحان کر لو چار سو دیوانے جو بیٹھین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے ایک ایک طمانچہ مارا کہ سبکو [illegible] آخر سب ناچار ہوے کہا ای آقا سچ ہو ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوے گروہ سب کا افسر خوش ہو کر وہ تمام دوڑا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شہر کی جو عورت [illegible] وہ حاملہ تھی درد زہ سے بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اسکے سرپر جو بیٹھ [illegible] کے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہو کہ آقا سے سرخ آیا ہو وہ ہاتھ جوڑتی ہو کہ سامنے سے ہٹ جا تاکہ لڑکا پیدا ہو دیوانہ لڑکے کو [illegible] لیکے بھاگا عورتین غل مچاتی ہوئین پشت پر کہا ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہو ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا ہو آقا کو دکھلاؤن تم سب جا کر بیٹھو ابھی پھیر کے آونگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے میرے گھر کے پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے جبھی سے ان عورتون کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہو کہا آج خوشی کا کرونگا میرے یہان لڑکا پیدا ہوا آقا سے سرخ نے کبھی کچھ لیا ساتھ والون سے کہا جنگل مین فرش بچھاؤ

طائفے اور آقا کے سامنے ناچ ہو رہی جنگل میں [illegible] جنکو کٹھریاں بندھیں اُن کٹھریوں کو کھولا تو نکلیں
کسبیاں بنی ٹھنی مع ساز و سامان کے روتی ہوئی نکلیں کہتی تھیں کہ شہریار رستم کو پکڑ کے بند کیا ہو کھانا نہیں دیتا
رستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہو دیوانے نے کہا یہ لوگ [illegible] سے نہیں آتے ایک مرتبہ جو [illegible] انکو بند
کر رکھا کہ پھر خواہش ہوگی تو کہاں سے لاؤنگا رستم نے اُن سب کو تسکین دی [illegible] کھانا کھلوایا بہت جھی رستم کو
لال [illegible] میں [illegible] کسبیاں ناچنے لگیں جو اچھا ناچتی ہو اسکو دیوانہ گود میں اٹھا لیتا ہو جب وہ غل مچاتی ہو
رستم خفا ہو کے [illegible] دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مارا وہ [illegible] دیوانہ گال سہلا کر رہ جاتا ہو کہتا ہو آقا
سمجھ لیجیو کبھی رستم [illegible] بہت مارا [illegible] رستم جو بہت [illegible] دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہو کہ آقا
ایسی حرکت نہ کرونگا [illegible] غلطی [illegible] دیوانے نے [illegible] رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو
جب رستم کسبیوں کو رخصت کرنے لگے دیوانہ جو بہت [illegible] کھڑا ہوا تھا [illegible] گانوں میں [illegible]
[illegible] جانے دونگا رستم نے [illegible] اقرار لیا جب دیوانہ [illegible] انھوں نے اقرار کیا رستم نے
جنگل [illegible] رخصت کیا گویا انھیں جان آگئی اپنے اپنے گانوں پہنچیں دیوانہ [illegible] ہوا [illegible] باپ کے پاس
پہونچا اسنے کہا [illegible] آؤ اسکے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران [illegible]
[illegible] کہاں پہونچ جاتا دیوانے نے ایک چوب [illegible] باپ کا سر پھٹ گیا [illegible] ہوا
سامنے رستم کے لایا کہا کہ شہریار [illegible] آپکی محبت میں اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوئے لاش
اسکا دفن کیا فرمایا قلعہ [illegible] یہاں سے کتنی دور ہو زمیندار نے کہا کہ شہریار قلعہ [illegible] سے آپکو کیا کام
رستم نے کہا [illegible] ہماری [illegible] دیوانہ [illegible] زمیندار
نے سمجھا کہ [illegible] رستم نے کہا [illegible] ہفت [illegible]
[illegible] معلوم ہمارے [illegible] کے ساتھ کیا [illegible] دیوانہ [illegible]
ہمراہ ہوا [illegible] رستم نے وعدہ کیا [illegible] زمیندار [illegible] سلطان کیا [illegible] زمیندار
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہیں دور تک پہونچانے آیا [illegible] رستہ بتا دیا جب رستم کئی منزلیں طے
کر کے قریب قلعہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پہ ٹھہرو ہم اکیلے شہر میں جائینگے دو چار دن کے
بعد آئینگے دیوانہ جنگل میں اترا رستم اکیلے شہر میں آئے [illegible] رستم بڑی حیرانی [illegible]
ہو گیا رستم [illegible] ہمارے مکان [illegible] رستم

انکار کرتے ہیں فرماتے ہیں مسافر کا مقام سرا ہو یا بازار میں کھڑے ہو سکے یہ فرماتے ہیں کہ [illegible] ہجوم ہو قفلے کا رسلسل آہن فقط پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اٹھا ہو طرف اپنے مکان کے جاتا ہو بازار میں مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیا مجمع ہے لوگوں نے کہا ایک مسافر [illegible] لوگ کہتے ہیں سلسل گھوڑے پر سے کود پڑا اٹھتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران ہوگیا باادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھیے میں خدمت کرونگا اس عجیب سلسل نے کہا اگر رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا نہایت اچھا ایک قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری میں لا کے بٹھایا رستم کو سب سے بڑھکر دیکھا آپ ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا امیدوار ہوں کہ نام نامی آپ کا کیا ہے اور کہاں ہوں رستم نے کہا اے سلسل ہم فرزند حمزہ صاحبقران ہوں باغ سلیمانی میں گرفتار ہو گئے [illegible] دیا تھا میرے پروردگار نے تجھکو ہمت عطا کی اب آیا ہوں کہ اس سے پہلوان کا بنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کروں علاوہ ان سب کا ہوتے کے ایک کام ضروری ہے کہ مشہور ہمارا شہر و شہریار کلام شہر ہفت پیکر ہو فاروق سے اسکو طلب کرینگے جو ہم کہا اس سے لینگے سلسل نے یہ حال سنکر ہوش اڑگئے سامان دعوت مہیا کیا اور عرض کرتا ہے اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہے اسکے مصاحبوں میں سب سے مشہور ہوں کا پہلوان [illegible] کوشش کا سرکار کو آزار دیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک ادنیٰ کا سب پر میں کیا مجال ہو کہ ہمیں ادنیٰ کہے سلسل اس بات پر حیران ہو گیا کہا اے شہریار آپ ایسے ہی جری و بہادر ہیں مگر فاروق کے ساتھ [illegible] فاروق [illegible] سلسل [illegible] پہنچا دینگے فاروق [illegible] فاروق کے سلسل [illegible] رستم [illegible] کہتے ہیں فرماتے ہیں ضرور [illegible] فاروق [illegible] سلسل [illegible] شب میرے مکان میں [illegible] قبول کیا سلسل سوار ہوگیا دربار فاروق میں آیا [illegible] دربار میں سب پہلوان [illegible]

جانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ادہر مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہیں ہے رستم
نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہیں یہ کہکے فوراً گھوڑا اپنے ہاتھوں سے کسا پشت پر سوار ہوکے طرف
بارگاہ فاروق کے چلے یہاں مسلسل بیٹھا ہوا کہ مہرو پہلوان آیا اسکا دستور ہے کہ دن بھر میں دوچا
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہے بیٹھنے کے ساتھ ہی اسنے کہا اے بادشاہ میں نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اسی کا ہاتھ میں نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہے لاش کو
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ رہی بول اٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا اے
مسلسل تمہیں کیا معلوم کہ وہاں کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ کوئی نہیں جانتا
فاروق نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہے میں نے بمشکل روکا کہ
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا میں نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہے فاروق نے کہا اے مسلسل سچ کہتا
ہے کہ مضحکہ کرتا ہے کہا حضور وہ سوتا تھا مہرو نے تلواریں مارنا شروع کیں اگر اسکے ہاتھ میں تلوار یا نیزہ
آجاتا تو وہ پہاڑ والے ٹکڑے اڑا دیتا انکو وہاں سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو میں نے بمشکل روکا ہے
کل نہ رُکیگا فاروق نے کہا اے مسلسل ایک کام کرو اس جوان کو سمجھا کر ہمارے لائق نصیحت
کرو اگر ہم سے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے میں ہمارے اثر سے
جانبین سے طبل جنگی بجیں ساتھ طریقے کے مقابلے ہوں تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہے تو
دربار میں آیا اور ہمنے اسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت میں فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیسا
حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار میں وہ نہ آئے تو بہتر ہے مسلسل نے کہا مجھے یقین نہیں کہ وہ میرے
کہنے سے مانے حضور میں نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہوکر میں نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہاں اور مہمان رہیے کل آپکو اختیار ہے آج دوسرے پہلو سے
سمجھاؤنگا جہاں تک ہو سکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میاں مہرو کی
نامردی کھل گئی کئی مہینے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرنے میں غفلت میں ایک بہادر کو زخمی
کیا اسیر بنا فاروق نے کہا اے مسلسل تو سچ کہتا ہے مہرو نے شرمندہ ہوکر کہا اے شہریار اب میں
رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہے کہ تو اسکے سامنے زبان بھی کھولے تجھ منہ سے
بھی بولا اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت بد خصلت ہے مہرو نے کہا ہونے دو میں

اُسکے سامنے کمی نکرونگا جسطرح ہوسکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوارین نے تمھارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہو تو صاف صاف کہدیگا یہان یہ تکرار ہورہی تھی کہ چوبدار نے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہی ظاہر ہو کہ بندھا ہوا کر کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا لاتین مارکر زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے چابک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ اے مرکب اصیل ہم تیری جدائی مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بنگاہ یاس طرف اُسکے دیکھتا تھا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہوگیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پہ آیا چوبدار سے کہتا ہی ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا بھیجے وہ جوان آپہونچا میان مسرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپکو حال معلوم ہو فاروق نے کہا اے مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھاؤ سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ نے میرا کہنا نہ مانا مگر برائے خدا یہ تو ضرور مانیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجے گا مرکب و ہتھیار نہ لیجیے بخیر و خوبی چلے جائیے رستم نے کہا اے مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مارکر ہمارا جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ساحرون کے طلسم سے ہم نہ نکلینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر بار کو دیکھا مثل اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوی برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدائے یک است و دین پیغمبر خدا برحق است کافر کڑکڑانے لگے مگر فاروق نے سبکو اشارہ کیا کہ یارو خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھے شاق ہوگا سبکو سمجھا کر پکارا آؤ اے رستم آئیے تخت جو وسط بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہی رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین پریجبینان جمع ہوکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہی کہ رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کرون رستم نے عیان کردی صحبت مین کہا اے پہلوان دوران دو کا شاپ جہان شیخ

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغہ ہفت جوہر
لا دو دو کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگلی وہاں بندھا ہی کسی کو پاس نہیں آنے دیتا بسم اللہ شیر سوار ہو کے
تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دوں کہ آپ کو سپاہ کا راستہ بتا دیں رستم نے کہا ایک
کلام اور کہنا ہے معشوقہ ہماری ملکہ مہر در شیریں کلام کو اسکو پکڑ لائے ہو جلد حوالے کر دو یہی بہتر ہے
ورنہ معافی کو لا کر تیغ میں رکھدو یا ہم لیجائیں یا ہم لیجا کے جسکو خدا دے وہ پائے فاروق سننے لگا کہا رستم
رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر یہاں آ کے مقابلہ کرنا
اگر ہمکو زیر کرنا معشوق لینا وہ ہمارے کلام کی نہیں ہو ہم اہل فاروقیہ کے یہاں یہ دستور ہے کہ جو عورت
کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر میں
نہیں رہنے دیتے لیکن وہ دختر خداوندی ہے وہاں حکم خداوندی ہم کچھ نہیں کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
بلوائیے خداوند آ کے روکیں ہم جہاں سے لیجائینگے اچھا ہوگا ہم لینگے مگر دیکھو کیا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے
جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا جو جواب دیا خبر محل میں پہونچی ملکہ معشوقہ اٹھی کے دیوانے ہو کے سنتا

پریشان ہو کر وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہے دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی درد کی
کلام وحشیانہ ان سے قریب آ کے کہا او فوری لطف سنا رستم پہلوان تیغ و سالم آئے ہیں اور فاروق سے
کہیں مانگ رہے ہیں یہ خبر مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق جسکی تعریف کہوں سیاہ گری میں طاق شہ فاروق
ہی اپنے رفیقوں میں بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے خبر پہونچائی اے شہریار رستم آئے ہیں میر وہ تم جیسے رہا تھا
سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ آدمی انکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آئیگا ایسا نہ ہو کہ دربار سے سمجھ
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہے نہیں معلوم کیا کیفیت ہو حضور میرے فقط ماکول الف قصر میں چھپا دو کہ
کے سامنے نہیں آتا آپکے دخل پیدا کیا رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کرتے ہیں ہر چند آپکے والد
نے سمجھایا مگر رستم نہیں مانتے پس عیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ میں جا کر رستم کو سزا دونگا مجھے جو
سمجھا دونگا بل کرتا ہوا چلا جنوں کے دل لرزتا ہوا اس وقت پہونچا کہ یہاں دربار میں فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہے رستم مہر قبضہ پہ ہاتھ رکھ کے اٹھتے ہیں فرماتے ہیں اے فاروق اٹھو جہاں تک
تمہارے تلوار چلے چلاؤ کسی کو حکم دو وہ اٹھے میدان میں جو کہاں میں سنا ہے کہ انھوں نے مشہور کیا
کہیں نے رستم کو مار ڈالا اس نامرد نے ذرا ڈر سے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہمکو سمجھایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شہر پر مردم در کو قتل کیا وہ دیوانون کو ساتھہ لیے ہوے بیرون شہر آیا ہوا ہے مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شہر پر مردم در کا سنکر لوگون کے ہوش اڑگئے کہا حضور ایسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہے سب اسکو جانتے ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہے اُدھر کا راستہ بند ہے رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بعہدہ رفاقت آیا تھا باپکو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوب بیست ماردی باپ اُسکا ٹھنڈا ہوگیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو یہین ہلچل اُٹھتی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ ہم سب عاجز ہوجاتے کہ باٹ ہوا عیوق آتا ہے فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان بیجاہل مزاج دیکھیے اُسکے کیا کرنی ہو کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا او رستم تُنے غضب کیا کہ ما بدولت کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اچھا تمہارا قبضہ ہے اگر یہ تمہارا دنگل ہے تو ہم کو اُٹھا دو سب سے زیادہ باعث فساد یہ ہے کہ ہم سفر و شیرین کلام کو مانگ رہے ہین اور بے لیے نہ جائینگے تم روکو ان باتون کو سنکر عیوق دنگ ہوگیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا او رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہے کہ اگر تمکو جیسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہے ہمارے ملک کا نام مشہور ہے کہ سب بہادر رہتے ہین یہی لوگ کہینگے کیسے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی کا ہے کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا گاڑا البتہ یہ کہو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے کہا یہ نہو گا اگر آپنے تند کلام کیا اور بیٹھے رہے تو ابھی بارگاہ کو خون سے لال کردینگے اور مرجانا سپاہی کے واسطے مین فخر ہے ہم یہان ویسے آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے تو سفر و شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپکو بادشاہ کردون ایسے بہادر کے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بخوشامد کہا کہ او رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر پڑے رہے کیا آرام پایا ہوگا جو بیٹھنے کی ہین تمکو مہلت دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہگری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا اے برادر اسقدر مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت جو اور آئی ہے وہ ہر وقت جسم مین موجود ہے عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کراؤن اور دہوم دہان شہر کو خبر کردون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا طبل کشتی بجواؤ صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو پس ایک مکان نہایت پاکیزہ فضا

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا یہین تشریف رکھیے چند خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آییے گا رستم اس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ اے رستم ایسی راہ سخت وصعب طے کر کے اس ملک مین پہونچے مگر افسوس ہے کہ اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کا کیا حال ہوگا چلو چلکر اُس معشوق سے ملاقات کرین اسکو تو دیکھ آئین کس حال مین ہے فاروق طبل کشتی بجوا کر جو محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا اے فاروق یہ تو ظاہر ہے وہ یکہ و تنہا ہے شاطر بھی ساتھ نہین تمھارا ملک و مال فوج و لشکر سردار پہلوان سب سامان موجود ہے لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو بہت مناسب ہے فاروق نے حکم دیا باہر آکر کارگذاروں سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے قصر شہزادی والا کے قریب پہونچا دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہے ابھی جرأت نہ کی تھی کہ اسکو سوار نر گینڈا مہرو نے پکار کر آواز دی او دزد مکار کہاں جاتا ہے جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤن مگر غیرت نے دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اُسکی خالی دی اور سر جھکا کر زیر شکم کرگدن جھکا کر آئے مہرو کو مع گینڈے کے اٹھا لیا تیغ دیکر مارا کہ اعضا مہرو کے چور چور ہوے نصف جسم اسکا گینڈے مین اور نصف بیرون کرگدن پر ایک دور سے پیادون نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اُس سیاہ پوش نے مار لیا لینا لینا کہتے آئے الٹے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی تھین کمند پھینکی جست کر کے بالاے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ مین مہرو شیرین کلام فرش خاک پہ بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

قطعہ

صبا سے یہ دیتا ہے عاشق پیام
کہ اے باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین
قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہے ان اضطراب
کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار بیجان کیونکر جیے
جگر مین نہ خون تو کیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہی کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم وردِ زبان حیران و پریشان کبھی خندان کبھی گریان کبھی پکار رہی ہی اے رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمھاری جرأت و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صدہا کوس کا راستہ طے کرکے آئے مگر ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکے رستم نے جو یہ باتین سنین بیقرار ہوگئے کنیزین سوگئی تھین پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین یہ عاشق صادق راہ طے کرکے پہونچا تمھارا خیال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل سنگ بیتابیٔ فراق سے ٹوٹا جاتا ہی آواز رستم جو ملکہ نے سُنی بیقرار ہوکر اُٹھین کہا اے شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ بری کی کہ ہمارا پیام آپ تک پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پلنگ کے روبرو رستم کی نکلی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے خون جسم رستم پر دیکھ ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہی رستم نے کہا فولاد آسی نامرد کا ہی جسنے ہلاک کرنے کا قصد کیا ہمارے محافظ نے چھپکے بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کرکے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا صاحب تمنے اس قزاق کے گلے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیا کہا کہ اُسکے بھولا ہوا ہی اب مین آپکے قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اسکا مثل نہین ہی رستم نے کہا اے ملکہ عالم یہ چورون کا کام تو نہ ہوگا انشاء اللہ کل عیوق کو سر میدان زیر کرلینگے اور تمکو بیاہ لینگے اگر چھپ کے راتکو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے اور لشکر مین رہنا چلنا مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ دستور المختصر رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری قضا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو صبر کرنا کبھی مزار غریبان پر آنا اور فاتحہ پڑھکے روح کو خوش کرنا ہوگی ملکہ رونے لگی اور کہا اے شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت دیدار رو رو کے کہنے لگی کیا خبر ہی کہ کل میدان عیوق کے ہاتھ سے رہیگا کہ اسکا [illegible] روز لڑتا ہی اسکا نام دل گھبراتا ہی رستم نے کہا ہم تو وعدہ پورا کرچکے جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس مرحلہ پر [illegible] ذکر بیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آرزو [illegible] طلب کیا اور معشوق کی لیکے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعویٰ ہی وہ مجمع عام مین کھل جائیگا المختصر عاشق و معشوق رخصت ہوئے رستم کو کنہ سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بہ بارگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا غربت مین انکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری ہو دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہی ہین یان جو صبح کو اُٹھین بیٹی کو آج عجب رنگ مین دیکھا کہ کبھی سر سجدے مین جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارتی ہین ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہی مجھکو تنہا کا پس و پیش ہی ان نے پوچھا اماجان کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر ایک وقت مین التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کارساز ہی ہر امر کا اُسے اختیار ہی نظم

عاقل یکتا بشر ہر خاص و عام
مشتق بر وحدتش خلقت تمام
سرنگون دارد یکے در سجدہ گی
مثل سرو استادہ دیگر در قیام
وجہ ابدا ابتدا از ذات اوست
ہست ہر چیزے مقام و اختتام
ہر زبان ان اللہ سبحانہ
وز صفائے قلب ہندو رام رام
نیست ہر چیزے فانی الا ہو
ختم کن این ذکر ہندی والسلام

ہان سے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجھکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا جائین بیوی بھی ہوجاتا وہ کہا یا رب چلو کہتے پر تمام خلقت جمع ہو ملکہ روتی ہوئی اُٹھین کوٹھے پر آئین دیکھا پردے ہائے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھی ہین زیر قصر سامنے اکھاڑا کہلا ہے برتخت فاروق کا بچھا ہوا افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول کے غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق خیرزن مسلح و مکمل کئی سو پہلوان ساتھ غول بنا ہوا آکے پہونچا ایسے کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو پاس تخت بٹھالیا ملکہ نے جو زور و دشمن عیوق کا دیکھا گھبرا گئین ان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ دیو ہی ملاقی ہو کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلنے مین زمین کھسک رہی ہی

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغ ہفت جوہر قبضے میں سپر پشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو ملا کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میرو رکا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ پہونچے فاروق نے پوچھا اسے کیا ہوا پیادوں نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا ٹہلا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا اس سیاہ پوش نے مع گینڈے اسکو اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ مفت گینڈے میں غرق ہوگئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے مسکرا کر فاروق سے کہا حضور الکریم اذا وعد وفا جس اشتیاق میں سب لوگ جمع ہوئے ہیں اسمیں تامل نہو فاروق نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانانک لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اتر کر ڈنڑ پیلنے لگا کبھی جو پیکر بازوؤں پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہیں معلوم ہوتا فاروق نے کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھدے گا رستم کبھی اکھاڑے میں کودے سب مشتاقوں کا جماؤ کر سبکو یہی خیال ہو کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑیگا عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جوش و خروش اسکا دیکھا دل سے باتیں کرتے ہیں کہ ای دل کی شکر نا پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤں پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی ای رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا ای عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے سے ہیں یہ نٹ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا کہ دونوں پر ہاتھ رکھوں رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہلکا مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق نے بمشکل سر اٹھایا جی میں کہتا ہے ای عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی میں بھر دیا ہے کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہیں تو عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہیں عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جوان فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوئی پہر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی ای رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک زد

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا اگر رستم اب رکنا نہایت دشوار ہے رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹیگی یہ کہکر رستم پلٹے عیوق نے چاہا نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پاؤن آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون جیسے ہی دونون پاؤن آگے بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن عیوق کے گھٹنون تک زمین مین اتر گئے رستم نے پکڑا کہ کولہ عیوق کا اتر گیا کڑاکے کی آواز آئی عیوق تھرتھرا کانپا بیہوش ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی اے فاروق عیوق صاحب زبون ہوئے اب ہاتھ ڈالنا ہماری مروت سے بعید ہے اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلوے تخت فاروق مین ٹکل بچھا تھا اسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین اے فاروق مسالہ کشتی ناتمام رہا جب عیوق صحت پائیگا تو پھر مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہے قول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اسی کمرے مین آپکو لیجا کر اتار دو رستم کو اس کمرے مین اتار دیا رستم اس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت پائیگا اسی دن اسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن تمام ہوا [illegible] کے لب ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو مین جاؤن اس انتظار مین لیٹے تھے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر سو گئے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور چور نقب کا لگا ہے کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے آکر ہرکارون کو حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا اے فاروق اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بڑا نامی ہے ایسا نہو دشمن لوگ یہان کہین گھسین

رکھکر جڑوا دیا فاروق نے کہا ای فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کوتوال سے تاکید کی ہو یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہو مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو
قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خاراشکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہو اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعہ فاروقیہ پر آئے ہوئے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا گولا اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہو ہم پہلوان ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہو کہ تو رستم کو چرا لا غراب بصورت مبدل قلعہ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملاقات کی لقب دیکر لے بھاگا راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہو قضا سے کار سماک لیلاقی
کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہو اُسنے سنا کہ آقا فلان قریہ مین صحبت پاکر طرف
قلعہ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہو تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا تھا
کہ آواز رنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہو سماک نے بتعجیل رنگ روغن
عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جاتے ہوئے
کچھ فقیرون سے واحد شاہ ہوگے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
جہان گرد دعائین دے رہا ہو غراب جہاندیدہ کار آزمودہ تھا تیور فقیر کے دیکھکر اُسکو تردد ہوا پکار کر کہا
شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا لیکے جاتا پڑھون گوشہ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سماک
کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقا سے نامدار کو لیے جاتا ہو ابتو تاب نہ باقی رہی کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہو غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہو سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری نصرت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گاؤن کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراست
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار میرا پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سماک
کے دوڑے سماک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سماک نے
دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا
جب گنوار چلے گئے تو سماک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوئے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا اگر عیار اُسکا بلا سے روزگار ہو اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنوارون مین پھنسایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہے وہ عیار قلعے مین آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا مین کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمندہاے ریشمی مین بندھا ہے اُٹھتے ہی اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کراکے ہوشیار کیجیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق کراکے غراب سے اشارہ کیا غراب نے فتیلہ رافع دارو سے بیہوشی دیا برستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا پکار کر ماہتاب خاراشکن سے آواز دی او برستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان پہونچ گئے مین بھی ایک ادنی خراج گذار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تم سے بیزار ہے تم گرفتار ہوکے ایسے مقام پر آئے کہ یہان سے بچنا دشوار ہے برستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہے ہمین کون قتل کرسکتا ہے جو تجھسے ہوسکے وہ قصور نکر غرض باتین کرکے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پیٹے کل صبح کو برستم قتل ہونگے سب لوگ آکر جمع ہون اشتہار چسپان کیے جائین حکم کیا لیجاکر برستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبانون کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہے کہ کیا تدبیر کرون پھرتا پھرتا سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا غراب چار ہی شاگرد لیے بیٹھا ہے کیا مجال کہ کوئی ادھر سے رستہ چل سکے سمک نے کدوکاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گرد قصر پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سمک بہت گھبرایا یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اُس مقام پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار برپا ہے مین جلاد جست و خیز کر رہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ ہتھکڑیان کٹی پڑی ہین حجرہ نقب کا لگا ہوا ہے برستم ندارد ہے تب غراب بدحواس ہوکر نقب مین کودا دوسرا حجرہ ایک دوکان مین پایا وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا اور غل ہوا کہ قیدی کو کوئی قیدخانے سے نکال لیگیا سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اُس مجمع سے نکلا گلی گلی لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہے اسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مخبرانیون سے بلاکر اقرارنامے ۱۰

لیے کہ نیا آدمی جس مکان مین نکلے گا تم لوگ گنہگار ہوگے جلد پتہ لگاؤ عراب کہتا ہو مجھے ایک مقدمہ مین بڑی حیرت ہو کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہان رہتا مگر سمک یلدائی پھرتا پھراتا قریب ایک باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہو۔ نظم

چشم حق بین سے جو اس بت کا سراپا دیکھا
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا

داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا

آگئین یاد غزل خوانیان اپنی ای رند
کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار سیب لب چاہ غبغب عنبرین جبین صدہا یوسف دل غرق کہ جنکا نکلنا دشوار پہلو مین رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہو ایک گائن نہایت شوخ و شنگ چنچل چلبل گا رہی ہو سمک خوش ہوگیا جی مین کہتا ہو آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہین کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اترا اور پہلو مین اس نازنین کے مثل ستارہ پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ علم موسیقی مین دخل رکھتی ہو تال سم کی تعریفین کر رہی ہو اتفاقاً گائن بولا کر اٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن مین آئی سمک نے اسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل مین آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ ملکہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو مین بیٹھی ہو اور صنوبر پری قد وزیرزادی پریان سمک مائل ہوے اسی کی جانب گانے مین متوجہ ہین کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا کبھی بتانے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہو یہ کیا حرکات ہین کہا بی بی بتانے مین ضرورت پڑتی ہو معاف فرمائیے کنیز خوشی کی ہون جو بیبی کی چاہتی ہون امیدوار ہون کہ تسبیح کرون صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھکو کیا ہوگیا کیسی باتین کرتی ہو سمک نے زبان عربی مین رستم کو آگاہ کیا مین ہون آپکا غلام سمک یلدائی ہون رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر پری قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہو تم پر دلدادہ و دل فریفتہ ہو اسکی خاطر کرو یہ فرزند خواجہ عمرو کے صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہین تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت مین لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہی کہ شکار میرے ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر کھینچتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہی کہ مجھکو طرۂ پیغمبری ملتا باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گائن بھی گا رہی ہی صنوبر رستم سے سفارش کرا کے دو چار اشعار سماک سے گوا لیتی ہی کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہی بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہی اسوقت سماک گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہی آواز مین بڑا سوز و گداز ہی کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علامہ مین اور سماک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہی اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری بہنے دوکان خالی سے نقب لگائی کہی حبشنین کہتی ہین کہ بہنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا در دولت پر بادشاہ کی آیا محلدار سے کہا شاہ کو جا کر جگا دے کہنا غلام آپکا رستم کا پتہ لگا لایا جلد آئیے ایسا نہو کہ وہان کچھ انقلاب ہو جاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہوکر آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین انھون نے آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہی کہ حال حضور کا کھل گیا بادشاہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار اول تو بادشاہ خود پہلوان ہی دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزما لڑی بھڑی ہوئی آپ یکہ و تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی نے حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہی ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سماک نے بڑھ کر اُسی پر زین ڈالا کسکر اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پہ آئین دعا مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چہار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد غراب کے ماہتاب خاراشکن گینڈے پر سوار چلا افسر ساتھ کہتا ہی مین جاتے ہی سر رستم کا کاٹ لونگا اور اس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو برا کہا ہوگا سر بازار اسکو قتل کرونگا رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہو ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا او رستم آؤ مین تمھاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال ہو دیا ہوا دل سے کہتا ہو اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک او جھٹ سپر کی کافی ہو رستم نیزہ پکڑے کے سامنے آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا ایتو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکالا چاہتا ہو بمشکل سنبھالتا ہو دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر رستم نے نیزہ اس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی اہل فوج دیکھتے ہین کہ رستم ریل کیے دوڑتے ہین ماہتاب کھڑا ہو پھر پھر آگے کو [illegible] ایک مقام پر رستم ریل کیے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر پٹکا دونون [illegible] ماہتاب کے دشنام زمین ہوئے یقین ہوا کہ جان نکل جائیگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون کہ ماہتاب نے آواز دی او شہریار الامان رستم نے کہا امان دیا ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن نہ پھیرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سماک نے عرض کی کہ یہ مسلمان ہو ایسا نہو کچھ فساد برپا کرے رستم نے کہا خاطر جمع رکھو ماہتاب بتزک شاہانہ رستم و سماک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل زرین تھا اُسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھکر پیش کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہو رستم نے لیکر اول جام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سماک کو دیا سماک نے کہا آقا پہلے اسے میری کیا ضرورت ہو غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا استاد اسکے نوش کرنے سے ہماری تسکین ہوگی [illegible] بھی جام نوش کیا اسی وقت سے غراب نے [illegible] سماک سے کہا کہ ای سماک سر گردش کرتا ہو سماک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہو غلام تو سمجھ گیا تھا مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے غلام سے

اُٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے سماک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے سماک کو گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوشیار کیا اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اُسی وقت دار بپا استادہ ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سُنکر گھبرائین کنیزون نے کہا وارثی نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھایا بلک بلک کے دعائین مانگنے لگین کنیزین آمین کہہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلون کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر مین خم ہر نخل بید میم بلبلین باہم نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہے اس شوخ دیدہ نے خنجر منگوایا اسکا خاتمہ کرون تو باغ مین جاؤن اُس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اُسکو بھی قتل کرون تب دل خوش ہوگا کہ اس رنگ پریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ بے نصیب ہو چلا دے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سماک دار پہ لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہے تیر مارون کہ جنگل سے گرد اُٹھی فرو ہوا دامن دشت کوہ اور تنگ گرد سے بہ ہوا ست طوطیا رنگ ہو سب نے دیکھا تھا یار صبح پوش مع بارہ ہزار جوانون کے گھوڑا اُڑاتا ہوا جنگل سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان جلادون کو مار لو جلاد اپنا اپنا تھا ہارے تیغون سے کیا دوبارہ تلوارین کھینچین کنیزون نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پر آئین دور سے دیکھا تھا یار بہادر لڑ رہا ہے ہر طرف رستم کے جا بجا ہو رہا ہے یہان رستم نے جو دیکھا کہ تھا یار مجھے رہا کرنے آتا ہے غیرت سے پسینے پسینے ہوگئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے دم مین پیادے کی ایک سوار کو مارا اسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کر لڑنے لگے سماک کو رستم نے رہا کیا سماک نے حقہ ہائے آتشبازی دکھلائے تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بھڑتے قریب ماہتاب پہونچے تھا یار چاہتے تھا ماہتاب کو مین مارون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب نے بچ نکلنا چاہا گھوڑا بھگاؤن رستم آگے سر راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار سپر کا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر پگڑی کو تاج کو کاٹا ناف تک کاٹ کر جگرگاہ تک تلوار پہونچی تھا یار بڑی کوشش کرکے قریب علمدار کے پہونچا علم کو علم قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائین آنے لگین سب افسر

رومال سے ہاتھ باندھ کر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ اے شہریار یہ بدکار اسی لائق تھا کہ درحق رستم ہوا ہم لوگ سمجھ گئے تھے کہ یہ فریب کر کے دوست ہو سکی دستگیری جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار انکے ہیں رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوئے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ مسلمان ہوئے اب رستم نے فرمایا اے سرہنگ اس نقابدار کو بڑا دعوی ہے جب آتا ہے بانکپنا دکھاتا ہے ایکدن اسکو پھر رنگ لگا سرہنگ نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہے آپ لوگوں کی بلا کو آتا ہے کیا ضرور ہے کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگوں سے دعوی کریگا سوال و جواب کا آپکو اختیار ہے رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا اے وزیر اعظم طلسم تیغ خوشبوئی کی نسبت ملکہ عنبرین مو کا اگر تناسب ہو تو بجا ہے سنتے ہی بولا وہ وزیر دون نے تحصیل تیغ خوشبوئی لا کے بیٹھے پر رستم کے لگا لاکر ملکہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا رستم دربار میں انتظام کر کے باغ میں آئے فرمایا او ملکہ عالم نسبت کو تو نے پختہ کر دیا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہے قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہونچائیں ملکہ نے کہا اے شہریار فراق حضور میں کیونکر بسر ہوگی یہ باتیں ہو رہی کیونکہ یکایک رستم نے کہا اس طلسم ہفت پیکر کی کدو کاوش کرتے ہوئے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر رستم نے ملکہ کو سمجھایا شب ملکہ کو صبر آیا جب وہ دن گئے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر نمک خوار جنگ آیا کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر اپنے بیٹھا ہے عیوق دربار میں آئے انکا کو لیکے در سے اسنے مہلت پائی کہ اب دربار میں روز آتا ہے باپ سے کہا ہے کیا عرض کروں کل دل ٹوٹا جب ایسا شاف پہلوان چار بہشتی اور بہولی تو رستم کو اسیر کر لیتا فاروق کہتا ہے اے فرزند میں نے جو حال آپکے دیکھا کسی فن میں رستم کو کم دیکھا بلکہ اگر چار بہشتی اور بہولی تو مجھے یہ خیال ہے کہ وہ پھر غالب آتا عیوق کہتا ہے اے بابا ہرچند کہ رستم پہلوان بے مثل ہے لیکن زور میں ہی غالب آتا ہے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے مالک قلعہ مہرو ماہ کو قتل کیا ماہتاب ایسا پہلوان انکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہیں آپ سے مقابلہ کا قصد ہے فاروق نے کہا ہے تو نے نظر سنا تھے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور مہرو سے

اسلئے مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش بھی شیر تھا عجیب رنگ سے صفدر مارا گیا مع گینڈے کے اسکو اٹھا لیا گینڈے کو چیخ دیکر زمین پر مارا کیا حال اسکا ہوا عیوق نے کہا ای باپ بڑی شرم کی بات ہی اگر وہ قلعہ تک آ گئے تو لوگ مجھکو ہنسینگے ہین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین بلکہ ہمارے زیر کردہ نجومی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اٹھا چار سو پہلوان نامی اور نام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ فوج اور چار سو پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہی کل آگے جاونگا حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اسی مقام پر اتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست ہوئین کشورہ کھلنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی کہتا ہوا اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ ہیچ بازو ہون جسکا توڑنا استادان فن نے مقرر نہین کیا سوا اسکے میرے اور کوئی اسکا توڑ نہین جانتا غرض رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پہ سوار سمک یلاقی ہمراہ پشت پر پچیس ہزار سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس کر و فر سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اڑ گئے پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا اسکے سبب سے ملک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم اترپڑا انکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی ہنوز جنگ سے آترا کہ جسکو سپہ سالار کیکے لائے ہین وہ افسران کے ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہو آپس مین کہکر سمجھائینگے بروقت جنگ ہوگی بروقت صلاح اصلاح حال انکا پوچھین کہ آپ کو کون لیگیا کیونکہ قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ صفدر کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا اٹھین کنیزون سے کہا صاحبو تمنے سنا ابتو شاکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی یہ خبر سنکر ملکہ نے بیتابی مین شنگرف نامی کنیز کے قدمون پہ سر رکھکر باسے کہا مجھے گنہگار نہ سمجھے آپ ہماری مالک ہین

جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤن آپ مجھ اجڑی کے قدمون پہ کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوئے مار کھائی مگر پیشوئے سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو وسبہوم کی خبر ہے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح کرکے چلے ملاقات رستم چلا ہے شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہولی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پہ پہونچا دیکھا رستم پئے استقبال کھڑے ہین عیوق نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا اے رستم عجب معاملہ ہے مجھے اسقدر رستم سے محبت ہے کہ جی چاہتا ہے دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ پکڑ لیا لاکر مقام صدر پہ جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھایا تھا کہ وہ دنگل سپہسالار کا تھا اسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے نوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رستم نے کہا اے عیوق ایکی مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا مین کیا عرض کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہے کہ ایسا نہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہرچند کہ بوقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہے اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و پا حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہے اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہے مگر بعد غالب اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپکی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجھکو خیال رہیگا کہ اگر غالب ہوتا تو فرمان روا تخت کا ہوتا جو ہونا ہے مقابلہ سے کھٹکا نکل جائیگا نہ آپکے دل مین رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہے عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے باتون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہے دیر تک عیوق سمجھاتا رہا اور ہر کلام سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا اے برادر جب ہمارے تمھارے کشتی ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پہ کہینگے کہ رستم دب گئے جا بجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہوکر اٹھا

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا فدوی ہو مقابلہ کرنے پر راضی نہین ہوتا مین مجبور ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا سکسار نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے حکم دیا او سکسار ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجنے کی تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہو کہتا ہو یارو اگرچہ چار پہر مقابلہ ہوا مین اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے مگر کیا کرون کہ وہ ظالم نہین مانتا اگر وہ میری اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پہ پادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے سب خبر مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک کے مالک ہو جاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کر رہا ہو کہ رستم کل فنون مین طاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہو دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی مگر وہ نہین چاہتا رستم زیرکی اُس سے آشنے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد تھا طلاے پر خود آیا ادھر اتفاق سے رستم بھی طلاے پر آئے دو پہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار مین انکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی سر طلایہ کون ہو رستم نے جواب دیا تمھارے سرکوب عیوق ہنس پڑا کہا او رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے حال کھلجائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر بہ تحیر وہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل ملک الموت سے سامنا ہو آجتک جسمین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب بیکار معلوم ہوتا ہو رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور پر شہسوار فلک سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھکے دعا کی کہ اے بندہ نواز حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سکسار حاضر ہوا صندوق سلاح کا جو کچھ سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوشن زیب جسم کی تیغہ ہفت جوہر کمر لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جرار طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد اُڑتی دیکھا عیوق گینڈے پہ سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار سو پہلوان شل سالار و کمیدان ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی مین ایسا دباؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دون

اور کشتی مین جھنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای رستم پیل تن میرے مقابلے مین آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا ای رستم یہ آخر کا کلام ہی کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا ای عیوق اب تو میدان مین آگئے اب نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہی تم بھی بدنام ہو گے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین آکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا چاہا تلوار چھین لون عیوق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ای رستم کہان مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہی رستم نے کہا ای عیوق غرور نہ کر غرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہو وہی پاک و تنہا ہی اب کشتی کا مقابلہ ہو عیوق گھوڑے سے کودا رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین عیوق سنبھلکر ٹال جاتا ہی کہتا ہی ای رستم تم اپنا بانکپن مجھے دکھاتے ہو یہ پیچ جو تم نے باندھا کیا ہی اسکا توڑ دے سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکے دور کے دس بارہ قدم پر آکر ٹکر مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آ لگے زمین سے رستم پکڑکر عیوق کو زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم تا دیر سے کھینچتے چاہا ایک گھسّا دون کہ تین لاکھ سوار و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہی اور رستم گھسّہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا جا پڑین کہ صحرا سے گرد اڑی جھناٹے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شتر پر مردم در چار سو دیوانون کو ساتھ لیے ہوے آیا اپنے آقا پر جو بلواے عام دیکھا وہین سے چوب دستین سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تمہارے لشکر کو پامال کر دونگا یہ کہکے چار سو دیوانے چوب دستین پکڑکر لشکر عیوق پر آ پڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شتر پر مردم در نے جسکو وہ چوب ماری فوت کا ٹھالا ہوکر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا للکارکر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زیر

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست چیخ دیکر ماردی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا عیوق نے چاہا لپٹ پڑون شیر مردم درنے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک چنگل مارا کہ زندہ نوچ لیگیا منھ پھیلا کر جو چلا عیوق چیخ مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ دیو آدم مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کسی کو اُسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں چباتا ہوا لڑ رہا ہے آخر عیوق نے اسی مین جا نبری دیکھی کہ طبل امان بجوادون ناچار ہوکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز شکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ چوبدست ٹیک کے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا تمھے بیوقوف بنایا ہے دشمن تو نقارے بجائین اور ہم ٹھر دین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماری رستم نے کٹکہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی چاہا ایک چنگل ماروں رستم نے لپٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار کھینچی ہوئی گلے پہ دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اُسکو چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کردو دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو بس کرو دشمن نقارے تھے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رک گئے ہاتھ باندھکر رستم کے سامنے آئے عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب دیوانے کو رفیق کرے جسطرح اُنکو چوبدست ماری اور اُنھون نے چوبدست روک لی اُٹھا کر دے مارا ہمسے کب ہوسکتا ہے اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھکر تلوار گلے مین ڈالے ہوئے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہریار یہ تو فرمائیے اس دیوانے سے کیونکر جان بچی ہے رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ مین فساد برپا کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار کھینچی ہوئی جہان گلے پہ رکھی ڈرجاتا ہے ہاتھ باندھنے لگتا ہے عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہے کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک حریف پہلو مین ہے فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحرا سے اور قیمہ مین چھوڑ آئے تھے کہ یہ اپنے ملک مین

[illegible]

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد مٹا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اتریے غلام آپکی دعوت کریگا کل شہر میں لیجلونگا باپ کو بھی مسلمان کردونگا اور معشوقہ بھی آپکی دلوا دونگا اور باپ سے مصالحت کرا دونگا اگر انکو فساد منظور ہوگا اسی طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ استادہ کرائی رستم مع دیوانے کے بارگاہ میں آئے دیوانہ وہی حرکتیں کرتا ہوا دھوپ میں جو آیا اپنی پرچھائیں دیکھکر اسپر چوبیں مارتا ہے جو حرکت دیوانہ کرتا ہے وہی حرکت پرچھائیں سے پیدا ہوتی ہے تو اپنے کو مٹاتا ہے ہر مرتبہ بچاتا ہے رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہے کہا آقا اس حریف سے بہت تنگ ہوں یہ روز مجھکو ملتا ہے مگر ایسا سخت جان ہے کہ مار نہیں کھاتا ابھی چوبیں میں نے لگائیں مگر نہ فریبی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑ کر سایہ میں لائے فرمایا اے برادر اب وہ حریف کہاں ہے دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اسکو دھوپ میں نہیں جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہے کچھ منہ سے نہیں بولتا کھانا دیا کھانا سامنے آیا اسنے جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ میں دیا دیوانے نے جو آئینے میں اپنی صورت دیکھی چوبیں مارکر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہے ایک جو پوستانی کیا ماردی کہا آج میرے بھائی کو قید کیے لایا ہے چوبیں مار کر رونے جاتا ہے رستم نے آئینہ اٹھا کے ہاتھ سے چھینا الٹ کر آئینہ دکھایا اب جو صورت نہ پائی ہنسا رستم نے کہا بھائی تمہارا قید سے چھوٹ گیا تمہارا بھائی تمہارے گھر گیا وہ تم دیوانہ خوشی کرتا ہے کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا ہے جیسا کہ بہت سا لیا ہے کہیں آقا مانکے پاس بیٹھا رہیگا رستم ہاں ہاں کہتے ہیں غرض سے دیوانے کو دیکھکر ہوش اڑے جاتے ہیں ساتھ والوں سے کہتا ہے دیوانے کو اس طرح کون سمجھا سکیگا اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانا شروع ہوا دن ڈھلا وہ مجلس گرم ہوئی دیوانہ رستم کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہتا ہے اے آقا اپنے گھر میں کبھی جو نہ لگا رستم نے ایک دو طمانچے مارے دیوانہ رونے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہے ہر بات پر مارتا ہے پس اگلا رستم کھڑے ہو گئے گرد پھر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آقا اب پاس لو گودیں پاؤں بھی رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا پاس لوٹ جاتی رستم نے ہاتھ اپنا اٹھا لیا زندگی بھر کے لئے کبھی نہ بولی دیوانہ بھی اٹھا بیٹھا زندگی کو گود میں اٹھا لیا کانوں سے پیار کیا رومال دکھاتا ہے اور پھول رنگت کے تو کپڑا بیچ سر پر باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اُٹھتے ہیں دیوانے کو بٹھاتے ہیں دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہے معشوق نے کہا اے آقائے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکیگا سامنے باغ ہے وہاں اُٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ وہاں بھی آجائیگا جہاں میں جاؤنگا وہاں ضرور آئیگا آخر معشوق نے سب سامان جلسے کا باغ میں بھجوایا رستم کو اُٹھا لیچلا دیوانہ ہمراہ ہوا کہا آقا کہاں جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم نے کہا کہ او مکّار مسخرہ پن نہ کر کہا آقا میں تو کوئی حرکت نہیں کرتا نزدیک جسطرح ناچتی ہے میں اگر ناچا تو کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکر رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار کھینچی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے چھوڑ دیا بس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ بکتر سے ٹکڑے کر ڈالی معشوق کہتا ہے اے آقا اپنے کو اس دیوانے سے ہوشیار رکھنا ہے میں سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھیگا میں کسی وقت اس سے غافل نہیں ہوتا جب وقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے میں گذری صبح کو دو دو جام واسطے خمار شکنی کے پیکے معشوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو جاتا ہوں اور آپکی معشوقہ کو لاتا ہوں رستم نے کہا کبھی کہا ہے میرا باپ کم مسلمان ہوا ایسا ہو باپ تمہارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کے سامنے ہو سکے میں کوئی میرے منھ نہ چڑھیگا اگر بصلاح چلا آئے گا بہتر ورنہ جنگ ہوگا تو میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا رستم نے چاہا کچھ رفیقوں کو ساتھ کر دیں معشوق نے کہا اب حضور دخل نہ دیں غلام کو تنہا جانے دیں اگر باپ نے مانا تو بہتر ہے یہ کہکے تنہا گھوڑے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہاں باپ نے بیٹے کی سب خبر پائی تھی یہیں بارگاہ میں بیٹھا کہہ رہا ہے کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکاروں نے خبر دی فرزند آپکا آتا ہے فاروق نے کہا دیکھو اُسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ کیا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سرداروں نے راہ میں آکر سلام کیا معشوق ایک ایک سے ہنستا ملا جب بارگاہ میں آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا اے بابا تو سمجھا کہ میں کیونکر آیا فاروق نے کہا ہے فرزند میں سمجھ گیا کہ تو رستم کو دم دیکر آیا ہے اب کیا خیال ہے تاکہ تجھکو کوئی نگاہ ڈالے میں سمجھ لونگا معشوق نے کہا اے باپ

قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار ہو میں نے رستم سے کہا وہ کہا میں آپ کا تابعدار ہوں آیا ہوں کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیچلوں رستم سے صفائی کرا دیجیے فاروق نے کہا او بے حیا تو بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے کو خدمت رستم میں پہونچاؤں دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو مانگتے ہیں میں اسے قتل کر ڈالونگا مگر دونگا نہیں عیوق نے کہا او بے سمجھ کا بلا سمجھے میں آپ کو گردن پکڑ کے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کرا دونگا دیکھیں تو بلا سے رستم دیوانی ہو رہی ہو پھر آپکو کیا غرض یہ سنکے فاروق نے پہلوانوں سے دیکھکر آواز دی ارے بیزبان ورا تکتے سخت کلامی کرتا ہے اسکا سر کاٹ پہلوان لپنا لپکا کہ اتنے میں عیوق نے اٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوار میں مارتے ہیں عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہے ارے آ آگئے مجھے قتل کرینگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہے کہ ضرور میرے خون کا بدلہ لیگا ملک سے برگشتہ حال پیدا ہوا دونگا ہے آقا کی نسبت بدروی بہشتی ہوا اور ایک شخص ہمدم دیوانہ اسکا رفیق ہو گیا خیال کہ یہ کوئی پہر وہ پھرا اسکی صحبت میں جگر و سے سکا آلتہ پھر اسکو سمجھاتے ہیں مگر یہ تین کون سنتا ہے وہ کہنوں کی کال عیوق ایک آخر زخموں سے چور ہو ہو کے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو بیکار شفا خانہ میں رکھو جب صحت پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرینگا اگر کلمہ پڑھیگا تو کیا نقصان ہے ورنہ پایا کا موت سے ملاکر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفا خانے میں لیگئے مرہم پٹی کر کے بیان پیمار پر علاج ہونے لگا مگر ہمک سے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سنکر رستم اپنے مقام سے آتش ہو فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا تھا کہ سو دو سے کم ہوتا پھرا رہا ذرا جب لوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے پیچ و تاب کھاتا ہوا اٹھا کہا آقا آپ خاطر جمع رکھیئے فاروق کو سزا دیتا ہوں رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو کچھی نہ خدا [illegible] آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو ناصحانہ بلیکے مقابلہ کرے ہرچہ بادا باد عیوق کو مار کے بیجھوے ورنہ تیرے دربار میں آ کر دریا سے خون بہا دونگا اسی مضمون کا خط لکھا گیا رفیق عیوق صاحب فیل زور نے دعوی کیا کہ میں تامیل جاؤنگا مردانہ کلام کرونگا صاحب فیل زور نے پانچ ہزار سوار ساتھ لیے اور رستم نے بیجھوانگی چلا لشکر میں فاروق کے

آیا بدمستیاں کرتا ہوا چلا جہاں جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے بے کھٹکے گروا دیا ارقم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے جا پہنچے اگر خیمہ راہ میں ملا اسکی طنابیں کٹوا دیں صدہا خیمے گروا دیے جھنڈے کے قتل کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا حضور سے آتا ہوا آسکے دو شاہوں میں مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہیں ہوتا صاحب ایلچی سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائیں صاحب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار ہر ایک استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام صاحب کو لا کر سامنے فاروق کے پہونچایا صاحب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کیا تو ہمارا کیا حرج ہے صاحب کو دونوں بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا صاحب نے نامہ سے کھول لا کر دیا او فاروق اسکا خیال ہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہو اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھ پر غصہ نہ کیجیے یہ جنگ کا نامہ ہے پڑھیے گا فاروق نے جواب دیا کہ پہلوان عیوق نے آپکے کلمات شائستہ سامنے کہے کہ کچھ غصہ آیا اب اسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ یہ کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا ہمیں رستم سے مقابلہ کرنا اچھا ہے نامے کا جواب دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا صاحب کے منہ سے نکلا کہ او فاروق تیرا بیٹا تمہارا کل فنون سپاہگری میں طاق شہرۂ آفاق ہو جرأت رستم دیکھکر حیران ہو گیا ایک رفیق اُنکا شہر بہ شہر دم بدم اگر پھر آپکے پاس رہتا تو آپ دو سال سیکھے اسی کے حرکات دیکھکر آسکے صاحبزادے عاشق رستم ہو گئے تم لوگ سب مطیع و منقاد ہو گئے او فاروق تمنے اچھا نہ کیا بیدین ذلیل ہو گئے صاحبزادے نے تمہارے اپنے کو بہ حکمت بچایا رفیق رستم کے نیچے رستم وہ بہادر ہے کہ جسکا آج مثل و نظیر نہیں فاروق نے کہا او صاحب تو دیوانہ ہوا ہے فرزند کی مہر سے کیا حقیقت ہے اب بھی اسکو دو پہر میں لڑا سکتا ہوں صاحب نے کہا وہ نوجوان ہیں آپکا سن زیادہ ہے مقابلہ میں آپکو مشکل پڑیگی آپکا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہے فاروق نے کہا میں کوشش کرونگا آئندہ جو خدا اور ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے پھر سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے میں رستم کے نوکش ہوا تھا وہ کنیز نے سب خبریں فلک کو پہونچائیں ملکہ نے خوشنا کی عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم میں گیا کنیزوں سے کہا ہو سکتا ہے کہ عیوق کو نکال میرے باغ میں اسکو لاؤ تو میں جو کچھ ہو گا دیکھا جائیگا کنیزوں نے عرض کی ہم اسی طرح سے

نقب زنی کرتے ہیں قیدخانے میں سپہ کو پہونچائینگے بارہ کنیزیں اس کام پر مقرر کیں جو عیار تھیں ان
کنیزوں نے نقب زنی میں قریب پشتیبان ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک بھی آکر
قید میں آتا ہی تھا سمک نے حکم دیا کہ جس طرح بنے عیوق کو نکال کے لاؤ سمک آیا ہو قیدخانے کے سامنے
پہرا ہی دیکھ رہا ہے کہ عیوق قیدخانے میں قید ہوا اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن بھی آیا
عیاروں کو لیے دروازہ خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہو دیکھ رہا ہے کہ قید کی پیٹھ ادھر
وہ کنیزیں نقب کھود کر قیدخانے میں پہونچیں ایک کنیز نے چہرہ نکالا جیسے ہی سر نکالا نہنگ
نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہے نہنگ دیکھ رہا
جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی پسند کیا
کہ عیار آنے نہیں ایک عیاش جست و چالاک جست کر کے نکلی جیسے کنیز عیوق پر ہاتھ کیا اور
جوان ہاتھ اٹھا سے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیئے پھونک دی گئی عیوق نے طاقت زور میں آکر قید کو
توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھ کر چاہا کہ عورت کو پکڑے یاروں عیوق نے ہاتھ
بڑھا دیا نہنگ کی پیٹھ پر ایک لات کے دو ہتھڑ ماری نہنگ کا سر پھٹا نہنگ نے چیخ کھا کر گرا
دوسرے عیار نے بڑھ کر حملہ کیا کہ عیوق پر ہاتھ ہے عیوق نے ملا ہاتھ کے کمند ڈالے کھینچ لیا
نیچے کھینچا عیوق پر آ پہنچے کنیزیں ادھر سے اسی طرح نقب میں کود کر بھاگیں جب عیاروں نے عیوق
پر غلو کیا عیوق عیاروں کو کب مانتا ہے جو کوئی آیا پچھاڑ دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات ماری کسی کو نیچے
چھین لیا اسی نیچے سے اسکو قتل کیا عیاروں نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ ٹھہر کے سے
نہ رکیگا بس عیار ٹھہرے رہے سے ہی چھرے میں مار ڈالے باقی بھاگے بھاگ کے پھرتے ہیں جب عیار
بھاگ گئے جا کر فاروق کو خبر کریں سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قیدخانے سے نکل آیا اور
جو راہ میں ملا اسکو مارتا ہوا جاتا ہے عیاروں نے جا کر فاروق کو خبر دی کہ اے شہریار بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار تو بچا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہونچا کہ غل
کرکے علم ہائے سرخ و سفید اٹھائے ہوئے گھوڑے ان بلند کئے سب پہلوان زیر دست دس ہزار
جوانوں سمیت آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لے لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسرون کی آمد شروع ہوگئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھبرا ہوا اڑ رہا ہی مگر حیران ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہوکر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی اے معبود بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی ایسا آقا قدرشناس فلک اساس اسکو خبر ہو اور وہ مدد آئے ای رحیم قدیم اپنا شریک کر۔ نظم

شود حضرت وحدت در دولی مسدود
بجا رسوے جہان باب اتحاد کشود

جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود
کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود

چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود
چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود

زہر مکاشفہ کشوف گشت اسرارش
ز ہر مشاہدہ مشہود رازہاے شہود

مجوس تابع فرمان و بندہ عیسائی
غلام زار سلیمان مطیع حکم جہود

مطیع حکم تواند عرب سلیمان اند
ترا کنند عبادت بجاے شاہ ہنود

خداست آنکہ نماید بطور شعلہ نار
خداست آنکہ کند سرد آتش نمرود

بشکل موم شود نرم آہن از عجبا
بحکم حضرت داور در کف داؤد

نکرد عادت بہایان سپردہان عزیز
رسید بر سر انسان چو وعدہ موعود

نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی
نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود

ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہشیار
کہ وارد است بہر حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہی تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سماک دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑکے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عورتین تھین کہ انھون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا رستم سوار ہوئے سماک نے کہا کہ مہجور جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای مہجور اٹھو جلد آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوے ہین مین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا جہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی فاروق گینڈے پر سوار کل فوج پشت پر چار سو افسر گھیرے ہوے رستم نعرہ کر کے آگے آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوے فوج کو درہم و برہم کرتے ہوے افسرون کو مارتے ہوے آتے ہین ہر چند کہ عیوق زخمی ہوگیا تھا مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو زندہ نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار رکو روکا چہار طرف سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی پکڑ کے بقوت غضب جھٹکا ارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا ہاتھ پر تولا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوائی قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے پکار کر آواز دی اے عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ اسوقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجھکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ چہار جانب سے عیوق کو گھیر لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ بھلا کہ فوج کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے سرّاٹے اڑ رہے ہین اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر پلٹ کے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا ہی پشتبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا اے سماک لشکر مین خبر کرو ہماری شمع جمال کا پرو

یعنی شیر یہ مردم در دیوانے کو خبر کرو سماک نے کہا آقا سے نامدار ایسی صفیں بندھی ہوئی ہیں کہ نکلنا دشوار ہے اسوجہ سے غلام مجبور و ناچار ہے رستم نے کہا میں اپنے کو قریب عیوق پہونچاتا ہوں یہ کہکے پامال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر مقابلہ میں آئے مگر دست رستم سے واصل جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کرکے بڑے قد قامت کا جوان ہے اپنی جرأت پر بھی ناز رکھتا ہے گینڈا اٹھا کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی اے رستم میں تجھ سے مقابلہ کا بہت مشتاق ہوں رستم نے مرکب پھیرا ہر حریف کہ فن سے نکلا آخر رستم شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب گیہان پہونچے گیہان بر سر پر آگئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوٹ کے حربے پر بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کے زور کیا قاش زین سے گیہان کو اٹھا لیا قصد کیا کہ زمین پر ماروں گیہان پکارا اے شہریار الامان رستم نے جواب دیا امان بشرطیکہ ایمان لاؤ گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان کو پھر کمر سے پیش داد گیہان پہر رستم کے پہلو پر آباد کیا رستم نے اپنی فوج کو قتل کرنے لگا جاتا ہو فاروق پر للکار کے جا پڑے ان کی ہر چند فاروق کو آواز دی آپ افسر کہاں ہیں میں ہوں غلام سپہ رستم پیر سے آپ کے تو نعمان ہو فاروق چلا کر گیہان پر آیا خنجر دار خنجر دارا سکے ہاتھ مارا گینڈا گیہان کا برنگ آہی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اسپ نعمان فیل ہوا بھائی گیہان کا اسکے چچا بھائی کو زخمی دیکھا دوسرے للکارا کہ اے فاروق آ ہاتھ مار اسکا دم شانہ پیکار ہوا فاروق نعمان پر جا پڑا خنجر دار کھکے ہاتھ مارا نعمان کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ نعمان کا سر اڑ گیا فوج کو تو غضب ہی چڑھ گئی کہ آتشکا سے حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر دھاوا کیا کہ تخت سے گرادی دیکھا سب نے کہ شیر یہ مردم در چار سو دیوانے ہمراہ چند پلٹن بجاتے ہوئے آکے فوج فاروق کی آکے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی ہتھ پڑتے نہیں چھٹا قریب دیوانے کے آیا آتشکدہ پرست نامی سے گیہان سے کہا کہ فوج کا بیڑا دیا عمل ہوا کہ بچپن سے جن جہت پیدا ہوتا ہے اس صفت کو پامال کیا صفیں توڑیں رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانوں کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوادون نے آکر گیہان کو گھیر لیا چوبیں مار رہے ہین گیہان پریشان حال زخمون مین چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو دیکھا کہ دیوادون نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون [illegible] سب نے یہی صلاح دی کہ دیوادون کے ہاتھ سے فوج بچیگی دیوادون کی عجب رنگ کی لڑائی ہو سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوایئے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی رستم نے دیوادون کو روکا رستم فوج لیکے چلے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ تھا رستم آکر اپنے مقام پر پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا امیرون کو جمع کیا ان سے صلاح کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایئے فاروق نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا آکر گیہان کو شفاخانے مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق نے سنین ہوشنگ شعلہ زن کا بھائی کرنگ شعلہ زن عیار کو بلا کر کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ عیوق کو چرا لاوے مجھکو بڑا خیال ہو کہ شکست مین رستم کی وہ سست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان مین میرے مقابلے مین آوے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کرنگ نے کہا غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چرا کے لاتا ہو یہ کہکر کرنگ باہر سے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف لیلے سے شب کچھ گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جاکے حجرہ بارگاہ عیوق مین تو دیکھا عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی پڑا سو رہا ہو چار خادم چوکی پر ہین کرنگ نے پیدا بیہوشی کے پھلنگے شمع پر جو پڑے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوئے جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقہ کمند سے ہاتھ پاؤن باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکے نقب سے نکلا اب کرنگ نے میدان کا راستہ لیا اثنائے راہ مین طلایہ و سے ہاتھا شاگردون سے کہا

کہ جاکر خبر یون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہوا اپنے شاگردون کو بلا کے پر چھوڑا آپ جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے جا آیا دیکھا بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہے پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے تیغ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہے سماک لپک کے پیچھے للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا سنم تہتم سماک بلیاتی کہنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا گھبرا گیا معلوم ہوا پاؤن مین زنجیرین پڑ گئین سماک قریب پہونچا چاہتا تھا کہ یارون کہنگ نے زنبیل بجائی چالیس شاگرد اسکے جو جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے نکلا مگر چالیس پیک پیچھے مارے ہین ہر چند سماک اپنے کو بچاتا ہے مگر کس کس سے بچے کئی زخم کھائے سرہنگ تیز پا خلیفہ کہنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جا سماک کو متوجہ کرو عیارون نے پیچھے مارے سماک رک رہا ہے خلیفہ سرہنگ نے پشت سے حلقے کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے ازدوے بلوے کے سماک کو گرفتار کیا کہنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی رستمی کو رونق ہے اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے پہلے عیوق و سماک کو لیجانے چند عیار ساتھ مین طرف فاروق کے جاتا ہے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ کہنگ نے دیکھا صحرا سے آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار بانداز عیاری سے آکر آہستہ پشت پر پچیس پیک پیچھے دورے جو کہنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہے لاشے اس مقام پر پڑے تھے سماک نے دس بارہ پیک پیچھے مار کے ڈال دیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا لینا لینا کہکے بڑھا پندرہ کو پچیس نے گھیر لیا کہنگ چاہتا ہے مین بچاؤن ایک عیار سرہنگ نامے جو پشتارہ سماک کا باندھے تھا اسپر جا پڑے اور نعرہ کیا۔ نعرہ چالاک۔ عیاری ست آلکم چست و چالاک ☆ بچشم دشمن اندازم کف خاک + نیاید باد گرد تیز گامم + خلیفہ اولم چالاک نامم + انکو صاحبقران نے بڑے فخر سے تمغہ دیا تھا اسوقت پر آگے ہو پہنچے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو تیغ مارا چالاک نے تیغ کو تیغ پر روکا سرکو بچا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پہ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سماک کو چالاک نے رہا کیا حباب دافع داروے بیہوشی مار دیا سماک ہوشیار ہوا اُٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا پوچھا خلیفہ صاحب کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا مین برائے خبر رسی تم آتا ہون اسوقت آکے پہونچا شکر ہی کہ تمکو رہا کیا سماک بھی تیغ کھینچکر لڑنے لگا اب چالاک طرف کہنگ کے چلا کہنگ نے تیغ کھینچا چالاک سے اور کہنگ سے تیغ چلنے لگا سماک نے بڑھکر کئی پیادے بیچون کو مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کہنگ کو مار لیا کہنگ اکیلا لڑ رہا ہی چالاک نے کہا اے بیوقوف پشتارہ دو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جب مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے سنتے ہی کہنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے چپک چپک کر لڑنے لگا چالاک بھی کہنگ سے لڑ رہا ہی اور عیارون نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہرچند شاگردون نے کہا کہ استاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہین کہ چالاک اور کہنگ مین تیغ چل رہی ہی کبھی آپس مین خنجر کھینچے کبھی تیغ کھینچے چالاک نے ایک مقام پر حلقہ ہائے کمند مارے کہنگ نے جست کی حلقہ ہائے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک نے حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہائے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کہنگ سمجھا کہ میری پشت پہ کوئی آگیا کہنگ پلٹا پلٹتے ہی کہنگ کے چالاک نے تیغ مار دیا کہنگ زخمی ہوا زخمی ہوکر بھاگا چالاک نے ہرچند للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی زخمی ہوا تو بھاگا کہنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کہنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا عیوق نے پوچھا سماک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سماک و چالاک مع شاگردان چلنے چاہتے ہین کہ اپنے لشکر رستم مین پہونچائین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی علم ہائے سرخ و سفید نمایان ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے آگئے آگے ایک تاجدار پشت پہ بارہ ہزار جوان تلوارون کے قبضون پہ ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے عیوق نے جو اس جوان کو آتے دیکھا سماک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہی جاروق کشتہ گیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملین انکو گرفتار کرو ہم جا بجا تلاش کرتے ہوئے آئے ہین ہمکو کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار ہوا جواب دیا کہ ای ظالم نابکار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگتے پھرتے ہین ملک خالی کر دیے ہین آئیے اگر کچھ دعوی ہو ای باپ اوسے مین اہل اسلام کا غلام ہون کہلا جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو مٹا دیا وہ شیر کہین منہ چھپاتے ہین فاروق سا بادشاہ دو مرتبہ شکست کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر کوفتہ قلب لشکر مین بل کھانے لگا گھوڑا اٹھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو لیجاؤنگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھکر بدحواس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو آتا ہی آخر ناچار ہو کر امان مانگا اور عیارون کے بھروسے پر بھولا ہی یہ سامنے دیکھو تو کونک کا لاشہ پڑا ہی مجھکو گرفتار کر کے لیجاتا تھا مگر خلاق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب جلد مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو تو کوئی دم میدان مین باہر نہین ہون باپ سے مقابلہ پڑا انکی بھی جرأت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ پکڑے گئے مین عیار ہر جگہ اڑا پھرتا سلاح پاس نہین ہین سواری کو گھوڑا اگر نہین جاروق ہنسا چلا اٹھا ای عیوق مین تجھکو گھوڑا دونگا اور ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے ہاتھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس لیجاؤنگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گھوڑے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے اور گھوڑا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو چمکاتا ہوا سامنے جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان رستم جو سو کے اٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سماک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ رنجیدہ بیٹھا ہی کہ سماک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا اور یہ ہوکے آتے تھے کہ جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آیا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوے عیوق و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون زیادہ فوج نہو دیوانے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہو کر رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ایسا نہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شیر پیرہ دم کو مع چار سو دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اسوقت پہونچے کہ عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہو رہی ہین جاروق کہتا ہی اے فرزند اب مین تلوار کھینچتا ہون عیوق کہتا ہی بسم اللہ کوئی حربہ اٹھا نہ رکھے کہ سامنے سے گرد اڑی چیخنے کی دیوانون کے آواز آئی عیوق نے کہا اے جاروق آقا میرا آتا ہی دیوانے شیر پیرہ دم کو اپنا رفیق کیا ہے کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شیر پیرہ دم سب کے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ اے عیوق تم ٹھہر جاؤ اس خرد مغز سے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانا ہو لیگا رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہی جست کر کے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست کو چرخ دیا وہ سناٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ اے دیوانہ ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو نہ روکا شیر پیرہ دم نے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہی آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکت ناشائستہ انکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے بچ نہین سکتا یہ باتین آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروق کے گرد اڑی دیکھا کہ فاروق کینہ سے بھرا ہوا چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر مرقوم آمد فوج کی دھوم ہے فاروق طرف کوہ زنگار رنگ سے دیکھکر پکارتا ہی کہ یا حضرت لات و منات ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا اسی وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہی جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانہ کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لپٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہی کہ رستم نے دیوانے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا سر اُٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے سے کودا کہا اے شہریار یہ آپ ہی کا کام ہے کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقۂ غلامی حضور کا کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا فاروق حیران ہے کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہے کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہین خداوند ہی بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا اے شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت کی اب بہتر یہ ہے کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اُس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلیگا فاروق نے کہا اے جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے تو اُسکو بڑا بہادر سمجھتا ہے میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا اے برادر مین تو اسیواسطے حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیچلون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جاروق نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کودے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پھر پھر مین فاروق نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا اے شہریار جاروق کو فاروق نے زیر کر لیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارزطلبی کر رہا ہے اگر حکم ہو جا کر مقابلہ کرون رستم نے کہا اے عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کرالاؤ یہ سنکر عیوق گینڈا اُٹھا کر سامنے فاروق کے آیا کہا اے باپ تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئیے مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیارون کے بھروسے پہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہے سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اے فاروق اگر جاروق اطاعت تمھاری نہ کرے تو اسیر بدعت نہ کرنا ورنہ مین تمھاری بارگاہ مین ہونگا دریاے خون بہادونگا فاروق نے کہا مین اُس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپسے فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا مین نے کوشش بھی کی وہ نہین مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائین مین ابھی اسکے فیصلہ کرتا ہون رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر مین آکر اُترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ سمجھا جاروق کو قید خانے مین بھیجا یہ خبر کنیزون نے ملکہ سحر و شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت مین رستم کی بیقرار ہین کنیزون سے کہا تمسے ہوسکتا ہے کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا آگے آیندہ پروردگار کو اختیار ہے ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہے شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ سریع گرد قید خانے پر نگہبان ہے ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی ہوگی مین آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال مین رہتی ہون مگر تو عجب حال ہے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے کیا کہون کہ جو گذرتی ہے — نظم

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک
اور اب تو آہ بھی نہین آتی زبان تلک
پرواز اپنی آ گئے تو تھی لامکان تلک
دشوار اُڑ کے جانا ہے اب آشیان تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک
وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک
اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قفس بیچ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکہ خزان تلک
اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ داغ کبھی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ
ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے
گرمی سے بھی زیادہ دوستان مین لوان چلی
اک دن نہ پائی اشکین ہوا کوے یار کی
قمری ترے گلے مین پڑے طوق دوسرا
ہمراہی اپنے تیز روی کر کے بڑھ گئے
افسوس رہ تمام سے وہ آشنا نہین

سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اس سیمتن کے لیے روئین یان تلک
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
اڑ کر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
رکفت مین جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزین آمادہ ہوگئین عرض کی خواہ ہم لوگون کی جانین جائین خواہ رہین مگر حضور کے ساتھ ہین چار سو کنیزین جب اس طرح سے آمادہ ہوئین تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چار سو کنیزون کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلین سرپیچ گرد چار سو جوانون سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چار سو نقابدارون سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سرپیچ گرد جو اٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار لگاوٹ پوش کے چلا نقابدار نے جو سرپیچ گرد کو آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اتاری تین بھال کا تیر جگر کمان مین پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سرپیچ گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سرپیچ کا زخمی ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہے نقابدار برس رہا ہے تتنے بیچارے کے سر وشانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود مین اٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قیدخانے پر آیا کنیزون سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزون نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قیدخانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا ہے دل مین حیران ہے کہ یہ نقابدار کون ہے جو اسقدر میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پہونچا اور ملکہ مرکب سے کودین جاروق دست سے شگوفہ نمانے کنیز یہ عاشق

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہوا باغ باغ ہو گیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ میں آیا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم رفاقت ترک کرو اور قید خانے میں رہو
جیسے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کر لائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا
سر لیع گرد کو زخمی کرکے جاروق کو رہا کر کے لیگیا اب جو اُسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ
سفر و شیرین کلام رات کو باغ سے آئین اور جاروق کو رہا کرکے لیگئیں اور باغ میں ملکہ کے
جاروق موجود ہے سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سے راہ ہو گی اگر میں نے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید تجھ لقا یہ کردیوے تو مجھکو
کیسی مشکل ہوگی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ لکا سامان جادو وہاں کی حاکم و ناظم ہو اُسکو نامہ لکھا
کہ اے سامان جلد آکر میری مدد کر طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہو سامان پڑھتے ساتھ سامان
برائے مدد فاروق چلی دربار میں فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال زد وکد بیان
کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجاؤ میدان میں نکلو جو تمہارا مقابلہ کریگا بیشک مارا جائیگا
اُسکا زور گھٹاؤنگی فاروق نے اس طرف سے طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا اور
سیماب نے آکر خبر دی حضور عجیب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق
کو رہا کرکے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ سفر و شیرین کلام نقابدار بنکے
آئیں اور جاروق کو رہا کرکے لیگئیں اور انہیں سلام کیا ساعت فاروق نے سوچ رہا تھا یہی
کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہو اُسکی طرف سے طبل جنگی بجایا ہو کل حضور اس سے مقابلہ کرینگے نقابدار
رستم نے کہا بجا جائیگا طبل جنگی دونوں لشکروں میں بج چکا تیاریاں ہوئیں تا صبح دونوں
لشکر میدان کار زار میں آئے صفیں جمیں سامان جادو ایک طائر پر بیٹھکر میدان میں آیا ایک شکل تھا
اسپر آکے بیٹھی فاروق میدان میں نکلا پکارکر آواز دی اے رستم دیوانے پر تجکو بڑا گھمنڈ ہو اگر تو
میرے مقابلے میں آ مجھکو میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہو گیا کہا آتا ہوں
میرا نام پکارتا ہو ابھی تجھکو مارا فرود ہوں کہکے جو بدست طلا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
فاروق کے پہونچا چاہا جو بدست مارے سامان نے سحر کیا فاروق نے جو بدست تھا

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے چوبدست چھین لی کمرمین ہاتھ ڈال کے دیوانے کو اوٹھالیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید باہری رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے سیارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے نکالا اور کہا ای آقا سے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رستم نے ہر چند روکا عیوق نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باب کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زد جسم کا کم ہوتا ہی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمرمین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اوٹھا لیا رستم حیران ہین کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق نے پھر سیارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اوٹھادیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اوسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرأت کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر تمنے تھکے ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو حرف لطف کے سن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا مین ہمین نکلین گے فاروق سے وعدہ کر کے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق جو بارگاہ مین آیا ساماں جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اوسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای ساماں رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر اوسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سنکر ساماں خاموش ہوگئی کہا کہ ای فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین یہان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحرہ ہی وہ آئی ہی وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اُس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کردیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کو قتل کرون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر لوصدار جادو و ملکہ ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر پہونچین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر پائی زیر نخل تھین آئی ہین لیکن قدم نہین اُٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہوی دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سامنے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے روکر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان آب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرین آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

یار آیا ہی احوال دل زار دکھاؤ
بیٹھے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ

آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ

عاشق ہین بہت ایک تو چنکر کوئی سمجھا
نقشے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ

عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو تل ڈھانک لو اور ابروے خمدار دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہے یہی حسرت دیدار پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
قربان ہو عاشق ہیں مرے تجھ سے ہزاروں اے جان زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ
میں قبر سے بھی رونا یہی کہتا اٹھونگا مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک بلک کر دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور رو دیں کہ رستم بیتاب ہوگئے فرمایا لنکا کو آتے تھے رستے تو پھنسے کہ آجتک مبتلا ہیں کوئی ساحرہ ہے سامان جادو بڑا سے بادشاہ فاروق آئی ہے بیٹا اسکا میرا رفیق ہے لیکن اسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دوبہ فیلدین کو گرفتار کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہے کہ میں نے شب سے کھانا نہیں کھایا وہ بھی مقابلے میں آیا ہے اس فکر میں ہوں کہ تحفہ جات جا کر کے رستم سے مقابلہ کروں اب تم آگئے ہو تدبیر ہو جائیگی شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزوں کے ہے کان پکڑکے اسکو بلا لینگی ہم رستم ان دونوں کو ساتھ لیکر چلے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا آفتاب فلک سیر و ہلال سرکش گھوڑوں پر سوار مگر چہرہ کا اترے ہوئے وہ دو جوان دونوں کے ساتھ ہیں اپنے آقا کو سامنے دیکھا ادھر شہرت باتوں میں شرابی ہوئی دیہم گیتی ہے حضور بارگاہ میں چلیے یہاں کنارے ٹھہرنا مناسب نہیں کہ ہلال و آفتاب بھی آگئے قدمبوس ہوئے اپنی مصیبتیں بیان کیں کہ حضور کبھی صحرا سے ویران میں کبھی کا نشان تکا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہوگئے کل غلام کو خیال آیا کہ میں نے علم نجوم کیوں حاصل کیا میں نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زائچہ کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائیں جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونوں شکر کرتے ہیں کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ بلا ہی سفر میں اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چاروں کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجوائیگا جب میدان میں آئیگا تو بی سامان کا سحر نہ چلنے دونگی میں اسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکاروں نے فاروق کو پہنچائی کہ ملکہ شہرت و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کاہن و ہلال سرکش یہ چاروں سردار بڑی تباہی اٹھا کر آئے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہے سامان نام شہرت نے سنکر ٹھٹھا کرکے کہا

شہرت دختر لو صدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کارون نے بیان کیا کہ طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے مجید وکیل نے صلاح کرکے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیون مین پھنسے چارون سردار آوارہ ہوے تھے بڑی جفائین اٹھائین اب اگر رستم سے ملے سامان نے کہا او فاروق یہ ساحرہ چیدہ طلسم ہفت پیکر ہین رستم کو سب سامان ممکن ہو چکا اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہو اب کدو کوشش بیکار ہی اب ہماری خبر انکو پہونچیگی اب وہ تدبیر کرلینگے اگر شہرت نے آکر میدان مین سحر کیا تو پھر سحر چلیگا نہ گر طبل بجواؤ اگر بیڑا دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرا دونگی ورنہ او فاروق تیری محبت مین اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ رستم مین آئے بیہوش وحواس درست ہوے رستم نے ان چارون کو کھانا کھلوایا شراب وکباب پیش کیے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہو رستم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سماک یلدا قی طلا نے ہیرو لشکر کا انتظام کرلیا ہو سامان جادو رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی تھی کہ اسی نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہو کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر زیر نخل آیا سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہو کے گرا سامان نے نخل سے اتر کر برق چمکائی اور رنگ روغن چہرے کا اڑ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہو سحر کرکے سماک کو کنارے ڈالدیا آپ سماک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو سماک کو آتے دیکھا پوچھا حضرت صاحب اسوقت کہان آئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سنا ہو کہ سامان فکر مین آفت کی آئی ہو مین قریب پلنگ کے جاکر پہرا دون یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر رکھا ہو زرہ ہفت جوش جسم مین سامان نے کلاہ و تیغہ اٹھا لیا منظور ہوا کہ چلون شہرت کو دون اسکا خیال تھا یا نہ اپنی بارگاہ مین پڑی سو رہی تھی خواب پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او سامان مین نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت سُنکر بھاگی شہرت نے سمجھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سُنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہورہے ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون سامان کو گرفتار کرکے لاتی ہون رستم نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی سامان بھاگی ہوئی جاتی ہو شہرت اُسکے تعاقب مین ہو فاروق کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے جو سامان کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہو کہا حضور مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی ہو فاروق نے کہا لاؤ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر فاروق کو دے کہ شہرت آکر پہونچی سامان پر برق بنکے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوے فاروق تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مارکر کلاہ و تیغہ اُٹھالیا فاروق نے ہمراہیان سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارلو چار طرف سے جادوگرنیون نے شہرت پر بلوہ کیا شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بھل گری برق چمک رہی ہی خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ ہاتھ مین لیا نعرہ کرکے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکہ لڑنے لگین مگر رستم دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہو شہرت نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہو کنیزون نے آکر خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آقا مصروف جنگ ہین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا کہ آفتاب و ہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہو آگ آسمان سے برس رہی ہے فاروق بد حواس جنگ مین مصروف مگر گھبرایا ہوا ایک ایک سے کہتا ہو سامان نے سامان جنگ کرادیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہو دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کرلین فاروق اس

حیرانی مین ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قید خانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہو کہتا ہو اگر بھاگتا ہون تو جرأت مین فرق آتا ہو اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سائے مین پہونچا بیقرار ہوکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہو اور جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو سمجھیے کہ ہو یا خداوندا ان تین اژدہون سے بچایئے اگر مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کا سحر کرتا ہوا آتا ہو یہ جو فاروق نے بیقرار ہوکر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپڑے اپنے بندے کو بچایئے ہفت پیکر نے آواز دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہو اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار کردیگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی اے فاروق کیون بیتاب ہوتا ہو اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کردیگی فاروق یہ صدا سنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی اے جہانگیر جادو جلد میرے پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی اے فاروق کیا ہم کیون اسقدر بیتاب ہو اسنے پکار کر کہا اے جہانگیر آفتاب فلک سیر و جلال سرکش اور شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہو آفتاب للکار کر فاروق پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہے منم جہانگیر جادو پلٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی میرے پہلو مین کھڑی ہے منع کر رہی ہے کہ فاروق پر ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ فاروق کی گردن مین ہاتھ ڈالے اودن اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب غروب ہوا یعنے غائب ہوگیا جہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ وہ آفتاب غائب ہوا اسحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی طرح تلوار ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بصورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی ہے جہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا اُسمین سے ایک برق جہلال پر گری جہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور سے دیکھا کہ جہلال و آفتاب قریب درۂ کوہ جاکر غائب ہوسے جھپک کر قریب آئی اُس ساحرہ نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی ای دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہے درۂ کوہ مین تجھکو تیری ساتھ والیان بلاتی ہین شہرت این فقرون کو کب مانتی ہے کڑک کے اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کرون جب گری زمین پر آکے دیکھا مین سے ایک اژدہے کے دو ٹکڑے کیے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہے درۂ کوہ سے آواز آرہی ہے ای شہرت کمال سحر حاصل کرو منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک تختۂ سنگ کلان پڑا ہوا اُسمین سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے للکار رہی ہے شہرت درۂ کوہ مین گھس گئی جیسے ہی اندر درے کے آئی کچھ سوجھتا نہین انتہا کا اندھیرا ہے اُس ساحرہ نے اُف اُف کی شعلہ ہاے آتش چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منھ سے شعلہ ہاے آتش جو چھوڑ رہی ہے اُسی کی درۂ کوہ مین روشنی ہے جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی پیچھے کمر سے کھینچی قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لون تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے جو دیکھا کہ شہرت بھی جاکر غائب ہوئی بیتاب ہوگئی آواز دیتی ہوئی قریب درۂ کوہ کے پہونچی دیکھا اُسی تختۂ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے برقین لشکر رستم پر گرا رہی ہے کئی ہزار ساحر و غیر ساحر کشتہ کرکے فاروق کو آواز دی ای فاروق دشمنون کو مارے مگر ساحرہ کو ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو ہتھڑ زمین پر

مارا چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مار کر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اُسکی آف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا اُنہی ساحرہ نے آواز دی اے فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے جو عیوق کو آتے ہوے دیکھا گینڈا اچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی اے فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہو بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کمیدان نے آواز دی اے جاروق کہان جاتا ہے مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے جاروق پر لٹھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بازو بچا کر کلائی پر کمیدان کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھا لون ایک برق چمکی سب کی آنکھیں خیرہ ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا ساکسے نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ اول چارون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اُسکے عیوق و جاروق بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہے یہ سنکے رستم کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے اٹک سے مار لیا رستم نے للکارا کہ او نامردان غدار نے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہے فاروق کو اور بھی گھمنڈ ہوا للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپکے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہنچے فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی بچا جاتے ہین کلائی پر فاروق کی ہاتھ ڈالدون لگا اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہے کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پہنچتا کہ درہ کوہ سے ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کر کے آیا کہ فاروق کو پشت پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم شیر پر جماتے ہین اُسکے آسن کھسک جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ ہین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھنجھلا کر گرز اُلٹا پشت شیر پر مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوے شیر نے آکر دونون پنجے مارے اس گمان پر

کہ زرہ وغیرہ نوچ لون رستم نے دونون کلائیان شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا کئی شیر درۂ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیرون کو مار کر رستم کوہ پر سے کودے تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ عجیب شکل عجیب وغریب سر کھولے ہوے کبھی سر کے بال نوچ کر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی قہقہہ مار کر ہنستی ہی مو سر قیمن رستم پہ گرتی ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا رستم درۂ کوہ مین گھس گئے ملا قہر ساحرہ کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اس ساحرہ نے اژدر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختۂ سنگ کو کاٹا و یہ تختۂ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اس دروازے مین قفل کلان لگا ہی اندر سے رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی

نظم

ازل سے ملتی ہی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین

مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا
کھلین آنکھیں تو میری آنکہ صیاد کے گھر مین

بلند و پست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین

اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
چلی آتی امامت جس طرح آل پیمبر مین

پری دیوانی ہو جاتی ہی تنکے چننے لگتی ہی
وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین

بچاے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو
یہ قدرت کیا نہین واعظ قسیم حوض کوثر مین

خیال اس در سے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی
پری استادہ آتی ہی نظر مجھکو ہر اک در مین

شہادت کے لیے کافی ہی خون دامن قاتل
نہین حاجت گواہون کی ہمارے خون کے محضر مین

دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین

گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے رہتے کاٹا ہی
زیادہ دستے ہی خوش اللہ قاتل تیرے خنجر مین

نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین

مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دور مجھ تک
شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر مین

کھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی ذرہ
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

رستم نے آواز پہچانی دل مین کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہی رستم نے قفل دروازے کا توڑا

اندر آ کے دیکھا عیوق و جاروق تو اُلٹے لٹکے ہوئے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گئے ہین اور آفتاب و جلال و شہرت و ماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت باپ باپ کر کے رو رہی ہے ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب آ کے ان چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین ان چارون ساحرون نے زبان قابو مین آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مر گئے رستم رہا کرنے مین عیوق و جاروق کے مصروف ہوئے کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ ان چارون کو منھ مین لیلوے رستم نے قریب آ کے اُس اژدہے کے گلے مین ہاتھ ڈالا مثل کرباس اُسکے چیر کر پھینکدیا عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمون سے رستم کے لپٹ گئے کہا کہ شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ تڑپ کے مر جاتے رستم ان چھون کو ساتھ لیکے بیرون درۂ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم کو پیدل آتے دیکھا جھپٹ کر چاہا تلوار کے سائے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس اندھیرے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا دیا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گینڈے کو وکر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جاروق تیغین لیے گرد کھڑے ہین آفتاب فلک اسیر نے ایک دائرہ بنایا ہے کہ اسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق سے لڑ رہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہے یہ ریلے دیکے دوڑتے ہین فاروق جان لڑا لڑ رہا ہے سب لشکر والے ساکت ہو کر تماشائے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکر والے جیسے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہین قضا سے کار شیر پیر دُم در زنجیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا جو اُدھر سے دست ہلاتا ہوا بیچ مین کہیا نہ پڑا کہا آفتاب آپ چھوڑ دین مین اس سکار سے سمجھ لونگا رستم ہر چند کہتے ہین ای برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہین مانتا چاہتا ہے آفتاب ہٹ جائے تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم نے نہ مانا تو تا چار ہوا منھ پھیر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہے فاروق سے کہا کہ فاروق یہ وہی دیوانہ ہے جسکو تم گرفتار کر کے لیگئے تھے اس سے مقابلہ کرو گے فاروق نے کہا مین نے اسکی چوب دست چھین لی تھی اور گردن مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا تھا اب بھی لڑنے کو اس سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہٹ کے کہا ای برادر تم کیون دیوانہ سے لڑتے ہو

تمہارا موجود ہوا اتنے میں شیر مردم در رستم کو دعائیں دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شیر مردم در نے لپک کر
چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی
ٹوٹ گئین دوسری چوبدست اُس شیر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھالا خون کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مار کر اُسکی
فوج پہ جا پڑا وہ چوبین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
اے طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب درہ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے سونڈ اطرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو
تھاما ایک جھٹکا مارا کہ مع نرخرے ہاتھی کی گردن کھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی اڑاڑا کے
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم مجھکو
کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ ہاتھی
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکر مجھکو زور دیا پہلے
اُنسے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد و قامت کی اژدہے پہ
سوار اُڑتی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آئے ملکہ
منظر و شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آج کی جنگ بڑی
سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہے دیکھیے وہ ملعونہ کیا
آفت برپا کرے کنیزون نے خبر دی کہ ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہے ملکہ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوئے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا
چرچا ہوا رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاؤنگا لے شکارہ آیا تھا ان جھگڑون
مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و
جاروق انتظام لشکر کرینگے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذرا راتین ہجر کی کیسا شاق گذرتی تھین کاٹے کو آتی تھی رستم نے اشک معشوقہ کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو گذر چکے ہین اب اس صحرا مین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہے مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مار ا جانا فاروق کا بہت ناگوار ہوا اوسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازے سے باغ کے باہر ہوا اچھلا ایک دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای شہریار دیوانے نے یہ جو سنا ہے کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کہتا ہو آتا ہے کہ مین بھی نزرک لونگا کئی کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جا کر روکے رستم نے کہا وہ کسی کے روکے نہ رکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہے ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہوے اور ایک کو کاندھے پہ سوار کیا ہے اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین انکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے جب قریب رستم کے پہونچا تو پکار کر آواز دی کیون آقا سرخ تو نزرک کو لیکر بیٹھا ہے اور ہم اکیلے اپنے مقام پر رہین رستم نے دوڑ کر ہاتھ تھاما دیوانے نے جھٹکا اونکی زرہ نوچ کر پھینکدی رستم دیوانے سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا اب تو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمایئے رستم نے دیوانے کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین کہ حضور اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہے ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے ایسا بخوف لڑتا ہے کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہے ایک ہفتہ رستم اس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و فاروق منتظم ہوے ملکہ شہرت نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے جاتے ہین یہ عنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب تامل بہتر نہین سردارون نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہے کہ طرف صحراے محیط کے جائین اور لوح کو حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت سے لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہے ہفت پیکر خوشی کرکے ہو کہتا ہے ای بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا لشکر مین نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہے لشکر طلسم کشا تباہ ہوگیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی میرے پاس ایسے ایسے ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پہ نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پہا جہانگیر آکے پہونچا ہفت پیکر نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے جاکر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس سے مین ناچار ہون اسلئے اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاونگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا آپ طرف صحراے محیط کے جانے کا ارادہ ہی کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارکے کہا کیون جہانگیر نور جکیدہ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی ہین اُنپر کیا گذری جہانگیر نے کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم وشان بڑھا اب راہین بتائینگی تا بصحراے محیط پہونچائینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہوسکتا ہی کہ مغرور شیرین کلام کو یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مغرور کو رکھیے گا عیار یا سردار چھڑوا کے پہونچین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہی کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ بھی نہین کرتی کہا کیون بلند پرواز تمنے جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کہ جتنے سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپس مین ملگئے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا گھبرا کے طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند پرواز نے آواز دی او سرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین تھرتھرا کانپی ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی ای سرخیل نور جکیدہ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ مین تھی وہ شریک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اُس سے خوف ہی کمیل جادو اُسکو بہت مانتی ہی ایسا نہ ہو کہ تا بہ لوح پہونچادے یا کمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو اٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہوگا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی ملکہ مغرور کو اُٹھاکے لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کار ضروری کو لونڈی سے کہین اور مین تامل کرون یہ کہکر سرخیل نے پرواز کیا سیدھے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ مین سرفراز فرمایئے دعوت کو قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین نہنگ بحری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سماک کو گوایئے ملکہ مغرور نے کہا اے سماک کچھ گاؤ سب تمھارے مشتاق ہین سماک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین اُسے یہ بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا
دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھک گیا
کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا
ابھرا تو شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا
پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا
اُس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی
گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا
شہرائی دی نسیم نے میرے مزار پہ
باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا
گلشن مین آسکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا
کیون عاشقون سے اتنی ترش رو بتان سیاہ
شیرین لبون کے چہرون سے آخر نمک گیا
سونپا زمین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا
یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا
صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہی کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا
برباد کرکے خاک مین مجھکو ملا چکا
اب تو غبار دل سے ترے اے فلک گیا
انگڑائیان جو لین تو آستین تنگ نے
جوبن نکل نکل گئی شانہ مسک گیا
سوچا جو تو نے دل مین مآل شگفتگی
رویا مین غنچہ باغ مین جبدم چٹک گیا

یہان یہ غزل سماک نے گائی سارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہی ہر مقام پر گانا ہو رہا ہی سرخیل جادوجو آئی لشکر مین عجب گہما گہمی دیکھی کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہی اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنا کر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق سے اپنے ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لا کر عیوق پر سحر کیا کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سماک گا کے اُٹھا ہی کہ اب جو سرخیل نے سماک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سُنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سماک نے جھک کر سلام کیا کہا ای شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے دیکھیین تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سماک ہم بھی ساتھ چلینگے سماک نے کہا آقا تمکو برائے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سماک کو ایک چمن مین لائی بیہوش کر کے اُسکو ڈال دیا آپ سماک کی شکل بن رہی تھی کہ قضا سے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمہارے شاہزادے کہان ہین سب نے کہا ایک کنیز ملکہ کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر لیگئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے ڈال گئی شہرت وہان سے جھپٹی اُسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سماک کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا کہ او مکارہ تو کون ہی ای سماک اپنے کو بچانا بشکل عیوق کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سماک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک دی برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی سحر چہرہ سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہی شہرت نے پوچھا تو کون ہی کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہی قدرت نے برائے گرفتاری مغرور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کر کے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو گرفتار کرون شہرت نے کہا او سرخیل جا کر کوہ زرنگار رنگ پہ تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتارا سرخیل کے گلے مین ڈالدیا اب تو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو سماک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک ساحرہ کو گرفتار کیا ہو اب وہ ساحرہ اُنکے قبضے مین ہو کہ رہی ہو جو کہے وہ بجا لاؤن رستم نے مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر فکر مین ہو کہ ملکہ کو گرفتار کرائے مین سرخیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا اے شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت پر پہونچین نہین اب یہ سماک کو گرفتار کرکے بصورت سماک محفل مین آتی کسی حیلہ سے بلاکے گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا اے سرخیل جو تیری آرزو تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہو جو آپ ارشاد کرین وہ بجا لاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل اگر ہوسکے تو یہان سے کوہ رنگا رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی غصے مین طرف کوہ رنگا رنگ کے چلی قضاے کار راہ مین اسکا باغ ملا میلاد جادو شوہر اسکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہو آج کیا باعث ہو کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہو کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ تیغ کھنچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو گالیان دے رہی ہو میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہو وہ اُسکی مراد پوری کرتی ہین تمنے قدرت کو کیون برا جانا معلوم ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہو خلقت کو برگشتہ کر رہا ہو ملکہ شہرت نے حکم دیا ہو کہ ہفت پیکر کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعوی ہو تو روکو ایک آندھی چلی کیاد جادو بھائی میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون ورنہ کوہ رنگا رنگ پر جاکر یہ قیامت برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہو اسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی

سرخیل نے کہا او سکار اس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اُٹھا سرخیل نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سطر اسکا مارا موتی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولہ آہن مارا سر سپیلاد کا پھٹ گیا کیاد بد باطن کہ اسم باسمے ہو تین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کردیا ہے اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہے ایسا نہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو مشکل کی بات ہو خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمند مین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا دو مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اُڑ گئی کیاد نے باتون مین لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چارطرف سے حلقہ باندھ کے کمند مارے کہ سرخیل جادو بے بس ہوگئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار گلے سے اُتار لیا قفس مین بند کرکے لیجا خیال ہو کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر سوچا کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جا کر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا قفس مین بند کر لیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین رکھا اُسے باغ ویران مین لیکر آیا کیاد کا سپہسالار سیپاد سرکش اسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکا دو سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسی قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کیاد نے سیپاد سے کہا اُسکو جا کر کھانا کھلا دے سیپاد کھانا لیکر آیا سیپاد نے کہا اے سرخیل اگر تو مجھکو قبول کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کردون سرخیل نے کہا اے سیپاد تجھکو معلوم ہے کہ وہ ہار کیاد نے کہان رکھا ہے اُسی پر ہار جیت ہے سیپاد نے کہا اُسکی جھولی مین ہے اگر کہے تو مین نکال لاؤن سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ سیپاد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرھانے کیاد کے آیا جھولی سے ہار نکال لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اسکے پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا ارے بیداد جاؤ سامنے سے دور ہو کیون شامت آئی ہی بیداد سرکش منت کرنے لگا چاہا گلے مین ہاتھ ڈالون سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا بلند ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہی اور آواز آرہی ہی کشتی مرا نام مین بیداد سرکش بود کیاد تمتما کر حمیت مین آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہی لاشہ بیداد سرکش کا سامنے پڑا ہی پکار کر آواز دی اے سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل نے ہار گلے سے اتارا کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیحیا ٹھہر جا کہان بھاگا جاتا ہی تو نے مکر کر کے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آ کیا بھاگا جاتا ہی سرخیل جوش مین آنکھین ابلی ہوئی پیچھے کیاد کے چلی ہی کیاد کے ذہن مین آیا خدمت مین قدرت کی جاؤن شاید وہان جان بچے شب کا وقت ہی آخر کی رات کو وہ رنگا رنگ پر شہ پرنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالا سے کہ وہ بیٹھا ہی گرد کنیزین سحر کر رہی ہین کہ دیکھا سامنے ایک ہوا دو کیاد بھاگا ہوا آتا ہی ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوندا مجھے بچا کہتا تھا سرخیل پیچھے چلی آتی ہفت پیکر حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی گوشہ کو دیکھا کیاد اترا جاتا ہی دوڑکر پاس ہفت پیکر کے پاؤن کو بوسہ دیا خوشی دماغ مین آئی سب ست ہو گئے کنیزین ہفت پیکر کی چھیڑنے لگین کہتی تھین آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھلا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ مین کھینچا ہوا اور ایک ہاتھ مین ہار ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤن زمین سے تھام لیے سرخیل نے برابر آکے ایک ہی ہار کا مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز دی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان ہفت پیکر دوڑین کہ سرخیل کو روکین جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگین اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لپٹا لپٹا کر رہی ہین کوئی قریب نہین جاتی ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہین رکتی پکار کر آواز دی ارے اژدر کہ وہ نشین پس ظالم کو لینا بڑی بدبخت ہی کمر باندھی ہی میرے سامنے کیاد کو مارا کچھ مایدولت کا خیال نہ کیا اسکے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین سنتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہو کہتی ہو او مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہو اب آٹھ انقلاب ہو تین پہاڑ ویران ہوئے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے بھاگنے کو رستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے تیار رہے ہین لوح کو دلوائینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا ہفت پیکر پہ ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا اس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کانپ کر دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے منھ مین لے لیا یہان تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند ہین زمین و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اژدہے نے نکلکر اس بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اٹھا لیا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کسنے دیوانہ کیا پھول شگفتہ ہوئے طفلان غنچہ خون فغان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی سرخیل بولے گرفتاری مفرح و شیرین کلام گئی تھین اور سحر کی پھری تھین تدبیرین تھین کو دختر قدرت کے لیے اڑین شہرت مرصع پوش دختر تکمیل آگاہ ہوئی اسی نے سحر کے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین افتاد پڑی پڑین کیاد کے مارے سرخیل کو قید کیا تھا بیداد پہ عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا پھر اسکے بیداد سرکش کو موت آئی یہان آکر کیاد کو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول جیسے شعلہ ہائے آتش نکلے غنچے و گل پورا سب جلکر خاک ہوئے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال بتا کر اپنے کو جلا دیا کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جسدن سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موئے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہی اپنے مقام سے اُٹھا اُسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزارہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوے آئے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہی کوئی خیمہ استادہ کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین زیر کوہ آکر سازندون کو اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی
عبث بلبل نے طرح آشیان کی

خوش آئی ہی آنکھین اب وضع بانکی
کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی

کرے گی دیکھیے کس کسکو سیدھا
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
عبث تقلید کی زلف بتان کی

الٰہی جلد لے چل اس مکان سے
چھٹی ہو گو سپہر مجھسے لامکان کی

اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
لگا کر تیر کو خاطر نشان کی

شب فرقت مین نیند آتی ہی کسکو
شکایت تا سحر ہی آسمان کی

نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی

اگر وہ ماہ پیکر مین جھولے
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی

دماغ جان کیا تازہ صبا نے
جو وا وہ کاکل عنبر فشان کی

ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی
کرون کس منھ سے تعریف اُس دہان کی

جو کیفیت اُٹھایا چاہو اکبر
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی اے ہمسر زہرہ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا و جسطرح ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کر کے لا تُمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرہ فلک کا مرتبہ ملیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چنچل نازنینان مہجبین بالائے کوہ آئین خاک پائے تصویر لیکر زبان پر رکھی سب اکٹھا ہوکر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون مین سوار ہوکے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہرت نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پہ مقام کیجیے یقین ہے سرخیل جو جائیگی فتنہ برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اسی مقام پہ اترا ہوا ہے طبل اقامت لشکر مین بجا خیمے پردے اٹھا دیے مجرے شروع ہوگئے غزل ہائے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کمیدان رسالدار صدر ایشک شنکر جو آئے بلا تکلف انکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا قضا کار صبح کا وقت ہی یہان تو بھیروین گا رہی ہین جلال مرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہے کہ گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہے خدمتگارون نے عرض کی کئی پری چہرہ کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی اسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے مشتاق ہین دور سے آئے ہین جلال بے تکلف خیمے مین چلا گیا خیمے مین جاکر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جلال کو دنگل پر نہ پایا اور چند کمیدان رسالدارون کے دنگل بھی خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جلال دربار مین نہین آئے اے آفتاب ذرا جاکر دریافت کرو کہ انکا مزاج کیسا ہے جو نہین آیا اور یہ چند کمیدان اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر دیکھنے آیا جو کہ نازنین گا رہی تھی وہ برائے تعظیم آفتاب اٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہوکے دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ آفتاب بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا اے ملکہ عالم دیکھا تمنے آفتاب جلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے عرصے کے سر اٹھا کے جواب دیا کہ اے شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہے آفتاب و جلال افسون

تامی اور چند کنیزان و سالار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہے ہفت پیکر نے کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے میں آئے ہیں نہنگ بحری یہ کہکر اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہے بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا کر رہی ہیں آواز سُنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہا ہے دوکانداروں نے بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیان آئی ہیں وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہیں آپکے لشکر کے اکثر سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال میں ہے کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے ہیں ایک مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن تانیں لگا رہی ہے نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر جذبۂ دلفریب کھینچ رہی ہے اُس نازنین نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور تشریف لائیے ہم تو آپکے مہمان ہیں آپ دو دم بیٹھیں گی ہم سرفراز ہونگے نہنگ بحری خیمے میں آئی جو سب پر گذرا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار میں جب طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کنیزان و سالار یہی نہیں آئے فرمایا اے شہرت دیکھو نہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس آئی شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کا دل آیا ہے خدمتگاران آفتاب و جہلال سے پوچھا کہا کہ حضور چند کسبیان کئی دن سے لشکر میں آئی ہیں جو کنیزان و سالار اُنکے خیمے میں جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہے ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے شہنشاہ حضور تامل کریں میں بخوبی دریافت کرکے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور کدھر سے جاؤنگی یہ کہکے دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوگئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان میں آئی بیقرار ہوگئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلوں لیکن سحر کیے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زینہ ہے ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہے ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان کے گویا ہوا کہ اے ماہی سحر یہ قہوہ خانۂ زہرہ فلک ہے یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سُنکر گھبرائی جواب دیا اس قیدخانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام بتا سکینگے اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جا کے دیکھ لینگے اسطرح چلا کر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی سازندون سے کہا لو غضب ہوا ماہی سحر برابر قیدخانے کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جا کر سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ چھماکے کی آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی اے ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تمھارا جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اُتار کر ماہی سحر کو اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا بُوا جو کہو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال و آفتاب وغیرہ پچیس سردار مسلسل مطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی اُنکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کرلیا اژدر چشم سے کہا بہت ہشیار رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا لو صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین باہر سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر بکی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے ہونخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی اے غائب جادو آج اپنے کو ظاہر کرو پہلو سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا اے غائب جادو دریافت تو کرو کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین یہ سُنکے غائب نے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز دی اے غائب اپنے کو ظاہر کرو وہی ساحر پھر آیا دیکھکر عرض کی حضور لولی فلک کو ہفت پیکر نے بھیجا ہی اُسنے آکر سحر کیا ہی آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا ہون ورنہ بڑے قید ہوے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھی اول بہت

طلسم کشا میں آئی عرض کی ای شہریار لوی فلک یا زہرۂ فلک کیسے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر شناس طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر میں پھنسایا زیر زمین کوئی قہر ہوا اسمین قیدی ہین یہ جانتی ہون کہ سحر میں وہ مجھسے زیادہ ہی مگر جانتی ہون جو اقبال آپکا یاور ہوا اور طالع آپکے مددگار ہوئے او رمین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کر لیا تو قیدیون کو رہا کیا اور جو کنیز واپس نہ آئی تو ادی سماک اسکا خیال ہے کہ ہماری فکر کرنا بازار میں سمجھ کے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہو یہ سردار جو قید ہوگئے سحر سے انکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہی آفتاب فلک سپہر ایسا ساحر دلال دنیا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھاکر شہرت بارگاہ ستم سے نکلی بازار میں پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان میں آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی اہل بازار نے بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر میں آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آکے دیکھا ایک خیمہ زرلفتی استادہ ہو اور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہو شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت سے آنکھ ملاکر سلام کیا کہا ملکہ عالم تشریف لائیے صبح کا وقت ہوا ایک چیز سنیے اسوقت تک شہرت کے ہوش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہنا پا کرتے ہین اُسنے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپنے اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جو مجھ سے ہین یہ اشارے تمھارے
بنے گی وہ مشفق ہمارے تمھارے
نہیں جلوہ اگلے سے پیارے تمھارے
گئے اب وہ انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے دوری کو
جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلنے لگا دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہے سہارے تمھارے
جو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیان ہو ہمارے تمھارے
ملے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو
سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

نہ مانون گا ہرگز نہ مانون کا ہرگز   بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
مین سب سن چکا ہون نہ دو مجھکو چھینٹے   جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا   اثر کچھ ہوا دل مین بارے تمھارے
قسم سرمگین چشم کی کھا چکا ہون   نہ بولونگا مین بے پکارے تمھارے
ق
ہوا ابتو بے پردہ راز محبت   چھپا اب چھپائے سے پیارے تمھارے
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی   تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم   سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون   نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
کو حسن کی کیا ہین وہ رنگین   لئے رنگ نے سب اتارے تمھارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین ابل آئین کہا اے نازنین حقیقت مین تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بے چین کر دیا جو تمھارا حکم بجا لائین اوس نازنین نے کہا اے شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہے آفتاب فلک سیر انکو یاد کر رہے ہے ذرا اُسکی ملاقات کرا دو یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اوٹھی کہا ہان مین خود ان سب کے دیکھنے کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اوٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ پہلے کا تھا اوسمین شہرت کو لیگئی کہا تم یہان بیٹھو مین ان سب کو بلالاتی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و ہلال وغیرہ سب اوس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا اے شہرت تم بھی ایسا لگتی ہو جیسے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت ساتھ تھکا تھے پھر کے ان سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہے اس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے مین چلیے شہرت چلیے ہی اندر اس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا اے شہرت تمھاری زبان مین سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولا آفتاب نے زبان مین سوزن دی ہلال وغیرہ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آتے ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہین بیچ مین سب کے شہرت
جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سماک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سماک پلپارقی نکلا یہان زہرۂ فلک نے ان سب سردارون کو مسلسل کیا بیرون
لشکر رستم چند ارابے آئے ان ارابون پر سب سردارون کو سوار کیا آپ ڈولیون مین
سوار ہو کے نکلین فقط ایک نازنین ہو کہ اسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوئے ہین ارابے
گڑگڑاتے ہوئے جاتے ہین سماک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیمون
مین وہ گانے والیان جمع تھین رات کو اٹھ گئین اب وہ مقامات خالی ہین سماک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سنی کہ ارابون پر سردار ابھی گئے ہین بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہین سماک پلٹ کر خدمت رستم مین آیا کہا اے شہریار سردارون کو قید کر کے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کرین رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغ ہفت جوہر کو قبضہ مین کیا پشت مرکب پر سوار
ہوے رستم تعاقب مین چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر ان
خیر خواہون نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہین
آفتاب وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کرین کہ پہلوے صحرا سے گرد
اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہین سے نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا منم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکل جاؤن کہ کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
مرکبون کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ مین گھر گئے تلوار
چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہین کبود کو چھوڑ کر فوج والون
کو بچاؤن جنگ مغلوبہ مین جاکر شریک ہون کبود رستم کو ہٹنے نہین دیتا ہے سماک پلپارقی نے
دیکھا کہ آقا اس بلا مین گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہین رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہین مگر سازندے ساز کو سنبھالے ہوئے جاتے ہین ایک سازندے
کو سماک نے پکارا تو بڑے سے بجرے نکالا اکڑا ہاتھ مین لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ ٹھہرا سماک نے قریب جاکر اُسکو حباب مار کھینچکر کنارے ڈال دیا آپ اُسی کی شکل بنا جیجیت کر سب کے ساتھ ہو لیا اُس کو وہ کوٹھی کر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا جیسے کنیزیں در باغ پہ کھڑی تھیں پکار کر آواز دی اے شاہد نوعروس تو نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیوں کو لیکر آئیگی اُن کنیزوں سے یہ آواز سنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزوں سے کہا ان قیدیوں کو لیچلو کنیزوں نے قیدیوں کو ارابے سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزیں سرنجیر کو قیدیوں کی کتراتے ہوے باغ میں آکر پہنچیں سماک بھی سازندوں کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہریں لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہروں میں شناوری کر رہے ہیں موجے بلند معلوم ہوتا ہی تلواریں چل رہی ہیں ایک جانب چمنہاے طولانی گل پھولوں کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختوں سے اُترے غلطیاں مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہو گئے اُس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ میں لائے چبوترے پر فرش بچھا ہی وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سماک بھی سازندوں کے ساتھ ملا ہوا صحبت میں آبیٹھا کنیزوں نے عرض کی اے زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے ساز درست کیے قریب سامنے بیٹھے ہیں اُس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے

نظم

دنیا میں راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم
پھانس گئے کنج قفس میں جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف میں ہیں سرگرداں
صبح کر دیتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلانوش ہیں میخانے کے
خم گردوں کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے
مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے دامن دایہ میں بھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم

بے قضا کے نہیں ہوتا کوئی پیوند زمیں
روکیں ہاتھوں سے فرشتے جو گریں بام سے ہم

عاشقوں میں ترے ہم بھی ہیں ازل سے اے دوست
تجھکو دیکھا نہیں آگاہ ہیں پر نام سے ہم

یاں بھی قسمت نے لبِ خشک ہونے دیئے تر
آکے میخانے میں محروم چلے جام سے ہم
اس ہفتہ سے لیے پیر اک اہل جہان کی ہو گیا
کیوں نہ چکر میں رہیں گردش ایام سے ہم
ساغرِ بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمیں
آجتک مست ہیں اک رند کی مستی جام سے ہم

اس رنگ میں اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزیں اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے انسان بنکر بیٹھے ہیں تعریفیں کر رہے ہیں کہتے ہیں اے شاہ نو عروس تیرا مثل نہیں قدرت نے تجھکو مجسم کر دیا سماک نے اسطرح ساز بجایا اور ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک سے کہا واہ رے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہے اور کنیزوں کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو دیکھکر میرا دل دہڑکتا ہے ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سماک یہ سنکر گھبرا گیا سماک اپنے مقام سے اٹھا قریب اُس نازنین کے آیا جھکا کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہیں پہچانتیں غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ یہ فرماتی ہیں زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سماک کا تھاما برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اصلی شکل میں پلٹ ہوا کہ عیار طلسم کشا ہو یہ کیسے ساتھ آیا اس نازنین نے کہا جب آپ نے راہ میں ساز زن کو بیہوش کیا میرے حسن نے مجھکو خبر دی تھی لیکن میں خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل افشاں میں جا کر گرفتار کرلیں گے ساز زن کے میرے خیال جادو والا ہو گا کہا سب نے ایک ساحرہ قامت کش ساز زن کو لیے ہوئے آیا اسکو پیش کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ آئے تھے کہ ریا سے ہو جاوے ورنہ کہاں جاتیں وہ ساز زن کہتا ہے حضور اس کمبخت نے مجھکو بیہوش کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے مجھ میں طاقت نہیں ہے تا عیاروں کی کیا بات ہے عیاری انکی مثل کرامات کے ہے باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان میں منہ لگا دیا اور تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا ما جو حکم خداوند آیا کہ ان سب کو قتل کر دو اسکے بعد حفاظت کیجیو کہ میدان لڑائی کی تیاری کیجائے قریب تھا کہ عیاروں کے گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام بھیجا ہے کہ فرد شعر ہوا کہ زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے زہرہ نے یہ سنی ہو کہ لیجیو جائیں اسمعیل کی نظر میں جلاد حاضر ہوئے جاتے ہیں کہ باغ سے نکلا جلادوں کی آمد سے ہم نگر یہ حکم کیوں اُتر دختم سے لڑ رہے ہیں جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہے

رستم نے جلدی کرکے نیزہ کبود اژدر چشم کا ٹکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اے رستم اب جان بچنا دشوار ہے یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کردیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر لپکا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بچہ نے اسقدر روکا کہ ارابے نکل گئے خبردار خبردار کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر چشم نے سپر اٹھا دی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم برق شیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پر پڑی تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑے یلوہ فوج کا بے حساب ہے اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے یلوہ بڑھتا جاتا ہے سایہ والے جو قتل ہورہے ہیں رستم بیقرار ہوکر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کریم و رحیم ارابے نکل گئے نہیں معلوم سردار ہمارے کہاں ہونگے تیرے نزدیک انکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

هر آنکه لاف اعزاز و سربلندی زد
شکارگه حیرت انکسار وار دپست
هر آنکه دل بخدا از همه علائق بست
بشد بمحو و بپو نار ما سوا بشکست
نمود ترک علائق هر آنکه در دنیا
خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گره کشاد بعالم ز کار بسته
هر آنکه رشته بسر رشته محبت بست
ببرد هر که بزندان حرص دنیا نان
ببرد جان سلامت هر آنکه بیرون جست
چو نقد عمر گذشت و در دل از همه چیز
بده تو دین همه سرمایه رایگان از دست
بلوح دهر جهان نقش شود محو
نوشته خامۂ قدرت هر آنچه بود و هست
گمرای سفر عیب زین سرا بخبر
که نیست هر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظهور دار استغنا
وجود نیستی و هستی از وجودش هست
خدا بوقت غم و رنج بیکسی امداد
خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود جهانگیر
که تا ظهور قیامت همیشه مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہوکر دعا کی فوج کبود کا یلوہ ہوگیا نقیب پکار رہے ہیں کہ اے افسران فوج تمہارے افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھوں ہو اور وہ ہزاروں ہیں رستم گھیرے ہوئے ہیں ہر طرف سے افسر پلٹنیں اور رسالے لیکر آرہے ہیں رستم شیرانہ جنگ کررہے ہیں سب کا بڑا خیال ہے ہر مرتبہ کہتے ہیں اے معبود سرداروں کی حفاظت تیرے اختیار میں ہے کہیں جانباز

وسرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہوگئے شہرت کو اپنے سحر پر کیا ناز تھا کیا پیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سحر کہا ہین طلسم کہلاتا ہے سماک کا پلٹنے سے آنا باعث حیرانی ہے دلکو بیتابی ہو سردارون کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچا لیتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہے ایسا نہو گھوڑے پر سے گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہنچتے ہی کمان کیانی دوش سے اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہوگئے نقابدار نے جو بارا بارہ ہزار تیر گوشہ ہاے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر سنبھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک وار تیرون کا کیا بارہ ہزار جوان تیرون سے گرا سے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے جو بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزار ہا سوار پامال ہوے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا اے شہسوار ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا فرمایا اے نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فیل علمبردار فوج پہونچے گھوڑے کو ایڑی کی مرکب نے دونون ٹاپین [illegible] سر فیل پر [illegible] علمبردار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے روک کر ہاتھ مارا کہ [illegible] علم و علمبردار [illegible] گر پڑے [illegible] سرنگون ہوا کفار کے پاؤن اکھڑے لاشہ اپنے افسر کا [illegible] صحرا کی طرف بھاگے نقابدار نے دور تک تعاقب کیا رستم نے آواز دی اے نقابدار بہادر [illegible] قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوؤن کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ کو [illegible] رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی لیپ پہر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہے اے شہسوار بہادر کی مدد کرنا ہے حقیر کو

خبر دریافت ہوئی شکر ہو کہ وقت پہ پہونچا عیار نے نقابدار سے عرض کی کہ اے شہریار یہ اسی
ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہان سے
تین کوس پر ہے وہان جا کے اوتری ہوئی ہے مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سماک بھی گرفتار ہوا تیاری
سیاسان خونی کی ہو رہی ہے آپ اپنے کو پہونچائیے کیا عجب ہے کہ وقت پہ پہونچیے اور اگر عرصہ
کھینچیگا تو انکو زندہ نہ پائیےگا نقابدار صبح پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم
بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اوسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ
گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سماک کے گرفتار ہونے سے بہت
خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے
ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو وقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچیگا بہت
خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حائل کرکے
اورنگ فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سوکے اوٹھی پہلے صبح کو بھیرون گائی سب کو خوش کیا پھر
ایک طاوس پہ سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشتگان آفتاب تیغ ستم
کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ہان سب کو دار پر کھینچ دو اول اوس نا عیار کو لاؤ
جو ہماری فلک مین آیا تھا طبلے کے کیا کیا ٹکڑے باندھے ہین یہ اوس نا عیار کو معلوم نہ تھا کہ موت
کا سامنا ہے سمجھے تھے سازندون مین ملکر شراب پلاؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر ملی سحر دیتا ہے جب
اسنے راہ مین طبلچی کو بیہوش کیا لاڈلے نام ہے میرا پیارا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو
بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سماک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او نا عیار
تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائن سے سامنا ہے دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سماک نے
کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمہاری موت قریب ہے ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ
خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے ہین دار کے قریب پہونچ چکا ہے اور کیا
باتین بناتا ہے زہرہ طاوس پہ سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوقچہ
کھولا اوس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک
کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سماک کو دار پہ لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ اے لولی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہی صحراے ویران سے کئی ہزار کوس ہی یہ ہر شی کرکے آیا ہون اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ اے تیز رفتار حلیہ جادو اور راز و نیاز کی باتین ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھا و زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی ہین اس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئین کہتی ہین کہ اسطرح کی عیاریان تو سمک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہوچکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز ہی بندہ نواز ہی اگر اسکی نظر رحمت ہو جاے تو کیا بڑی بات ہی

نظم

ہر کہ بیکس شد بعالم غیب کس
جز خدا همراز و همدم هم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا
راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہرچہ ہست اندر جہان گردد فنا
جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش
یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بہ شست
بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیاے دون یابد خلاص
از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلاے نفس ہستندی مبتلا
یا الہ العالمین فریاد رس

سپید واسطے سمک کے دعائین مانگ رہی ہین سمک دار پر لٹکا ہوا ہی تڑپ رہا ہی وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو آنکھون سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولے ساحر نے کہا ملکہ عالم اس کاغذ کو علیحدہ چلکے دیکھیے راز خداوندی کی باتین ہین زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے مین آیا زہرہ نے خیمے مین آکے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا ہی زہرہ تونے بڑا کارنمایان کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار ہی جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہی ساحر نے کہا انگیٹھی منگواو زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمین کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالکر دیا کہ زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہہ گئی یہ پتھر قدرت کا بنایا ہوا ہے زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بغور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر گری عیار نے خنجر کھینچا
اور نعرہ کیا منم مہتر برق ثانی عیار نقاب دار مرصع پوش اور چاہا خنجر مارون پھر خیال مین آیا
کہ ای برق ایسا نہ ہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہو جائین دماغ پر اسکے پٹی
بیہوشی کی چڑھائی آپ چیٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی باتکو
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہے مگر سمجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون ای گیسو بریدہ
تو نے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہے کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر چند قصد کرتا ہے کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہے آفتاب کو ہلاک کرون کبھی چاہتا ہے ہلال کو چھڑاؤن حیران ہو رہا ہے کچھ بن
نہین پڑتا چیٹ کے سماک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقاب دار مرصع پوش
اے سماک یہ احسان یاد رکھنا سماک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا ادھر
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چیخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اس پنجے نے پٹی بیہوشی کی دماغ سے اتاری ایک چھینٹا پانی کا مارا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالاے سر لہراتا ہے پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہہ رہی ہے ای ملکہ عالم
جلد اٹھئے آپکی صورت عیار بنا باہر گیا ہے سب کو ہلاک کیا چاہتا ہے یہ سنکر زہرہ اٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہے یہی کہتا ہے کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقاب دار نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ و روغن
چہرے کا اڑ گیا سماک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین جو ہشیار رنگ رو متحیر جی مین کہتا ہے او برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے یعنی [illegible]

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے بیخبرانی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہے کہ میں نے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہے اتنا بڑا عیار گوشے میں جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہے
آقا سے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچائے کہ آپ کا غلام گرفتار ہو گیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اسکا شاگرد ہے کنیزوں سے کہا یہ بڑا عیار ہے از ہوش بانو را فشان
عیاران کرتا ہوا یہاں تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہے برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہیں اور میں بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہوں اگر حیات باقی
ہے اور قتل ہونے سے بچا تو باوا جان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا اس ناعیار کو دار میں لٹکا دو سمک کے عوض میں پہلے
اسی کو قتل کریں میں سمک کو گرفتار کر لاؤنگی اسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزوں
نے ہمشیرہ برق کو دار میں لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دو سو جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوئے کہ تیر باران کریں برق ثانی تڑپ رہے تھے پکارتا ہے اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی
شرمندگی میری تقدیر میں لکھی تھی سب سردار ایک جگہ ہیں دعائیں پروردگار سے مانگ
رہے ہیں کہ شہر سے گرد اڑی سب نے دیکھا رستم فیل تن تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں لیے
سرداروں کو جو دیکھا دور ہی سے نعرہ کیا اے ساحران بیداد و نابکاران پر دغا منم رستم
فیل تن نعرہ زن رستم ارشد اولاد امیر حمزہ کوکبہ علمشاہ جو رستم لقب و دلیر علمشاہ روی
شہ زور فیل زور کی تیغ زن برق افگندہ شور صف شکن پہلوان نہال گلستان
صاحبقران و شمشیر کھینچکر جا پہونچے گرد جو پھٹی تو گرداگرد سب نے دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش جوش و خروش مرکب کو اڑائے ہوئے آتا ہے اپنے عیار کو لٹکے ہوئے دار پر
دیکھا دور ہی سے گھوڑا اڑا کر لشکر کفار میں آیا چاہا کہ تلوار مارے کہ شہزادی عیار تڑپ کے آگے بڑھا
رستم بڑھے ہوئے تھے سب شہزادے کے پیچھے شہزادہ رستم کو دیکھکر بحال ہو گئی زہرہ رستم
پر سحر کرتی ہے سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار مرصع پوش جا پہونچا اپنے عیار کو دار سے
نکالا اُن کو زہرہ نے ہاتھ بڑھا دیا مرکب نقابدار کا بیکل ہوا رستم نے اول سوزن
زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ادا کی سحر کو ایک آئی تھی آفتاب و جلال

کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقابدار مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا پا بہ گل ہو اسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سماک پنجہ پکڑ کر قریب اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ چلی تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے اس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوے پشت پہ سبکی سازندے میدان مین آکر کھڑی ہوئین سبھون نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن مین کون آتا ہی
میری بگڑی کو کیا بناتا ہی
عمل خیر کرلے کچھ غافل
تو ہنسی مین مجھے اڑاتا ہی
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہی ایک جاتا ہی
عشق مین رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہین سماتا ہی
دل دیا اسکو ایک کافر کو
وقت فرصت گزر نہ جاتا ہی
پھولا پھلکا سا آپ پھرتا ہی
کو بکو دربدر پھیراتا ہی
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے
قافلہ روز یان سے جاتا ہی

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہی
روکے کرتا ہون عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہی
شاہ راہ عدم کا حال پوچھ
پیچ بیہودہ کیون اٹھاتا ہی
تم بھی سوے عدم چلو ای رند

ان نازنینان مہ جبین نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سرخ ہوگیا تھر تھر کانپنے لگین قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائین کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی او شہرت ہوشیار ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اور سرخ ہوگیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھین اور غزلین گا رہی تھین ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھین آتشی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہین کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہی وہ ہنس دیتی ہین گولہ پھٹکر زمین پہ گرتا ہی بیکار ہوتا ہی

جہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آوازیں سوز و گدازی کو قلب اُلٹے جاتے ہیں بڑھکر رستم کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکاروں کے سحر نے تاثیر کی ہو وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ باندھکر اُن کے سامنے جاؤں آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کریں کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہو رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائیں رستم نے تیغ ہفت جوہر کو کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانبی اُن نازنینوں پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جبیں دستک دیتی ہو سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں اُن گلو ہائے بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہیں آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہو ساعت دیکھتا ہو ساعت دیکھکر سحر کرتا ہو لیکن اُن سروں سے آوازیں موقوف ہوتی ہیں سرداران رستم بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہیں اور رستم کو منع کرتے ہیں کہ ان نازنینان مہ جبین کو آپ قتل نہ فرمایئے لیکن جہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہیں کہ ان مکاروں کی آواز کسی طرح موقوف ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازیں موقوف ہوئیں زہرہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیوں سے کہہ رہی ہے کیا میں ان قیدیان بلا کو جانے دونگی میں پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہو اور سحر پڑھتی جاتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجکو مرتبہ زہرۂ فلک کا دیا رستم نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ دی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملینگے ان تحفہ جات سے بہت عاجز ہوں ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دھماکا ہوا اور ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیوں گھبراتی ہو میں تیری مدد کو موجود ہوں مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو طلسم کشا نے پایا ہے سحر تاثیر نہیں کرتا اپنے کو بچا یہ سنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ کی پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤں آفتاب نے غل مچایا کہ شہریار بانی ان آفتوں کی نکلا چاہتی ہو ہفت پیکر نے کسی ڈیلے کو پھینکا اُسنے یہی آواز دی کہ نکلنا تیرا [illegible] حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہیں یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان کیانی دوش سے اتاری تیر ہلال کا نیز کمان میں پیوست کیا زہرہ چاہتی ہو مثل ستارہ سحری کے چمکتی ہوئی جاتی ہو رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر [illegible] کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا اسکے گرد نازنین نکل گئی کنیزیں جو ساتھ تھیں اُنکو گھیر کر جلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی ہوا نام مست کنیز زہرۂ فلک بود نقاب دار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہوکر جب بالکل اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا رستم قریب نقاب دار پہونچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا تب مرکب نقاب دار کے پاؤن زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب نکل گئے رستم اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر پلٹ گئی سو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو رستم اُن لاشون کو دیکھتے ہوئے سرداروں کو ساتھ لیے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب عرض کر رہا ہے کہ ای شہریار زہرہ بکر کر کے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر میں آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہیں مگر ہفت پیکر کو زنگار رنگ سے ہے زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدموں سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ خداوندا میں آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہیں کرتا تصویر سے آواز آئی کہ ای زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا سوچ سکتے کہ بڑے بڑے سردار اسکو ممکن ہوئے یقین ہے کہ اب اپنے کو جو اسکے محل میں پہونچائیں تو انکو ثابت ہو جائیگا کہ لوح قصر معلق میں ہے وہاں کوئی جا نہیں سکتا کیونکہ جادو لوح کی منتظم ہے اسکی دختر ملکہ شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہے وہ ضرور لوح دلوادیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بقدر مقدور تباہی طلسم کشا ہو سکے وہ کرو قدرت اب ان پہاڑوں کی آبادی سے بہت بیزار ہیں اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہے وہاں جاکر خدائی کرینگے طلسم ہفت پیکر میں بڑے بڑے ساحر ہیں جو جی چاہے تو کبھی وہاں چلنا زہرہ نے عرض کی مجھے آرام ہونے کا سرداروں کے جا لڑتی ہے ہیں ارادہ تھی کہ باغ گل فشان کے دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا اُس وقت پر آگیا اپنے سرداروں کو بچا کے لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی ای خداوند میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا طلسم کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان سحر بین کو میں نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدا سے سوز و گداز

آتی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب صیدا موقوف ہوئی مگر کنیز جہاں ہو جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہاں پیما بھی ہمراہ جا کے زہرہ کی خدمت کرے اسی وقت ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس میں صلاح کرکے طرف لشکر طلسم کشا کے چلیں رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اترے ہیں یعقوب بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشاں
یہ منظور ہے کہ ہووے جلسے میں غل
ہوا ہے جمع رندان میکش یہاں
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
اٹھا ابر ہے زور سے شور سے
مرے آج آنے کا ہو انتظار
ترستے ہیں مے خوار تیرے لیے
دکھا آج میکش کو جلسے میں جوش
چلے کوئی دم ساغر اے دلربا
تری آمد آمد کی حسرت میں رات
سیاہی کو ظلمات سے دوں مثال
گل نسترن سے مشابہ کروں
اگر گلاب قدرت سے بھیجے شفا

کہ منظور ہے طبع کا امتحاں
پلا اپنے ہاتھوں سے ہم کو شراب
مرے ساقی بادہ کش مہرباں
کہ جلسے میں تو اور مے خوار ہوں
تری مہر سے آج جلسہ بھی ہے
نہالان گلزار کو وجد ہے
وہی شوق میں ہیں سبھی جلسے کے
کہ پیر مغاں کو یہ خواہش ہوئی
یہی آرزو ہے یہی مدعا
یہ گیسو ہیں یا سنبل پیچ دار
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
کہوں قد کو میں سرو باغ مراد
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال

ترا دور ہے ساقی ماہرو
کہ ہو رفع پھر دل کا پیچ و تاب
چلے آج دور شراب ولا
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہوں
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور سجدہ گہ
مرے ساقی مہوش بادہ نوش
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
سراپا کی تیرے صفت کیا کروں
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
رخ خوب کو ماہ تاباں لکھوں
کہ ہے قمری دل کو بھی اتحاد
دہن کو کہوں غنچۂ آرزو

مسیحا ہین لب اور صراحی گلو
یہ دندان ہین یا گوہر آبدار
کہ ہو جان عاشق کی جن پر نثار

شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے نئی داستان کی تجھے فکر ہے

چہرہ رہروان منازل جرأت و شوکت و طے کنندگان راہ پُرہول صحرائے مشقت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت مقال جنہین ہی نگار روزگار کا کیا خیال ۔ لشکر جمجاہ قلعۂ مقناطیس پر فروکش ہو یہی خیال ہر کہ یہین بادشاہ لشکر ہون بشوکت تمام جا کر صاحبقران سے لڑون قضا را قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہر کہ جسکو قلعہ جھلمل کہتے ہین وہان کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہو ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس جادو مسلمان ہوگئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہان فروکش ہین ایک سوختنی اُسنے ہفت پیکر کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہوگئی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن وہان سے جواب آیا کہ اے زلزلہ جا کر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ مین جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ یہ جواب پا کر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جوکا دیا سحر کرنے لگی یہ جوش و خروش سحر کر رہی ہر بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار ہی صلاحین ہو رہی ہین کہ آج کل ہفت پیکر کہان ہر مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پہ ہو اور رسیلہ ہوتا ہو مشکبار ہر مرتبہ یہی کہہ رہی ہر کہ حضور اگر چلین گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ نے پوچھا کہان چلین کہا اے شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہین بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دین مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو نہ روکین ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہر زبان مین لکنت ہر اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہر بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس جاؤ ہمنے تمہین آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی سحر کی زمین پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ سے دیکھتی ہوئی آتی ہو کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہر اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پھر پرواز پیدا کیے اُڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی ہی مقناطیس جاکر سامنے بیٹھی ہو منتین کر رہی ہو کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین دام مار مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطیس نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹائے پشت پر ایک حجرہ بنا ہوا تھا اسمین مقناطیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی سے یہ سب معرکہ دیکھا چاہا کہ کوہ پر اُتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ مارون کہ اسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہون جیسے ہی پہاڑ پر اتری اور ہوا وہان کی کھائی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہو کہ مین اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کردیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ تم تمکو قدرت نے بلایا ہی ہم تمھاری صفائی کرادین گے ورنہ خراب رہو گی یہ سُنکر مشکبار سلام کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساز مین چاہتی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہے مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اسکو بھی قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہوکے نہ آئین فیروزہ سے فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہی اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جاکر مبتلاے بلا ہوئین کہ پھر واپس نہ آئین مقناطیس کیسی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی تھی اُسنے کہا کہ اب مین آپ سے رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف پہاڑ کے چلتے ہین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کامل کی یہ تاثیر ہے کسی ساحرہ نے کمال کر رہا ہی یہ لوگ میرے روکے سے نہ رکینگے اہل فوج کبھی اپنے مقام پر بیٹھے کہ رہے ہین کہ رفاقت مین بادشاہ کی کوئی ضرورت نہین چلکر قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہے ایسا نہو یہ سبب ملکہ پادشاہ پر بلوہ کریں کہ ایک سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پر جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہے مگر حیران کہ کیونکر جاؤں ایسا نہ ہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد میں پھر کیا آخر سامنے کوہ کے ایک نخل ہے اُسکے سایے میں بیٹھا ہی مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہیں پہاڑ پر جاکے غائب ہوتے ہیں کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوئے ایک ہاتھ میں گلابی دوسرے ہاتھ میں سامان گزک لیے چلا آتا ہے سمک نے بڑھکر اس ساحر سے پوچھا بھائی تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ میں کیسی ہے اس ساحر نے جواب دیا کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہیں کہ میں جا کر تین دن میں سب لشکر کو پادشاہ کے آوارہ کر دونگی بلکہ آخر کے سحر میں کچھ لوگ پادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا تھا کہ شراب و کباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتیں کرکے اس ساحر کو اور ادھر باتوں میں لگایا حباب مار کر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید ساحرہ بگڑ جاے اُسکو تو ایک گوشے میں ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا شراب و کباب ہاتھ میں لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیاں طے کرکے بالاے کوہ پہونچا دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہے ساحر کو دیکھکر کہا کیوں آہنگ جادو آج تو تم نے بڑی دیر لگائی ہم تمھارے انتظار میں تھے کیا باعث ہوا کہ تم نے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا اے ملکہ عالم راہ میں دیر ہو گئی اب میں جلد آیا کرونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیاں بھی لے رہی تھی لپکا فیروزہ کے ہاتھ سے شراب و کباب لیا جام لبریز کرکے قصد کیا کہ پیوں دل جو دھڑکا رک گئی دل میں کہتی ہے راہ میں کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل میں ہیں فیروزہ نے سوچ کر جواب دیا کہ وہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہیں مرادمند لوگ جمع ہوتے ہیں کل کسی طرف سے خبریں مل رہی ہیں کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بلکہ شہزادی صنع پوش دختر کمیل جا کر شریک ہو گئیں مقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعہ فاروقیہ پر فروکش ہیں ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہے کہ بالاے کوہ آئیں قدرت تدبیر میں

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل و اکمل کہ اونکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب انڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا او آہنگ آج یہ شراب کیسی ہے کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرلون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہے قلب خود بخود ناصبور ہے اٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلوے کوہ سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے نیچے کھینچکر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہو مین یہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اب کیونکر جان بچتی ہے بلبلا کر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین اے آہنگ تونے ملکہ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہے **نظم**

نکرد بندگی این بندهٔ خدا افسوس　ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی　بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
برائے بندگی آمد درین جہان لیکن　نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین با جدا کارے　ند یار در رہ غفلت بنہتا افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خویش　قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم　بہ آستان خداوند کبریا افسوس
بہ پیچ و درد و الم ماند در جہان تا عمر　چو رفت رفت ز دور زمانہ یا افسوس
رسید یکو خستہ و بازار و در بدر گردد　چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد
بکن براہ خدا خرج مال و زر ہندی

بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا رفسوس
بدل وگرنہ بماند ازین ترا افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین ارے تونے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہے کوئی منہہ پھیلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مارا ہم کیا تجھے زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہے مگر جس حجرے مین سب سردار بند تھے مرنے سے زلزلہ کے اسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیاہ جو ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے بیچ مین ہے کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک عیاران نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی کہ مقناطیس تڑپ کر اٹھی جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زیور اتار کے پھینکا مار کسیکا سر پھٹا کئی سو کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مر گئین جتنی کنیزین بشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اٹھا یا لیکر پہاڑ سے کودین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ زلزلہ کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون کو ساتھ لیا پہاڑ سے اتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہے بادشاہ خوش ہوکر باہر نکل آئے اپنے سردارون کو جو آتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہے حضور نے بڑی جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یون دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پہ پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ تو جو مین تمھارے تعاقب مین گئی تھی میرے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو دیکھین اسکا بدلہ یہ ہوا کہ خود اسکے سامنے جا بیٹھی عیاران رسالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور خود بخود دل مین ہوا سے الفت بصفت پیکر پیدا ہوگئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پہ جا کے

پہونچے اُسنے قید کر لیا یہان تو یہ ذکر ہے مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین روتی پیٹتی خاک اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو راستے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز خدمت خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہنشاہ ہمنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین وہ اسُ قلعے مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے گھبرا کر اُٹھا کہ خداوند خیر کرے میرا خود بخود دل بھرا آتا ہے یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے نیچے رکھا ہے کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین اے ملکہ عالم اُٹھیے آپکے شوہر کا قلعہ سامنے ہے وہ مردہ پڑی ہے جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی اے کنیزین وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہے تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین کہتی ہین اے شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجا یہ سنکر اغلال نے اپنے کو گرا دیا ہائے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہے کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھ سے بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمہارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرے قاتل کو افسوس نہ آیا ہائے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے ہین کوہ ویران پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوئے عیار بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دغا کیا ہم لوگ تو ڈر رہے کوہ مین تھے آواز سنکر جو نکلے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا مارا گیا عیار کو قتل کرین مقناطیس ایسی ساحرہ اُسنے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ لیتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا اغلال جادو نہ رکھا اُسی وقت ارتھی منگوائی لاشہ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین آیا عیار اسکا اجلال تیزرو دربار مین بیٹھا تھا کہا اے اجلال سنتا تو ہے کہ کیسا بیداد ہو گیا اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو تسکین ہو اجلال نے کہا حضور مین گیا اور آیا یہ کہکے اپنا سامان عیاری آراستہ کیا طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر آیا گا

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پہ بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ نوش کرکے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار چپی پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوئے اغلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان جو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا گھبرایا ہوا دربارگاہ پہ آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا پہرہ عیارہ کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کرکے لیگیا مقناطیس یہ خبر سنکر آئی کہا کہ فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ قید ہو اُنکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جاوے ہفت پیکر تو اُنکا دشمن ہو رہا ہی فیروزہ یہان سے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش مین بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہی اغلال نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو سلاسل و طوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار کفر مدار اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی ای شہریار اتنا بڑا شخص یون قتل ہو جائے اشتہار چسپان ہون سارا شہر جمع ہو اُس مقام پر انکو قتل کیجئے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاوضۂ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ اغلال پہ قتل ہوئے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈورا پیٹے کل صبح کو بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اُسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈورا پیٹا اشتہار چسپان ہوگئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ایک یہی ذکر کر رہا ہی کہ زوجہ اغلال قتل ہوئی اُسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہوگئے اسلئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون کے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن میں بے مثل و بے نظیر تھی نہ ہوئی اور ایسی ہوشیار کہ سقراطیس اور شکیبا کو اپنے سحر میں پھنسایا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہیں لیکن اغلال ڈھنڈھورا پٹوا کر اپنے باغ میں آیا کنیزوں سے کہا یہیں لاکر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگیں گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ میں ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس میں بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزوں سے کہا گائنوں کو لاؤ گائنیں حاضر ہوئیں اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

محشر میں پاس کیوں دم فریاد آگیا
رحم اسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا
الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا
ناکامیوں میں تمنے جو تشبیہ مجھ کو دی
شیریں کو درد تلخی فرہاد آگیا
ہم چارہ گر کو یوں ہی پہنائینگے بیڑیاں
قابو میں اپنے گر وہ پری زاد آگیا
دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی
اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا
وہ بدگمان ہوا جو کہیں شعر میں مرے
ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا
تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی ضرور
کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا
جب ہو چکا یقین کہ نہیں طاقت وصال
دم میں ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا میں دیکھ
مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے اغلال مبہوت بیٹھا ہے جب زوجہ کا ذکر آتا ہے تو درد شراب بادشاہ پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہیں بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں کبھی فرماتے ہیں کیوں اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر میں نہیں ہے کیا ساغر عمر لبریز ہوا اے معبود اس آفت سے بچا کہ پیارے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے نظم

گاہ در دل خیال وحدت تست
گاہ در دیدہ نور کثرت تست
بر رہ حق قدم نہد ثابت
ہر کہ او رہرو طریقت تست

گاہ از حق زبان نمے بندد   ہر کہ او واقف حقیقت نیست
ہست فارغ ز مذہب و ملت   ہر کہ پابند بر شریعت نیست
با دگر کس نمے کند الفت   ہر کہ وابستہ محبت نیست
گو تعلق بما سوا دارد   ہر کہ مصروف در عبادت نیست
جلوہ گر ہست ہر سو بدیدۂ خلق   ہمچو خورشید نور قدرت نیست
طالب دید از ہر صورت   ہیچ دیدہ ظہور صورت نیست
بزمین و زمان ندارد کار   ہر کہ گنجینہ دار دولت نیست
عاشق از خوف نمیدارد   بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام بلک بلک کر دعائیں مانگ رہے ہیں زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی ہے اغلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہے کہ ایکا یک ابر سرخ رنگ سامنے سے اٹھا پھول برسنے ہوے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوے اغلال نے جو اس ابر کو آتے ہوے دیکھا اگرچہ غم میں زوجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا پر ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا ملکہ نوبہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے سیر نخل آئین گائن کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم و اے شہنشاہ خوبی و اے ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤگی اور ہم مشرف بہ زیارت ہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آکے پھٹا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریا میں پھولوں کے غوطے مارے جوڑا گلنار زیب چشم ابروے خمدار کھینچے ہوے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں رشک دیدہ غزال دونوں ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیمتن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزیں گرد گھیرے ہوے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوے وہ نازنین تخت اڑاتی ہوئی اتری پکار کر کہا اے اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیوں خالی ہے ملکہ زلزلہ سحر ساز کہاں گئیں تمنے ہمکو کیوں بلایا انکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہے اغلال بے اختیار رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم خداوند ہفت پیکر نے انکو بلا لیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا تمکو خانۂ دل مین جگہہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول و حزین کرتا سنجابی کا زیب جسم ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور آہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر۔ فرد۔ اس ملگجی پوشاک سے مسکی ہوئی چولی + یہ بگڑی ہی ادا اللہ کہ بناوٹ کے برابر نوبہار جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ ہی زلزلۂ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین بھی ہوئین اشتیاق جانبین کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پر بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی کیا تدبیر کرکے اُسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت مجھکو یہ صحبت دیکھ رہا ہی اغلال جادوگر مدت سے اسیر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے اظہار محبت نہ کر سکا تھا دلمین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پر جان جاتی ہی اب تو اسکو قبضے مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مرگئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود اٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا تو جب اغلال بہت منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پر بل پڑ جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین تو اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمہارے لائق تھی قدرت نے سمجھکر تمہارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی کہ اغلال

پھر اپنے مقام سے اٹھا دوسرا جام بھر کر لایا منتیں کرنے لگا کہتا ہے کہ ملکۂ عالم ابکی مرتبہ تو نوش فرمائیے میں بہت بیقرار ہوں دل کو سمجھاتا ہوں دل نہیں سمجھتا یہ قول قمر نظم

کیا کہوں آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل — درد سے بھی نہیں ہو سکتی ہے غمخواری دل
تیر مژگان نے انھیں تاک کے مارا اسکو — پسلیوں سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہیں روتا ہے — صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
اے قمر تیغ زبان سے بھی خوف آئے مجھے — اسد اللہ رسا گر یہ مددگاری دل

نوبہار نے کہا اے اغلال تم فراق میں اپنی زوجہ کے دیوان سے پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی مکرو خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ میں اٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہے میں اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی اغلال منتیں کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم میں اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہے دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہے وزدیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی ہے شاہ بھی دیکھ رہے ہیں کبھی اشارہ کرتے ہیں تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہے سفیدی و براقی دانتوں کی ایک برق چمکتی ہے کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیتی ہے بادشاہ ملول ہو کر جب سر جھکاتے ہیں نوبہار چاہتی ہے کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کروں اور ایسا شہریار طوق و زنجیر میں مسلسل و مطوق ہے کاشکے یہ ہتھکڑیاں بیڑیاں میرے ہاتھ پاؤں میں ہوتیں کیونکر اس شہریار کو رہا کروں جب اغلال کو بہت مبہوت پایا کہا اے اغلال اب میں نے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھوں نے فتح کیے سقنا طیس جادو انھیں کے قبضہ میں ہے اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا سقنا طیس و شکیار اسیر عاشق ہیں اسی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ صبح کو قتل کروں نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یوں قتل کرنا مناسب نہیں ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کرکے بہت پچھتاؤ گے کیونکر جان بچاؤ گے طلسم کشا اسکا چچا ہے وہ خبر سنتے ہی تمہارے قلعے پر آئینگے کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو میں ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہوں اگر میر سلمان آمادہ کریں تو قدرت مدد بھیجیں ایک طرف صاحبقران آمادہ کرینگے اور طلسم کشا کہ تحفہ جات پر سحر تاثیر نہیں کرتا کون انکو روکیگا ہم خود

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا نہال ہوگیا بحال ہوا کہا اے ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہے ایک دن ایک رات کیا جبتک کہیے قید رکھون اگر آپ انتظام کرین تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت مین مشکل ہوگی ایک طرف سے صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا مین قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کردونگی کہ کوئی آنہ سکے دیوارین سحر کی بنا دون کہ اگر قریب دیوار کے آئین تو ڈوب جائین مہلت نہ پائین اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجا کر قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا اے شہریار اب نہ گھبرائیے گا مین نے آپکی رہائی کی تدبیر تو کرلی ہے ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہے آپکا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ تحقیق عاشق ہے خوب باتین راز و نیاز کی کین کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہے حکم دیا اے میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجا کر قید کر لیکن بہ حفاظت رکھنا اسکے دوست بہت ہین میمون جادو چار سو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان مین آیا اس مکان مین لاکر بادشاہ کو قید کیا چار سو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پہ کرسی بچھا کے خود بیٹھا ہے حکم ہے کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اسے روک دیا اس طور سے انتظام کر رہا ہے اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپنے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے آگے بڑھکر انتظام کردیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اٹھی کہ اب مین رنگ سحر جمانے جاتی ہون وہ سحر بناؤن کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کرین تو آنہ سکین تحفہ جات بھی بیکار رہین ادھر سے ملکہ نوبہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش مین نکلا تھا راہ مین اسنے خبر پائی کہ فلان قلعے مین جہان کا حاکم اغلال جادو ہے عیارہ اسکا شہریار کو وہان لیگیا ہے چند ڈھنڈھورا وغیرہ پٹا تھا تمھارے بھی حیران ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی مہلت دی گئی فیروزہ قلعے مین آیا مقام قید کو دیکھا مگر تنہا تھا حیران ہوکہ یہ لوگ راہگیر کو روکتے ہین مین کس طور سے جاؤن یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکارکر آواز دی اے برادر جیحون دردولت شاہی پہ جاؤ ہم لوگون کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بہ مشقت ہمنے کاٹا اب رات کو حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سنکر چلا دردولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیحون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہے اغلال نے حکم دیا کہ میخانے سے لیاؤ جیحون نے آکر میخانے سے تپلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا ارے کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیحون کے آیا بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہیں جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہے جان تک بد دیتے ہیں مگر آج دن کی رات ہو گئی دو داؤن رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہوا حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی ناغہ نہیں جاتے جسدن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہیں کیا حکم ہوتا ہے جو کام چاہیے لیجیے مگر مزدوری کے چار غوطے لینگے صبح کو اسی سے داؤن بدینگے اگر لڑ گئے تو ہمارے جوے کو ویران کر دینگے ہمسے کیا کوئی کھیل سکتا ہے جیحون نے کہا یہ تپلہ اٹھالو شہدے نے تپلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیحون کے ساتھ ہو راہ میں ایک مقام پر ٹھوکر لی تپلہ دوش سے گرا ہاتھ میں جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیحون سے کہا حضور اسے روشن کرا لیجئے اسی ہارنے کی جھجل میں گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب جوے والے میرے ہرنے کی صفت کرتے تھے جیحون نے کہا میاں شہدے صاحب تمھیں ان باتوں سے مہلت نہیں شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال بھی ہے اسی میں ہماری بسر اوقات ہی جوے پر رہتے ہیں جواریوں سے پوچھ کے داؤن ہمارا اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہیں بڑے جوے پر جا کے لڑا دیتے ہیں لیا یک جیتے ہیں جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنا لیں گے ابھی تقدیر رسائی نہیں کرتی اس حال سے رہتے ہیں جیحون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے تپلہ کھولا اسمیں بیہوشی ملائی اتنے عرصے میں جیحون روشنی لیکر آیا تپلہ اٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیحون کے ساتھ قیدخانے پر آیا شہدے نے تپلہ رکھدیا سپاہیوں کی چلمیں بھرنے لگا ان سب نے شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہے کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہے جیحون نے کہا میاں شہدے صاحب بیٹھو تمھیں بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہے لیکن تو پیٹ میں بھرے ہیں فقط منھ سے بو آنا چاہیے تھوڑی تو منڈی بھی آتی ہے آپ لوگوں کی خدمت میں رہونگا رات یہاں بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جا بیٹھینگے جو کچھ آپ لوگوں سے

پایا ہو لڑا دینگے اگر وہ ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہی اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہی کہا حضور ہماری یہی دنیا یہی عقبیٰ ہی اسی کے شوق مین شہدے ہوے اور جوے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حضور کچھ یے گانا ہو ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اُسکا اوندھا کرکے رکھا اُسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی

نظم

اجل جان بلب تیرے شیون سے ہی
یہ نادم مرے ذوق کشتن سے ہی
وہ بدخواہ سمجھا تو سب انہین
عبث دوستی تمکو دشمن سے ہی
یہ پردہ سہ ہو شیشہ نور کا
مشبک مرا سینہ چلون سے ہی
مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر
کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہی
جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین
گلہ نالۂ آتش افگن سے ہی
شب غم موے شمع کو دیکھکر
ہمین خجلت اس شوخ بدظن سے ہی
مرا خون کیا بار گردن ہوا
کہ بیتاب ہی وہ بار گردن سے ہی
کھلائے شگوفون سر گوسالہ کو
خجل سامری چشم پرفن سے ہی
جہان خاک اڑائی وہین دبینگے
کدورت عبث فکر مدفن سے ہی
ابھی کچھ نہین اپنی جانبازیان
یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی
بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین
عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی
دل مومن آتشکدہ کیون بنے
لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے وہ اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنسکے باتین کر رہے ہین جیحون میمون سے کہتا ہی بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے جھککر کہا آپ

قدرت کو بلائے میمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیحون بھی اپنے مقام سے اٹھا اور سپاہی بھی لپٹا لینا کیلئے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوئے فیروزہ خنجر لیکر اٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور کوتوال وغیرہ طلاے پہ پھرتے ہین ایسا ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا کر لینا شب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہو جا بجا قفل کھولون یا خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہو اور نہ کاٹے سے کٹتا ہوا تو فیروزہ حیران ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہر چند چاہتا ہو کاٹون قفل نہیں کٹتا کئی سو کنجیان اپنے پاس سے نکالین مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہو کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہو کہ اے فیروزہ معلوم ہوتا ہو کہ میمون کا سحر ہو یہ قفل نہیں کھلتا اسی سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی فیروزہ دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوئے آسمان سے آتی ہو فیروزہ کو جو خنجر بکف اس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی اے تو کون ہو ان سب کو کسنے بیہوش کیا ہو فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہیں معلوم کہ دوست یا دشمن ہو پر اب ہر طرح ہو دل کو پتھر کرکے پکار اٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین اس شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا اے عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا مگر قید خانے مین نہ جا سکیگا قید خانہ سحر بند ہے مین آکے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہکے نوبہار طاؤس سے اُتری آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوئے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے بھی خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہو سب کو بیہوش کیا ہے یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین نوبہار دروازے پہ کھڑی پکار رہی ہین کہ اے فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو طلایہ دیتا ہوا آتا ہو ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ بیڑیون سے بادشاہ کی خون جاری ہو دل کو تاب نہ آئی بڑھکے عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہو ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ جیحون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے سیمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمہارا قیدی رہا ہو گیا سیمون اور جیحون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا انہی کا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار کر گیا خواہ سر پر پڑا کر سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہر طرف نوبہار کے کوئی نہین اپنا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پیچھے پھول گئے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ اقلیم دلربائی او نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہی اس عمل مین دل کی یہ کیفیت ہی کہ

نظم

ہمسری کی اُس زلف سے اب بھی فیصلا ہو گیا
[illegible] سپہر کو اور سودا ہو گیا
گو جدا ہے پر عدو سے وہ خود آرا ہو گیا
پر ہمارا بھی تو مر جانا تماشا ہو گیا
کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہاے
جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہو گیا
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون تری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
ظلم کا ثمرہ یہی تھا دیکھکر گل ہاے داغ
بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا
چشمہ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے
پانی پانی لبکہ اعجاز مسیحا ہو گیا
روز محشر کیا ہوا کیون شب دیجور کو
کیا ہمارا نامہ اعمال کچھ وا ہو گیا
جیو فدائی ہو [illegible] اُسکی سو دم مین کہان
ہم مزاجی کے سبب سے شیرہ بنا ہو گیا
جان و دل پر شکر آرائی تھی جوش یاس کی
[illegible] آئینہ [illegible] جنون تنہا ہو گیا
ہوش گیا ہو گا دیکھ [illegible]
شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہو گیا
وہ لگا کہتی جب مجھکو تو بھی بات رم کرتا نہین
کیا کرون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہو گیا

شربتِ مرگ آب حسرت شورِ تلخی زہرِ غم
تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا

رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر
قطرۂ اشکِ ندامت ہمکو دریا ہو گیا

ہو شبک لبکہ روتے روتے چشم ای ماہر
شب جو اشک آیا سو اک عقدِ ثریا ہو گیا

حق تو یہ ہو کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی
آج باطل سارے اُستادونکا دعوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نو بہار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سنکر جیحون جوش مین آیا کہا ابھی اس بیحیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او نا مبارک بندہ ہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اُسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آگئے ایسا نہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے فوت سر کا حلقہ مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے قضا سے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ کی کب آرام ہوتا اُلٹی پھرتی ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرہ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکہ تاز میدان جلالت حشم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہین بلند ہوکر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیر خواہ ہی بادشاہ کو بنگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سلطنت زین ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقناطیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوئی پہنچے بشکرا ایک گرز اسم سحر پڑھکر مارا کئی سو ساحرون کے سر پھٹے واصل جہنم ہوئے
فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیرہ عیار کو ڈانٹا وہ حقیر جانکر اسپر آپڑا دو چار وار آپس مین واقع
ہوئے تھے کہ فیروزہ نے بشکر پیچ مارا کہ دونون پاؤن اجلال کے اُڑ گئے بڑھکر نوبہار
نے میمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعد بن
قباد کو ملکہ نوبہار نے جاکر مار لیا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار
ساحر تیار ہوکر آئے انکو لیکر چلا یہان مقناطیس نے دو تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر
مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ انکار کرتے تھے ملکہ
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے
آواز دی آؤ ابھی تم بھی نکل آؤ ایک گوشہ پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے پایہ
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اڑتی ہوئی سے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اسوقت پہونچا کہ اسنے آکر
دیکھا لاشہ میمون اور سعدون خاک و خون مین غلطان پڑا ہے قیدخانہ لٹا پڑا ہے آگے قیدخانے
کے دروازہ کھلا ہوا ہے ساحر سبھی حیران ہین نوبہار کے قبیلہ سر ٹکرا رہے ہین غل مچا رہے
ہین اغلال نے آکر چہرہ سے سحر اتارا جب انکو افاقہ ہوا تو اسنے حال پوچھا ان سب نے
حال بیان کیا اغلال جادو غصہ مین کانپنے لگا کہا بادہ اس گیسو بریدہ نوبہار نے غضب
کیا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحرون نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
برپا کردی نوبہار بھی اسکے ساتھ گئی ہین اغلال نے کہا مین ابھی اسکے بھائی گلدار جادو
کو نامہ لکھتا ہون وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو گوارا کریگا میری صحبت
مین آکر اسنے بادشاہ کو دیکھا تھا میٹھی میٹھی باتین کرکے یہ دھوکا دیا مین نہ سمجھا کہ بادشاہ
قتل سے کیون روکتی ہے مراد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤن اگر مقناطیس
نہ بھی آتی تو ان ساحرون مین یہ لیاقت نہ تھی کہ اسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلا
رنگا رنگ ہے لیکن بادشاہ کو وہ قتل ہونے کسی صورت نہین دیتا اسی وقت ایک نامہ لکھا مراد
یہ تھی کہ اے گلدار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر لے گئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

لیکر چلا مقناطیس جگر نے راہ مین نوبہار سے جو مفصل حال سُنا سناتا آگیا جی مین کہتی ہی
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین
بالا سے قلعہ جمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین اُنکو جاکے مسلمان کرون خدمت مین
حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ زنگار رنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمھارا جانا بہتر نہین
نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمنستان کے چلی اس قلعے مین اُسکی
سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا
صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چہار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
تمام در بند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آگئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغفر و شیرین کلام نوخیز بدیہ خالص قدرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئین لوح کا حال بھی اُنکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اُنسے لوح کا
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پہ ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردہ خداوند
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ
طلسم ہفت پیکر کا فاتح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر
کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی آپ کے
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اُٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کرکے اُنکو رخصت کرونگی تم سب صاحبون کو خدمت
اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برائے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
نے جو بہن کو دیکھا جل گیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ نوبہار
کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہو کر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا
بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطر داری مین مصروف ہوئی نوبہار
جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد سنکر براے استقبال گئین اب آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بیچون کو بلایا شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی کہا ہین یہ پہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہے اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر بیٹھی بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی مسلسل کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو نے قلعہ اغلال مین جاکر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے شکایت لکھی ہے اب مجھکو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا بادشاہ کو اسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور ہو ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہے اسنے سب حال مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایات کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو اژدہے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف کوہ رنگارنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار واپس نہ آئین انکی صورت زیبائی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ اے فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اسی وقت قطعہ ہاے نذرلیتی سے آراستہ ہوکر براے خبر نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعہ چمنستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی کرتا ہوا آتا ہے اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا کہ جنگل سے گرد اٹھی ایک اژدہے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عہدہ سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہے فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اترا اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ رنگارنگ لیے جاتا ہے فیروزہ یہ دریافت کرکے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر ہین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون اے یار وفادار کیا خبر لائی یاد مین اس نازنین و معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے نظم

رک گیا اس پری سے جی ہی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آ گیا رنج دوستی ہی تو ہی
وقت بد میں کہاں انیس و جلیس
نہیں لگتا چمن میں جی ہی تو ہی

نہ بنی ہمسے دوستی ہی تو ہی
سبزۂ خط کیا نمو نہ ہوئی
ہم بھی آنکھیں لگی ہی تو ہی
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی
ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند

درد یا ہوش بیخودی ہی تو ہی
بن پڑی ہمسے عاشقی ہی تو ہی
وجہ آزردگی بتاؤں کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی
دل ہمارا اداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

اسطرح بیقرار ہو کر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہو کر عرض کی اے شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پر کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قید کر لیا ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ اربے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوے طرف کوہ زنگار رنگ کے جاتا ہی چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دیں کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھیں کہ چلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہی ثبوت خطاے ملکہ نوبہار میں کوئی حجت اُسنے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے فرمایا اول تو میں گلزار کو راہ میں لونگا ورنہ اسکے پیچھے کو تا بکوہ زنگار رنگ پہونچا دونگا وہاں جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑا دونگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اے شہریار مقام کوہ زنگار رنگ عجائب و غرائب سے معمور ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسیں تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سرداروں نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کر لونگا یا اپنی جان دونگا اُسنے ایسی خیرخواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں رکھا میں خبر سنوں کہ اُسکی قید جاتی ہو اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہو سردار یہ کہکے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ایک ناخن پاے حضور پر ہمارے جان نثار ہی بادشاہ مرکب پر سوار ہوے مقناطیس و شکیبا نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہوے یہاں گلزار قید لیے ہوے نوبہار کو دامنہ کوہ زنگار رنگ میں پہونچا زیر کوہ دو کوس میں

آراستہ میلا جمع ہی بالاے کوہ تصویر شکل انسان کے باتین کرتی ہو مراد مند جمع ہین گلزار جو اس مجمع مین پہونچا دوکاندار اٹھ اٹھکے اپنی دوکانون سے پاس گلزار کے آتے ہین تو پوچھتے ہین اے گلزار یہ قیدی کون ہو گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی رنگار رنگ جادو حاکم یہان کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مندون کو پیش کر رہا ہو موافق ہر ایک کی خواہش کے تصویر سے آواز آتی ہو مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین ہزارہا زاغ و زغن درختون پر جمع ہین نام ہفت پیکر پکار رہے ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہی کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور جمشید انھین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخرکار ایک سب غائب ہوے اُنکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آرہی ہین کہ رنگار رنگ جادو نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی تصویر سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاے کوہ اُس گنہگار کو بلاؤ زیر کوہ سامان قتل کرو رنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو بلاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اہل فوج دارین استادہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہوکر دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے مذہب حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج   تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل   زمانہ بر در لطف تو ہر زمان محتاج
نگاہ قدرت تو گوش میکند یارب   کند چو بر در بار تو فغان محتاج
رسا بکام دل خویش از عنایت تو   غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور   فرشتہ بندہ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہو دارین استادہ ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین سنگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہو حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ خنجر اسے گرد

اُڑی اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد رفتار پہ سوار پشت پہ فوج دریا موج دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابروں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے دونوں وہ ابر برابر روارو ہی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا ای شیدای کافران بیحیا و ای نابکاران بپرد و ظاہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم | ہژبر نیستان شاہ اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران

جو ہمراہی پشت پہ تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ لڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزیں کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحروں کے آ گریں دونوں نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوئے دوکاندار فریاد کرتے ہوئے بھاگے سپاہ لٹنے لگا کل اہل فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد مانگنے آئے تھے کیسی نامرادی ہوئی بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو پہار کو ہلاک کروں کہ گلنار سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی ای بادشاہ قریب گلنار کے نہ جانے دونگا یہ کہکر گلنار نے گولہ مارا شعلہ آتش بھڑکے تلواریں برسنے لگیں مگر کوئی شے بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں اُلٹ گر رہی ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں گلنار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہے بادشاہ پر کچھ اثر نہوئی ایک تلوار بھی اگر اثر کرتی تو سر اُڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی اُنکے قریب نہیں جاتی گلنار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں دم بھر میں کوہ سفید کے انبار ہوگئے سب کا سردی سے شل ہوکر خون جمے جاتے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری اگرچہ مرکب انبار میں جسم مرکب بادشاہ کا برف و پانی سے محفوظ ہے جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہیں برف پانی ہوکر بہ جاتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلنار کے پہونچے گلنار تو اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا غصے میں تلوار لیکے بڑھا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر چلا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پہ روکا اچھلا وہ سے ہاتھ نکال کر گلنار پہ ہاتھ مارا گلنار کی پشت پہ جو سپر پھولوں کی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یاقوت سپر پر تلوار چلی تھی باز بر تنگ تلوار نے بوسہ دیا گلزار کا مارے جاتا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے جھکر زبان سے نوبہا کی سوزن نکالی سوزن نکالتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قید کھلکر گری نوبہار تڑپکر اٹھی بھلے لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیئے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے پھینکا پھول و بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہو گئے کوئی سر ٹکراتا ہو کسیکا گریبان چاک کوئی منھ پر خاک مل رہا ہو لشکر میں گلزار کے ہنگامہ پڑ گیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی آتی ہو اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہو رنگا رنگ جادو نے بالائے کوہ سے دیکھا کہ میلہ تباہ ہو رہا ہو گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جم کے سحر کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں رنگا رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلہ کو لوٹ لیا ہو دوکاندار بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کیجئے کہ بندے آپکے اس آفت سے نجات پائیں آواز آئی ای رنگا رنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہو جاکر تماشہ دیکھو رنگا رنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سپر جلد آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان پیچیدہ ہوکر بالائے آسمان پہونچا آواز آئی منم آسمان سپر کوہ اناز تصویر سے آواز آئی ای بندی خاص الخاص مقناطیس و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحرہ دھوئیں سے نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سپر جاؤ تمکو قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سپر نے آکر رنگا رنگ جادو کو سلام کیا کہا ای رنگا رنگ آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگا رنگ نے کہا ای آسمان سپر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوئے اگر تمنے دیر کی تو سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال کرکے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہو تمام زیور پھولونکا جو جسم پر آراستہ تھا سب اسکے

تو چمک پھینک دیا دیکھ تو سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض آبرو ڈبونے کو جھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان سپہر نے کہا سب بلائیں دفع ہو جائینگی لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسے کہ نکل نہ سکے پھر قدرت کو اختیار ہو زنگار رنگ کو آسمان سپہر سمجھا کر پہاڑ سے بلند ہوئی تو بہار نے دیکھا میرے چہار جانب چار پہاڑ ہیں اور سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر یاد نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی زنگار رنگ کے کان میں آواز آئی کہ دیکھ میں نے نو بہار کو تاراج کیا سامنے درخت کے سائے میں بیٹھی ہے زنگار رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہیں اور ایک چھوٹا سا میدان اس میدان میں ایک نخل ہے اسکے سائے میں سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس افسوس کہتی ہو زنگار رنگ نے پکار کر آواز دی اے آسمان سپہر کیا کہنا سحر اسکا نام ہو جو تو نے کیا آواز آئی اے زنگار رنگ دیکھو بادشاہ پہ سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہے زنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا قلعہ زنگار رنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکے نکلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان میں پہونچا فوج زنگار رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام کو یہ معلوم ہوا کہ گرد پہاڑ کے ایک دیوار کھنچی ہے اس دیوار پر لا کھولا کہ سحر کیا غیر ساحروں نے گرز اور تیر مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب لڑ رہی ہے سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ دردمند یہ شعر پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے شعر

گر نہیں کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہاے وہ الفت ہاے خود کامی
میرے آزار کا کفیل ہوا
ز حسن و عشق سنتا ہے شکل
ہیں الگ بزم میں ذلیل ہوا
کو نہیں کے جواب میں ان کا

مجھکو چھیڑا آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پر نہیں آتا
غیر ہر کام میں دخیل ہوا
کس قدر تیز رو ہے توسن عمر
میں نہ آیا تو مرا بکسہ لیا ہوا
آتش آہ سے اثر سے مری
دور کتنی خط مرا طویل ہوا

کرتی ہی بیخودی سے چھپا میں
دعوی کیا خضر سے دلیل ہوا
اب تغافل ہے وان مگر
ناصر جیسے ایک ہیچ قلیل ہوا
آپ کی کوئی کی بھی چھٹی ہو عجب
آسمان کا شوق قلیل ہوا
ہاے مرون شہادت سے لا

بہرو مل جشم قتیل ہوا

مستغنا طلس یہ صدائے دردناک سنکر بیقرار ہو گئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک مقام پر پہاڑ کے بیچ میں ایک نخل کے سامنے میں نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور شکوہ شکایت زبان پر جاری ہیں مستغنا طلس بیقرار ہو کر ان پہاڑوں کے بیچ میں پہونچی جا کے نوبہار سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا مستغنا طلس بھی پاس نوبہار کے بیٹھی شکبار بھی گریہ کر رہی ہے کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مستغنا طلس کہاں گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت کے سامنے میں نوبہار سے باتیں کر رہی ہے شکبار تنہا ہے کے پاس مستغنا طلس جادو کے پہونچی تو تینوں ایک مقام پہ بیٹھی ہیں لشکر کل دیواروں میں گرفتار ہے بادشاہ نے پلٹ کے دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہیں حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا حصار دیوار میں پھنسا مستغنا طلس اور شکبار و نوبہار پہاڑوں کے بیچ میں بیٹھی ہیں سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پہ تلوار کھینچ کر آتے ہیں اور جشم دو قتل ہو چکے ہیں یکایک گھوڑا بادشاہ کا ٹھوکر کھانے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھر کے پہاڑوں کے بیچ میں پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہے جو ایسا گھوڑا اکھڑا آخر بادشاہ پشت مرکب سے اتر پڑے پہاڑ چاروں مل گئے بادشاہ نے دیکھا کہیں جانے کا راستہ نہیں ایک نخل کے سامنے میں جا بیٹھے فیروزہ بھی گرد ایک نخل کے نیچے کھڑا دوڑا کیا ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہے کہ شہریار یہاں سے نکلئے بادشاہ ہر مرتبہ اٹھتے ہیں چاہتے ہیں مرکب کو قبضہ میں کروں پشت پہ اس کی سوار ہوں مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہے کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہے لیکن راستہ نکلنے کا نہیں پاتا یہی حال بادشاہ کا تو تینوں جادوگرنیاں نخل کے سامنے میں سے نہیں اٹھتیں آپس میں ہم کلام ہو رہی ہیں زنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہے کہ آسمان پیر آسمان سے اتری آکے زنگار رنگ سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پہ نقش ہے وہ آخر تھرا تا فیروز منت کرتا ہے کہ پہاڑوں کے بیچ میں بیٹھے ہیں نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مر جائینگے زنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان قریب قصر بیستگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے میں نے سب کو قید کر دیا ہیں بادشاہ کا انتظام کر دونگی تو ایک ہفتے میں تمام ہو جائینگے کیا تقدیر سے رخصت ہوئی آسمان پیر پہونچی انتظام کرنے لگی یہاں بادشاہ کو دن بھر گذر گیا جب وہ رات شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قید خانے مین آب و دانہ کبھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چہار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھیں اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جب تک آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سنکے پھرنے لگا قریب ایک در کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کے بمجبوری اُترا در سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہو رہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب و دانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب و دانہ بھی مین نے بند کر دیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سنین دبے پاؤن دیوار پر سے اترا درختے مین چھپکر بیٹھا گائن گانے گاتے اپنے مقام سے اٹھی اس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مارکے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر پاس ملکہ آسمان سیر کے آ بیٹھا کھپ کھپ کے یہ اشعار گانے لگا نظم

جلوون کے بدلے مجھکو زمین پر گرا دیا — اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا
برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرا دیا — دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق — کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تاثیر سوز دل کہ نارسا ہے مگر — اُس شعلہ رو کو سینہ سے میرے لگا دیا
اشک فغان کی ہے رقیب آفرینیان — محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا
مٹی مری ہزار تلک آگئے اسپہ بھی — کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا
اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہو — گل کھانے کو رقیب کا سینہ سلگا دیا

مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا		ایسی غزل کہی ہے یہ جھکتا ہے سب کا سر

آسمان سپیر نے کہا اے شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہے وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی وہ گرفتار ہوئے جی چاہتا ہے آج شراب و کباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کریں آسمان سپیر نے کہا اے شعلہ رخسار یہ سحر تجھسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے بہت سے ساحر سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہے کہ بازو پہ انکے نقش پڑھا ہے کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب و دانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے بی سقفا طیس کو اپنے سحر پہ بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوئے بی شکیبا کہ ہمیشہ اس گھمنڈ میں رہتی ہیں کہ مجھسے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ذرا سے شعبدے میں کیسی پھنسیں اب اس محل کے نیچے سے ہم اٹھ نہیں سکتیں میں اسجگہ قدم نہ رکھونگی اگر بادشاہ کے سامنے جاؤں وہ ہاتھ تھام لیں تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہاں جانا بہتر نہیں چند کنیزیں مقرر رکھتی ہوں کہ قیدیوں کی خبر لایا کریں اہل لشکر کہ حصار دیوار میں پھنسے ہیں فریاد فریاد کر کے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری میں نثار ہو جاؤں کلیجہ ٹھنڈا ہوا مجھکو مسرت ہے آج وہ ساقی گری کروں کہ کوئی باقی نہ رہے آسمان سپیر نے کہا یہ کنجی موجود ہے تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہے کنجی دیکر کہا اے شعلہ رخسار ایک تدبیر میں نے اور بھی کی ہے بیہوشی زہر بنا ہوا کوئی مجھکو کھلا نہیں سکتا یہ مہرے بازو پہ پہلے بندھے ہیں فوراً منع کرینگے ابتو فیروزہ کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا ہی دعوی ہے کہ شراب میں بیہوشی ملا کے لاؤں اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم سے قتل کریگی دل میں کہتا ہوا ای فیروزہ گیا تا پیر گردون میخانے سے جاکر شراب لایا سب کو پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد میں گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو دو شبانہ روز بے آب و دانہ ہو چکے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائیں دن کو کئی مرتبہ سامنے آسمان سپیر کے آیا آسمان سپیر کہتی ہے ہمارے رہنے کا مقام اوپر ہے ان قیدیوں سے انتقام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتوں میں یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی میں لیجاوے

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو آسمان پری بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبرون
شاید اسکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مرصع پوش
اترا ہوا ہی لشکر مین نقارہ کھڑک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین شور مچی ہے کہ یہ نقابدار بھی
مسلمانون کا مددگار ہی جا بجا اسکے کار نمایان ہین ایک پہاڑ پہ آ کے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پہ
ایک ابر سیاہ اٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہوا افسران فوج
گرد جمع ہین عیار طرار بلاے روزگار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا
نقابدار نے کہا اے یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہو کہ صداے
فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہی برف برس رہی
ہی عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی جلد خبر
لیجے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور دور
چاندنی نکلی ہوئی ہی اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا
دیکھا سامنے کوہ ہی اسپر سے لکہ ہاے ابر اٹھتے ہین ابر سیاہ مین جا کے ملتے ہین ابر کو زور
دے رہے ہین جب یہ لکہ ہاے ابر جا کر اس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی زیادتی
ہوتی ہی عیار اسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی جی مین کہتا ہوا کہ برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت
قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری رائے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی
شکل بنا ایک نامہ تیار کرکے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر یہان سے
کودے تو اس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر بیچ گرے تو استخوان چور چور ہوے پھر
جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے واسطے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ
نتھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پہ آ کے
پانون قائم ہوے آسمان پری نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا
گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ لایا ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے
خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی ہو جبکہ

اپنے مقام سے اٹھی پکار کر آواز دی اے ساحر کہاں سے آتا ہے میں ہوں آسمان سیر ساحر جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر پھول گئی دیکھ اس نامے میں کیا لکھا ہے قدرت تجھ سے بہت خفا ہیں آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تو بند لفافا ہوا ہے نامے کو کھولنے لگی تو ہاتھ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اڑی اسے کہا کر لہرائی تھی آمادہ گرنے کو تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو نے تو باغ میں آسمان سیر کے قبضہ شعلہ رخسار رنگانی موجود ہے کنیزوں میں بیٹھا مشورہ ہیں کر رہا ہے کہ یکایک دھماکا ہوا اور سیاہ آسمان پر آیا جس میں جلنے لگے صد ہا درخت اور طایر جلکر خاک ہوے کنیزیں سر پیٹنے لگیں کہتی تھیں غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا انکے سحر کی علامتیں سب رہتی ہیں خاص انکے قتل کی نشانی ہے کیوں شعلہ رخسار اب ہم کیا کریں کہاں جائیں عمر بھر تو انکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار نے کہا ہم تم سب ملکر چلیں انکے خون کا بدلہ لیں کسنے اتنی جلدی مار لیا اگر فیروزہ حیران ہو کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑکر صراحی سے پیالہ شراب کا اٹھایا اسمیں بیہوشی ملا کے کنیزوں کو شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے چلا یہاں بادشاہ رستم صفت قلعہ طلسمی میں رونق افزا دستگیر حصار کوہ میں بیٹھے دیکھا یکایک دھماکا ہوا ایسا کہ اسکے سے قلعہ طلسمی کو حرکت ہوا آیا دریا رنگی کے قریب سے آئی شکست ہوا سجدہ شکر پروردگار کرنے لگی کہ سب بادشاہ جسکا جانا کا خوف تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اسپر سوار ہوے تینوں جادوگر ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہے کہ فیروزہ آکر سجدہ بجا لایا اپنے آقا کو اس حال میں دیکھا خوش ہو گیا عرض کی اے شہریار نہیں معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا گر باغ اسکا ویران پڑا ہے میں نے اسکی کنیزوں کو قتل کیا میں کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اسکا بہت خرم تھا مگر فرصت سے اسکو بیہوشی نہیں پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگار نگ کی طرف دیکھا اسکی طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے تھے یہ لشکر بادشاہ کا روک گیا تینوں جادوگر نہیں سے ٹکرا کر گرے ادھر سے کہ یہاں ایک قلعہ رنگار نگ تھا وہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پہنچے رنگار نگ سے فوج لیکر نکلا اسوقت بادشاہ کا سپاہ ساتھ جو بادشاہ لڑ رہے تھے لاشوں سے جادوگروں کے کشتی پاٹ دی ہزاروں ساحر مارے گئے

چاہتے ہین قلعے مین نہ آنے دین مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک دی کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار در ہزار بلبل آگئے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آگئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے

دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
عاشق ہوے ہین ہم ترے آزار کے لیے

دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکر دون
رکھا ہے اسکو حسرت دیدار کے لیے

قتل اُسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

لے تو ہی بھیجیے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہو ترے بیمار کے لیے

آتا نہین ہے تو تو نشانی ہی بھیجیے
تسکین اضطراب دل زار کے لیے

چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرز خرام شوخی رفتار کے لیے

جی مین ہے موتیون کی لڑی اُسکو بھیجدون
اظہار حال چشم گہربار کے لیے

دیتا ہون اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال
بوسے جو خواب مین ترے رخسار کے لیے

جینا امید وصل پہ ہجران مین سہل تھا
مرتا ہون زندگانی دشوار کے لیے

مومن کو تو نہ لائے کہین دام مین بتان
ڈھونڈھے ہے تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج رنگار ناگ پر اشارہ کردیا ایک طرف سے سقفاطلیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو چار دگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آگئے عذر کرتے تھے کہ اے ملکہ عالم جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لائین سقفاطلیس نے کبھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا اشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گرے کبھی کسی کے سر اڑا دیے رنگار ناگ جب سحر کرتا ہے ہزارہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہین رنگار ناگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہے کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہین کسی کو دو کا جھپادو سے شرکا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کرکے افسوس کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہاے وہ افسر یار کہ جسکا رفاقت مین مثل نہ تھا افسوس مین نے خود قتل کیا اس ہنگامے مین کسی کسی پر سے سحر اُتار دیتے کیونکہ اپنے یاران ہمدم کو بچاؤن آخر ناچار ہوکر قتل کر ڈالتا ہون کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہو چکا ہے ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہے شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہے جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے
قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون نے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دار الامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہے کوہ رنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہے تو بہار نے بڑھکر عرض کی اے
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا مین خود
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے سنا نا طرف
کوہ کے چلے تو بہار نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لڑکے مشعلین لیے ہوئے ظاہر ہوئے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے اک تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ جنا
بہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کہ ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کرکے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھیے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہے سحر ہوا کہ یہ طرف کیا ہے بادشاہ گھاٹیان طے کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ اے کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بدشکل عجیب
نکلا اور ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوئے پیدا ہوئے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے کوہان کوہ در
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جنکے طرف
والے کہین پہاڑون مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب تہ کوہ مین گرے ہر چند کوہان پڑھکر سحر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقتل طلسم سحر کی ہوئی ہے بادشاہ کے آنی کوہان نے جو تماشا طلسم کو
دیکھا آواز دی او کیسو بریدہ تم کہان ان باغیون کے ساتھ ہو یہ کہکے سحر کیا جس سے پیکر

سقفا طلیس کھڑی تھی وہ پتھر ہٹا ایک آواز دھماکے کی آئی قریب تھا کہ سقفا طلیس بھی قعر کوہ میں گر پڑے کہ نوبہار نے بڑھ کے سقفا طلیس کو سنبھالا کہا ہوا کوہان کوہ در سحر کر رہی ہو مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اس گولے کو کاٹا کو ٹکڑے کٹتے ہی صدہا آہوان صحرا پیدا ہوئے کوہان کو آہوؤں نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگی ہزارہا جادوگر مار کر گرا دیئے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلو سے کوہ کے چند شیر ظاہر ہوئے آہوؤں پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیروں نے اپنا رنگ باندھا آہوؤں کو بھگا کر ساحروں کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور شیر دھڑوں کے مار رہے ہیں طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوئے شیروں پر جا پڑے کبھی خرس شیروں پر غالب آتے کبھی شیر خرسوں پر آوازیں مہیب آتی تھیں تھوڑے عرصے میں شیر و خرس غائب ہوئے بادشاہ گھاٹیوں کو طے کر کے بالاے کوہ آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ میں نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پہ تاثیر نہ کی بادشاہ لڑتے ہوئے بالاے کوہ آگئے ساحروں کو قتل کر رہے ہیں تینوں جادوگرنیاں جیسا چاہیے کے سحر کر رہی ہیں جس پر سحر کیا اسے مار گرایا پہاڑ پر صاف ظاہر ہو کہ چمنستان لالہ زار کھلا ہی ہزارہا لاشہ لوٹ رہا ہے تقویم سنگی سے آواز آئی کہ اے کوہان اپنا سحر کیوں نہیں کرتا بادشاہ پہ سحر تاثیر نہ کرے گا اسکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہے کوہان نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلو سے نخلستان کے چند نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین ظاہر ہوئیں سب کے آگے ایک نازنین زعفران پوش چہرا زعفرانی زیب جسم اپنے کھینچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا آئینہ اسکندری سے مثال دوں یا رنگ گل نسرین و نسترن کہوں آخر کس شے سے مثال دوں وہ عارض کہ دیکھنے والوں کو یاد ہے عارض ہو خراماں خراماں سب کے آگے بڑھی ہوئی گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی اعدا پر آتی ہے

نظم

اعجاز جاں دہی کو ترے کلام کو	زندہ کیا ہے تونے مسیحا کے نام کو
لکھو سلام خضر کے خط میں سلام کو	بندے کا اس سلام ہو لیجے سلام کو

اب شور ہے مثال جو دی اس خرام کو
یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو
آتا ہے بہر قتل وہ دو درا ہی ہجوم یاس
گھبرا نہ جائے دیکھیں کہیں ازدحام کو
گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے
مجھ سے بیان نہ کیجیے عدو کے پیام کو
یاں وصل ہی تلافی ہجران میں ہو فلک
کیوں سوچتا ہے تازہ ستم انتقام کو
تیرے سمند ناز کی جب شرارتیں
کرتی ہیں آگ ناز اندیشہ کام کو
گریہ ترے سے زندہ وہ سینے لگا ہو وہ
روتا ہوں اپنے میں دل جنت مقام کو
سب چھوڑ کے تا دست تری خوبی گا رہی
بہتے خراب آپ کیا اپنے کام کو
جب تیرے چلے جنازہ عاشق کے ساتھ سنگ
پھر کون وارثوں کے سنے لون نام کو
شاید کہ دن پھرے ہیں یاں کی تیرہ رنج
اب بھیڑ اس گلی میں نہیں پھرنے شام کو
پیوستہ نام شستہ تھی مونس کا یار جیج
دیکھا کبھی نہ ہم نے مصر حا کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کر کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ سر اٹھایا آنکھ سے آنکھ کو ملایا نگاہ ملتے ہی تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قیا ہر چند زندہ بیٹھے ہیں لیکن تعویذ سے زندہ ہو گیا اس نازنین سے کہا میں دور سے تمہاری مشتاق ہو کے آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف لے چلیے سامنے زیر کوہ اس کنیز کا باغ ہے چند ساعت وہاں تشریف رکھیے دیکھیے ملاحظہ کیجیے کہ لڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے ہیں نوبہار و مقناطیس و مشکبار نے کیا کیا سحر کیے یہ کہہ کر بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا بادشاہ اسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں تلوار نیام میں کی سپر پشت پر ڈالی کلاہیچی گلشن چال بدلی اسکے برحق میں نوبہار نے بڑھ کے مقناطیس سے کہا کہ ہوا دیکھو بادشاہ کہاں جاتے ہیں مقناطیس آگے بڑھی چاہا کہ بادشاہ کو روکے کو وہاں سے دوسرا گویا طرف پھر اسکے ارادہ کو وہاں جا کر بیٹھا تھوڑی دیر تک اس مقام پر انتظار رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوئے نہایت طرار و طرار نیچی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی کہ اے قیصر پلنگ بادشاہ اسلام پر سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا کہاں سے آئی ہو ہم تو خود تمہارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقنا طیس کے پہونچی کہا اے مقنا طلسم سامنے ہمارا باغ ہو ہمنے آپ ہی لوگون کے واسطے آراستہ کیا ہو ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھو لوکہ ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمھارے انتظار مین لہک رہے ہین پھول چاندنی کے تمھارے انتظار مین چہک رہے ہین مقنا طیس نے کہا ہوا کیا نقصان ہو تمھارا عارض انور رشک غنچہ و گل ہے باتون مین کیا تامل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقنا طیس سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی۔

غزل

خالی ہوا ہی فتنہ سے گاہے جہان نہ ہو
اس دم قیامت آئے اگر آسمان نہ ہو

اعجاز سے زیادہ ہو سحر انکے ناز کا
آنکھین وہ کہہ رہی ہین جو لب سے بیان نہ ہو

یون تو بہت سے دل کے خریدار ہین و لے
جو ہو سو یہ معاملہ کیونکر زیان نہ ہو

لکھتا ہون اسکو بستگی دل کا ماجرا
آنسو روان نہ ہون تو سیاہی روان نہ ہو

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جوان نہ ہو

تر کر دیا ہو ابر بہاری نے اس قدر
بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو

اب شوق وصل ہی نہ غم قرب مدعی
پامال ہو چکا ہون عبث سرگران نہ ہو

عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق
مین جانتا ہون جئین کہان تو جہان نہ ہو

اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہو دل ابھی
رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو

مومن بہشت عشق حقیقی تمھین نصیب
ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقنا طیس کے گائے کہ مقنا طیس کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین ابل آئین اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ جاتے ہین اور گلابی پوش سے مقنا طیس باتین کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونون نازنینین اب دونون کو لیکر چلین نوبہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا او بوا مین سمجھی تھی کہ مقنا طیس بادشاہ کو بچا ئینگی وہ خود مبہوت ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہین مین جا کر روکتی ہون مشکبار نے کہا بوا مین بھی سحر کرتی ہون تم جا کر اول مقنا طیس کو روکو نوبہار

جھپٹ کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا بوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے باغ ہی اُسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ بوا تم بھی چلو نوبہار بلا تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہی اور ساتھ والوں سے کہہ رہا ہی کہ اب اگر ساحری و جمشیدیہ بھی آکے روکیں تو یہ لوگ نہ رکیں گے نوبہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جھپٹ کر سامنے بادشاہ کے آئی کہا اے شہریار آپ کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے فرمایا اے مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہولی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ او مشکبار ساتھ اُس زعفران پوش کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو لیا یہ دونوں اُنکے ساتھ جاتی ہیں اور کوہان کوہ در گوشے میں بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دمبدم پکارتا ہو یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نوبہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوے پہاڑ سے اُتریں اُترتے ہی کئی ہزار کنیزیں جو صحرا میں پھیلی ہوئی تھیں جمع ہوکے سامنے آئیں پکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہی ہر پھول رنگ و بو میں لاجواب ہو چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہے گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہو بادشاہ باغ میں داخل ہوے گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو بھی باغ میں پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون نہریں سلسبیل آسا ہر نخل کے سامنے ہیں جوش مار رہی ہیں حوض پختہ لبالب بہ آب ناب حباب کی آبرو ہیں مہ جبین خوشبو کناروں پر ہر حوض کے جام ہاے شراب ناب رکھے ہوے چھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزار ہا طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوے صف باندھکر سامنے آگئے اپنی آواز میں بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگے۔

نظم

غم و بیداد و ستم کچھ دل مضطر نے نہ دیکھا
خار بستر شب ہجر بچھاؤں کیونکر
سر پٹکتا ہوں کہ بس ہم بھی سنوں گھر بھی

یوں ہوں نالاں کہ وہ گویا صفت [illegible] نہیں
دل میں تو ہو وہ گل اندام اگر یہیں نہیں
دھیان جس وقت بندھا ہو کہ وہ گھر میں نہیں

مجھ سے میکش کی طرف محتسب آتا ہو تو آئے
ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر میں نہیں
جی اٹھے اور وہی رنج محبت کے غذا
ہم نہ مانیں گے کہ ایذا تری ٹھوکر میں نہیں
ہم نفس کیونکر سفر وہ پری رو ہوگا
نام اہل ہوس اور وفا تکیہ میں نہیں
قطع تیغ سے سر کاٹنے کو کیا نسبت
مجھ میں وہ دم ہی کہاں جو ترے خنجر میں نہیں
دے دیا کیجے ہر اک طالب اول ہے
سچ کہا تم نے مرا حرف مکرر میں نہیں
کیا ہو خوش ہو وہ ما وصل صنم کی مونس
ہم طلب کرتے ہیں وہ شے جو مقدر میں نہیں

طائروں نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و شکبار و سقناطیس آمادہ ہو گئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کرائیں بادشاہ ساتھ اس زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اے شہریار رنگا رنگ بادور کہ بادشاہ اس بہار کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر یہ نہ چاہتا تھا اس ہم لوگوں نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہو کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا اگر آپ ہتھیار کھول کر رکھ دیں آپ کے پاس ان ہتھیاروں کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے پیش قبض کمان ترکش سب کھول کر زعفران پوش کو دے دیئے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو سے کھول ڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہے بادشاہ نے بازو سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہو کے پوچھا کیوں اے سقناطیس ہتھیار تو میں نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہیں کہ تعویذ بھی کھول کر رکھ دو تمہاری کیا رائے ہے تینوں نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھ دیں ہم نگہبان رہیں گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھول کر سیر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اٹھا لیگیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اٹھا لیگیا نہیں معلوم یہ طائر کون تھا کچھ فکر و قلق نہیں اب مناسب ہے کہ آپ جلد طلسم ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے فرمایا کہ ہم تو مدت سے طلسم ہفت پیکر کے مشتاق ہیں مقام فقط بتا دو ہمیں طلسم ہفت پیکر میں خود چلا جاؤنگا سقناطیس و شکبار و نوبہار بھی کہہ رہی ہیں کہ اگر طلسم میں چلینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا تم مقام دکھا دو پھر میں فتح کرونگا تینوں چاروں کنیزان طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئیں کہا کہ لاؤ ہمارا عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

نقشہ

شاہ کو بتاؤ آپ اسمیں فوراً داخل ہونگے جاکر فتح کرینگے گلابی پوش نے کچھ اسم سحر کا پڑھا فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحرا ہے سبزہ زار بفراغ و فضا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے سبزہ پھیلا ہوا ہے نہریں جاری ہیں بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی کل افسران فوج ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں انکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر یہ کہتے ہیں کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر میں آپ کا دخل ہوگا بادشاہ جس افسر سے صلاح کرتے ہیں وہ یہی صلاح دیتا ہے کہ حضور ہم سب ساتھ ہیں جلدی طلسم کو فتح کرینگے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا وہ دونوں نازنین ساتھ ہیں ہتھیار بادشاہ کو لا کر دیے بادشاہ مسلح ہوئے اس صحرائے سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت میں پہنچے کہ صحرائے ویران کہنا چاہیے بالکل سنسان ہو رہا ہے گرم لو چل رہی ہے گویا آگ برس رہی ہے درختہائے خار پیدا ہیں آوازیں آ رہی ہیں بادشاہ اس دشت کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے جب جھونکا ہوا کا گرم آتا ہے کل افواج مرجھا جاتے ہیں چہرے پر پریشانی اہل فوج فریاد گریہ کی کرنے لگے ہر طرف سے گر کے پڑتے ہیں فریاد کی صدا اٹھی بلند ہر خرد و کلاں درد سے بیتاب ہو گیا تھا کہ سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا کلس سیاہ ہر برج میں ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہے بیچ کلاں میں ایک زنگی بڑے قد و قامت کا کرسی پر بیٹھا ہے پہلو میں اسکے ایک معشوق خوبرو گلبدن شراب کی سامنے رکھی ہیں بھر بھر شراب پیتا ہے معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہے بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا وہ جو زنگی قرنائیں لیے کھڑے ہیں وہیں سے قرنائیں بلاتے ہوئے کئی ہزار نقارہ خود بجنے لگے جتنے انکے ہاتھوں میں نقاروں کے ڈنکے ہاتھوں میں لیے تیار کھڑے ہیں کہ بادشاہ کا دخل ہو تو نقارے اور قرنائیں بجائیں بادشاہ تخت سے اترے اول جنون جادوگران یہ کہکر بعضوں کو بیکار کیسے جائیں حال طلسم دیکھ آئیں تب حضور کا دخل ہو طلسم نہایت قائم ہو رہا تھی حضور سے کام ہوا بادشاہ تخت سے اتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوئے کہا اول لشکر یا وسعت طلسم دیکھا طرف قلعے کے چلیں وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا اسنے پکار کر آواز دی کہ سعت طلسم وغیرہ یہاں آنے کا ارادہ کرتا ہے مگر کسی نے جواب نہ دیا طرف قلعے کے بالآخر جب بہت قریب قلعے کے پہنچیں دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آہنی خندق کے پاس آکر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین اُس زنگی نے دیکھکر آواز دی اے مقنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمہارے مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قیدی ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے اُسکے ایک نازنین گلگون پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون کے آگے بڑھی ہوئی پکارتی ہوئی آئی کہ اے مقنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم تمہارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چار جانب سے گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہلتی ہوئین نازنینان سیمین سے بتملق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہے اور پہلو مین اُسکے معشوقہ خوشخو ہے بوس و کنار اُسنے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکارکر آواز دی اے اجل گرفتہ کیون جان دینے آتا ہے مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ میری تینون رفیقین داخل قلعہ ہو چکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون پھر فرماتے ہوے چلے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ لیے ہاتھ مین اُسکے کرسی پکارکر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے ٹھہر جائیے بادشاہ رک گئے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار کھینچ کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین نے ۴

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنائین دہن سے ملائین نقارچیون نے چوبین اٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان جمیلہ نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس ماہ چشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے تو دیکھا کہ بازارین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پہ بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون کی باتین جوہری بچے سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوئے بالے کان مین اُس مین مروارید بے بہا پڑے ہوئے دوکانون پہ بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور مال جوہریون کا بکواتے ہین جسطرف بادشاہ جاتے ہین ہرطرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچین اور طلسم کشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آکے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے — نظم

کہتے ہین جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست
اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پہ
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست

ہو جی مین کوہ طور پر اک روز جائیے
مثل کلیم ہو جیے وان ہمکلام دوست

عاشق جلو مین دوڑتے ہی دور تک مگر
ہرگز قدم لگا نہ کہین خوشخرام دوست

پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین
بیواسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست

آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر
لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست

وان تک گذار ہرکس و ناکس محال ہی
پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر
میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

اور ند مشک و عود کی کیا اسکو احتیاج
رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

اس آواز کو بادشاہ جہاں سنکر اُس طرف متوجہ ہوئے دیکھا صدہا نازنینان مہ جبین دف و دائرے
بجاتی ہوئیں ایک محافہ آگے اُسکو نازنینان کاندھے پر لیے ہوئے آتی ہیں ایک چوبدار عصاے مرصع کا
ہاتھ میں آواز دیتا ہوا آتا ہے کہ اے دوکاندارو اے اہالی شہر مودب رہو کہ معشوق شاہی کی سواری
آتی ہے جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اُٹھا بادشاہ نے اس بیچ محافہ
میں ایک کوکب درخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چاردہ سالہ دولھن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا ہوا
کہ بوسے اُسکی دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہے عروس نے یکایک سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار
ہوئی تیر مژگان جو کمان ابرو میں لیس تھے تو وہ دل پر بیٹھے کہ توڑ کر پشت کو پار کر گئے
بادشاہ نے بیچین ہو کر پاس سے محافہ کے ہاتھ ڈال دیا فرمایا یہ دولہن کون ہے چوبدار نے جھک کر
عرض کی حضور شتاب نہ ہوں یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہے مگر وہ نازنینان مہ جبین گرد محافہ
اُنھوں نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کا لا آگے بادشاہ کو بٹھا کر دولہا بنایا کہ بھاری
سہرا باندھ دیا وہی نازنین ہمراہ کو بٹھائے ہوئے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اسی محافے
کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک سرا و باغ کا سامنے معلوم ہوا اور دروازے
پر سے کچھ کنیزیں بطور استقبال کھڑی ہیں جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا آگے
کنیزوں نے پھول جو ہاتھوں میں لیے تھیں بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے عرض
کی حضور تخت سے اُتریں عروس کو لیکر داخل باغ ہوں بادشاہ تخت سے اُترے محافہ رکھا
گیا عروس نے ہاتھ بڑھایا بادشاہ نے عروس کو گود میں اُٹھا لیا لالا محبت میں لیکر عروس
کو باغ میں آئے باغ وہ کیا نہایت تکلف سے آراستہ تھی فرش بچھا ہوا جھاڑ کنول
آراستہ ایک جانب چھپر کھٹ نہایت عمدہ درست ہوا اس چھپر کھٹ پر لیکر عروس کو آئے کنیزوں
نے جھک کر خطاب کیا پر چار کے جھلے سے بیٹھی لگی جھمر کے بیچ میں بادشاہ نے دیکھا کہ گلوریاں پان
شربت کی کشتیاں کیا سب کی رکھ کر سب رخصت ہوئیں بادشاہ نے دیکھا اب سوا سے عروس کے اور
کوئی اس مقام پر نہیں ہے مقام جو خالی از غیر پایا چھپر کھٹ پر تشریف لے گئے پردہ ہائے زربفت کا
چاروں جانب کھینچے ہوئے بادشاہ نے جو پلنگ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے بادشاہ دل
میں دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ اُٹھایا تو اس معشوق کے بیچ پردہ کو

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن چھریاں پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہی ہے کہ اے شہریار آئیے میں بھی تشنہ شربت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہے کہ مجھ سے وصل کی خواہاں ہوئی ہے میں تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کروں اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ بناز و نعم مجھکو لیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے بہکا دیا بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ اری بیحیا حلوا خوردن را روئے باید اس زنگن نے چاہا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈالے منھ جو کھولا ہے بتالی بادشاہ نے ہاتھ اسکا ہٹا دیا اسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہے میں چاہتی ہوں کہ گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ اپنے کو کھینچتا ہے کیوں شادی میں آئی تھی تونے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہونگی اپنے اپنے جلسوں میں ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے دیکھا اب میں اپنے میکے میں کیونکر جاؤنگی یا ذکر کرونگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہو گیا میں ایسی سبکی سب میں ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی بڑی آبرو ہے تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے وہ زنگن نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ بادشاہ نے برچھی سنکا دونوں ہاتھ تھامے بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مرگئی ہزاروں کنیزیں سر پیٹتی ہوئی گھس آئیں غل مچاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم بھی کہیں سنا ہے اس راز دنیا سے دولھن کو بیاہ کے لائے اور پھر دولھا نے دولھن کو مار ڈالا کنیزوں نے چاہا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لیں بادشاہ نے تلوار کھینچی کنیزیں بھاگیں ایک سے ایک گرتی تھی ہوا سے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دولھن کو مار ڈالا اور ہم پر بھی تلوار کھینچتا ہے بادشاہ نے جسپر ہاتھ مارا الٹ کے اسے زخمی نہ کیا آخر وہ سب بھوتنیں لپٹ گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیاں بیڑیاں لاؤ آہنگر کو بلاؤ آہنگر نے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا دیں بادشاہ کو سلسل و مطوق کیا ایسی بپت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہمراہ زنگنیں سر پر کھڑی کہتی ہے کہ اے بادشاہ اس زنگن کا ساتھ دو تو بہتری ہے مجھکو لیے جاتی ہوں جو راہ میں ملتا ہے اس سے

کہتی ہین صبا جو بنا اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لیگئے تنہائی مین نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دولہن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیسا متعجب ہوتے ہین پھر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہے ایسی خوبصورت دولہن اُسکے وصل پہ کچھ بھی تو توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والون کو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دولہن کے نام سے یہ بات ظاہر ہے ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے قتل کیا زنگنین کہتی ہین کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے خداوند ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید مین پھنسو آپ دیوانہ ہم پر بدکیش ضعیفہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طے کرکے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین دروازے پر پردۂ زنبوری کھنچا ہے فرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درنگ سالار بیٹھا ہے اُسنے زنگیون سے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میان درنگ سالار صاحب یہ دولہا ضعیفہ مردار خوار کو بیاہ کر لے گئے معاملے مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ شادی کر دین باغ نیرنگ مین لیگئے دولہا نے دولہن کو گود مین سے لیکے اُتارا بڑا ولولہ تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیے مین لیجا کر جب بیٹھا اور وقت وصل آیا نہین معلوم کیا سوجھی دولہا نے دولہن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیز داران عروس لاشہ لیکر آئی ہین اور میان دولہا بھی آئے ہین درنگ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت متعجب ہین ہر چند کہتے ہین کہ لاشہ اس فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دولہن سے کیون نفرت ہے ہماری قوم مین ایسی کوئی خوبصورت عورت نہین ہے کبھی ہم لوگون پر یہ بات نہین ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا تخت آہن بچھا ہے اُسپر ایک زنگی سیاہ رو چہرہ درون تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس کہنی جسم مین بوسیدہ [illegible] آہنی پہنچے ہوے بادشاہ سے تقریرین کرتے ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر شان اہل اسلام کے صاحب سطوت کی بادشاہ سے [illegible] کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولہا کے شادی کی کہ جو دولہا نے دولہن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دلہن پر عاشق ہوئے تھے تخت کو دکر پائے پر جانے کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی خوبصورت عورت نہین ہے قوم بھر کے گھر دن مین رونا پیٹنا پڑا ہے اور حضور آگاہ ہین کہ دلہن کا سن کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ابھی روئے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئی ہم لوگ سن رہے تھے کہ اسنے کوئی بات محبت کی اٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت ہوئی کہ اسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون اے شخص تو نے دلہن کو کیون مار ڈالا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین جسپر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا منہہ سے بوے بدآتی تھی مجھکو دق لپٹنے لگی مین نے منع کیا اسنے نہ مانا آخرکار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ نے کہا عزیزداران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہے کہ دولہا دلہن کے ساتھ دفن ہوتا ہے امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کرکے لاشہ ہمین دین کہ دولہا اور دلہن کو ایک مقام پر دفن کرین دلہن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہے مرنے کے بعد تو اسکو حسن ملے شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولہا کو اقبال ہے کہ مین نے اسکو قتل کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہے حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ مین سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے حکم ہوا کہ دولہا کو قتل کرو کہ اسنے دلہن کو قتل کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑکے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے شاہ زنگیان حکم اول ہے کچھ پوچھ کے دیجیے گا آپکو معلوم ہے کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ پڑا ہوا ہے طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی بہادر قید ہو یہ قیدی کوہ رنگار رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین ہے اس بادشاہ نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب سوال کر لینگے جلاد خنجر کھینچ کر سر پہ بادشاہ کے آیا اسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار کے رجوع کرکے بخضوع و خشوع دعا مانگ رہے تھے کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کائنا

اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے نظم

سیما بہ پرتو نور خدا نزدیک و دور دید بہ جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
دور شد از دیدہ دل چون حجاب ماسوا در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئینہ عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
خانہ دار خانہ دل بود درخانہ مکین رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
طی کند راہ طلب طالب بپائے اشتیاق شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور
جستجوئے گل کند بلبل بہر یک بوستان میرود دور از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ نگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کرکے کہا کہ جلد قتل کر جلاد نے کوسے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کردے کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا اسی دم نگی کے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم نگی کس غم میں ہے تیری حکومت و سلطنت ہوا جاتی ہے حالات طلسم سے آگاہ نہوا یہ کیا ستم کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہوگا یہ آواز سنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیروں وزیروں سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب میں کیا کروں آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہے کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اڑائے ہوئے آتا ہے اور ایک کتاب ہاتھ میں اسکو دیکھتا ہے اسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا او ملک تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہیں رکھتی غور کر میں نے اکثر جلسوں میں بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا آگیا کئی دہنہ فتح کرچکا اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہے کہ والی طلسم ہفت پیکر یوں غافل بیٹھے ہیں کہ عبادت خداوندی بھی نہیں کرتے مسلمانوں کا زور بڑھتا جاتا ہے دہنہ فتح ہو تین پہاڑ ٹوٹ چکے پہاڑ سے ساحران ہفت پیکر اسکو پکڑ لائے تین جادوگریاں بھی ساتھ تھیں انکو تو باغ نگارین میں قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہے اسکا قتل ہونا مناسب نہیں چند دن میں خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر میں اسکو لیجاکر اسی باغ میں جہاں تینوں جادوگریاں قید ہیں وہیں اسکو بھی قید کروں شاید الٰہی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم فتح ہو جانے کل کتابوں میں یہی لکھا ہو

کہ اس سال طلسم فتح ہوگا تم لوگون نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا لیکر روانہ ہوگیا رنگین دوہائی دیتی رہگئین اُس ساحر نے رونا پیٹنا کسی کا نہ سنا پکڑوا دیا کہ اس خبیثہ مردارخوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا الغرض اُسکا لیجاکر جلاؤ پھونکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑگیا سب رنگین پر تھو تھو کرنے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اب قدرت طلسم مین تشریف لائینگے ادھر وہ ساحر بادشاہ کو لیے ہوئے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا استقا طلیس و نوبہار و شگفتہ اُنکی زبانون مین سوزن چبھا رنگین اسی باغ مین انکو پھرا رہی ہے پیچھے پیچھے تینون اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی یہ بادشاہ لیے ہوئے اسی باغ مین آیا ایک مکان عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اس مکان مین لیجاکر بادشاہ کو بٹھایا اور رنگین سے کہا ان تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون سے سوزن نکالی کہا اے استقا طلیس و نوبہار و شگفتہ تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرا دیا اگر مین نہ پہونچتا تو ظالم رنگین نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون جادوگرنیان پاس بیٹھین کاہن نے کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست طلسم کشا کے ناممکن ہے غلام البتہ حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب طلسم کشا صاحب اسی ہفتہ مین طلسم مین قدم رکھینگے اور بڑی بہتر یہ ہے کہ لوح سے کہ آپکے پیر اعظم خبر دیتا ہے کہ جسدن شہ طلسم مین قدم رکھینگے بندہ منتظر ہوگا اسی دن حضور کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو فتح کرینگے مین مذہب اہل پرستش کو چھوڑ کر دل سے مطیع اسلام ہون چلکر بادشاہ کی خدمت مین رہونگا خادم ہوچکے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اسلئے کہ باخبر دار کوئی ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کہ یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا ایکایک قدرت وہان پہونچی جب اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور استقا طلیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں پلٹ کے دیکھا فوج کو کبھی نہ پایا سوچا کہ ایسا نہو میں بھی کسی بلا میں پھنس جاؤں ساحران مکار بادشاہ کو لگا لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کروں فیروزہ بن عمرو گریبان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہیں بادشاہ کا نشان نہ پایا اکثر ساحروں سے ملاقات ہوئی اُنسے دل دہی کرکے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ کو ساحر طلسم ہفت پیکر میں لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہوگئے یہ دریافت کرکے فیروزہ طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہی فیروزہ روتا ہوا بارگاہ میں نورالدہر کی آیا نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیوں ای فیروزہ کس حال میں ہو فیروزہ چیخیں مارکر رونے لگا کہا ای شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک میں پہونچے اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کرلیا زنگار رنگ جادو مارا گیا سقفا طلیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نہ مانا اکثر ساحروں کو بھی قتل کیا آخر ایک ساحرنی فریب و مکر سے مسحور بادشاہ کو لگا لیگئی طلسم ہفت پیکر میں جاکر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم میں چلا ہوں نورالدہر نے کہا ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار میں نہ جاؤ میں جاکر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا رستم طلسم کشا ہیں اُن سے عرض کرنے میں مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کریں اور بادشاہ کے پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُسپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو مکار لگا لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نہ مانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہوکے نکلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے پکارکر آواز دی ای فیروزہ بادشاہ جہانداد کہاں ہیں فیروزہ نے روروکر سب حال بیان کیا کہا بادشاہ جہانداد طلسم ہفت پیکر میں داخل ہوے اب میں حضور کے دادا جان سے

کہنے جاتا ہوں ایرج سے کہا اے فیروزہ تم کیوں تکلیف اٹھاتے ہو میں جا کر طلسم کو درہم و برہم کر دونگا بادشاہ کو رہا کر دونگا فیروزہ نے کہا اے پہلوان دوران میں جانتا ہوں کہ جس قدر سعی کرو گے اسقدر آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم بے جرأت کے کام نہ فرمایئے بدون دستخط رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلیگا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ رنگا رنگ کے چلے مگر فیروزہ کئی دن میں منزلیں طے کر کے سرحد فاروقیہ میں پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہے طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں خیر خواہان دولت ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت میں حاضر ہیں کہ سمک نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہے رستم بیقرار ہو کر اٹھ کھڑے ہو گئے فیروزہ نے آ کے سلام کیا رستم نے باشتیاق پوچھا کہ کیوں اے فیروزہ ہمارے شہریار کس حال میں ہیں فیروزہ بہت رویا کہا اے شہریار عالی لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ برسر کوہ رنگا رنگ پہونچے قلعہ تسخیر کر لیا بالائے کوہ جا کر یہ سختی پڑی کہ جادوگران لگا کر بادشاہ کو لیگئے ساکنان طلسم سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر میں گئے وہاں جا کر قید ہوئے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور سے عرض کروں راہ میں ایرج اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی وہ دونوں یہ خبر سنکر بہ قہر و غضب گئے ہیں ہر چند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا اے فیروزہ میں فکر میں لوح طلسمی کی ہوں انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور میں نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے کہا میں حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالطف اپنے لشکر میں رکھا اور ملکہ شہرت مہر صبح پوش سے فرمایا کیوں اے شہرت تم نے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم میں جا کے قید ہوئے اب ہم کو جانا واجب و لازم ہے کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر میں پہونچائیں لوح کی کوئی فکر کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدموں پر سرکار کے نثار کروں جس طرح ارشاد ہو بجا لاؤں آفتاب فلک سپہر نے کہا اے شہرت ہر وقت تکمیل پاس نگاہ دشمنوں کے کمین میں تھی ہوتی تم رستم کو لیکر بالائے قصر معلق پہونچے ہم ہوا پر اڑتے رہیں گے جب رستم لوح حاصل کر لیں اور تکمیل پہلو کریں ہم آسمان سے آ کر پہونچیں صورت جنگ ہوں لا کر کے رستم کو نکال لائیں یوں لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا میں سمجھی کہ اسی مقام پر انکا آمد کی

جہاں گلدستے لوح کے ہیں لیکن اور آفتاب ایک مقام پر اتنی گلدستے رکھے ہوئے ہیں کچھ پتہ نہیں معلوم کس گلدستے میں لوح ہے جہلال سنگیں نے عرض کی اے شہرت طلسم کشا کے واسطے یہ تحریر حاصل ہے کہ جب یہ ہاتھ ڈالیگا جس گلدستے میں لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی اس طرح لوح ملیگی شہرت نے کہا میں سب طرح پر حاضر ہوں جس طرح سے ارشاد ہو بجا لاؤں آخر یہی صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالا سے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہو آخر یہی صلاح کامل ہوئی کہ جہلال جادو اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر بالا سے آسمان روانہ ہوئے یہاں شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا امیر ستم کو سوار کیا تخت اڑا ایک پل میں سمک فیروزہ زیر قصر پہونچے ساحروں کی شکل بنے ہوئے پھر رہے ہیں لیکن محیط جادو جو قصر میں بیٹھی ہے کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا آہستہ آکر سامنے محیط کے زمزمہ سرائی شروع کی محیط مراد طائر کی سمجھی کنیزوں سے کہا اے ساحرو تمہارے ذہن میں آیا کہ اس طائر نے کیا کہا خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہے کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتہ میں طلسم کشا لوح چھین لیگی اور قدرت نے فرمایا ہے کہ ای محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر میں داخل ہوئے وہاں قید ہوگئے اب طلسم کشا کو جلدی ہے کہ اپنے کو طلسم میں جلد پہونچائیں بادشاہ کو چھڑائیں اسلئے حفاظت لوح واجب و لازم ہے مصاحبوں نے عرض کی ای ملکہ محیط اگر حکم ہو تو بالا سے قصر معلق جاکر نگہبانی کریں محیط نے کہا کہیل کو نامہ لکھو کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کہیل قدرت نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی ہفتہ میں طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق میں آئی کہیل کو نامہ دیا کہیل نے پڑھکر جواب دیا کنیز سے عالم خواب میں قدرت کو دیکھا بہت پریشان تھے فرماتے تھے اب بادشاہ اسلام یاروں سے تنگ آگئے ہیں طلسم میں تشریف لیجائینگے تم اور کہیل جہاں تک ہوسکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمہاری شہرت طلسم کشا پر عاشق ہو اپنی جان کی کچھ حقیقت نہیں جانتی اپنا لوح کی حفاظت کرو ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ جتنی رات پہر جاگتی ہیں چالیس ہزار کنیزیں جو حسن میں طاق مشہور آفاق ہیں گرد قصر پھرتے نگہبانی موجود ہیں اب میں آج سے جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں اسی قصر میں رہا

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہے کہ وہ کیسہ بریدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی میں تو نا ممکن ہے کہ لوح طلسم کشا کو ملے آپ مطمئن رہیں یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب شکوہ سنکر خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہے کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہے وہ ایک سحر میں سب کو دیوانہ کریگی اور میں بھی گوش بر آواز ہونگی جسوقت طلسم کشا قریب ان گلدستوں کے پہنچیں طائران سحر اسی طرح سے آواز دیں کہ میں خبردار ہو جاؤں سب نے کہا حضور اگر آپکو خبر پہنچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر ساحری و حشمہ بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کرلینگے ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ہے ان باتوں سے ساحروں کی تسلی ہوگئی بیٹھی مگر کمیل جادو نے جس دن سے یہ خبر سنی تھی تحریر کر چکا ہوں کہ سابق بیان ہوا ہے دو قصر بنے ہیں ایک قصر میں کمیل رہتی ہے دوسرے قصر میں وہ تختہ سنگ رکھا ہے جس پر دو گلدستے رکھے ہیں اسی میں ایک گلدستے میں لوح ہے کمیل نے اپنے قصر میں رہنا موقوف کیا جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں اسمیں آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستوں کو دیکھا کرتی ہے بارہ ہزار کنیزیں گرد قصر پھرا کرتی ہیں شہرت رستم کو لیے ہوئے بالائے آسمان پہونچا دل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا آسمان پر سے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستوں کے بیٹھی ہے آفتاب و مہ و ہلال وغیرہ جو بالائے آسمان ستارے جڑے ہوئے ہیں چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا کیوں اے آفتاب یہاں میری بڑی حفاظت کرتی ہو یہ گلدستے جو سمجھو کہ یہ تو ہیں طلسم کشا کو لیکر اترون لوح شیشے میں آجاے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہیں اور بدوں حصول لوح لڑائی اگر پڑی تو لوح شیشے میں نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا ہاں آپنے ٹھیک بیان کیا مگر میں کنیزوں کمیل میں جا ملتی ہوں تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے ہٹا دونگی شہرت نے کہا یہی کرو کہ اب جو آسکے میں تو بدوں حصول مطلب واپس نہ ہوں ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزوں میں کمیل کی مل گئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ ملکہ عالم ادھر سے چند ساعت یہاں تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری مجھکو پکارتی ہے سامنے سے گلدستوں کے اٹھی دوسرے قصر میں آئی پوچھا مجھے کسنے پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا اے ملکۂ عالم آپنے انتظام

لوح تو غرق کیا اب تو کوئی نہیں آسکتا کمیل نے جواب دیا ای نرگس تو سچ کہتی ہو مگر آج میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود پھڑک رہا ہی ماہی سحر نے کمیل کو باتوں میں لگایا۔ شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر میں لائی کہا ای شہریار بسم اللہ کر کے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہی رستم جیسے ہی آگے بڑھے عکس اُنکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوئے رستم نے جیسے ہی بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ میں تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ چمک رہا ہی رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالوں کہ شاید یہی لوح ہو وہ جو گل شگفتہ ہوئے تھے اُن میں سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُس نے بالاے آسمان آواز دی او کمیل کیوں دھوکا کھاتی ہے کس سے باتیں کرتی ہی دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہوا ہی تو جلد پہونچ کمیل نے جو یہ آواز سُنی ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا ای تو کون ہی جو مجھے روک رہی ہی ماہی سحر نے کہا حضور نہیں معلوم یہ طائر کیا بکتا ہی کمیل نے سمجھ لیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے گلدستون کے کھڑی ہی اور طلسم کشا گلدستۂ لوح پر ہاتھ مارا چاہتے ہیں کمیل نے آواز دی او شہرت او گیسو بریدہ و او شوہر دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی ای طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے مونھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہیں ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزوں نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر میں غل پڑ گیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزیں بارہ ہزار جو گرد قصر کے چیخ مار رہی تھیں اُنھوں نے چاہا قصر پر جا پڑیں آفتاب فلک سحر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا چھا گیا کنیزیں ٹٹول رہی ہیں قصر تک نہیں پہونچتیں مگر محیط جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہے آٹھ پہر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہے نظم

ہے دل میں غبار اسکے گھر اپنا نہ کرینگے
ہم خاک میں ملنے کی تمنا نہ کرینگے
کیونکر یہ کہیں منت اعدا نہ کرینگے
کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کرینگے
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتیں
اس طرح سے کرتے ہیں کہ گویا نہ کرینگے
کیا نامہ میں لکھوں دل وابستہ کا احوال
معلوم ہے پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرینگے
غیروں سے شکر لب سخن تلخ سے میرا
ہر چند ہلاہل ہو گوارا نہ کرینگے
بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسیٰ
اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے
جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا
ہو جائینگے لب بند تو غوغا نہ کرینگے
دریا سے گر پڑتے ہی اٹھنے لگے طوفان
اب بیٹھ کے رونے میں بھی روا نہ کرینگے
گر سامنے اسکے بھی گرے اشک تو دل
کیوں روز جزا خون کا دعویٰ نہ کرینگے
کسوقت کیا مردمک چشم کا شکوہ
ای پردہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے
ناصح کف افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام
پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرینگے
اس کوچہ میں ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے
اغیار سے ہم شکوۂ بیجا نہ کرینگے
گر ذکر وفا سے بھی غصہ ہے تو اب سے
تو قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرینگے
مومن وہ غزل کہتے ہیں اب جسکے مضمون
کافر ہیں کہ ترک وہ تمنا نہ کرینگے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی اے ملکہ صحیفہ جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو صحیفہ جادو نے سنی گھبرا کر کنیزوں سے کہنے لگی لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہو یہاں وہ رنگ ہے کہ طلسم کشا و شہزادے اندر قصر کے ہیں گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہیں جب طلسم ارادہ کرتے ہیں کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہیں ان سب پر سنا رہے چمکنے لگتے ہیں جتنی کنیزیں کمیل کی ہیں چاہتی ہیں حملہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لیں طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغ قدرت ہاتھ میں جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے منہ میں گئی جس پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے جو کنیزیں قصر سے نکلی ہیں گلدستوں پر سینہ سپر ہیں گلدستوں پر گری پڑتی ہیں جادوگر کے

کنیزوں نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزیں تھیں انکو تو آفتاب نے
دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہو کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہے چاہتی ہیں قصر میں
جائیں مگر نہیں جا سکتیں جہلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر پٹا بلوہ ہے کنیزیں
سینہ سپر کر رہی ہیں گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہے آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو
تو ہم سب قصر میں پہونچیں قصور نہ کریں اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہیں معلوم لوح
کہاں جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہاں گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا جہلال
اور آفتاب نے قصد کیا ہے کہ قصر میں داخل ہوں وہاں سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر
چلی اڑتی ہوئی آئی آفتاب و جہلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط جمعیت کثیر آئی ہو تب تو جہلال
و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان
سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح میں لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے بھی آ پہنچے اسنے
کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہاے آتش گرے شعلہاے آتش میں آفتاب
گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہو کہ شعلہاے آتش سے نکلوں مگر نہیں نکل سکتا نہنگ بحری نے
جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ محیط کا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر قریب اس آتش کے
آتش پل پر کھڑے ہو کے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا
کہ شعلہاے آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے تیزی دکھائی جادوگر گرمی سے
پریشان ہو کے اُف اُف کرتے پھرتے ہیں محیط نے جو بالاے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر
و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہاے آتش سے نکلا اب ساحروں کو
قتل کر رہا ہو ماہی سحر پر کڑک گری اور اسکا ایک گیسو بریدہ ہو گیا محیط کو حیرت ہوئی کہ ہمارے
سحر کو دفع کیا ماہی سحر اب کتی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالاے آسمان سے
محیط نے سحر کر کے ماہی سحر کو گرایا کمیل جادو نے گرفتار کر لیا جب یہ زمین پر پہونچی
اس طرح گردن کہ اسکے دو ٹکڑے کردن ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ جن عجم
و سک ملیانی ساحر بیٹھے ہوے زیر قصر کہ طلسے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر
گر کے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہے

دیکھا

ایک ساحر ہاتھ ملتے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے سمجھا کہ یہ عیار طلسم کشا ماہی سحر کو سنبھالتا ہے وہیں سے سحر کیا کہ سمک کے پاؤں زمین نے تھام لئے کمیل تیغ لپیٹ کر دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ لوں اسوقت سمک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری قابل بین پکار رہے ہیں اے خالق کون و مکاں و اے رب دو جہاں اب تو اس آفت سے بچا دے تو کریم و رحیم ہے۔ نظم

تمام خلق چو خاکی چو نوری و ناری　　بجز سجدہ کنند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق گر چون گہرباری　　بہار سوئے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندہ بیکس خدا کند یاری　　ہمیشہ وقت غم و رنج و درد و خواری
بیاد لطف کند حق معاف تقصیرش　　کند چو بندہ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام　　بود بہ وحدت واحد خدا اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد　　کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبر دارد　　کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ جبیں عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتے ہیں ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اے کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھو پھر تمہیں اختیار ہے کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہے کمیل دونوں کو قتل کرنے سے رک گئی اس ساحر نے بڑھکر ایک خط ہاتھ میں دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافے سے ایک دھواں نکلا کمیل کے دماغ میں پہونچا لوٹ گئی ساحر پاس کھڑا ہوا تھا گھونک کر کمیل کی خنجر مارا کمیل کا شکم چاک کر دیا مرتے ہی کمیل کے ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سن کمیل جادو وحشت بالا کے قہر لاتی ہو دونوں ہاتھوں سے سحر کر دیں کہ اسکے کان میں آواز پہونچی کیا معلوم ہوتا ہے کسی عیار نے کمیل کو مارا مقدمہ ان کا کہ ایک قلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اسی حالت میں ساحرہ طلسم کشا کے ڈیرے گئی شہزادے کو دیکھ کے ہاتھ اٹھایا محیط کے جو کان میں آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا جھپٹ کے آپ شکل کے بلند ہوئی بالا سے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے میں ہے تو تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح اٹھا لی اب سب ساحروں کا محیط پر جلوہ ہو محیط نے لوح چمکانا شروع کی جس پر عکس لوح کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر تھا کہ محیط پر چلا کر غضب ہوا لوح لیے جاتی ہو جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ تھپڑ ماروں محیط نے لوح سامنے کر دی آفتاب الٹ گیا جلال نے یہ جرأت بھی قصد کیا کہ چھین لے لوح لوں جب قریب پہونچ گیا تو محیط نے لوح کو پھر چمکایا آفتاب و جلال دونوں لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی ششتر نے دونوں کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر میں لڑ رہے ہیں اور محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہو محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ اے ساحرو جنگ موقوف کرو میں لوح لیکر خدمت خداوند میں جاتی ہوں یہ ساحروں کے کان میں آواز پہونچی جنگ طلسم کشا سے جو رہی تھی سب ساحروں کے ارکون سپرد کر دیا تھا اب وہ جو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہاں رستم قصر معلق میں خوب لڑ رہے تھے جو کنیزیں کہ اندر قصر کے آئیں وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئیں تھوڑی دیر میں رستم نے دیکھا قصر میں سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا اے شہریار جستجو ہماری آپ کی بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوئے رستم نے کہا اے آفتاب میں سمجھا محیط کا پیچھا نہ چھوڑونگا جہاں وہ لوح لیکر جائیگی وہیں میں بھی پہونچونگا خواہ اسمیں جان جائے خواہ رہے میں مفصل خبر پا چکا کہ بادشاہ جاکر طلسم میں قید ہوئے دشمن انکے کس مصیبت میں ہونگے شہرت نے کہا اے شہریار چلیے کوہ الوان پر ہفت پیکر ٹھہرا ہے آفتاب نے بزور کہانت بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ کریں یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہے رستم لشکر میں آئے افواج فوج کو تیار کیا قلعہ قارورہ سے کوچ کے طلب سے زیادہ شہرت ہمراہ جلو بصرف جستجو ایک منزل رستم نے راستہ طے کیا تھا کہ شہرت نے خورشید کی کنیز اپنے کو بالا کوہ الوان پہونچائی ہوں جاکے دیکھوں کہ لوح پر کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رستم سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی بیان بعد کسی چھینکے

کے ہفت پیکر کوہ رنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہی الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہی اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیر کھلوا دیا آپ براے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک
چادر رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آتے ہین الوان
جادو تخت سے اٹھکر بلند ہوا نیچے ابر آکر آواز دی یا خداوند آپکے مین مدت سے آپکا مشتاق
ہون کوہ رنگار رنگ پر عرصۂ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپکے جلوس
کے مشتاق ہین قریب ابر کے یہ باتین کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آکے
جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہان سب آپکے
رازدان ہین بلا تکلف ابر سے باہر آیئے قلعے مین تشریف لے چلیے یہان کوئی در انداز نہین
ہی کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر چھوٹے قد و قامت کا
سر جھاڑ منھ پہاڑ ابر سے نکلا الوان جادو کے ہمشیر وزیر حاضر تھے پاسکے انداز جھکاتا ہوا
پیکر طرف قلعے کے چلا قلعے مین داخل ہوا کہ قدرت تشریف لائے ہین قلعے مین جابجا ذکر ہو رہا
ہی ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب قدیم ہی قدرت کو اسقدر پاس ہی کہ
بصورت اصلی تشریف لائے ہین طائر درختون پر بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر
کر رہے ہین ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد شہر وزیر قلعۂ الوان مین آیا شہر مین ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لائے ہین الوان ہفت پیکر کو لیے ہوے دار الامارہ مین آیا اور بغل
آکے تخت پر بٹھایا پہلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اسپر الوان بیٹھکر
ہفت پیکر سے باتین کر رہا ہی کہ یا خداوند یہ سب آپکے جابجا قتل ہو رہے ہین ہفت پیکر
کہ رہا ہی مین نے خود انقلاب کیا ہی اعتقاد کا سب کے امتحان ہی کہ آسمان پر اکیلا بیٹا ہون
اٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جبدن سے آپنے انقلاب
سنا ہی پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہی دیکھیے وہ دورہ کیے ہوے آتی ہی آدم مسلمانان کی خبر لیتی
رہتی ہی دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہی ملکہ الماس یاقوت پوش نام ہی ہفت پیکر دیکھنے لگا
کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبون
کنیزون کو گھیرے ہوے لباس گلنار پہنے ہوے قدرت کو جو تخت پہ دیکھا

تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اس حسین پیکر
پر پڑی بے چین ہو گیا سلطان عشق نے حرم دل پر چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
کرکے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے میری قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے
تمکو بڑی مشقت پڑی ہوگی ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس پاس نازنین
مہ جبین حسن میں مثل اپسرا چہرہ آبدار کبک رفتار شیریں گفتار قمر سیما منظور ہفت پیکر ہو
مشغول کر باتیں کرنے لگا وہ بوسے پر اسکے دہن سے تاکی کہ الماس نے منھ پھیر لیا اگر پہلو
تخت پر نگوں بیٹھی ہے ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھ دیتا ہے کبھی کہتا ہے کچھ باتیں تو کرو
اے الماس کہاں گئی تھیں قدرت کو معلوم ہوا دوسرے تاکی ہوا الماس نے سر جھکا کے عرض کی
جیسے میں سنے تھا کہ قدرت سو رہے تھے دو مسلمان بلا کے کوہ انگار رنگ پر آگئے
اپنے گرد کی حفاظت کے لئے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہوں کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو وہیں
صحرا ہی میں روکوں قریب قلعہ الوان پہنچے وہیں ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر میں قید کروں قدرت نے اسکو ہدایت
کی وہ قلعہ انگار رنگ پر آگیا انگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
ہاتھ سے قتل کیا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر میں بھیجا وہاں جاکر قید ہوئے اس مصیبت میں
ہوگئے کہ اسی بیچ میں کوئی ساکن طلسم لگے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
دست دریں کو بیٹھی ہے الوان جادو قریب کرسی پر بیٹھا ہے کہ تب ہفت پیکر کے دیکھ کر
حیران ہوا جادو دل ہی دل میں کہتا ہے کیسی بد بخت ہو کہ جیتی میری پوشش اور یہ ایسا دیکھے اب
کیا ہوتا ہے اس تردد میں الوان بیٹھا ہے پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہیں دیتا
جب الماس ارادہ کرتی ہے ہفت پیکر دوڑا دیتا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو
آتے آتے پشت پر آگیا جادوگر بیان پھٹے شاخسر کسی کا سر تنگی کسی کی ران ہے زخم سے
حیران افتان و خیزاں چلی آتی ہیں محیط کو دیکھ کر ہفت پیکر نے کہا محیط خیر تو ہے
الماس نے دست تعظیم کو جھکا لیا محیط آکر پہونچی سجدہ کرکے رونے لگی اور کہا کہ
یا شاہنشاہ وہ مصیبت آئی ہے کہ قدرت کے سامنے بیان نہیں کرسکتی مختصر کہتی ہے

طلسم کشا کو بالاے قصر معلق پہونچایا کمیل قتل ہوئی مگر مین وقت پہ پہونچی جان اپنی بچکر فوراً گلدستون پہ گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہی پہلے کو وہ زنگار رنگ پہ گئی کہ کئی مہینے سے قدرت اُسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا ای محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز کرین کہ اب لوح کو کہان رکھین تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اُٹھاکر پھر جھولی مین رکھ لیا الماس نے اپنے دل مین کہا یہ کیسا خداوند ہی کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدۂ خوشخبری لائی ہے وہ یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اُسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی ای الماس یہ اصل مین ساحر زبردست ہی خداوند بنکر ان پہاڑون پر بیٹھا ہی سب کو اپنے عجائب وغرائب دکھاتا ہی یہ الماس کے دل مین طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے مین بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہی اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہی مجھ سے باتین عشق ومحبت کی کر رہا ہی مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہی اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اُٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھاما کہا ای سرتاج معشوقان کہان جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمھارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تمکو سجدہ کرینگے میرے مقام پر آئینگے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتین کرتا ہی الماس کو ناگوار ہوتا ہی باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہین کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتین کرتے ہین یہ کیسے خداوند ہین مثل انسان کے عذر وحیلہ کر رہے ہین اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے اُٹھا سامنے ہفت پیکر کے گیا کہا یا خداوند اب تو آپ نے نیاز مند کو سرفراز کیا بالاے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام آپ کا جلوہ پرستگی مین ہی وہان تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی نذر دیجیے مین نے یہ انتظام کیا ہی کہ اگر مجھکو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہین تو بڑھکر ایسا سحر کرون کہ لوہے کی دیوارین درمیان مین قائم ہون مسلمان قریب نہ آسکین یہ دیکھنے جاتی ہی کہ اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اُٹھنے دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اُٹھے اُٹھتے غائب ہوگیا الوان نے

مشیرون اور وزیرون کو بالاے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اُسی تصویر مین ہوگا گھنٹہ نواز و ناقوس نوازون کو بھیجو کہ جا کر گرد تصویر مجمع کرین اپنے کام مین مصروف ہون وزیر و امیر گھنٹ نوازون کو لیکر بالاے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتین کر رہی ہو شہر مین ڈھنڈورا پٹوایا کہ کل سب مرادمند زیر کوہ آکر حاضر ہون کہ قدرت تشریف لائے ہین اب اس کوہ پر میلہ ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ بی محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک مین آئی ہین اُنکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا مقام تھا اب حفاظت سے رہین وقت بے وقت نہ نکلین ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان پا جائے اور اگر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہو کہ طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہین اُنھون نے بتلایا ہوگا کہ محیط بالاے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت یہان تشریف لائے ہر خرد و کلان پراے مراد آئیگا تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ قدرت بالاے کوہ الوان مین ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کی کہ بالاے قصر معلق پہنچے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہو تمھارے جانے سے آفتاب فلک سحر آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا مین آپ لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر کی باتون نے شک مین ڈالدیا کہ مذہب جعلی کیا ہو اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب توجہ نہ کرتا اُسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہو مجھکو بہت ناگوار ہوا مین آپ کے خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ مین قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے الوان نے کہا ای نور نظر ان باتون مین دخل نہ دو ہم سب لوگون نے ملکر اُنکو خداوند بنایا ہو سب لوگ اُنکو بخدائی مانتے ہین اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا ایک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی مین قدرت کو سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا مین سمجھا دونگا الماس باپ سے باتین کرکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اُسپر آکے ٹھہری نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علموں کو جلوہ دیتے ہوئے زیر کوہ سے نکلے بعد علمداروں کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یعنی عراقی پاکھریں اُنکی پشت پر موتیوں کی پڑی ہوئی تھیں سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سپہر و جلال سرکش شہرت مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوئے نقیب آگے آوازیں لگاتا ہوا الماس جاہ و جلال شہرت دیکھکر حیران ہو گئی جی میں کہتی ہے لشکر طلسم کشا میں شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے آتے ہیں شہرت کا تخت سامنے سے گذرا اب جو دیکھا تو ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کا راکب ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال آنکھیں بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو میں حمائل سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر لٹک رہا ہے اور چند پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہیں معلوم ہوتا ہے ناگنیاں بانبی سے منہ نکالے ہیں قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد کرن سبزۂ خط رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کئی سو افسر کمیدان و رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پر پڑی بیقرار ہو گئی پسینہ آگیا قلب ٹھرا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اُٹھتی ہے کہتی ہے دل کی عجب کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہے
دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہے
سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہے
دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہے
روز جزا وہ دے جو مرے قتل کا جواب
وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہے
کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس
سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہے
اُنکو گمان ہے گلہ چین زلف کا
خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہے
میں کیا کہ مرگ غیر پہ داماں تر نہ ہو
وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہے

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ
خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے بیثال
کیون یار نوحہ زن ہو کہان مرگ مجکو تو
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے جو

آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہی
غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہی
مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہی
لب بستگی تصور بوس دہن سے ہی
تو اب بھی دل درست اسی دلشکن سے ہی
مومن کو ضد یہ کشش بد برہمن سے ہی

الماس یاقوت پوش حیران حیران بڑھ بڑھ کر گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہو قصد یہ ہو کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرین گے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بیمثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اُترے اسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی صحرا مین اُتر پڑا الماس پہاڑ سے سب سامان دیکھ رہی ہو کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایۂ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوئے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سماک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارۂ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اُسی خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی حیرت مین ہو جی مین کہتی ہو کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سماک کے ساتھ رستم اُسی خیمے مین آکے داخل ہوئے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہوگیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ صحرائے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سماک سے کہا اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سماک نے ژنو برتے سے نکالی سامنے رستم کے بیٹھ کر نئے طور سے یہ غزل شروع کی نظم

نہ دیتا بوسہ پا کو فلک جھکتا زمین پر ہی
کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہی اتنا زمین پر ہی
تڑپتا ہی پڑا شوق شہادت خاک اور خون مین
گرا کوچے مین یہ تیرے لہو اسکا زمین پر ہی
خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم
زمین گرتی فلک پر ہی فلک گرتا زمین پر ہی
مری دوری مین بھی کیا جائے جان من پاس جانا ہی
کہ جسنے آسمان پر سے اسے پٹکا زمین پر ہی
نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین
کہ قادر نیم رقص مرغ بسمل جا بجا زمین پر ہی
مری فریاد سے کہتا ہی اسرافیل حیرت سے
قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہی
ہوا مہر برات عفو نقش سجدہ مومن کو
قدم رکھتا فلک پر ہی کہ سر رکھتا زمین پر ہی

اس لطف سے سماک بلا اقی گا رہا ہی کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا بھی گوشہ ہاے دشت سے نکل کر گرد خیمۂ رستم چیخ مار رہے ہین شیران صحرا پہلوؤن مین غزالان دشتی کے بیٹھے ہوے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اترے پہلوے کنجشک مین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ باعث عشق سے ٹوٹا آخر بپارے سے بسختی آمدین در بارگاہ پر پہونچین غیرت تو منع کرتی ہی حسرت دامن کھینچ رہی ہی کہ بلا تکلف اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے انھون نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کرین الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل و حسین در بارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت مین آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سماک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلائیے ایسا نہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اذن باریابی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہی حسن و جمال مین خوب ہی اے سماک تمھارے گانے کی مشتاق ہو کر آئی ہی سماک نے کہا حضور روح کی جستجو مین نکلے ہین قریب کوہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہین صرف آیا جا کر

رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کرسکتا ہی سماک نے نہ مانا تڑپ کر اٹھا بیرون خیمہ آیا دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سماک نے دیکھکر کہا اے الماس جادو تشریف لائیے پھر سماک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم گرامی حضور کا کیا ہی الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب خاص و عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن وجمال سے اٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کرکے فرمایا آئیے تشریف لائیے

فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭٭

یہ کہکے رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمین کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکایا کہا اے شہریار اصل یہ ہی کہ مین اس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو آپکے آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے سارا دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین ہین بلاتکلف چلی آئی آپکے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی رستم سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر پر سرکوہ الوان آیا ہی کیا کر رہا ہی الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین فروکش ہی ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہے وہی میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اسکے جمع ہوئے جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اسی طرح یہان بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے مجھکو یہان تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھین جہان تک ہوسکیگا کل مین لوح لیکر آؤنگی اب مین جان ومال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے کہ ایک غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والدنا ہلار چھینکے کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیا پیش آئے سماک نے سامنے الماس کے پھر

یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہیں
پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہیں
وہ عضو کون سا ہی جو کہ انتخاب نہیں
کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی
غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہیں
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے
کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بندوں پر
مراد پہ یہ ترا عالم شباب نہیں
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی
ابولہب ہیں زمانے میں بو تراب نہیں

یہ اشعار جو سماک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اُٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے + گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے + رستم نے کہا اے ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہ ہو کہا اے شہریار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہے اور کیا ہونے والا ہے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے اب کنیز رخصت ہوتی ہے محیط سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہوں کہ حضور کے خیال میں رہے ہفت پیکر نے مجھپر بدل توجہ کی ہی چاہتا تھا کہ پاس سے نہ اُٹھیں باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہے کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے مثل ہمارے باپ کے چند رازدان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہیں بڑا شرف یہ رکھتا ہے کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بخدائی مانتے ہیں وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہے کہتا ہے کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہے کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہیں کہ جنپر گذر طلسم کشا کا دشوار ہوگا تو اے شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پہ تشریف رکھیےگا میں اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کرکے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھا طرف کوہ الوان کے چلی یہاں الوان جادو آنے سے بیٹی کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہے کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اداس پریشان آکے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ اے نور نظر شب کو کہاں

رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سُنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جاکے دیکھا قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ مین ایک کوہ ملا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا آپکی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا ای نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ نہین مانتے شب کو کھلاکر مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوندزادہ اُسکے بطن سے پیدا ہوگا خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے رہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچھتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی الوان جادو بہ سر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر مین جاکر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہوکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سماک کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونون ہاتھ پر رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر محیط جو سوکر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبراکر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین محیط کو ایک ایک سے پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہان ہین کنیزون نے کہا برائے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہو کہ الوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ ای محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقۂ قدرت کہان ہی الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے فکر کرلی ہی محیط کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہی ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آفت برپا کی بہ سر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہین الماس گئی ہی اور لوح پاس طلسم کشا کے

بہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تمنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو بڑا قلق ہوا الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوندا اگر وہ لوح پاس طلسم کشا کے لیگئی اور پہلو سے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جا کر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون یہ تو مجھسے کبھی ہوگا کہ بیٹی آپ کے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکال ڈالیے ورنہ غلام کو رنج ہوتا ہے قدرت یہ ذکر نہ کرین ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو قبضے مین کرینگے الوان نے کہا تو مین جاتا ہون اگر بنتا ہے لوح بھی لاؤنگا نہین تو الماس کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا حمیدہ نے کہا مین بھی آؤن ہائے ای الوان مین لوح کو قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنون نے اپنا کام کر لیا الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھا کڑکتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے حمیدہ جادو بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود وہان موجود ہے شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہے الماس نے کہا تیرے جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کر کے آپ کی خدمت مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے منت خلق پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلہ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ چمکاتا ہوا کہ برقین گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزارہا گرد رستم کے ہو گئے رستم نے لوح کو چمکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغہ ہفت جوہر بنیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغہ ہفت جوہر چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہے کبھی برق چمکاتا ہے کبھی تلوارین گراتا ہے مگر کوئی سحر رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہے الماس کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو ہٹا تو برابر الماس کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرون الوان سے

نکالی پکڑلی کہیں سمجھ دیکر سے اُٹھا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا اگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حیرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزیں اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہیں جو جمال بیمثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پہ آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیوں نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی گل سے بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن میں پھر آئی فصل بہار

پڑھوں غزل وہ جنوں خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان میں تار

پڑھوں میں قصہ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے چونکو نہ ہو کہیں بیدار

جو مے پرست مریں چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل میں
کفن سے قبر میں میری ہوا دھواں اظہار

بہ قول شاعر شیریں کلام ہے اک نقل
ہوا جو شہر خموشاں کی سمت سے گذار

کھڑے تھے ہم اک آشنا کے مرقد پہ
جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پہ ہے نرگس زار

کیا سوال یہ ہمیں نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگوں ہے بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عدو ہے تجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہے گل نرگس کا گلستان میں
سو اُسکا گور غریبان میں کیسے ہو گذار

میں اسکی آنکھیں ہوں جس شوخ کا یہ مرقد ہے
یہ زیر خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم و الم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا اک لپٹتا ہے محیط جادو نے للکار کر آواز دی ای رستم بچہ الماس تُنے لوح پائی ورنہ تمہیں ملتی قدرت سے خودکشی کی جیب میں سے لوح جو چھپائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا پھر الماس نے یہ کمال کیا کہ تجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب سر حملہ جات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح نے لینگے رستم نے جھلاکر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑکر محیط پر مارا کہ سینے پر چھیدکے پر والیشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گرا آندھی

سیاہ آندھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم محیط جادو بود یہ آواز کان میں الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا کہو بیٹی محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھئے اب قدرت پر کیا گذرے الماس خاموش ہو الوان چلایا ہوا برسر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہے مراد مندیں جمع ہیں فریاد فریاد کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہے کہ بندگان من مراد تمھاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیرہ امیرہ گھنٹہ نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہیں باجے بجا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر ایک تعجب و حیرت سے آواز دے رہی ہے یا خداوند ہفت پیکر تیرا فرقہ یہ دنیا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر تصویر میں سے باتیں کر رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو پنجے میں لیے ہوئے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب شہر و وزیر حیران ہوئے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کرکے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہونچایا اب الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی کہ الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ مانونگا اسنے بڑے بڑے عزیزدار طلسم ہفت پیکر میں جا بجا ان مرحلوں میں وہ سب قتل ہوگئے میں کیونکر گوارا کروں کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا دیجائے ہر چند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلادوں کے سپرد کیا جلاد قتل ملکہ الماس کو کھینچا دار پر آمادہ ہونے لگے الماس دیکھ رہی ہے کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہے بے اختیار ہوکر پکار اٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچالے

نظم

از خدا جوئید دوائے درد دل بیمار روح
شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح
جلوہ گر باشد بچشمش نور ذات کردگار
جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذات او حاصل کند ہر وقت مرد با کمال
از صدائے نغمہ پر سوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش زاختلاف آب گل
شو یدا از روش سیاہی چشم گو ہر بار روح
درگذر از رنگ و بوے جسم خاکی درگذر
سیر ای بلبل بکن در گلشن بیخار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر حالم الٰہ
دور دار از ہندی آسیب تن آزار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کوہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچالین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہی یہ خداوند نہین ہی یارو یہ ایک ساحر ہی کیون اسکے دام مکر مین پھنسے ہو وزیر و مشیر فقرہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہو مگر طلسم کشا بہ دہانے الماس کے طوق کو پھینکے دیتے تھے سمک نے سمجھا کر طوق گلے مین ڈالی کہا ای شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہو مکر و حیلہ نہ کرینگے پراسے خدا اسکو قبضے مین رکھے رستم نے کہا ای سمک مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھپر نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہے سب سردار آ کر جمع ہو گئے ہین سمجھا رہے ہین کہ ای شہریار صبر فرمائیے خدا انکو بچا لیگا باپ انکا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہو کہ ہفت پیکر اسپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کیا کہون دل کو عجب عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین

نظم

مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے
دن نہین پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہون تاثیر سے
دم رکے ہی نالۂ شبگیر سے
بیری وحشت کے لیے صحرائے قیس
تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے
کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو
برق کٹتی ہے تری شمشیر سے
وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل
گر ہوا خط کاتب تقدیر سے
یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا
بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

انگلیون مین نامہ جبکر رہ گیا
نامہ ہاے شوق کی تحریر سے
قہر ہی پھیرنا نگاہ یار کا
الامان اس بازگشتی تیر سے
وحشت چشم پری رو دیکھنا
پھر گیا جی سرمہ تسخیر سے
لیگئی جان یاد رونق ہاے فصل
گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے
ای صنم مومن ہون آخر کسطرح
مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش و خروش ایسا پاتے ہین کہ غلام بہت گھبراتے ہین اُسوقت بارگاہ مین ایک عجب غریو ہی رستم کی بیقراری سب سردار ہر چند سمجھا رہے ہین رستم نہین قبول کرتے قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اُسنے جو یہ ہلڑ سنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو مین رستم کے پایا اُسی غیرت مین بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہی بیقرار ہو کر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہی وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اسنے دودھ پلا کر پرورش کیا ہی بیقرار ہو کر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہی کہ چلکر رستم سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ کی محبت مین الماس قتل ہوتی ہی وقت قتل اب قریب ہی اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے ہین دایہ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری آپکے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپکے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے زیر تیغ بیٹھی ہی اب قتل ہونے مین اُسکے کچھ دیر نہین ہی یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو مین جاکر اُسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اس خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنی لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو پہونچا دی یقین ہی کہ میری مدد کو آئین رستم کا مرکب تیار ہو کر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے سپاہ نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکاتے چلے تمام سردار ساتھ ہین شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سب کے ساتھ

نہ چلی بالائے آسمان جا کر جھکی رستم جاتے ہین یہان الوان جادو سر پیٹ پیٹ کے کھڑا کہہ رہا ہی کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کرو گی قدرت تجھکو سیاہ پوش نہین کریگی سارے طلسم مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہی سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہی مین چاہتی ہون کہ معشوقہ طلسم کشا مشہور رہون کہ جو ہفت پیکر کے کبھی سرکوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے ہین اسیر الوان جادو چلاتا ہی کلمات سخت و سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی۔ نعرہ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + لقب گیتی علمشاہ رستم دیگر + علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + زبسکہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دوکاندار بھاگنے لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سحر اور ایک طرف جلال سحر کش ان دونون نے سحر سے زمین ہلا دی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ سحری ان دونون نے ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جمال بیمثال دکھا دیا اور نگاہ سحر انگیز سے اشارہ کیا وہ گریبان پھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور رہا سحر آفتاب نے سیکڑون کے سر گرائے دوکانین ویران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی ہزارون ساحر نابینا ہو گئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کر کے بھاگے ہین جب ساحران الوان پہاڑ سے اتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین انکو آفتاب قتل کر رہا ہی الوان نے کوئی سحر کیا مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی بلکتی شہزادی نے جو آسمان سے دیکھا کہ جلاد صرف کر دیتے ہین اور ساحران زبردست گرد سے الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اڑا دیے الماس کی زبان سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس آفرین ہم سب تمہارے ممنون و شکر گزار ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہم جیسے ہزارون کوشش کی اور یہان تک نہ پہونچ سکا ہو لوح ایسی شئی تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا الٹنے جو سے آتے تھے ہزارون ساحرون

کو دیکھ مار کر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیاں پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیون پر ساحر بیٹھے ہین رستم کو روکتے ہین رستم لوح کو چمکاتے ہوے آتے ہین جب لوح چمکائی سو دو سو نابینا ہوے سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیون پر لڑتے ہوے چلے جاتے ہین گو رستم انبوہ ساحران کو سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہین رستم انکے روکے سے نہین رکتے مگر زخمی ہو رہے ہین آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ بیٹھ کے گولہ مارا کہ کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اسنے سحر کر کے روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوے بالاے کوہ پہونچے جب الوان ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر دھاوہ کیا زیر کوہ دریاے خون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالاے کوہ پہونچے سب گھنٹ اور ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر مین آواز دیتی ہے او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوے دیکھا خود تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوے بڑھا رستم نے للکارا او الوان بے ایمان الوان نے یہ سنکر گولہ مارا کئی سو کنیزین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آواز ملا کے یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئین نظم

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغیر شیشے کی
شکستہ ہی نہین ہچکی ہوئی ہے دیر شیشے کی

مدام اس دلربا مہوش کے منہ لگتا ہے او ساقی
بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی

سوا اس کے تصور کیا کہ اپنے دل کی صورت ہے
سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی

اثر اس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستہ کا
شکایت ہے مری فریاد ہے تاثیر شیشے کی

ہون اک آئینہ رو کا دیدۂ پر آب دیوانہ
بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی

بیان کرتا ہے ہنگامہ اس بہشت کے عالم
لے کیا مجھے سبب وہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا | کہ بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینوں کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہوئین اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اسنے دستک دی در دیر سے آگے بڑھا ایک دو پتھر زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوئے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے آفتاب نے آواز دی ای شہریار انکو قتل نہ کیجیے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوئے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ ای ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے چند شیر دم اُٹھائے ہوئے منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے ہی طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی جہلال وغیرہ نے پکار کر کہا ای شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم نے اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینک دو مین نے وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب نابود ہوئے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے عرصے مین سب شیر غائب ہوئے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے آواز دی ای الوان قدرت گھبرائے ہوئے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہے کہ طلسم ہفت پیکر مین جائین وہان جا کر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدات سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح حوالے کرے تحفہ جات قبضے سے جب طلسم کشا کے نکل جائینگے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہو گا الوان نے جو یہ باتین سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا۔ او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہے وہ خود مکار، جعلساز ہے ساحر شعبدہ باز ہے آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتین رستم کی سنین گھبرا گیا تیغ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و خوار کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا اول ہی مین اُسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاساز ہی طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہوگیا طلسم کشا نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اُٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار لوح چمکائیے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کرکے جو چمکایا تصویر کو چاہا جھپٹ کے تیغہ ماروں کہ دیکھا ایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک دھوان سپیدہ ہو کر نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آ گئے نہ بڑھیے ہفت پیکر نکل گیا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی دیکھا بالاے آسمان ایک ساحر قوی تن قوی من پکار رہا ہی کہ ای رستم مین اب طلسم ہفت پیکر مین جاتا ہون اگر وہان آؤ گے تو مزا اُٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا تھا ہفت پیکر چیخ کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہوگیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے مین گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ مین قلعے مین جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اُترے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اُترا رشیون مین یہی چرچا ہی کہ ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا الماس نے عرض کی ای شہریار اب کیا قصد ہی رستم نے کہا خواہ جان جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم مین جانا ضرور ہوگا آیندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے بادشاہ وہان قید ہین جسوقت قبلہ و کعبہ سنینگے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر بشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگی الماس نے اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کرکے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحرا اپنی شوکت وشان دکھلاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب ایک صحرا پر فضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جلال بعد انکے لشکر شہرت مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر و نہنگ بحری لشکر گران لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر شوق وجاروق و شریر مردم در دیوانہ ان سردارون کے بیچ مین بارگاہ رستم استادہ ہو شام کا وقت ہو رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتاب وجلال وشہرت والماس لشکرون کو اپنے چھوڑکر براے ملاقات رستم آئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہو صحبت عیش وجشن آراستہ تھی کہ لشکر آفتاب مین ہلڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پہ ہزارہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہو سردار بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہو یہ کہکے آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزارہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر شیرون کو للکارا اور آواز دی ارے سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہو یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑکر پشت کو شیر کی پار گذرا شیرون کو آہوون نے مار لیا شکاری نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا ای آفتاب جاے دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہانگیر وزہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر اُنکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر آکے ٹھہری کھڑی دیکھ رہی ہو کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو پہچانا ابر مین کہان تک چھپو گی یہ کہکے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پہ دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بہکایا اب میرے مقابلے مین آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا روک کر وہی گولہ مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علیحدہ ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا الماس تڑپ کے نکل کر دونون پر جا پڑی دونون کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار جھپٹ کر سر پہ الماس کے گری کہ سر سراسر الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا کچھ خون چلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردن مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین الماس نے چاہا ان دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کے چاہا ابر کو توڑ دون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا مگر ابر سے نہین نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا اور رعد کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے ہوش درست ہوے آفتاب نے منھ پہ چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونون کو گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچین اُن دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونون نے ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے انکو قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونون سے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہو وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشکر فراغت کر کے

بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورالدہر کا اور قید ہو جانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو چھیڑ رہی
سر راہ پر ایرج گرو ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہے بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا انکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہے قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے مہر سے صاف یہ دور ہے
یہ منظور ہے مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
سنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بہ صد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہے بزم کا

ترے دور مین ایسا بیچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
کہ صاف ہے اور نہ یان درد ہے
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل اے توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بہ صد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہے رزم کا

چہرہ رہروان منازل طلسمات و طی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نورالدہر یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر — مرصع خیالان رنگین ادا + چنین سے نگارندہ این ماجرا + جب کہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج نوجوان نے سنی قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ رکھا اسی وقت سوار ہوے جو فیروزہ نشان بتا گیا تھا اسی سمت پر چلے عقب مین نورالدہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کر کے اس دشت پر آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ کہ تا فلک بند ہر جانب قلعہ پر نگہبان آدم خوار قرنا ئین دہن سے

لگائے کھڑے ہین بہت سے نقارہ نواز برجوت مین ایرج نے آتے ہی لشکر اُتارا شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاپور شیردل نے عرض کی ای شہریار یہ مقدمۂ طلسمات ہی بادشاہ آکر جانبر نہ ہوئے نہین معلوم کس حال سے طلسم مین پہونچے ایرج نے کہا جب تیغ مردان عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہین کرتا کل اس قلعے کو فتح کرین گے لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچین گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہواخواہ جو نکلے وہ آپہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانین گے خاموش ہو رہا وہ رات ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابدِ شب زندہ دار راہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پہ رکھکر سر بسجود ہوا اور سیاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہو کر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہی ای شہریار یہ مقدمۂ طلسم ہی بے سمجھے نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان مین مہمیز کیا جب میدان مین آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سب نے دیکھا کہ نصف میدان طی کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پہ آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہین اور گلابیان اُنکے ہاتھ مین دونون کو شراب پلا رہی ہین زنگی نے جوش محبت مین اُس نازنین کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہی ایرج نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہی اس نازنین سے الگ رہ اُسنے پھر گلے مین ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بجبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو جھکا کر قریب خندق کے آئے للکارا کہ او بے حیا مین اُس پار آتا ہون اُسنے کچھ جواب نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چارون تیلیان جھاڑ کر خندق کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازنین کھڑی ہوگئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہی ای شہریار آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پہ بٹھایا ایرج

بیٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئین اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ مین چلیے وہ مقام قابل غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے مین گئے چاہا کہ روتے پیٹتے پلٹین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے ایرج کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہرنگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کرین اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کہ پاس فروش بازاری یون طلسم مین جائے اور مین عبادت خانہ آراستہ کرون مین ابھی جاتا ہون ہرچند سب نے سمجھایا یہ بھلا کب مانتے ہین اسپ پری پوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ پھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہان آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکرین کھا کے چلے گئے بالائے قلعہ سے نقارہ نوازون نے آواز دی کہ اے جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نورالدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط میدان مین پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے نورالدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالون نیزے کو گانٹھا جھٹکا دیکر ایسا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مرصع پوش کے نکلگیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر پر ہاتھ مارا نورالدہر نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر بھر مین اُس مرصع پوش نے نورالدہر کو اُٹھا لیا ہاتھ پہ تولتا ہوا قلعے مین لیگیا پھاٹک بند ہو گیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائین بجانے لگے ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیزداران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونون کے حیران و پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہین بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سبنے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک و قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شہرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار

ایرج و نور الدہر بھی جاکر قید ہوے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہین کہ جاکر قید ہوگئے امیر نے جو یہ حال سُنا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے اشقر کو اُسی وقت مہمیز کیا لندھور و ملک داہنے بائین قاسم و بدیع الزمان قبضون پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوے سرداران نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین سب سردار یعنی جمہور و فرامرز و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑا جھکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین لیے کھڑے تھے سب قرنائین پھونکنے لگے نقارچیون نے نقارے بجائے میدان مین ایک غریو ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین کہ پہلوے قلعہ سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان عقب مین تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا جھکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون جمہور گھوڑا جھکا کر مقابلے مین اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسنے ایک مقام پہ باڑھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا جمہور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا لپٹے ہوے دونون زمین پہ آئے آپس مین کشتی ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکون لیکن نہین رک سکتا دس پانچ قدم پر لا کر اُسنے بکہ مارا کہ دونون گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھا لیا جست کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائین بجانے لگے وہ جوان جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا تھا اُسنے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا ہے جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا ہی تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے مین داخل ہو گیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و لقمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور نوبت نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب کیہان کرگدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ لونگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی جملہ سردارون کو لیکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو نے عرض کی ای شہریار معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علامتین چند در چند ہین بادشاہ اسلام کا اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوے حضور کے سردارون پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مقدمۂ طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہو گی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی ہی کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کیہان نے طبل جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی بحکم صاحب قران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن ہی کہ دشمن تو آمادہ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی اُسی طرح ہو گی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیا و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی میں صف آرا ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے اور صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفیں جمیں آتش افسر پہلوان نے خود گھوڑا چمکایا اور میدان میں آکر آواز دی میں گہمان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے بدیع الزماں نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان فرق کریں خود اسکے مقابلے میں جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اُچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلیں گے امیر نے اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان میں ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو مظفر و منصور کرے سب سردار پلٹے مگر بدیع الزماں سب کے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے کھڑے ہیں امیر جو گہمان کے مقابلے میں پہونچے نگاور زن ہوئے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہیں کہ ای شہریار اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گہمان سے نگاور زن ہوئے چھ سات قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گہمان نے دیکھکر آواز دی یا صاحبقران میں پہلوان قد پرست ہفت پیکر ہوں اور نظر کردہ ہوں آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجے صاحبقران نے فرمایا ای گہمان اب تو تیرے مقابلے میں آئے ہٹ جانا مقابلے میں کر مردان عالم کا دستور نہیں گہمان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں صاحبقران نے بہ جنبش ملعون کے نیزہ کا ٹھکا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے گہمان کے نکل گیا اُسنے قبضہ پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جب اسم اعظم موقوف کرتے ہیں ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن میں جوش مار رہا ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا بڑھکے ایک کلائی پر ہاتھ ڈالا گہمان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گہمان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار قدم ریل کرلیجاتے ہیں تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کرلیجاؤں لیکن بسبب اسم اعظم کے صاحبقران پر کوئی زور نہیں چلتا امیر بھی چاہتے ہیں اسکو زیر کروں مگر ممکن نہیں ہوتا ہے تمام ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گہمان کو لیجاتے ہیں گہمان [illegible] نکلجاتا ہی اور جہاں گہمان صاحبقران کو لیجاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہیں [illegible]

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کرسکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہو گیا ہر چند قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہے اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھ پر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہے گیہان نے کہا مین ضرور آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خواہان ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہولے تو سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہوکے چلے کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ اُتبہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو حال سنکر بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو قلعے مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون آقائے نامدار مزاج کیسا ہے امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر یہ پہلوان ایسا زبردست ہے کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر بہ این زرین سپر
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان کرگدن سوار نے گینڈا اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سامشوری دکھانے لگا گینڈے کو جھکاتا ہے نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرماتے ہین کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہی پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روکے کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے لگے دیکھا چند لکہ ہاے ابر آسمان پر کڑکتے ہوے نمایان ہوے اور لشکر عظیم پشت پر ساحر و غیر ساحرون کے جماو امیر نے دیکھا رستم مرکب استر الاکبود پر سوار سردار گھیرے ہوے ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوب دست کاندھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی پشت پر چار سو دیوانے غل مچاتے ہوے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اس کر و فر سے رستم ظاہر ہوے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے جو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے تھا عرض کی ای شہریار پہلوان میدان مین ہو آپ کے قبلہ و کعبہ کو للکار رہا ہو صاحبقران نکلا چاہتے ہین رستم نے وہین سے مرکب کو پھیر کیا فرمایا او بچہ مین تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا اٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چھلاوہ مین ٹھیکوت مین مقابلہ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر فرمایا او بچہ ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوگئے صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کل کیفیت سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہاے ابر آسمان پر نظر آ رہے ہین اسمین بڑے بڑے ساحر مخفی ہین اور رستم کے شریک ہین کاشانات کے ساحر ہین علم نیرنگ و شعبدے سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برقاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا اسنے سپر فولاد کی چہرے کی پناہ کی مگر تیغہ ہفت جوہر جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرا تو قبضہ سپر پر جھکا تھا یا زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا مارگیہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہوئی برے اٹھا کر رستم پر چلی رستم نعرہ کر کے اُن سب پر جا پڑے۔ فقرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب

گیتی علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مردوق افگندہ شور +
ہژبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف +
تزلزل فتد در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + ز گاو و زمین تیغ دیگر برکشم +

فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مارا دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے بھاگی رستم اُنکو روکتے ہوئے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازوں نے قرنائیں بجائیں اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازوں نے آواز دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پر آ کے رستم نے لوح کو جو دیکھا پانی میں غرق تھی ایک آہو جست کر کے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم نے اُس پر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے صحرا میں جا کر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب میں ایک کوٹھی پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فتاح طلسم وادی سیاہ میں جا کر اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوٹھی میں فوراً چاہ میں پڑا سمک پیدا ہوئی ہے جو سیر کر دیکھا وہاں سے چلا اور یہاں لشکر میں آیا آفتاب فلک سیر نے پوچھا آقا کہاں گئے سمک نے بیان کیا کہ کوٹھی میں مع گھوڑے کے چاہ میں پڑے آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مہرخ پوش نے کہا اے آفتاب جس راہ سے طلسم کشا گئے ہیں اُسی راہ سے ہم تم نہیں جا سکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہے آفتاب نے الماس سے پوچھا کیوں اے ملکۂ عالم کس طرح جائیں کیا پاس طلسم کشا کے ہم نہیں الماس نے کہا میں جانتی ہوں میرے پیچھے جسکو آنا ہو چلا آئے یہ کہہ کر الماس آگے بڑھی آفتاب چہلول و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آگے آگے قریب ایک کوہ کے پہونچی آ کر آواز دی اے اہرمن جلدی ادھر آ کہ یہ طلسم میں کھولو دیکھا اندر کوہ سے ایک ساحرہ نمایاں پیدا ہوا تمام نمایاں ہوا پکار کر کہا اے ملکۂ عالم آئیے آگے وہ ساحرہ چلی پیچھے اُسکے الماس آفتاب

و شہرت و جہلال جاتے ہیں جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ میں رکھا آواز آئی اے راہبر کسے لیے جاتا ہے یہ لوگ دشمن خداوند ہیں پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لوں الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی زلفوں کو جنبش ہوئی دھواں نکلا وہ دھواں اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر ایک پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لوں آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہے ساحر نے پھر وہ پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر گرا جہلال نے بڑھکر سحر کیا جہلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہے یا نہیں اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھوں سے اشارہ بھی کیا گورے ہاتھوں سے دستک دی اُس ساحر کا منھ گلنار ہوا آنکھیں سرخ ہوئیں تسلیمیں کرنے لگا کہتا تھا اے سرتاج معشوقان میں تو مدت سے تمھارا اشتیاق تھا ہجر کی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں شکر ہے خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال بے مثال تمھارا دیکھا برسوں تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہے نظم

ہے فسانہ ساتھ سونے کب کسی تدبیر سے — نیند آتی ہے ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہائے پھر مرنے لگا میں لطف کی تقریر سے — اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے — مٹ گئے ہم خاک میں محشر تری تاخیر سے
میرے لاشے کو اُٹھایا آپ نے اچھا ہوا — تھا شگوں ہی دعا پان نامہ کی تحریر سے
جاے شربت مرتے دم بھی خون پلایا گیا — منھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی پھیلا گیا — ہے یہ کیسا جرم جو جاتا نہیں تعزیر سے
سر پٹکتا ہے قلق میں مونس [illegible] — سچی پریں رہتی نہیں کیا فائدہ تدبیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا اے ملکۂ عالم راہ زن میرا نام ہے راہبر وہ کھڑا ہے تشریف لیجیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اٹھایا آفتاب و جہلال سے سحر اُتارا اب دونوں ساحر راستہ بتاتے ہوئے ان چاروں کو لیے چلے درہ کوہ سے تھوڑی دیر میں نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست میدان [illegible]

سفنان کچھ نخل جلے ہوئے خاک اڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آرہی ہی زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہین انکو جلتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے نکلا نکلکر بلند ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان صحراے ویران ہمراہیان طلسم کشا کس راستے سے جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے پکار کر آواز دی کیون سفنان ہمکو روکتے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا ہمسے نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے لیکن یہ راہبر و راہزن تمکو خلاف راستے سے لائے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب نے کہا ای سفنان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہنچین طلسم کشا سے ملاقات نہ ہو ای سفنان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سفنان نے بڑھکر آواز دی او راہزن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہی راہبر نے پلٹ کے آواز دی ارے دیوانی ہمارا یہی کام ہی اسی الٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور راہزن سفنان کی سمت چلے سفنان نے کئی سحر کیے راہزن دفع کر دیتا ہی تینون مین سحر چل رہا ہی الماس نے سفنان کو پکار کر کہا ذرا مجھسے آنکھ ملا سفنان نے جو الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سفنان کو بڑا غصہ آیا تیغ کھینچی پہلے راہبر کو پیچھے مارا پلٹ کے راہزن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہوا تھا کہ دونون نے خون اپنے اپنے سرون کا ایک سفنان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سفنان کے پڑا سفنان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطہ اپنے دین و مذہب کا مجھے بچا لیجیے اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اُس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سفنان ہوش مین آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سفنان نے راہزن پر پھینک مارا راہزن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برسادون یہ جو

سفسان نے دیکھا نیچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی اپنی تو خبر لے یہ کہکے ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونون لڑکھڑائے سفسان نے بڑھکر ایک نیچہ مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سفسان پر نیچہ مارا دونون مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا کہ سفسان کے دو ٹکڑے ہوے سفسان جو مر کر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پہ پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینون ساحرون کا خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہی جانورون کی پکار پھولون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز و شاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا
دم کاہیکو یون اے دل ناکام نکلتا

مین وہم سے مرتا ہون وہان جبکہ اُسکے
قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا

کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم
کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا

ہر ایک سے اس بزم مین سب پوچھتے تھے نام
تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا

ہو دین نہین مومن کے نصیبون مین جو ہوتین
بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا کہ صحرا تبدیل ہوا عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار ہو جاینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پہ سوار ہوکر اُس ابر مین مخفی ہوئی ابر ایک جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جھونکے ہوا سے سرد کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا جہلال نے

ابر سوسنی آراستہ کیا بہ شکل ماہ تاباں بنکر اُس ابر مین مخفی ہوا ۔ ایک جانب چلا چارون ساحر ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پہ تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہوے بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا ہزارہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے چھوٹے نخل مثل گلدستے کے آراستہ مین کہ سایہ اُنکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اُس صحرا کو دیکھ رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سایے مین جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس تعداد سے ورد زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند مرتبہ پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام سرخ پوش نام ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا سارا گھمنڈ تمکو اس لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اُس پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگونکا جو اُس پہلوان نے نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلے مین اُسکے پہونچے تگاورزن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے گھیر کر یار لو کئی ہزار سوار گھوڑے اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

ترغیب دے رہا ہی جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بڑے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے میں نہیں آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پہ روک کر وہ ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے شور بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ صحرا تاریک ہوگیا آوازیں مختلف آئیں پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نام سن سرخ فام [illegible] ہو د رستم اُس اندھیرے میں کھڑے ہیں حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرائے مختصر ہی سامنے میں پہاڑ کے میں کھڑا ہوں حیران ہوے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہی شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے میں ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب ابن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہو دربار جمع ہی بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہی اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہی کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہی غراب کہتا ہی کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہیں وہ شعبدہ دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہیں یہ وہ مقام نہیں ہی کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو فتح کرلیں وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑتے ہوے آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوے ہیں سب غلام اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد کہاں ارادہ جانے کا ہی غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہوں سہیم نے کہا ای والد تحفہ جات و لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہیں ایسا نہ ہو حضور بیدار جل جائے غراب نے کہا اگر نور نظر اب وہ میری حوالی میں آیا ہی کیونکر مقابلہ نہ کروں سہیم نے کہا فوج کو بھیجئے وہ جاکر گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار در ہزار کی حقیقت نہیں جانتے ایسے ایسے مقاموں پر مرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہوگئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یوں قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہیں لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا اے والی نامدار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہین اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جاکر دیکھ آئین اسکے بعد بندش کشتی کیجائے یہ صلاح مین کرکے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوکر جانب طرف طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی دختر میری سحر مین یکتاے آفاق شہرۂ آفاق ہی کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزار ہا شعبدے اسکو آتے ہین ایک شعبدہ اگر اسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہوکر آئینگے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو انکے ساتھ ہین ان سب کو نگاہ مین تولون موافق ہر ایک کے مرتبہ کے سحر کرون سب دیوانے ہوکر الگ جائین طلسم کشا حشمت والا یہین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر ٹھہری صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرہ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے بھی کچھ خراب صورت مین ظاہر وضع اُس اندھیری رات مین دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہی مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہی آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا اکیلے اس مقام پر پہونچے ہین رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُترکر بطور راہگیر ان کے طرف طلسم کشا چلی روح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضے پر تیغ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل سپر اسپر تکیہ کیے لیٹے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دور سے کسی کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور جو چمکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہی سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ پیکر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو بشکل ہلالی آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین طویل دوش پر مار سیاہ لہراتے ہین جسکی مثال شاعر کہتا ہی

نظم بطور مسدس

زلف درسا ہی یا شب معراج سر پا شنہ یا ہین وہ مار سیاہ کہ خود پیچان	اُن سپیدون کے صحبت کو جو پنکی ہی یہ لطف ہو جسکی رشتہ ہی سے آفاق کو گہ
آشفتہ ہیں سے ایک سنبل پیچ ہیں یہ	دل خون ختن مشک کا نافہ شکن بیچ

ہے زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
یہ ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہ برملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خود بین مین بیگمان
جادو ہوا انکے نام سے دنیا مین بے نشان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون
دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
چتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
آنکھین کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلو سے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
رکھاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ
پہنے ہوے ہے چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

جمال جہان آرا سے رستم دیکھکر سہم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہرچند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہے قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہے رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بہ سبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا نارپستان کا ابھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان چمن کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین سر زانو پہ آنکھون سے آنسو ٹپکے عارض پہ اُس مہ جبین کے پڑے اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ مین پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیہ زانوے محبوب گوہر آبدار اشک آنکھون سے رستم کی ٹپک رہے ہین گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا اے شہریار آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے اُسی زین پوش پہ جگہ دی پہلو مین سہیم بیٹھی رستم سے باتین ہونے لگین فرمایا اے سرتاج معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج اس شب تیرہ مین تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسما حاشیہ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائین اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد مین بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے جب ساحر آپ کو دیکھ کے گئے غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکرکشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہان لگا کے لاؤ یہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کرلین یہ کنیز اس ارادے پہ آئی یہان آ کر ایسی گرفتار ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر آپ کے ساتھ ہین اُن سب مین مین حقیر ہون مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اسی صحرا مین پہونچین اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم کرین ہر چند کہ اور ساحر موجود ہین اپنے اپنے شعبدے دکھائین گے مگر آپ دھوکا نہ کھائین اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھین تب یقین ہے کہ اُن مکارون کے ہاتھ سے بچین اور منزل مقصود تک پہونچین پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائین گے اب جو اس سرحد مین آتا ہو اقتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھکو کچھ بن نہین پڑتا اگر تامل کرون تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا مین پھنسین اگر کوشش کرون تو باپ کے قتل کا سامان ہے دونون طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکاسی

نکاسی غیر ممکن ہو اور ہزار طرح کی آفتیں ہیں اگر کسی بلا میں پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش کروں اب مناسب یہ ہے کہ میں رخصت ہوتی ہوں رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے منظور کیا میں دل و جان سے آپ کی مطیع ہوں جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل ہو یہ وہ مرحلہ ہے کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے گئے میں اب خود بربادی تاج غراب چاہتی ہوں میں جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب میں تشریف لائیں جو کچھ خیر خواہی ہوسکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت پائی ورنہ تکلیف ہے جب آپ دربار میں تشریف لائیں گے تو ساٹھ ہزار ساحر آپ پر بلوہ کریگا ہر چند کہ جہانتک ہوسکیگا میں کد و کوشش کرونگی ساحروں کو آپ پر بلوہ نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتیں نہ کرنے پائے تھے کہ طائروں نے آشیانوں سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سہیم نے گھبرا کر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہیں اب میں رخصت ہوتی ہوں ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھوں کے سامنے سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم نے رستم سے وعدہ کرکے طرف بارگاہ غراب کے چلی رستم انتظار میں ہیں کہ روشنی ہو لے تو میں سوار ہوں اتفاقاً جب سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوت اپنے مقام پہ سوچی کہ رستم وہ جوان ہے کہ سہیم دیکھکر شاید عاشق ہوئی ہیں کبھی پردے میں چلوں دیکھوں اس پر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح بتائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے لوح ایسی شے دستیاب ہوئی تو اے معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک طائر بنکر آئی اسی محل پر بیٹھی اپنے کو پتوں کی آڑ میں چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہوکر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہوجائیگا طلسم کشا دربار غراب میں جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہے کون لڑ سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتا گئی ہین مین لوح طلسم کشا سے لیلیون جب سہیم چلی معطل جادو درہ کوہ مین آئی اور سہیم کی صورت بنکر درہ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار مجھے چھوڑا ور عرض کرتا ہو دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہی معطل قریب آئی قریب آکر کہا ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہی کوئی افتاد تو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق صادق ہی بس فوراً لوح گلے سے اتار کر ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے دیکھتے تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا کہا ای شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اتارنے لگے مگر معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اسکا پڑگیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے دیکھا ایک ضعیفہ فرتوت کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہی جا تاکہ تیغہ چھینون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو لوح وتیغہ ہاتھ مین لیے ہوے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح وتیغہ پیش کیا کہا ای غراب تیری دختر نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتا دی ہین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ جب شہرت والماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین گھر اپنے برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہی کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو عین وقت شباب رستم رشک آفتاب اسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہی وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح وتیغہ لیا کلاہ وزرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سنکر جھلا گیا غصے مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

نہ

گزند نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہوں اُسکو ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے مگر ہوا مان تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا شکریہ نہین ادا کر سکتا اہل قلعہ غرابہ کی تمنے جان بچائی ہر چند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر ہین کہ طلسم کشا جا بشر نہ ہوسکے مرحلہ جات پر دھرے جائین گے مگر ابتدا ہی مین تمنے ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سہیم گوہر پوش گھبرائی ہوئی آکر سہو گھڑیا باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیوں بیٹا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہو صبح و شام مین گرفتار کرونگی رنگ مین نے جمایا ہی غراب نے کہا او گیسو بریدہ وا و شوخ دیدہ جا کر دھکڑے کو دیکھ کے عاشق ہوئی بیوقف ہوکے گری طلسم کشا نے سر زانو پر رکھا ہی دائی امان سے تماشا دیکھ رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی گر دیکھ یہ لوح اور تیغ طلسم کشا سے لیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اُسکو گرفتار کرینگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اُٹھون اور کھڑی کہان جاؤن غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے زور کرکے ہاتھ چھڑایا چاہا نکلون مصطل جادو نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہو لٹا بیٹھ کر نکلا چاہتی تو طلسم کشا کو بچا لیگی جھپٹ کے پہلو پر آئی حلقہ کمند سہار دیئے وہ گردن میں سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سمجھا کہ سہیم بیہوش ہوکر گری غراب نے گرفتار کر لیا زندان مین سوزن دی اسیلا دو سیم مین لپٹا کے قتل کرنا چاہا دہشت پر نکلا اہتمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب سہیم کو گرفتار کرکے ایک تخت سحر بنا لوح و تیغ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اسی سوار کیا مصطل نے پوچھا او لڑکی اسکو کہان لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہان ہوا کا بھی گزر نہ ہو دریا و دریان باغ سو بنا ہے مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و سنسان ہو ساٹھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہی مگر کسیکو خبر نہین کہ وہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل سنسان ہی یہ کہکے تخت کو اڑایا پھر کامل رہبری کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین ایک باغ ہی مگر بالکل ویران اجاڑ دیوارین ٹوٹی ہوئی درخت کاٹنے ہین بیاد درخت گرے ہوئے

پھول بے رنگ غنچوں کے دل تنگ ہزارہا طائر درختوں پر خاموش بیٹھے ہیں چہار جانب
دیکھ رہے ہیں بیچ میں باغ کے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہے اُسکا دروازہ بند ہے غراب تخت کو
لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد میں
صدہا بت پتھر کے رکھے ہیں غراب بیٹی کو لیکر اُس بتخانے میں آیا بیٹی کو بیچ میں بتوں کے
بٹھا دیا اُنھیں بتوں کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوندا لات و منات سوا میرے
کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص
ڈھونڈھ کے نہ پائے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہوگئے تیغہ بہ
نگاہ ڈالے ہوئے ٹہل رہے ہیں یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد میں قفل لگایا کنجی اپنے
جوڑے میں رکھی پکارکر آواز دی اے نگہبانان باغ سوسناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ میں
نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام
کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا
اُسمیں آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز
دی اے آفتاب فلک سیر کہاں سے آتے ہو آفتاب نے کہا مجھے سنا ہے کہ قدرت
طلسم میں تشریف لائے ہیں اور طلسم کشا بھی ہیں ہم تلاش میں طلسم کشا کی نکلے ہیں جہاں
طلسم کشا ملیں اُنھیں گرفتار کرلیں جابجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہیں پایا غراب
نے کہا اے آفتاب وہ میری سرحد میں ہے سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دی طلسم کشا
کو میری سرحد میں پہونچا دیا مصطفل جادو وائے میری وہاں پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا
بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہے میں نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سوسناتیہ میں قید کرایا
وہیں لوح اور تیغہ بھی رکھا ہے اس باغ میں کوئی جا نہیں سکتا یہی کام کرکے پلٹا ہوں تب
میرے ملک میں آنا میں طلسم کشا کو بتادونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال
غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا میں پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہے گھوڑے
کو پہچانا اُترکے زمین پر آیا پکار کر آواز دی اے مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

پیرہ مرکب نے سر اُٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہین مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای آفتاب تم ہمسے جدا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب ستمگار پر عاشق ہو گئی وہان گرفتار ہوئی سعطل جادو دایہ غراب کی بلا سے روزگار ہی کیسی مکر سے سرکار کے سامنے پہونچی رستم نے کہا اگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور زرہ بھی دیدیتا ایسا اُسنے دم دیکر بھلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہون آفتاب نے اُسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اُس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اُڑتا ہوا طرف باغ سومناتیہ کے چلا جہان غراب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی صاحبو مین نے بیٹی کا پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ خداوند کہنہ نگہبان ہین کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے سامنے جائے فوراً افگار ہو جائے پتھر کے تھل رہے ہین سردار کہتے ہین حضور آپ بڑے صاحب اقبال ہین جابجا شاہزادیان عاشق ہوئین کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم مین آ گئے اب طلسم کشا کا بچنا دشوار ہی آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش مین طلسم کشا کی پھرتے ہین کاہن طلسم ہی ضرور وہ گرفتار کرکے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہی کہ کلاہ و زرہ لے لیتا پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہین دائی امان نے لوح طلسمی لی اب کلاہ و زرہ کے لینا کتنی بڑی بات ہی معلوم لوح کا لینا تھا وہ نکتا ہی دائی امان کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ مین جا سکے اور سامنے گنبد کے ٹھہر سکے ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہین سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ دیکھ رہے ہین کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لین اگر ساحری جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہی مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے ابر گہربار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پرشانی تخت پر سوار ہین آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان چھوڑا آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغ قبضے سے نکل گیا لیجا کر باغ سوسنا چیہ مین
رکھا ہے الماس نے کہا اے آفتاب باغ سوسنا چیہ ہمارا دیکھا بھالا ہے وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کرتے ہین وقت پر وہی ساحر بنینگے چیلے اُنھین
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا اے آفتاب تم عقب سے آؤ مین چلکر
انتظام کرتی ہون سہم نے گھبرا کر کہا اے الماس ایک خیال رہے کہ دختر افراسیاب سہیم
گوہر پوش بھی اسی گنبد مین ہے اُسکو پہلے نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ یہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا اے شہریار کسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغ قبضہ مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر کو ہر بار دیکھا چاہا کہ درختون سے اُڑین غل کرین الماس نے
لکہ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے اُنکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اُسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو بر سے تھے کلیون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کئی سو نخل مع طائران درختون مین رہے طائرون کو مار کر الماس ابر سے اُتری
سامنے گنبد کے آکر جوگیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
اس طرح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اُس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہے معلوم ہوتا ہے ماہ تابان اسی برج مین
ہویدا ہے گو ہر بیٹھا اپنے برج مین ہے الماس سہیم کو دیکھکر شرما گئی دل سے کہتی ہے کہ یہ نازنین
پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوئے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہے کہ اے خالق لیل و نہار اس کنیز کو ابھی بچالے کہ الماس نے پکار کر آواز
دی اے ملکہ نہ گھبرایئے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لائے ہین آپکے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ پہونچا ہمراہ آفتاب خاک بسر کے آئے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گھسی چاہا پتھر کے جو گرد سہیم کھڑے تھے اُن پتلون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد میں کون آتا ہے یہ گنبد خزانہ راز ہے سوائے غراب کے اور کسی کو آنے کا حکم نہیں ہے الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے بھیجا ہے اسی نے حکم دیا ہے کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکو گے تو بہت پچتاؤ گے یہ کہکے الماس آگے بڑھی جیسے ہی گنبد میں قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ اے ملکۂ عالم و اے شاہزادی والا حشم ہم وہ پتلے ہیں کہ جناب سامری و جمشید نے بنایا ہمکو جھکے سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا لیں باہر نکلجاؤ یہاں زیادہ باتیں نہ بناؤ الماس نے اس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اس پتلے نے ایک چیخ ماری اپنے ساتھ والوں کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سمن بر چیرہ دستی کرتی ہے خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جتنے پتلے تھے کے اس گنبد میں تھے سب اپنے مقام سے اٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے میں آفتاب مع طلسم کشا آکے پہونچا اسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلوں سے لڑ رہی ہے پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہیں جانے دیتے آفتاب دروازے پر آیا آفتاب بنکے چمکایا عکس جو پتلوں پر پڑا سب پتلے ساکت ہوئے جو جس مقام پر تھا اسی مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی اے الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی کہ سہیم کو رہا کروں کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قبل الماس میں کوشش کی جائے کہ مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑلوں آفتاب نے جھپٹ کر اس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا اور پتلوں کے جسموں پر خون پڑا سب پتلے اور زیادہ تیز ہوئے کچھ طرف آفتاب کے بھی چلے سہیم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہیں چاہتے ہیں گرفتار کر لیں سہیم بلک بلک کر دعائیں مانگ رہی ہے کہ اے خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہیں انکو آفت ارضی و سماوی سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہیں جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے کئی پتلوں کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کار دستی سے کئی پتلے مارے ظاہر میں وہ مرکر

گرے زمین پر لوٹنے پھر کھڑے ہوگئے رونے لگے رستم کی کمر مین تلوار لگی تھی اُسکو کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہژبر زمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوکے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیا اُس تیغے کو کھینچا جس پتلے پر عکس تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہو کہ ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہو کل آپ شکایت کرینگے ہمیر وقت تنگ ہو پاس نام و ننگ ہو مدت سے اس گنبد مین رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد کرتے ہین غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہو گرد مشیران سلطنت ہین ذکر کر رہا ہو کہ اب سہیم تڑپ تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہین حضور اسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اُس سے ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہو اُنکی طلسم کشائی اُنھین نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہو غراب کہتا ہو یارو تمنے دیکھا میرے سامنے سینے کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے ہر سے بندہ پیدا ہوگا محبت طلسم کشا دلبر تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہو کہ مین محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی پتلوں کے آواز کان مین آئی غراب نے کہا دیکھو تو کیا غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور بخش پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہین جلد چلو یہ کہکے تخت سے اُٹھا ایسی مشیر و وزیر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہان تھوڑے ہی عرصے مین طلسم کشا نے پتلون کو باہر نکال دیا اب قریب سہیم کے پہونچے چاہتے ہی سہیم کی زبان سے صوت نکالی سہیم جو تڑپ رہا سب قریب سے دور ہٹی ماراں سپاہ او ہر گز سے سہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آلگا اُسی شہریار باہر نکلے سہیم نے لوح نکلکر رستم کے پیشانی پر رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا ایک طرف الماس دوسری طرف سہیم پشت پر آفتاب آگے سب گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کرکے اشہب سوار ہو کر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا غراب نے بیٹی کو جو پہلو سے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہیں سے نعرہ کیا ہاں اے طلسم کشا تو چاہتا ہی کہ سہیم کو رہا کرکے لیجاؤں سہیم کو میں ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحروں کو اشارہ کیا چالیس مشیر غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے ماہر سحر کرتے ہوئے اترے چار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے کود کے نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اٹھی الماس نے بھی سحر کیا ساحروں کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کر لیں مگر رستم پیلتن تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوئے درمیان میں ان ساحروں کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مر کر گرا مرنے کی اسکے علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چارسو ساحروں سے اس زور سے گرا ہی چاہتا ہی کہ کمند وقت میں رستم کو گرفتار کرلوں سہیم نے بڑھ کر للکارا کہ او شہاب سیاہ رو کیوں اسقدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جاکر شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں بیقرار ہو کر پکار اٹھا اے جان جہان دار ای آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے آیا آواز دی ای ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ شہاب بہت خوب کہکے چارسو ساحروں کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت ہی شہاب نے کئی افسروں کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چارسو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے افسر کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب انکو کب مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے سر اڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چارسو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخیں مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ بد مست نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا تھا پھر سے بھائی کا لاشہ دکھایا سحر سے کتنی افسران کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر تین رنگ کا پیدا ہوا برقیں گرتی ہوئیں وہ ابر قریب آ کر پھٹا اس سے دیکھا شہرت ماہی سحر و شنگ بحری تینوں جادوگرنیاں آ کر پہونچیں شریک جنگ ہوئیں اب غراب بھاگا بھاگا پھرتا ہے لیکن گرمی جنگ میں فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہو افسران فوج خیر خواہان دولت پھر بلوہ کیے آتے ہیں کوئی سحر شہرت میں مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہیتال سحر دیکھ کے ٹھٹکے میں رہا ہے کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہے کوئی قتل کیا جاتا ہے کتنی افسر اپنے ہاتھ سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بہ سبب لوح کے سحر نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور نا چار سر آگے کر دیا تیغہ ہفت جوہر جو پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام میرا غراب بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے انھوں نے چادر ہلالی امان مانگی رستم نے اُن سب کو امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے غروب کی حضور لوح کو ملاحظہ کریں رستم نے کہا میں نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہے وہاں جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا شب قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اُسی صحرا میں آ کر پہونچے اُس نخل کو پہچانا زیر نخل جھک کر فرمایا کہ برادران تم اب ہٹ کو رخصت کرو تم لشکر میں جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر ابر چمکاتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہاں لشکر تھا لشکر میں آ گئے ادھر رستم نے اسم حاشیہ لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان میں آئی رستم نے دیکھا پائین پے سے گرد اُڑی ایک جوان بصورت مہیب بشکل عجیب و غریب کوہ پارا آستین کا ہاتھ میں اژدر پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار صدائیں مہیب دیتا ہوا ادھر سے پکارتا آتا ہے اے طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے ستم اژدرسان اژدر سوار اے طلسم کشا سر اُٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہے رستم نے سر اُٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آ کر گرا ہے لشکر تباہ ہو رہا ہے یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخر کار اُس ساحر نے ایک گولا مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار غلام کو بچا لیجیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اُس ساحر سے مقابلہ کیا اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ میں نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے فیض پائے یہ کہکے پنجہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں پکارتی ہوئیں کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہے آپ اسم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا ستم اسم پڑھنا نہیں موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ خود بیرو طلسم ہے یکایک الماس بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سیاحران نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای طلسم کشا ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے کھڑا ہے اور ایک جانب لشکر صاحبقران کا ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا نکلا گھوڑے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان اُسکے مقابلے میں نکلے آپس میں نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا ڈو ڈو وار آپس میں چلے تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ ہمپر تیر مارا چاہتا ہے بدیع الزمان غصے میں تھے اُس کوہی نے سپر کو پھینکا کمر پر ہاتھ مارا بدیع کے دو ٹکڑے ہو گئے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان غم میں بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس جاؤں گا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینہ بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار کر گیا قاسم گھوڑے سے گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوئے آئے صاحبقران فرماتے ہیں

ری نور نظر تھے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران تو لاش بدیع و قلمسم پر بین ایرج و نوزالدہر ہنگامہ کہ اس جوان کو ہی سے اٹھے یہ دونون جوان بھی مارے گئے ان چارون جوانون کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جماؤ ہو لقا لڑتا ہوا قریب خیمہ ہائے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضا سے کار اتفاق اس خیمہ ملکہ رابعہ زرلفت اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہر چند روکا ان عورتون کو لقا کب مانتا ہو کئی سو کنیزون کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن اس دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا صیغم خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے اشارہ کیا صیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو بچاؤ ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جوہر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بدحواس ہو کر نعرہ کیا او دشمن خدا لقا سے بے لقا عورتون سے تیرا کیا لیا ہی رستم نے جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دھماکا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے جو بغور دیکھا وہ صحرا نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز کان مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپکو اس مقام پر پہونچایا اب بھی خیر ہی اس تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ ساتھ تجمل ہو کے سامنے مین بیٹھون اور اب کسی طرح اسم کو موقوف نکرون جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمھاری رستمی دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی ہیکل للکارتا ہوا سامنے آیا قریب آکر نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان جاؤگے کہان چھپوگے شمر ناقوس جادو دو کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوارین گرائین مگر رستم پر تاثیر نہوئی وہ جادوگرنی دور سے سحر کر رہی ہی قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر جگر کمان مین پیوست کیا ستمگر پر کینہ ساحرہ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑکر چہرۂ پشت کو پار گذرا اندھیرا اُس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے آفتاب فلک سپر سب کے آگے سب شاہزادیاں طاؤسان زرین بال پر سوار شہرت تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ شتر پہ مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی اے شہر یار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپنے اسم موقوف کیا جب آپنے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ خود بے بود طلسم ہے ہم لوگوں کا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن میں فروکش ہوجیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہے باغ نسترن میں چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمایئے حکم لوح پر کاربند ہوجیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھایئے گا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملیں گے بڑے بڑے مکار و جعلساز اس طلسم میں ہیں سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن میں آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہیں کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بہر قلعۂ طلسم فروکش ہیں عاشق ہونا امیر پہ دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ دربند اوّل ہے یعنی جہناز پری طلعت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر خوشگوار
کہ جسکا شگفتہ ہے ہر اک چمن
ہوائے فرحناک چلنے لگی
کہ ملجائے معشوق کا بھی نشاں
نسیم چمن لٹکھڑانے لگی

دکھاؤں میں باغ سخن کی بہار
نہالان گلزار ہیں سبز پوش
ہر اک شاخ سرسبز پھلنے لگی
کبھی پھول آویزۂ گوش ہیں
یہ مژدہ گلوں کو سنانے لگی

عجب ہے بہار ریاض سخن
اڑاتی ہے بلبل ہر اک گل کی [illegible]
ہر اک پھول ہے عارض مہوشاں
کہ سبزہ زار اس جا ہے [illegible]
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحریر کی کیا پڑی
ترانے جو گاتی ہین یہ بلبلین
گلون کو یہ پہنکر سنانے لگین
کہا قمریون نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان پہ حیران ہے
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے شل زبانین
یہ لیلی کو الفت مین مژدہ ملا
کہ ہو رنگ سے عشق کے دل کبھی

کہ آتی ہے گلشن مین میر صبا
ہوا کھانے گلشن کی سب بلبلین
ہمین وصل گل کی جو خواہش ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہو جائے زرد
چراغ مضامین جو روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے لعبہ سنج
چمن آجکل پر سرو صبا ہے
کبھی غنچہ دل نہ اسکا کھلا

کرون بلبل فکر کو مین شکار
ترانے فرح خیز گانے لگین
ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہے
تو مضمون سب شاخ گلشن ہوے
کہ کھولی ہے غنچون نے اپنی زبان
کہ لیلی کا ناقہ سنجیدہ ہے
لکھون حال عشق امیر دلیر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سرائندگان حالات شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف۔ دوران فلک کہ بیدار است + او گاہ خزان وگہ بہارست + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد خمار دارد + ہم چہرہ دہر بستہ ہم ذر + گو شیشہ تہی کند گہے پر + گہ بر د فراز از نشیب است + ہشیار کہ صد ہزار فریبست + صاحبقران زمان بر سر قلعہ طلسم فروکش ہین انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مار صحرا مین جا کر غائب ہوے سرداران رستم بھی فردا فردا آگئے اب امیر کو بڑی تشویش ہے کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم میرے سردارون پر او بادشاہ لشکر پہ کیا گذری آخر پلٹ کے بارگاہ مین آگئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخل ہونگا خواجہ عرض کرتے ہین کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہے عبادت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو ویسے کیجیے ایسا نہو کسی بلائے طلسمی مین مبتلا ہو جائیے امیر فرماتے ہین خواجہ مین اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا فاتح ہے مثال عجائب و غرائب کا سیاح ہے وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کو کئی دن اسی مقام پر گذرے قضا سے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہے اپنے مقام پہ بیٹھا ہے اسکو آکر ہیرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہین جس دن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلے مین حرز ہیکل ہے وہ انکو روکیگا مارا جائیگا ساحر انکا مقابلہ

نہین کر سکتا اُطلیم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین کیا عجب ہی کہ گرفتار ہو جائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سب باتین بیٹھی سُن رہی ہی اوصاف امیر سُنکر مشتاق جمال بے مثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہوکر اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافہ زرین کنیزین تیار کرکے لائین وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئین اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین بے حواس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار دیکھا گلشن نامے وزیرزادی نے علیحدہ بلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدیم سے نہ چھپائیے ملکہ بہتاز پری طلعت سے جو وزیرزادی نے منت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا اے گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہی دل کو پیس و پیش ہی کل شب کو دربار مین باوا جان کے امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا اے گلشن انصاف کرو کہ اُنکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا ہے جسکی داخل طلسم ہوچکا وہ ضرور طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا ہی تو اے گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین ہون کہ اسکی کیونکر مدد کرون بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیونکر گلشن کوئی ایسی تدبیر ہو کہ امیر کو خبر پہونچ جاوے یا اُنکو بلوالو کیا تدبیر کرون حالت امیر سُنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا واری باپ آپکے دشمن ہوجائینگے شہزادی نے کہا اے گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت سمجھایا ملکہ کا ولولہ بڑھتا جاتا ہی فرماتی ہین اے گلشن اگر کچھ تدبیر تجھسے ہو سکے تو کر ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا واری میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بلاتی ہون شاید وہ چھڑا لائے ملکہ نے خوش ہوکر کہا اے گلشن اگر یہ تدبیر کرلی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھدیا گلشن نے ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات انکار کرے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلالا کنیز نے جاکر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے روبرو کرکے اُس سے بیان کیا کہ اگر ہوسکے تو امیر کو چھڑالا گل عیاری اُسی وقت بانہ عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر امیر کے چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سُنا کہ کل صبح کو امیر قلعہ طلسمی مین جائینگے اپنے سردارون سے کہدو سے

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرین پہر دن رہے لشکر مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہے جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سر پر کھڑے رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار مبہم امیر کو دیکھتا ہے شاید کوئی عیار ہے جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا لکن یارون عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکل گیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جا کر سوؤ مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجکو مبہم دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہے عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جا کر سویا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا بازارون مین پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ کیسی ہے ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہے جسقدر کھودتا ہے سراچہ زمین مین اترتا جاتا ہے آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی نجلا ناچار ہو کر نقب سے نکلا در بارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جا کر امیر کو جگایا امیر نے فرمایا اے مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے جو حلق سے اترے بیہوش ہوئے عیار نے بتعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا اے مقبل یہ کیا ہے مقبل نقلی نے کہا اس چاندنی پر چھینٹین پڑگئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوئے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت کی سب نے کہا ہم تمہارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار میں در باغ پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہے ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا تو تمہارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہے گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہو گئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری میں چلیے میں بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہوں عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیوں بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ میں پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہے اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہوں سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر کمندیں توڑ کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری میں آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھیں سیاہ مثل دیدۂ غزال دریائے جواہر میں غوطہ زن مسند پر سرنگوں بیٹھی ہے امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کر کے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہو گئے اور دل سے مائل ہوئے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہوں جیسے وہ سیم تن بدظن ہو گیا
حال میرا اب مبارک باد دشمن ہو گیا

کچھ عجب تاثیر تھی اس بت کے نظارہ میں بھی
جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہو گیا

صدقے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہو گیا

لب پہ آ اڑتا ہوں جب بیتابیاں کرتا ہے دل
کیا آتش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہو گیا

میں بھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزردہ نہ ہو
اب یہ وہ کوچہ کہاں لوگوں کا مدفن ہو گیا

ہائے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا

وہ توقع جیسے بر آئی جو مجھکو حسن سے تھی
اور سب کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہو گیا

حالت نزع جب ہوئی تو یہ ثابت ہوا
پاؤں پھیلا شاہد آغوش آہن ہو گیا

بڑھ کے کچھ جیسے سمجھا میں کہ وہ آتے ہیں پیش
بارہا میرا تصور مجھکو رہزن ہو گیا

سر اٹھانے کی کہاں طاقت بس مردن نسیم
آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

جلسہ آراستہ ہو صاحبقران پہلوے مہناز میں بیٹھے ہیں مہناز سمجھا رہی ہیں کہ کئی سو ساحر آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا امیر فرما رہے ہیں ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحروں کے آگاہ کر دیا یہاں خواجہ جو سو کر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب میں گیا ہے مگر پلٹ کر نہیں آیا عمرو بیقرار ہو کر چلا راہ میں آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کر کے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو میں ایک نازنین کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سائے میں آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو ایک گوشے میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل میں آیا تیا تیا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل نہ جائے — نالہ فراز عرش سے آگے نکل نہ جائے
وہ مجھسے بن گئے غیر مگر غیر سے سُن — بے اختیار نالہ دہن سے نکل نہ جائے
روٹھے ہیں ضد یار سے ناراض ہو کے ہم — جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نہ جائے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے — ٹھنڈا بھی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نہ جائے
ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہے — خم تیغ کا مٹاؤ نہ خنجر سے بل نہ جائے
شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف ہے — پیغام مرحباب قضا کا دہل نہ جائے
کس آب و تاب پر ہے رخ شفاف ہے نسیم — پائے نظر ہزار جگہ کیوں پھسل نہ جائے

اسطرح تیا تیا کے یہ غزل گائی گلشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفیں کیں کہا اے شیرناگ آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بیچین کر دیا کیا بتایا ہے آج تو نے رنگ واقف کاروں کا دکھایا ہے خواجہ نے گلشن کے گلے میں ہاتھ ڈالدیا کہا اے واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا یہ کیا ہے پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گانے لگے طرف مہناز کے دیکھکر کہا بی مہناز صاحبقران مجھسے اشارے کرنے میں طرف کمرے کے اشارہ کر رہے ہیں میں ہرگز ان

بڑے میان کو نہ قبول کرونگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے جہناز کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی بات ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای نیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہی مین نے تجھسے کب اشارہ کیا مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالے بیٹھے رہتے جوان جوان اور آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا یہ بی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اوٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی باوا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجکو مرحمت فرمائیے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر مرشد کی کنیزین دیکھکر بھاگنے لگین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہی خواجہ فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہوگئی جہناز کو دیکھکر خواجہ نے کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھین تاڑ سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگین سچ ہین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار ویسا سمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے دو کشتیان جواہرات کی منگاکر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی مین افسوس کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادہ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہی یہ لعل بے بہا پتھر سے لوٹتا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے جہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپکو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آزار کرنے کے لیے سفر کیے ہین آپ اپنے کو اونکے مکر سے بچائیے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے ساتھ دربار اظلم مین پہونچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤن سے بچیے گا ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی اون صحراہاے پر آشوب سے

بچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمہارے ساتھ کیونکر چلون کہا حضور سواے میری کنیزون مین ملکر چلنے کے اور کوئی صورت نہین ہو امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ بنونگا ہرچند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمرو نے کہا اے ملکہ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل پر نہ جائین گے مگر آپ مجھے لیچلیے مین اوسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھاؤ اوسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین آج شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اوسی وقت سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہو گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہو جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہو حضور معلوم ہوتا ہو اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہو اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری سچ بتا تو کون ہو اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہو ساحرون کو نامہ لکھا ہو کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ برسر قلعہ طلسمی فروکش ہو اوسکو آکر آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہو بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اونکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہو بیٹا اونکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان مین قید کیا ہو اوسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹ کر نہ آئین کوئی کہتا ہو اونکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامہ رستم لیکر جاؤن امیر کو لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہو یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلادیا

ساحر کہہ رہا ہے کہ میں ایسا سحر کروں کہ صاحبقران مبہوت ہو جائیں اسم اعظم نہ پڑھیں اظلم کہتا ہے کہ میں بھی وہ سحر کروں کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھہ سکیں زمین متزلزل و متحرک ہو کہ وزیرزادی نے پڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہیں اظلم نے وزیروں کو برائے استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ میں آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی حسن جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جانتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھیں کہا اے والد ہماری وزیرزادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہے کہ آپ سنکر یہ فرماتے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہیں سنا یہ کہکے اشارہ کیا کہ ہوا گلشن آج اس صحبت میں کچھ گاکر رنگ دکھاؤ قدردانوں کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر اٹھے بیچ محفل میں آکر بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیاں جنکی بھویں سازندے حاضر ہوکے ساز درست ہو گئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی — نظم

کعبہ میں ہو زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہے مکان دوست
افسانہائے دوست میں کٹتے ہیں اپنے دن
رہتی ہے لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگا سکے نظر کہیں
رہتے ہیں آہ و نالہ سدا پاسبان دوست
ہوتی ہے مشق بے ادبی گالیوں کے ساتھ
رکھتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دوست
ہے سر فروشیوں پہ بہائے جمال دوست
ارزاں ہے آج کل تو متاع گران دوست
ہیں داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہاں آج کل بہار پہ ہے گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہیں
ہے اور رنگ پہ چمن بیخزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھا جو برگ گل تو لبوں کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو میں سمجھا دہان دوست
دھوکے دیئے نزاکت جاناں نے اے نسیم
پایا عدم میں بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ میں گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفیں کرتے ہیں

اظلم نے کہا اے گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمنے کن کاملون سے یہ کمال سیکھا ہو کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے ہین خواجہ نے عرض کی حضور کی قدردانی ہو کہ اپنی کنیزون کی آپ آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہو گا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا کمال ہو خواجہ نے کہا اے شہنشاہ اصل یہ ہو کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی نہ رہے سب سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا اے گلشن جو کہو وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب مین محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے کہا اے گلشن کلید میخانہ موجود ہو یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آئے شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہو کیسی سج کا بیان جو ارغوانی سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع کرون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آ کے قصر پہ شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب ہاتھ مین لیے ہوے اسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیون اے اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا آراستہ ہو ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہو کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین لکھا ہو کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا اے ملکہ اختر مین نے اپنی صحبت مین یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آجکل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ اٹھا کے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک وزیرزادی ہو تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہو ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا اے شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہو کہ اسکو زبان پہ نہین لا سکتی ایک ورق الٹ کر آپ

مضمون دیکھ لیجیے اظلم نے جو ورق الٹا بخط جلی نوشتہ پایا کہ ای اظلم تیری صحبت مین بیٹی تیری عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان مین کہا ای اختر اس فقرے کا کیا علاج کرون بیٹی میری سحر سے ناواقف ہی یا میری صحبت مین آتی ہی یا اپنے باغ مین رہتی ہی شکار تک کو نہین جاتی اختر نے کہا مین آج سے علم کہانت کو ترک کرون اسوقت عمرو آپ کی صحبت مین موجود ہی جو جو قدرت نے لکھا ہی وہی پیش آتا ہی عمرو یہ حال سنکر بہت گھبرا رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ خواجہ عین وقت پہ یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہی جہناز سے اشارے کر رہا ہی کہ لکہ اب شکل چلنے رنگ بگڑا چاہتا ہی مین شراب محفل مین لا چکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پہ بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دیے مگر اب یہان رنگ بگڑا ہی دیکھون فلک کیا دکھائے جہناز کا رنگ روشنی اشارون مین جواب دیتی ہی کہ خواجہ کیونکر اٹھون چلنے کے نام پر حال کھلا جائیگا یہ ساحرہ زبردست ہی جانے نہ دیگی اختر نے جو جہناز کو ملول و حزین پایا قریب آکر کہا کیون صاحبزادی عمرو کو کس صورت پہ لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان لینگے قدرت نے کتاب مین سب کچھ لکھ دیا ہی آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہی صاف صاف لکھ دیا کہ لڑکی جہناز صاحبقران پر عاشق ہوگی اور عمرو کو صحبت مین لائیگی مگر یہ نہین لکھا کہ صاحبقران کہان ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت مین فرق نہین پڑتا جو لکھ گئے مین وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ نسترن مین جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہین لکھی انجام اسکا بخیر ہی جہناز نے گھبرا کر جواب دیا ای اختر جادو ہوش مین آؤ مین عمرو کو کیا جانون مین باپ کی صحبت مین عمرو کو لاتی برباد ہو جاتی یہ گمان دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن بنے ہوئے تھے ہوش اڑ گئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری کا چہرہ سے خواجہ کے اڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ صورت تمھاری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے اٹھے کہا مین یہان سے ہٹا جاتا ہون اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے آہستہ آہستہ اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران کا

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پاسکے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

چاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا فوراً زمین پھٹ گئی زمین سے پاؤن تھام لیے غل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا جھناز کا عجب حال ہو جاتا ہے کہ دم کھا گئے پاؤن زمین شق ہوئی مین سما جاؤن اختر نے کہا اے اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کر لے اسی کی ذات کا سارا فتور ہے اظلم کو تو بیٹی سے محبت ہے طرف جھناز کے دیکھتا ہے اور خاموش بیٹھا ہے اختر نے بڑھ کر جھناز کا ہاتھ تھاما چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جا کر صاحبقران کو خبر کرین اختر نے جھناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکو کیا کہتا ہے اختر نے کہا اے شاہ کیون دھوکا کھاتا ہے یہی عمرو کو بشکل گلشن لائی جھناز و گلشن دونون گرفتار ہوئے اظلم یہی چاہتا ہے کہ بیٹی میری خطاوار نہ ہو مگر اختر نہیں مانتی کہتی ہے ان دونون کو جلد ہی قتل کرو اے اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمہاری خیر و عافیت ہے ورنہ تمہاری قضا اسی ضمن مین ہے کوئی عمرو کا کہا کر لیا پڑیگا کہ بہت پچھتاؤ گے ہاتھ سے سلطانون کے سلطنت نہ پاؤ گے آٹھ پہر لوگ اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہے اظلم تخت پہ خاموش بیٹھا ہے سب اہل دربار حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحب کیا زمانہ خلاف آیا ہے کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہے کہ تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب یہ طلسم برباد کراؤ گی حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہے مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہے بچا رکھے خدا بندون طلسم مین یہ بادشاہ طلسم خوشا تشویش آ رہا ہے دیکھین اب انجام کیا ہو سب لوگ یہ باتین کر رہے ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہے مگر اختر نے جھناز و عمرو کو گرفتار کر کے تیغ کھینچا تھا کہ بولی ہے کہ جلادون کو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کر دیجیے جلادون کا پتہ ہی ہے اظلم چاہتا ہے کہ کسی طرح بچاؤن یہان صاحبقران باغ مین جھناز کے کہیں اور سے تھے فرماتے ہین کہ اے گلشن نہیں پلٹی وہان عمرو پر کیا گذری ہے جس نگہبانی سے دو نکلا ہو گیا کہ دریغ طلسم مین آنکھ کھلا شب و خواب شہود مین دیکھین کیا ہو کر روشنی آواز کان مین آئی جہت سے کہا اے گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہی گلشن اوٹھی ہی کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اوٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوج اظلم بہت ہی کئی سو افسران فوج ہین ایسا نہو کہ حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اوس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھرینگے اکیلے کس کس سے لڑیے گا امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو تاب نہین یہ فرما کر صاحبقران اوٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے لشکر مین خبر کر دون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجھکو سمجھاؤ مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ مین آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق کارساز و اے رب بے نیاز عمرو و صاحبقران و مہناز کو آفت سے بچالے

نظم

بیرنگن از چہرہ انور نقاب — تا شود شرمندہ نور آفتاب
لاشریک و بے مثال ولایزال — ذات پاک تست ای عالی جناب
گاہ از آتش آب جاری میکنی — گاہ آتش میکنی پیدا از آب
از تو آزاد ست ہر پابند غم — از تو آباد ست ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ اوی — فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر — شکل مے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہی وہان اختر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلادون نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھا لے وقت قضا تیرا قریب ہی عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی مہناز کو قتل کیجیے جلادون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم عمرو کہتا ہی مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اختر نے کہا سر کاٹ لے اب باتین نہ بناؤ دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پر بلوا ہوا نعرہ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی۔ نعرہ صاحب قران۔ منم صاحب چتر و تیغ و علم *

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
سنم قاتل کافران جہان
ز تیغم گریزندہ نوشیروان

چو رفتم بسنجان پئے گیر و دار
پذیرفت کنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار

شده بر سرم فتح و نصرت نثار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
جزائر پر از عدل انصاف شد

زدم دیو عفریت را و مصاف
بلرزه فتادند دیوان قاف
سمندون پا بخت گشتہ شکار

شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار
در آنجا چو جاه و ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا ای اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغۂ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنینان مہ جبین آگئے اُن سب کے ایک مہ پارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہو سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہین۔ نظم

سراغ درد نہان کا جو پا نہین سکتے
تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہین سکتے

ہم آہ بنگئے ابھی کہ جا نہین سکتے
وہ ہوش کھوے ہمارے کہ آ نہین سکتے

یہ رنگ ہجر مین یون اشک لا نہین سکتے
جگر کا خون کیا ہو چھپا نہین سکتے

حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ
بس ایک پردۂ حیرت اُٹھا نہین سکتے

کوئی بلائے جو قاصد ہمین تو کہ دینا
کہ آپ ہی مین وہ مدت سے آ نہین سکتے

چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل
تڑپنے والے بہت دور جا نہین سکتے

یہ لاکھ طرح سے ہی ایک امتحان وفا
جفاکشون کو تمھین آزما نہین سکتے

بس ایک دوست ملا عشق مین نصیحت گر
کسی طرح جسے دشمن بنا نہین سکتے

فراق یار مین اللہ رے شور نالون کا
کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہین سکتے

یہ مدعاے دل ہی کہ نقش شمشیر کا
بہت مٹاتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے

کسی کے پاؤن پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور
کہ لاکھ سر کو جھکائین جھکا نہین سکتے

ہوئی جو حشر مین پرسش ہمارے قاتل کی
دہان زخم پکارے بتا نہین سکتے

گلے سے ہم تو اُنھین ہر ادا پہ لپٹا لین
دھرے ہین ہاتھ جگر پہ اُٹھا نہین سکتے

نگاہ خلق مین کم ہو گئے بہت لیکن تمہاری آنکھ مین ہرگز سما نہین سکتے
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن نازنینان مہ جبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائین یا تو صاحبقران چپ ہو رہے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اتنے لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر ہزیمت اثر پیکر حاضر ہوے لکھا ہو کہ اسی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے بیٹے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہو چاہتا ہو قیدیون کو رہا کرے ای ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو مہناز پری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر [illegible] ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تمہاری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین ہوش
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کرکے عمرو نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہو گیا سوار پاپال پیدلون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش ظاہر کیے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقہ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن سے گولا سنگ ڈلون سے پتھر برسا دیے کسی کو جھپٹ کر جباب مارا وہ لٹا گھوڑا سے گرا عمرو نے خنجر مارا اُسکا شکم چاک

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان چلکر ٹھہرو وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی مین نکل گیا جہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر جہرۂ پشت پر پڑا تو وہ سینہ کو توڑ کر پار گذرا اختر کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین اختر جادو بود اختر مری اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی چالیس ہزار ساحر وغیر ساحر دائرہ اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا اور سکہ نام پر سعد بن قباد کے جاری ہوا جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان اظلم جاکر خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر چلین امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد توڑنے طلسم ہفت پیکر کے ہم تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہے کیونکہ تحمل کا یہ زمانہ کٹے گا۔

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر
دے جگہ یار کو پہلو مین رگ جان ہوکر

خوش نگاہون کے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے
آنکھون مین بستے ہین کبھی آنکھ سے پنہان ہوکر

دست وحشت سے کہونگا مین ابھی کر چاک
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر

حسرت ناوک قاتل ہین جو دل گھبرا یا
آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر

گریۂ شب ہو کسی پر بھی اثر ہو کہ نہ ہو
مسکرا لے ذرا صبح تو خندان ہوکر

حسرتین خاک مین سب مل گئین اپنے دل کی
اب بلائین اُٹھین کیا بے سر و سامان ہوکر

قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل
بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر / آزمائش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہاے اس شوخ کی شرمندگی جور و ستم / مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جو ہر کوئی / تیغ اس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہے جو ہوش کرے عشق مین گم / راہ بتلاے یہ داناؤن کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ / پھانس کھینچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہو کر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہے جلال / دیکھیے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگا کر فرمایا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان عالمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایرج دلاور اس طلسم مین جا کر قید ہوے انکی رہائی کی ہمکو فکر ہے انشاء اللہ بعد وہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ مہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و مہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر مہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت مہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہمراہ مکر و حیلہ کا سالک ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پہ آ گئے اسنے سرحدارون کو نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائینگے کہ اظلم آکر پہونچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا اے کہکشان اس نازنین مہجبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اختر نے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر انپر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پہ قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی اے کہکشان کچھ انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ مہناز پری طلعت یہان کا پتہ بتائیگی تم لوگون کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اور

اُنکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ نسترن مین پہونچ گئے تو تمہارا در بند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی اے پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا اُٹھا کہا اے شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کر کے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا کوچ کر کے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل پر ایک صحرائے بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرماتے ہین جنگل مین کہین درخت کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہے صدائے بوم سے کہ صدائے مہیبات دیتے ہین آتش کا دریا نہین اوس مقام پہ برس رہا ہے کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے منہ کھول کے زمین پر گر کر تڑپ تڑپ کے اسی مقام پر مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جانور اگر بیٹھنا مگر تپش آفتاب سے جسم تپاک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر بیٹھا پتھر کو شعلہ ہوا ایسا پایا پھر اُٹھے چاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائے آخر اسی پہاڑ پر تڑپ تڑپ کے گر کے اور بہ مجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے جنگل دیکھے مگر ایسا صحرائے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہے کہ اے شہریار یہ صحرائے طلسمی ہے ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم پڑھ کر پانی پیدا کیجئے کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہے کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہے یہ کہکر امیر نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دھماکا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم اعظم گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہے کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو بند اسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہے ساتھ والون نے عرض کی اے پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران کا شنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کرکے ابطرف دربند کہکشان کے جاتے ہین ہومان نے جھلا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہو ئیہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل صبح کو امیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کیجے امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحہ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آتی ہی خواجہ نے آکر نقار خانہ سکندری مین غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات حرب وضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعاع وضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گھوڑا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلہ مین آیئے کہ بہرام گرد بن خاقان چین گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جاکر مقابلہ کریگا امیر نے فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلہ مین جاؤن بہرام نے کہا غلامون کے ہوتے مین نہین مناسب ہی کہ آقا سے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے بصد التجا سے عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت دینگے تو غلام اسکو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے مین رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا ہومان سے آکر لگا ورزش ہوا دو دو چار چار قدم مرکب جب ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جب کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے کے لڑکے ہین عادی بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوے ہومان نے کہا اے جوان حربہ کر کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ باقی رہے بہرام نے کہا ہمارا دستور نہین کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا شمشیر قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اترکے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کر لے دوڑا ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم پیچھے ہٹا وہان پر موشیخانہ تھا ہومان نے جو دھکہ مارا دونون پانون بہرام کے موشیخانے مین جا رہے کولہ بہرام کا اتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ او قابوچی کیا کرتا ہے ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے فرمایا خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان کے روانہ ہوے بصورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجاکر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سر دربار سمجھا جائیگا یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہے امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا اے بہرام مین نے تمکو سر میدان زیر کیا اب بہتر ہے کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچونگا بہرام نے کہا تجھکو دعوے پہلوانی بیکار ہے میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اسپر اطاعت کو کہتا ہے شرم نہین آتی ہم اہل اسلام ایسے مکارون کی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہے سپاہان زیر کرکے لائے ہین آخر کولہ بھی ہمارے زور سے اترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شانا گین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز دی اے جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کر دونگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہی بہرام نے کہا او بیحیا جو تیرا باپ حکم دیتا ہی وہ بجالاؤ زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے گردن پر کوڑے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے گوپھن سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوے جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارے عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چیخ کھا کر زمین پر گرا الٹا ہوا وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا [illegible] پھرا پھرا کے اپنے سر پہ مار لی مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز اسنے اپنے شاگرد کو حکم دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا نگاہ اٹھا کے عمرو کو دیکھا چاہا کہ بہرام پر خنجر مارے عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑ لو عمرو نے تیغ کھینچی لڑتا ہوا قریب بہرام پہونچا کہا اے بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے تیغ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانۂ زین مین آکر قید کو توڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہا کہ صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان مسلح بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے عرض کی اے عالیوقار شہر مین استاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج کفار کا بلوہ ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر ہین ساتھ صاحبقران کے سوار ہوے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑون کہ نعرۂ شیر کی صدا کان مین آئی بارگاہ کفر کی ہومان نے پوچھا کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آ گئے نعرہ امیر کی و سب نے سنی نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
پئے پرستش گنبذ بلون فراز

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو دریا خروشم جنگ شد شکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بسنجان پئے گیر و دار
شدہ بہر سرم فتح و نصرت شعار

گذر چون بجولان کوہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

جزا امیر را ز عدل و انصاف شد
سمندش بہ بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

دوم روز عفریت را در مصاف
شکست از جنگ بیدین ذلیل و نزار

نعرہ کرکے صاحبقران آ پڑے چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب بہرام کے پہونچے کہا اے شیر بیشۂ جرأت لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہوماں کے پہونچا ہوماں کو للکارا ہوماں بہرام پر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی ایک مقام پر ہوماں نے مکر بتلا کے سر پہ ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہوماں نے چاہا بہرام کا سر کاٹ لوں امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہیں سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اُسکا زخمی ہے زرہ و خود لڑ رہا ہے امیر پیکاّدی یہ کہکے امیر نے گھوڑا ڈالدیا مقابلے میں ہوماں کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہوماں صاحبقران پر وار کرنے لگے جسنے امیر پہ ہاتھ مارا امیر نے تیغ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے چار پہلوانوں کو مار کر مقابلے میں ہوماں کے پہونچے ہوماں نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغ عقرب پہ روکا روک کر مکر کو بتا کے سر پہ ہاتھ ماردیا ہوماں کے دو ٹکڑے ہوئے اب سرداران امیر نے فوجوں کو منتشر کیا بارگاہ ہوماں کی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازار میں تباہ کیں عین گرمی جنگ ہے سب کا شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہیں چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں کسی طور سے جان بچائیں کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان زور کا ببر مرکب پہ سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل سامنے آکر پہونچا اس پہلوان نے کہ جسکا قنطورا آہن کلاہ نام ہے اُسنے جو سنا کہ ہوماں مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چہار طرف سے پیادوں نے امیر پہ بلوہ کیا امیر لڑنے لگے قنطورہ طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار ہوماں کا قریب قنطورا آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغ دو دستی ہندی کا مارا قنطورہ کو زخمی کیا قنطورہ نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیاروں کو بلا اس جوان کو کمندوں میں گرفتار

کرے شاہباز نے زنبیل بجائی چار سو بیاب بچے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز ان عیارون کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اس سپہ سالار نے بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوئے شاہباز نے پشت پر آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت مرکب سے گرے چہار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو از روے بلوے کے گرفتار کیا اب قنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار ہوگئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سنا کہ بہرام رہا ہوئے لندھور گرفتار ہوئے عمرو نے عرض کی اے شہریار قنطور کے تیور یہ ہین ایسا ہو کہ لندھور کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے یہ وہ زخمی ہوا تو اسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹکر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے کہا وہ جو آپ دعوی کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوئے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمائیے اور لکھیے کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جرأت مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہے کہ وہ کسی ساحر کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلیگا قنطور نے اسی وقت یہ عرضی کہکشان جادو کو لکھی بدست شاہباز عیار کو دی کہ جاکر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمند بر سر راہ بچھا دی کہ شاہباز آتے آتے قریب کمند کے کے پہونچا لیکن دل اسکا دھڑکا پکارنے لگا اے ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقدمۂ صغیر اعتقاد دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہین یہ سوچ کے جست کی بیچ کمندون
مین آ کے کھڑا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے چاہا کہ بھاگون خواجہ نے کمندین کھینچین
شاہباز پھنسکر گرا خواجہ کود کر چھاتی پہ سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر شاہباز نے
اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس حباب منھ پر عمرو کے مارے خواجہ بیہوش
ہو کر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی کہ
کیون اوساربان زادے اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا استاد کیا کہنا مین نے
سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین
شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نذر دو عمرو نے کہا روپیہ
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ جیسے دیا نہ جائیگا
شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
فیاض ہی ہزارہا روپیہ پیدا کروگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگذاری کرتا ہون یہ کہکے
بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک
پوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسی طرح ستر اسی پوٹلیان
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا
استاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین مگر اسکو دیکھیے نہین جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب مین قیطول لقا پر گیا اور اسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہی کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی جو اڑی اوسکے
کھاکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اسی وقت درخت مین باندھا اور آپ
رنگ و روغن عیاری کا لگاکر طرف لشکر قیطور کے چلے یہان لندھور جس قیدخانے مین قید
ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین استاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون
نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہی مین پلٹ آیا لندھور کو جاکر دیکھون کہ وہ قید مین

کیا کر رہا ہی یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر سر خم کیے ہوے ہی عمرو نے آکر کہا ای جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین چلکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات زنبیل سے نکالکر کہا لاؤ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہی کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ گاہ فروش جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی جواب نہ دو یہان سے بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھکر قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا استاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین قید کر کے برائے رہائی لندھور آیا ہی چہار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چہار طرف سے خیمہ گھیرا خواجہ عمرو لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا ای لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل جاؤنگا عمرو نے چاہا لندھور کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمرو نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ حقہ آتشبازی نکالون پیک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے پانچ سات پیک بچے مار ڈالے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پر مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین برابر لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطورہ کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے شہریار اسے عمرو و لندھور قید ہین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے آپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہو کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان کیا فرمائین بہتر یہ ہو کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی بھیجیے کوچ کرکے نکل چلیے ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہین کر سکتا عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی اسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین ناسپان و طومیان خیبری گھبرائے ہوے آئے عرض کی اے شہریار شب کو اُستاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کرکے گیا لندھور و عمرو کو لیگیا یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہو اگر قنطور بیسر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہے کہ عمرو پر کوئی اُفتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہے مجھسے ناممکن ہو کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوے سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و لندھور کو جاتا ہو راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اس عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جاکر قنطور کو لاؤن قلعے مین لاکر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسّی ہزار ساحرون کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اترا ہو کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا اے شاہباز تو نے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچون قلعہ کہکشان پر جاکے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول و حزین سر زنجیر پر سر رکھکے سو گئے شاہباز مع عیاران در قیدخانہ پر نگہبانی کر رہا ہو عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جاگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ طلاے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیروین کے سُرون مین تانین مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہے عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جہان مین نقش پیری سے مفر طالع نے کم پایا کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہون تو مکین ہوتے ہین از خود مجھسے پیدا کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی لیے مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل مین یہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے اُسے بالا سے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہو رکھیے ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
تسلیم اب شکر کی جا ہے لحاظ انکار کا ٹوٹا ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہوکر اندر قیدخانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کرکے اُسکو بٹھایا پان لگاکر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مارکے

اسی بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر آبیٹھے اس عرصے مین سفیدہ سحری ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو بیٹھے دیکھا پکار کر کہا ای شاہباز قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیزپا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہی کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے ہین خواجہ نے بتعجیل اپنے ہمشیرہ کو نکالکر ارابے پر سوار کیا بعد لندھور کو اور جھپٹ کر قریب شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ بھی جائیگا تو ہم یا آپ پھر گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا اے شاہباز تجھکو اختیار ہی جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا اور شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بتعجیل دار پر اسکو کھینچو شاہباز نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر بجگر کمان مین پیوست ہوے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بیجا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُنائی دی چارطرف سے تیر پڑے کہ چنبیا تیر مہرہ پشت کو توڑ کر پار گئے ہرے نوبت نقارے بجنے لگے چار جانب غلغلہ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی ارابے سے اُتارنے لگے لندھور نے لنگر مارا ارابے سے نہین اُترے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور ارابے سے نہین اُترتے کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھور کو ارابے سے اُتارے کہ زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی ۔ نعرہ اسم

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر ہا
بن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے امیر آگئے باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبراکر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے

کہ سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا اے شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ دار پر لٹک رہا ہی تمام جسم مشبک ہی یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا چہاک کر لڑنے لگے ڈر ہی کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر امیر لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندھور کے چلے مگر سرہنگ نقلی یعنی خواجہ عمرو فوراً جست وخیز کرتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو آکر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا دیکھیے صاحبقران کس زور وشور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہباز نے طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شدید ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم مہتران
اُڑاتا ہوں کفار کے میں ہوش
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا فخر ذیحشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھنکاتا ہوں دشمن کو ہر دم
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر نے جو نعرہ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہوگئے کہا اے مہتر برق فرنگی تمھارے اُستاد کے نعرے کی آواز آئی ہے یہاں عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیاروں نے عمرو کو گھیر لیا عمرو اُن سے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوئے ہیں تیغ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برقی

کہ استاد ہیں خواجۂ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری تیغ ہیرا رہا

ترپنے میں ہیں برق رفتار ہو
ارسطو سے ذیعلم شاگرد ہے
ہر یک قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
زمانے کا مکار وغدار ہوں
در مکر پیدا [illegible]
چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

تیغ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہیں جسکو تیغ مارا اُسکا سر اُڑا دیا امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زین آکر قید توڑی وہی ارابہ اُٹھالیا اسکو جو گھمانا

شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر پھٹے بھیجے ارا بے مین لیٹے ہوے ہین کہکشان جادو کو بڑھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہبانہ کو مارا ہرکارون نے عرض کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہبانہ کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ تھا استاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہو لندھور نے جو قید اپنی توڑی چھکڑا اُٹھا لیا اُسی چھکڑے سے لڑ رہا ہو ہزارون ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سنکر کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سردارون نے چاہا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسمین کچھ مناسب سمجھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہو امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سرنامے نام جہاندار ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بہ وردۂ حمد کج ادائی غزال صحرائے بے اعتنائی زینت دولتکدۂ آرزوے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے مین آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعۂ کہکشان کے پہونچایئے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکین گے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہو آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہو زندگی محال ہے اس مین یہ کیفیت ہو

نظم

افزائشون یہ تھا قلق دل تمام رات — کاٹی ہے ہمنے یارب بہ مشکل تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے — ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محفوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن — آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم — جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہے سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم
لٹتی ہے خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھ کر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قنطور آہن کلاہ اسکے ساتھ ہے راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہے کسی منزل پر قیام نہ کیا ایک پہر دن رہے کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد بیٹھے ذکر ہونے لگے کہ ایک ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گرا کہا اے کہکشان نامدار طلسم کشا عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ بہروندان پہلوان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے قلعے کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کر دیجیے سنا ہے کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا اُسے شبخون مار کر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحدار کے ملازم میلادہ واس پوش عالم بیشہ میلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین ایسا ہے کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرنا واجب ولازم ہے مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جائے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپا کی ساؤس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی کاسن قددار مکار و عیار اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپکا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے ساؤس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ کے اُترا دوسرے دن پہر دن رہے گرد اُڑی دیکھا کہ ابلاغ بہروندان فیل مست پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے ساؤس نے بڑھکر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون مین میرا ساتھ نہ دے سکو گے
سالوس نے کہا تمسے چند قدم آگے بڑھکر لڑینگے دونون ایک ہی بارگاہ مین رہے چار پہر رات
آپس مین تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونون
کے ساتھ رستم ایک منزل پہ فروکش ہین بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئین امیر معشوقان
عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہین یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ نسترن
مین سرکار کا مقام ہو نسترن جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پھر پھریرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوے نشان
آمد لشکر کافران جس سے ثابت ہوتا ہے آگے دونون مقابلے مین اترے رستم نے سمک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہین کس ارادے سے آتے ہین سمک گیا اور دریافت
کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہین مگر حقیقت مین بڑے
قد و قامت کے دونون جوان ہین دونون مغرور نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شغر پیر دمدے کے متعلق ہے جیسے ہی داروغہ
نے لا کر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اٹھائی کہا
آقا ایسی باتون پر مجھے غصہ آتا ہے ایک چوبدست مارونگا یہ اچھا ہو جاؤ گے رستم نے
ہنسکر کہا کیون شامتین آئی ہین تمہارے کان اکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک
چوبدست ماری رستم نے پینترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پہ پڑی گرد اڑی
رستم تو گرد مین چھپ گئے دیوانہ چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اسی دن کے لیے مین
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہے مین
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا
کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونون کان پکڑ کے فرمایا اکھیڑ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر ۹۶

ہو دریاے جرأت کا بے بہا دُر ہو آقا معاف فرمایئے غصہ نہ کیجیے مگر طلا سے یہ مین ہی جاؤنگا رستم نے حکم دیا دیوانہ شہر پر ہمرہ چارسو دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دوکاندارون کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چوری ہو تو مجھے اطلاع کرنا مین کنارے پرشاک کے ہوتے مین اسکو مارڈالونگا دوکاندار دیوانے کی صورت سے ڈرتے تھے بہت خوب بہت خوب کہہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کرکے کنارے پرشاک کے آکر بیٹھا وہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کیون بھائی کیا صلاح ہے آج شبخون مارکے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا اے ابلاغ طلسم کشا رستم ہے اسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہے مین نے تو طلسم کشا کو دیکھا ہے ایک چھوٹا سا جوان ہے سامنا ہوتے ہی گرفتار کرلونگا سالوس نے کہا اسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہے ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھنکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار ادھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہے اور سالوس کہتا ہے تو خود نامرد ہے ایک ہی وار مین گرد برد کردونگا دونون مین تلوار چلنے لگی بلڑ جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سماک ساتھ تھا کہا اے سماک دیکھو تو یہ کیسے باجے بج رہے ہین سماک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کردون سماک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوب لیکر سماک پر چلا کہا او نامرد مجھے سمجھاتا ہے یہ کہکے چارسو دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو ہوشیار ہوجاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلا سے جدا نہ ہوتا تو بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کرکے طرف فوج کفار کے چلا چارسو دیوانون کو ساتھ لیکر دوڑا کہ یہ آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہوچکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین ہلنے لگی دیوانے نے لشکر فوج کفار مین چوبستین مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ڈالیے ساوس نے کہا اے ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کر دی اب ہم تم سنبھل کے لڑیں دونوں آپس میں ایک ہو کے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف ساوس کہتا ہوا جاتا ہے یارو ہم سوار و پیدل بہت ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہیں تم یاری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو ساوس جب یہ آواز دیتا ہے سوار و پیدل جا کے طرف دیوانے کے چلتے ہیں اور دیوانہ ننگا شیرانہ چار سو دیوانوں کو ساتھ لئے ہوئے چوب ہاتیں مارتا ہوا آتا ہے جب جھک کر حملہ کیا ہزار دو ہزار کے سر پھٹے جرأت کے چھوٹے کا ڈسے دیوانوں کی بے باکیاں و چالاکیاں جب ہم کے جوہر کیا ہزار دو ہزار کو مار گرا دیا ہاتھیں مارتے ہیں جو نیچا کو للکارتے ساوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد جوان عالم کی بادشاہی کی گرد تو اپنی فوج کا افسر ہے میں ملازم آقا سے سرخ ہوں میرا آقا کسی سے نہیں دبتا مجھ ایسے کو رفیق بنایا ہے جو بیست سے چھپا رہتا ہے دن بھر میں سو مرتبہ بگڑتا ہوں اپنے آقا سے لڑتا ہوں مجھکو کب مانو گا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے ساوس کے آیا ساوس نے ہاتھ پر تلوار کا جھکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے ساوس کے منہ پھیرا زمین تھرا گئی ساوس نے چاہا گینڈے کو بھگا دوں مگر دیوانے نے للکارا گردن میں جو طوق پڑا ہوا اسکو ہلا کر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی ساوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو آکر پڑی سپر کے پھول جھڑ جانے سپر دو کردان جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پہ پڑی سر گردن میں گردن سینے میں سارا جسم گینڈے کے میں گھسا ساوس دونوں کا کچھ نالہ ہو کر رہ گئے دیوانہ پکارتا ہے اب کے ساوس سا دیوث ادھر ٹھہر کر مقابلہ کیا تمام تاک پھیلائے پڑا ہے دیکھوں تو کیا پہلوان ہے ساتھ والوں نے دیکھا کہ ساوس مارا گیا رو کے پیچھے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اے ابلاغ ساوس کو دیوانے نے مار ڈالا گینڈا اور افسروں کا کچھ نالہ ہو کر رہ گئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہے ابلاغ نے افسروں کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا رفیق ہے گھر چھٹے غضب کا ہے نہیں معلوم طلسم کشا نے کیا سحر کیا ہے کہ اُنکی اطاعت میں ہو سکتا ہوں کہ رو طلسم کشا پر چوبدستیں لگاتا ہے

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے تھے بت ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی رفیقون نے کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہی کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو دپر کیا ایسا دبایا کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہی چہار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کرلین ابلاغ نے بھی ترغیب دی کہ چہار جانب سے فوج نے گھیر لیا کئی لاکھ تیغین اور سنانین دیوانے پر پڑنے لگین سپاہ دیوانے دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ وہ منہ کے بل گرا چہار طرف سے از روے بلوہ گرفتار لوٹ پڑے گرد دیوانہ بیہوش ہو کر گرا ابلاغ نے گرفتار کر لیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو تیغین تان کر جھپٹے سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مار ڈالا لاشے تڑپ رہے ہین ابلاغ نے آواز دی یارو ان سب کو رسیون اور کمندون مین گرفتار کرو ان بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگین دیوانہ شیر پیر مردم در مع ساتھ والون کے گرفتار ہوا وہ طبل امان بجوا کر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہنچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے تھے کہ یہ دیوانہ طلاسے پر نہ جائے اسنے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا ای سماک بڑھکر خبر تو لو سماک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی سالوس تو مارا گیا دیوانے کی ایسی جو بدبختی پڑی کہ پرا اٹھا ہو گیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے گرفتار کر لیا اب اسنے قید کیا ہی حکم دیا ہی کہ کل سویرے میدان قتل کی تیاری ہو دیوانہ قیدخانے مین زنجیرین ہلا رہا ہی رستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کر سکتا ہی اے سماک ہمکو وقت پر خبر دینا سماک بصورت مبدل داخل لشکر رہا پھرنے لگا ابلاغ جو معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت لشتران جادو لکھی جسکا مضمون یہ تھا کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہونچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک پہلوان آیا ایسا جاہل اجل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شیر پیر مردم در کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہی کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رستم کو بھی روکا ہی آگے نہ بڑھنے دونگا لشتران جادو بلغ لشتران مین بیٹھی ہے جادوگرنیان اسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سنا کہ چار سو دیوانون سے وہ

دولاکھ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ سالوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی رہا اپنے مقام سے اٹھی کہا اے ملکۂ عالم کنیز جا کر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر میں سحر سے روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیوں سے لشکرن نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو چونکہ خوف ہے کہ ایک رفیق طلسم کشا کا لیا آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہے کہ اپنے رفیق کو رہا کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقیں چمکیں ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیوں سے آکر پہونچی ابلاغ خوش ہو گیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئیں آج میرا ارادہ تھا کہ میدان کی کی تیاری کروں دیوانے کو قتل کر ڈالوں لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجاے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ میں دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیلخانہ سرنجہ تمام کر دیوانے کو لایا دیوانہ غل کرتا ہوا دربار میں آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے میں طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہیں زنجیریں ہلاتا ہوا دربار میں آیا بطریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہو گئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کمندوں سے گرفتار ہوا کیا روکے سے رکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان اسنے مارے جب بیہوش ہو گیا تب بمشکل تمام گرفتار ہوا پہلے قیدخانے میں بھیجا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنوں کو بلایا گائنیں سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بجوش و خروش گانے لگیں

نظم

ہوس یہ رہ گئی دل میں کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان میں ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہے کون سا معشوق باوفا اے دل
گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد سے شب فراق میں ہم
کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا
ندی تو ہاتھ سے ہوں ضعف سے میں رنگ حنا
ہوائے شوق فنا میں جہاں اڑا نہ ملا
جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا
اڑا اڑا کے ہمیں خاک میں صبا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر میں
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال طرف یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
جیسے ہزار تمنا سے کیوں نہ کی کشتی کہ خار کو کوئی ہمسایہ ہمسر پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر کی گلگشت پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن سے لگے ہلال کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون یارا ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہی پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہین کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال آتش پیشانی کے آنے کی جو خبر سنی اپنے مقام سے اٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برائے رہائی شہر سپہر مردم دہقانی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے جلال سرکش یہ کہتا ہوا اٹھا ہی کہ اے ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جایئے آفتاب فلک سپہر کا ہین سے اٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شہر سپہر مردم درکو مجھے بھیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ایک سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق دریا ہوکر جاؤن دیوانے کو رہا کرلاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جاکر قیدخانہ مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرلاؤن مگر طلسم کشا نے بنرم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ درپے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرکے وہ دیوانے کی سزا ہی کہ جسنے منع کیا تھا کہ مت لشکر کفار مین داخل نہ ہو یا ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قید سے چھوٹیگا اسکو قتل کردون اسیوقت مین جا پڑونگا سب لوگ کہنے لگے مگر لی شہرت نہین ملکین انکا ارادہ ہی کہ آپ ہین کسیکی سوا لشکر

فوج لیے ایسے ساحر بگڑ رہے ہین اے پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو یہ سنی کہا کیونکر ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کرون اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بسمت مشرق مین چلا جاؤن وہان آنکو اختیار ہے ہلال نے جواب دیا کہ اے ابلاغ طلسم کشا چلے گا راہ مین جاکر دیکھا معرکہ عظیم پڑیگا مگر مین پڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہون کہ کوئی ساحر نہ آسکے اور طلسم کشا آئیگا گرفتار کرینگی مشکل یہ ہے کہ تحفہ اُنکے پاس موجود ہین ابلاغ لڑکی سے تحسین کرنے لگا کہتا ہی کہ اے ملکہ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحرون کے تدبیر کرو پیشتر کہ ہلال اپنے مقام سے اٹھی اس جلسے سے دروازہ زندانخانے پر آئی اور نگہبانون سے کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قید خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکارکر آواز دی اے نرنگ ذرا ہٹے تو نگاہ ملا شرما کہ ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی اے مہجبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔

نظم

مزا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا ۔ کہ زنجیر ہوا شکر مرے سینے سے دم نکلا
جبین ساقی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک پہنچے ۔ نہ بل زلفون مین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا
بڑے ثابت قدم یاران اپنا دوست سمجھے ہین ۔ کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہوکر ہمسفر نکلا
ڈبو دی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے ۔ بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم فیض مین کم نکلا
غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرمگین تیری ۔ جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
پکارا مجھکو دیوانہ اُسکو ہوئی منظور رسوائی ۔ جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا
وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہے ۔ کمان آسمان پیر کا اب تک نہ خم نکلا
نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ اُنکا نشان باقی ۔ نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
ابھی پردے مین ہو جسپر یہ عالم مر گئے لاکھون ۔ قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا
زمانہ مسکنون سے اے نسیم آباد ہی تجھ سے ۔ بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم نشان کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے نے کو بھی مجھپر توجہ ہوئی بڑے جلیل کا رفیق ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ زنجیر ہلانے لگا قید خانے میں اُچھلتا ہے کودتا ہے دمبدم یہی کہتا ہے او جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہے کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں اور تو ایک پاس رہوں یہ سنکر ہلال نے کہا نہ گھبرا میں تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہوں قصد کر رہی ہے کہ سحر کرکے نگہبانوں کو بیہوش کروں دیوانے کو نکال لیجاؤں قضا سے کار لنترن جادو جلسہ میں اپنے بیٹھی ہے اور سب مصاحب جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے ابلاغ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہے اُسنے کہا ملکۂ عالم یہ تو ارشاد فرمائیے کہ طلسم کشا صاحب تاج و عالم تسخیر جات اُسپر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب میں دیکھئے کہ اسوقت ہماری بہن کیا کر رہی ہیں لنترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منہ پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہے کہا او غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہو گئیں قید خانے میں اُسکے پاس بیٹھی ہیں نگہبانوں پر سحر کیا چاہتی ہیں نگہبان بیہوش ہونگے اور وہ دیوانے کو لے نکلیں اے نجم تو جا چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دوں کہ دیکھنے والوں کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر کیا چاہتی ہیں اُس دیوانے نے جو شاید کلام پڑھ دیا ہے کہیں رات کو گانا سنا اور زیادہ بیقرار ہو گئیں غزل عاشقانہ سنکر روتی تھیں نجم نے کہا میں ابھی جاکر لاتی ہوں اس ذلت سے لاؤں کہ دیکھنے والے عبرت کریں پکڑ کے ساتھ لنترن کے ہاتھی لنترن نے کہا ایسا نہ ہو اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمہارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہے کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی لنترن نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خطا اُسکی ثابت ہو نجم جادو بے پروا نہ بیباک ہوکے چلی مگر لنترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو نجم گرفتار ہو جائے تو باعث خرابی ہے بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا سکلین جادو کو کیا اور کہا سکلین جلد جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو برگشتہ نہ کر دے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو تم اُسکی شرکت کرنا سکلین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی ہلال کا بھید کھل گیا حکم تھا قسم پر کی

مجال ہے کہ آپ کے حکم میں دراندازہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہاں ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانوں پر سحر کر رہی ہے نگہبان کہتے ہیں کیا ٹھنڈھی ہوا چلی دیکھو یارو ابر کبھی آسمان پر آتا ہے جی چاہتا ہے سو رہیں نیند آرہی ہے طبیعت گھبرا رہی ہے کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈھی ہوا کھا کر ایسے بدحواس ہوئے کہ پکارنے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہے آج
دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج
بلبلو باغ میں بہار ہے آج
آہ کی برق کوندھ جاتی ہے
ابر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو
مرغ روح رواں شکار ہے آج
تیرے آتے ہی دیکھو رخصت جان
چین ہے صبر ہے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ میں ہے
باغیوں کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا
کس لیئے تمکو ننگ و عار ہے آج
دھیان ہے کاکل پریشان کا
اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ میں جو خاک اڑتی ہے
گرم رو کوئی شہسوار ہے آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر
تودۂ دل کے صاف پار ہے آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا
وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیوں نہ اپنے پہلو میں
خنجر یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو میں سیر باغ کہاں
نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ
نکہت گل گلے کا ہار ہے آج
میں نہیں ہجر یار میں تنہا
غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان میں کسکی چشم میگوں کے
کہو رعنا تمہیں خمار ہے آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بھاگے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے در قیدخانہ پر ایک ہنگامہ ہے ہلال جیتی ہنس رہی ہے دیوانے سے کہتی ہے کہ نہ گھبرا میں کھڑی ہے

عرصے مین ان سب کو ہٹا سے دیتی ہون تجھکو لیے چلتی ہون دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہی معشوق کو دیکھکر ہنس رہا ہی قضاے کار ہلال چاہتی ہی کہ دیوانے کو رہا کر دون یہ لڑتا بھڑتا نکلجائیگا مین اسکے عقب مین جاؤن جو روکے اُسکو دیوانہ کر دون ابلاغ بیر دندان بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہی قضاے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہین کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قید خانے مین بیٹھی سحر کر رہی ہی ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکارا اُٹھا ای ہلال صاف تو یہ ہی نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار ۔ کب خوش آتی ہی اُسے ای دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات ۔ چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش ۔ دل کڑھانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار
کیون دیکھیے بے ثباتی عالم ایجاد کی ۔ عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس ۔ برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہی چھینٹون سے لہو کی بار بار ۔ اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہی کسکو احتیاج ۔ دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جائیے ای دل ہجوم داغ کے ۔ کم نہین ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار
ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن ای پری ۔ دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قدر ۔ کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہی جب سینے مین آگ ۔ گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم ۔ دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد مین ہی مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اے پہلوان دوران آپکے قاعدے کے خلاف ہی ہلال نے آپپر بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دون ہنسکر کہا ای رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سب کا یہی حال کرون میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی ابتو نکلجا دیوانہ اُچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی نجم جادو اُسوقت آگے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہی گرد اسکے صاحب چیخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اُٹھنی چاہتی ہی دیوانے کو رہا کرون نجم نے وہین سے للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے مجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے خبردار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن کو ہو گئی مجھکو بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرلی مین اُسکے پاس نہ جاونگی یہ سنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی آنکھون سے دھوان نکلا وہ دھوان جونہی ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری بیہوش ہو گئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کہ مین پنجہ مین لیکے لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی ہر چند کہ تو بھی نازک ہی مگر میری سی نازک نہ سہی حسین و جمیل ہی مجھسے زیادہ شکیل ہی مین تجھپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا چاہا جھپٹکر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصہ مین ہنکارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی فانہ زور مین آکر قید کو توڑ کے کتاب دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ لو یہ بلا دوڑی دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانہ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر پھٹ گیا الٹکر گری اندھیرا ہو گیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام مین نجم جادو لیوا اب جو ہلال اٹھی دیکھا دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشہ نجم زمین پر پڑا ہی کہا ای یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہوا ہی ہلال تو نے غضب کیا کہ فرستادہ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کرون دیوانہ منع کرتا ہی کہ ای ملکہ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھتی ہی کالا اسکا قد کیا ہی ایک چوب دست اسکے واسطے کافی ہو یہ کہتے ہوا چاہتا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ مصاحب نسترن تھی یہ کہکے سکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رک گیا پاؤن زمین
نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے نے کود ہا کیا مگر فوج کو سکین نے اشارہ کیا کہ
ان سب کو گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑی
دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چاپ چاپ کے کرنے لگی جب تڑپ کر
گری ہزار دو ہزار کے سر اڑا دیے سکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہی خوف ہوا کہ
ایسا نہو میرا بھی سر اڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضا سے کار ہوشیار سمک بیداقی
یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہی دیوانہ جھکا
کھڑا ہی جو باہست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اسوقت پہونچا کہ رستم
دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل روک
لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک آکر پہونچا
سمک نے ہاتھ اٹھاکر دعا دی فرد۔ ای ابر رحمت خرم گل بستان ما + گفتگو سے حرف
شفقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز وگداز رہے عجب
طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپکے دیوانے پر بی بی ہلال عاشق
ہوئی ہین نسترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے اسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اسنے آکر ایسا سحر کیا
کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اوٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب سکین جادو آیا ہے اسنے ہلال
کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان پریشان لڑ رہی ہی یہ سنکر شہرت اپنے
مقام سے اوٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپکا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب
فلک سیر اپنے مقام سے اوٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمایئے گا یہ کہکے بلند ہوئی اسوقت جاکے
پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکر ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ ہی دیوانے
کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہی لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تمپر نثار ہوے
افسوس ہی حسرت وصل لیکر پردہ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سنکر چیخین مار کر روتا ہی ہرچند
چاہتا ہی بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پاؤن نہین سرکتا

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پانون زمین نے چھوڑ دیے آواز دی ای شریر مردم در تو رفیق طلسم کشا ہو لڑتا بھڑتا نکلا جا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملکہ شہرت کیونکر نکلا جاؤن نزرک میری گھڑی ہوئی ہے اگر نزرک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگا اس نزرک کے واسطے میری جان تک حاضر ہو نزرک سے کوئی شی عزیز نہین اسطرح دیوانے نے بیچین ہو کر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شریر مردم در مین تیری معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہو کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اُٹھا کر تماشہ دیکھو جیسے ہی ابلاغ نے سر اُٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو ہمسے آنکھ ملاؤ اسقدر ہمسے آنکھین نہ چراؤ ابلاغ نے سر اُٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے زیور جواہر پہنے ہوے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار رنگ گل عارض پہ نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی اب تو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہو

نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسی کی زبانی سنکر
دیکھتے روزن مین آ کے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ لطف
صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہو سرکار مین ماشاء اللہ
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین
توڑ کر صاف نکلجائینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک
خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کعبہ ہوا دین رعنا
کیون سلام اب نہ کرین کعبہ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئین تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوئے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر مجرہ پھینکا سب پر پھول برسے سب مبہوت ہوگئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہان جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہی سحر الٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکر ایک جانب بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کرکے سامنے آئی کہا اے مسکین کیون گھبراتا ہی منم محن جادو فرستادہ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی اے مسکین ہم تیرے تابعدار ہین تجھپر جو قصد کیا اسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نتھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب ذی ہوش ہوئے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوئے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مارو فوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے بہ نگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لاکھ ساحرون نے مجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کرلین ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جادو نے لکۂ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اسکو مٹایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جاکے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا نشانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اٹھی اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دائم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

اے خالق ارض و سما و اے رب دوسرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد شاہا ز کرم برمن درویش نگر + بر حال من خستہ

دلریش نگر + ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہین کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز وقت اخیر ہی عین وقت پر حال بے مثال رستم کو دیکھ لون فراق مین کنیز کا عجیب حال ہی اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو
پریزادون نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہی ابنائے عالم کو
کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
مثال شیر مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے
دیا کیا حوصلہ اللہ نے فرزند آدم کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پر جسنے
گل و گلنار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو
محیط حسن و خوبی ہی سراپا یار زیبا سے
کہون مین دو حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو
مین دیوانہ ہون اُس شکل پری کا دیکھکر جسکو
سلیمان نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو
مجھے وہ تیغ ابرو دست بازون کیطرف کیونکر
بنایا ہی نہین اُستاد نے تعلیم کے خم کو
بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو ہین
اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
گلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے ای زاہد
اگر کمل سے بہتر جانتے کمخواب و ریشم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم مین اشکباری کہتی ہی ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہے تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سماک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت و ہلال گھر گئین دیوانہ زخمون مین چور ہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے فورا تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر وغیرہ سب سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے جھکا کہ محسن نے دو سحر کیا ہی کہ شہرت پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلا کے پانی برسا کر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب نے جو شہرت کو اس حال مین دیکھا گھبراگیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھیں کھولین آفتاب نے منھ پر ہاتھ پھیرا ظاہر مین سب زخم اندمال پاگئے مگر باطن مین درد ہی رنج سے رنگ شہرت کا زرد ہی صدمہ ہردم قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطرب ہے اس حال مین پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اُٹھا کر بتایا کہ وہ لڑتے ہوے آتے ہیں رستم پرے درہم و برہم کرتے ہوے آتے تھے کہ ابلاغ بیر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے مبہوت ہو رہا ہی پکار کر آواز دی ای طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھیں چار کیجیے مجھپر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاو سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے گھوڑا جھپکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اُٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اسکا سپر ہے اگر ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے برق شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی ابلاغ زمین پر گرا تمام ساتھ والے ٹوٹ پڑے بلکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کتنی سو پہلوان اِس مقام پر مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ دیو شریر مردم نہ گھبرانا میں آپہونچا شریر مردم در نے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک وچست ہوا ارادہ درست ہوا چوبدست ہلاتا ہوا اچھلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہو کہ آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے سحر جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر وعیوق وجاروق بحر ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آگرے اب سحر جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے آفتاب فلک سیر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہو گرمی سے ساحران غدار بدحواس جوش پر پیاس سوچی کہ ای سحر نکل جاؤں اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہو بھاگنے کا بندوبست ہی ملکہ نسترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح گلے میں پڑی ہی یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے سحر جادو نکل گئی فوج کا ساٹھ ستر ہزار ساحر مارا گیا باقی ماندہ نے چاہا نکلجائیں آفتاب نے گھیرا حصار کا ڈالدیا اُس حصار سے وہ نہیں نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوے پناہ مانگی طلسم کشا نے پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوے اسی مقام پر طلسم کشا اُتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ لنترن مین پہونچنا واجب ولازم ہی دو چار دن آپکو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ لنترن کے کوچ کرین مگر محسن جادو جو بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محسن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر مسند نشین نے پکار کر آواز دی ای محسن جادو خیر تو ہی لنترن نے جنگ آغاز کر دی اور ہمکو خبر نہ کی سنو افتتاح جادو سلطنت لنترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محسن نے کہا ای افتتاح جادو طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہماری نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا آجتک قید مین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے محسن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین گرد تاج سر پر شعلۂ آتش نکلتے ہوے پتلا سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف مینہ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین ذرے چمک رہے ہین اس زور و شور سے وہ ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا برائے استقبال آیا پکار کر کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پا چکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم انتظام کر لین گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی پیچے موجود ہوے گلابیان کھلنے لگین جام گردش مین آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی النظم

کھینچے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہی شمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا
یہ اشارہ ہمسے ہی اُنکی نگاہِ ناز کا +
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسیٰ نے جو کی
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا
پڑگئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
ایک ادنےٰ سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا
منہ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
مثل نے محتاج ہو اپنا ہین دمساز کا
حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا
یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خمدار یار
کام منہ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا
ای زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
منکشف ہونا نہین بہتر ہی مخفی راز کا
غایت عاشق کے سننے کا دماغ اُسکو نہین
بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا
کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروا نہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاکہ خیال
فکر رنگین کام اُسپر کرتی ہے پرواز کا
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہو گئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا ای محسن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کر دون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہو جاے محسن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جا کر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہو گئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا ای محسن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت لنترن مین جاتا کہ لنترن تمسے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ لنترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کسی نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کر دیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جا کر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو آڑ کر گیا ہی تمکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سبب

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جاکر آؤ ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا صحن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کارآزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ کردیے صحن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی کہ دیوانہ شیر صردم دم پر عاشق ہوئی ہو زخمی ہوکر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقاے نامدار میری نزدک کو کیا کیا مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری نزدک نہ آئی ہو تو مین باغ لسترن جاؤن اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ لائے مگر انتہائی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہوکر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے جو بدست جرّاح پہ ماردی جراح پرا کٹھا ہوکر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اٹھا لیا کاندھے پر سوار کیا ہلال چیخی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہو اور کبھی اسکے حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقاے نامدار میری نزدک تو بڑی مصیبت مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیےگا کبھی مین بھی آپ کی نزدک کو چھوتا ہون رستم نے گھُرکا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اسکے زخم بگڑ جائین کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا اچھے آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہی مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کرکے تجھکو دیجائیگی اسوقت دربار مین ایک عجب ہنگامہ ہو سماک بلبلائی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی صحن ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا ای ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا سر پہ ہلال کے آکر چیخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہوگئین کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محسن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محسن کے چلی بلوہ جو ہوا کہ ہلال انجم پیشانی پاس محسن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھیں سرخ چہرہ گلنار اُسی پہ بگڑی ہی کہ پاس محسن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے ہلال ہمسے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محسن کا ہمیشہ ساتھ رہا اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب سردار اُسی مقام پہ آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوے محسن کسی وجہ سے آئی ہی یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چیخ مارا یا تو طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پہ ٹھہر گیا کہا مین براے ملاقات محسن جاؤنگا یہ کہکے چلا ہر چند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین محسن کے پہونچا جاکر محسن کو سلام کیا محسن نے کہا ای آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین بیرحمی طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محسن نے اشارہ کیا زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنین محسن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محسن کے جاؤنگی وہ ملکہ لنترن سے صفائی کراویگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اٹھی ہر چند جراحون نے روکا ہلال نے بیپروا نہ کیے اور پاس محسن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ لنترن سے صفائی کرنا ضرور ہی محسن جادو صفائی کرادیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ سحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے بھی تو ساتھ لیجیے مین تو آپکے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بوا میرے ساتھ آؤ پاس لنترن کے پہونچ جائینگے دونون حالت وجد مین لشکر سے نکل گئین پاس محسن کے پہونچین محسن نے آفتاب وہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سماک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جاکر محسن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی خود ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محسن نے قیدخانے مین بھیجا یارستم یہ خبر وحشت افزا سنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا ای سماک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائین یقین ہے وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جو وقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کس طور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہی جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچھتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پہ بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھول کر پکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے — بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دل کو ملتا نہین وہ ماہ جبین تو کہتا — رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پاؤن مین تا ہے رفتار کی طاقت باقی — پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل — ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون — تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے — قصد رہتا ہے یہی پاؤن کا اب وان چلیے
رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین — طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمنے آتش — بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہین جون جون اشعار سنتی ہین آنکھین سُرخ ہوئی جاتی ہین نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوے آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے عرصے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹ اُسے ہوا پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہین کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُٹھ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آؤن اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے شہریار آپکے گلے مین لوح تھی آپ کا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا مگر آسمان پر جا کر اسیر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہوگیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر میرے قریب آئے حضور اپنے کو پہونچائین آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت آئی ہے اگر حضور لوح حاصل کرکے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا تھمنا مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سماک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سماک نے کہا غلام آج خبر لیتا ہے یہ کہکے بارگاہ محسن مین آیا دیکھا محسن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ایک آواز آئی ہم بھی آئین محسن نے کہا تشریف لائیے سماک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہے کہ پہلوے بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے محسن کے آیا محسن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکۂ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا آ گئے طلسم کشا کو دیکھکر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جا کر اُسپر برق گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بشکل طائر بلند ہوا سماک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا نظم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منھ پہ نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے
آنکھون مین اپنی سیاہ ہی بازار آفتاب

پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پہ
عقل حکیم ہے یہی رفتار آفتاب

البتہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ
لب لعل ایسے دکھائے جو رخسار آفتاب

بٹھلائیے نہ دھوپ مین ہوکر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

چلکے چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام
ظاہر ہین رخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دل کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا اقرار آفتاب

چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ہی آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہو سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی
بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہوگیا درخت پر بیٹھا پاؤن مین رشتہ محبت بندھ گیا جھانک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیچ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اُسی اپنی بیقراری مین اشعار مذکور گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی ہی بہ صورت اصلی ہوکر درخت سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہوگیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی مہ جبین کا کیا کام ہی صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آ پھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارہاے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آپڑے

کارندے مارے گئے اواجان گرفتار ہوے مال سب لٹ گیا مین بدنصیب آوارہ ہوکر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوے کہ بے آب و دانہ اس جنگل مین پڑی ہون شیر چیتے نے بھی مجھکو نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھکو قتل کرڈال کہ مین اس کشاکش سے چھوٹون طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہوسکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کرون جان کو تیرے قدمون پر نثار کرون تمھاری آواز نے دل کو بیتاب کیا ذرا انھین اشعار کو پھر تو سناؤ اس مہجبین نے پٹے طیران کے پکڑلیے کہا او دیوانے اس نگاہ سے دیکھتا ہو کہ کھائے لیتا ہی میرے سر مین درد ہونے لگا نگاہ ہو کہ تیر دلدوز طیران منتین کرنے لگا جب چاہتا ہو کہ پاؤن چھوے یا کچھ کلام محبت آمیز کرون وہ نازنین کہتی ہی ای شخص پرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل تھراتا ہی طیران منتین کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی شی پی کر منھ کھولا طیران نے کہا کیون ملکۂ عالم کیا شی پی اس نازنین نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہو اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ پیین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اس نازنین نے کہا صاحب مین اسمین سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہو جب درد و غم و الم سے گبھراتی ہون تو چند قطرے پی لیتی ہون جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے لینے مین دخل نہ دے تجھ بدنصیب کو کہان ممکن ہوگی تم تو مٹکے منگاؤگے مین کمبخت کہان سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو لشکر معلوم ہوتا ہی مین اسکا مالک ہون اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئین نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا مین بھیجا ہوا ہون چند سرداران اسلام کو قید کرادیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست ہی وہ ہر وقت اسی خیال مین رہتی ہی اسوجہ سے سحر نہین چھتا طلسم کشا نے بڑے بڑے خاندان مین دھبا لگادیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کوسنے لگی کہتی تھی انھین مسلمانون مین کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انھین یہی کہتا تھا کہ تمکو خبر کرو طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہین نازنین نے بیتے دیکھے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا اب شراب کے پیتے تکرار ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے میں نہ دونگی طیران کہتا ہے میں چند قطرے پیونگا آخر اُس نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھیں اختیار ہے اگر پھر وہ پھر مجھکو نہ ملی ہوگی تو میرا دم نکلجائیگا طیران نے کہا میں ابھی گلابی بھرلا دونگا پھر دو پہر چلت ہونا کیا معنی پتلے لاکے رکھدون میخانہ سپرد کرون نازنین نے کہا تم منھ کھولو میں چند قطرے تمھارے منھ میں انڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اُٹھائی مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کردیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب منھ میں اُنڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منھ میں اسکے نہ گئی جب تو طیران نے کہا اری تو کون ہے سماک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر کھسیٹ کر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر چڑھ بیٹھون طیران نے ایک دوہتھڑ مارا کہ سماک زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا طیران نے کہا ارے میں جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین عیار طلسم کشا ضرور فکر کریگا یہ کہکے سماک کو کھینچتا ہوا لیچلا سماک چہار جانب دیکھتا ہے جنگل کا سناٹا کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ساحر کس لیے جاتا ہے ذرا ہمسے ملاقات کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہے کہ ارے ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہے بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران کو مارا چاہتا ہے جلد اپنے کو پہونچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی مسمی خیال جادو فرستادۂ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کرکے قریب آیا ایک نامہ ہاتھ میں دیا طیران نے سر نامے پر مُہر ہفت پیکر کی پائی جی میں کہتا ہے خداوند کو ہر وقت فکر رہتی ہے کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ سحر کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤن زمین نے تھام لیے ساحر نے کہا اے طیران مجھپر سحر کرتا ہے اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤگے ایک عیار پر سحر کرکے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہے طیران نے کہا

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا مین واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہوگئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اتر پڑو عیار نقابدار جھتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سماک کو جو دیکھا کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سماک بھی اسکو دیکھکر حیران ہی جی مین کہتا ہی کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہی مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر ہمشبیہ برق ہی کچھ کچھ صورت مین فرق ہی کمسن مگر بڑا تیز وطرار ہی سماک کو بڑا افسوس ہوا طیران دونون کو گرفتار کرکے لیچلا محسن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کرکے لاتا ہی عیارون کا نام سنکر محسن باہر نکل آئی سماک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہی پوچھا کہ طیران یہ انگریز کون ہی طیران نے کہا مین نے اسکو پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محسن نے کہا جلادون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استادہ کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور ایک نے سماک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اٹھا رفیقون سے پوچھا ہمارا یار وفادار عیار کہان ہی ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار استاد رات کو واسطے سیر نکلے تھے سماک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محسن مین تیاری میدان قتل کی ہو رہی ہی چارون سرداران طلسم کشا بھی بلا لئے گئے آفتاب ہلال وماہی سحر و خدنگ سحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت مرکب پر سوار ہوا چیدہ قراول ساتھ ہین واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہین مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہی کہتا ہی کہ عیار ہمارا قتل ہوا اور ہم تماشہ دیکھین اسوقت یہ نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہی تیر و کمان لیکر طیران و محسن کھڑے ہوے ہین حکم ہی کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آنے چاہتے ہین کہ نعرہ نقابدار کی صدا آئی پلٹ کر طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغہ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون سے قتل کرتا ہوا آتا ہی محسن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانون کے مددگار تو یہان بھی موجود ہین یہ گویا عیار دوسرا ہی طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا بیٹا

لوح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے سوار تیر اندازی کر رہے ہین جب دو سو تیر چلے دو سو ساحران خطا کار گھوڑون سے گرے تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان ان دو سو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر قصد کرتا ہی ادھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ کے جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محق نے کہا نقابدار کے چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محق جو طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہمارے نام و نشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین ساحرون کو پائین گے قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑین گے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس تیور سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محق چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے کوئی قریب نہین آتا ہر چند محق و طیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا شیر نر ہی للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آتا ہی کلیجہ تھراتا ہی مگر آفتاب و ماہی سحر و نہنگ بحری و ہلال تہ دل سے دعا مانگ رہے ہین پکار رہے ہین اے خالق بحر و بر و اے رب اکبر اس بہادر کو بچا لے ہم لوگ مارے جائین مگر نقابدار پہ حرف نہ آئے رباعی - شاہا زکرم بر من درویش نگر بر حال من خستہ دلریش نگر ٭ ہر چند نیم لائق بخشایش تو ٭ بر من منگر بر کرم خویش نگر بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پہ باز سفید سایہ فگن رہتا ہی پردۂ دنیا سے پلٹا ہوا طرف پردۂ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرّہ دیو ہمراہ سائبان زر بفتی سر پہ نقابدار کے کھینچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب سہ چشمی بھی اسی تخت بہ پشت عیار

طرار قنطورے لگائے ہوئے ملتہ بین بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین چمکاتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان چلتہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور یہ
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زرین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جسوقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا الٹا ہوگیا جنہوں نے سحر کیا وہ گولے ترنج و نارنج الٹے پلٹے انہین کے
سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ مقام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کر دیتا ہی کسی گولے
پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا ای طیران
نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہی کہ گولہ پھٹ جاتا ہی اب
ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلطک ماری اسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونان آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھین
نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دونون پنجے پنجون سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہوگیا
آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
رنج و محن ہوگئی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہوئی نقابدار بآواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہی ادھر
عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سماک چھوٹتے ہی بھاگا چاروں سرداروں کو نقابدار زرین پوش نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا تپنا وہ گرمی پیدا ہوئی کہ بھیجے پگھلنے لگے مغز حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جابجا زمین شق ہوئی پانی ابلنے لگا کہ ہزارہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چمکی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سماک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ عظیم پڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا آکر مدد کرنا اور پھنسنا ساماں قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد اسکے نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور رحمن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے ہوئے ہیں مگر کسیکا سحر اثر نہیں کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہے غلام کی نگاہ سے ایسا بہادر نہیں گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہیں ہے کہ اسم اعظم دستیاب ہوا اسکے بھروسے پر ساحروں کو قتل کرتے ہیں کچھ زور بازو دکھاتے ہیں سماک خاموش ہو گیا جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہیں میں جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طرفین قتل ہوتے ہیں رحمن جادو مصروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوئے عیوق و جاروق ساتھ ہوئے رستم نے حکم دیا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہو کر چلے یہاں نقابدار نے گھیر کر رحمن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوئے اب نقابدار بہ فتح پلٹا چاروں سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہیں دیوانہ شہر پر ہر دم درپئے جستجو کو آقا جاتے ہیں جو بہت ملال ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار سو دیواؤں کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش سے خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئی سردار چہار جانب سے گھیرے ہوئے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمند بازوؤں پر توڑا خنجروں کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ اب جائیں اور اپنے آقا سے کہیں یہ مال جو لوٹا ہے نہیں لیتے جاؤ آفتاب نے مال قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہ میں خیمے جھنڈا ایوان پر تو انداز ہی لطافت سے آفتاب آیا کہ زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شہریار طبیعت جرأت

تم فرزندان صاحبقران مین نہایت پُر قوت ہو ہمسے تمسے امتحان ہوجاے بعد فتح طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اس مقام پر آیئے مقابلہ ہوجاے صرف امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہے مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار نے دیکھا رستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست وخیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک نرزک کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رستم نے نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹکر نقابدار سے کہا نقابدار کو بہت ناگوار ہوا کہا اے آفتاب اب ہم واپس نہ لینگے تمکو دیجیے آفتاب نے کہا آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقا کے نامدار مال لین نقابدار نے بڑھکر کہا اے رستم برہم کیون ہوتے ہو یہ مال تمھارا حصہ ہے اسمین کیا قصہ ہے رستم نے کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بعنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو مار کر آپکو بڑا گھمنڈ ہے نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہون کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپکے فرزندون مین مثل آپکے ہو اس سے مقابلہ کرایئے مجھے کیا خطا ہے کہ صاحبقران سے ہم خود لڑین اور طور سے امتحان ہوجاے اگر آپکو منظور ہو مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدۂ حصول بادشاہے صاحبقرانی ہوجاے رستم نے کہا بسم اللہ جسطرح آپکو منظور ہو مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہے پہلے اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا آپ دیوانے سے مقابلہ کیجیے اور بیٹیون مین چھوڑ دیجیے اسکی کیا حقیقت ہے دیوانہ شریر مردم ہے وہ ہلال سے باتین کر رہا تھا اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار بہادر سے آقا سے کلام کر رہا ہے چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہوجا آقا سے کلام نہ کرتے کہکے چوبدست لگائی نقابدار نے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھکے

ایک ہلہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے لگ گیا دیوانے نے بمشکل سر اُٹھایا تیسرے پیچ پر نقابدار نے دیوانے کو اُٹھا یا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر رہجائین اب دیوانے نے شور مچایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اُڑ گیا تحسین کرنے لگا کہا اے نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا اے نقابدار بہادر اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اُترے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے امتحان ہوجائے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپ کو زیر کرون تو بہانے صاحبقران بلینگے رستم نے کہا قبلہ و کعبہ مجھکو خود زیر کر چکے ہین کوئی فرزندون میں ایسا نہین ہے کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو لیس میرے زیر کرنے پر بہانون کا ملنا ناممکن ہے مگر مین آپ کو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اسی مقام پر اُتر پڑا اب بارگاہ زرنگاری استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی آکر مقابلے مین اُترے ساحرون کو آگاہ کردیا جاروق و عیوق و دیوانہ شیر مردم در یہ سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین سرداران رستم رستم سے عرض کررہے ہین اے شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست ہے زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہے صاحبقران سے بھی گفتگو کر چکا۔ صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجے آجتک تصفیہ نہین ہوا حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لونگا غرور جو اسکے دماغ مین ہے نکال دونگا قبلہ و کعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین یہ سمجھا دیا جائیگا شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و حشم قلعۂ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت شبہ مین پہونچی مجنون روز بصد سوز رونق افروز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت کمیت حبشی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہے کہ طلسم کشا

آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوئے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوئے کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا پکار کر آواز دی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں سے لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے مقابلہ کرون آپکے اقبال سے مشکین باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت مین لاؤن ناچار ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی اس وجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جھپکا کر سامنے نقابدار کے آیا آپس مین نگاہ ور زن ہوئے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل مین اپنے انصاف کرو تو کمی زیادتی ظاہر ہوگئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہی گینڈا اکڑا یا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو حربے کی پناہ کیا ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصّے کو کام نہ فرمائیے عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی مین مقابلہ کیجیے تو آپکو حال کھلے عیوق غصّے مین گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا دونون مین کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو وہ وہ گھسّے مارے کہ عیوق اپنی جان سے تنگ مگر مصروف جنگ ہو زدہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی فقط لپٹ کے لڑ رہا ہی نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکے لے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا کہ دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال پذیر عیوق ہونے لگے قویٰ ڈھیلے ڈھالے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکے لے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لاکر

پہ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنائے زمین ہوئے نقابدار نے کمر زنجیرین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چیخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا پلٹ ہو کر گردون نقابدار نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران سے جا کر کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا اب تک کسی سردار کو اسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اٹھائی کتاب اٹھا کر دیکھا کتاب دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکہ عالم غضب ہو گیا طیران و محسن نے جا کر بڑی آفتین برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہوا اسوقت کئی ساحر موجود تھے کہ اسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہو کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کھا کے اٹھا کہتا ہوا کہ اے ملکہ عالم غلام کو حکم ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کر دون لوح چھین لون افتتاح و اختتام نے اسکو خلعت دیا دیلمان تخت پر سوار ہوا اسی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہو کہ طلسم کشا نے اپنے نام پر کیکے طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار نے عیوق کو لا کر قید خانے مین بھجوایا آب و دانہ مقرر کیا نگہبان کو حکم دیا کہ سردار رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر راست گئے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین اسنے کچھ کام ہے یہ سن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھ پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ میں دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار میں جلسہ آراستہ ہے آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ ہیچمدان پیش اس ذرۂ بے مقدار کو ممکن ہوا اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوکر چلا لشکر رستم میں آیا ہرکاروں نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار کے لشکر میں آیا ہے رستم نے چند سردار برائے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فورًا اپنے مقام سے اٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ میں رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار میں آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو میں جگہ دی ساقی پریوں کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پئے سرور جو ہوا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جاکر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت میں رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہے رستم نے کہا آپ نے اسے اسیر کیا آپکو اختیار ہے خواہ آپکی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے میں نے امتحان کیا میں اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہے کہ جب سے زیر ہوکر آیا ہے اسنے آب و دانہ نہیں کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو میں جگہ دی عیوق شگفتہ ہوکر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی

نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان رکھتے ہیں
ایسے جاتا ہے کہ وہان جو نہیں پاتے ہیں

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہیں

منفصل بچھڑے ہیں اعضا سے بدن ہارے ہیں
اے اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہنچیں گے
تھک کے بیٹھ گئے ہمت تو نہیں ہارے ہیں

دمبدم قتل ہوا جاتا ہے کیوں نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہیں

ہیں یہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتیں
لب شیریں نہیں گویا یہ شکر پارے ہیں

کوئی بلبل بھی وفادار رہی ہم سا صیاد
دل پہ چھری کیا کھا کے ترے باغ میں چہکارے ہیں

گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائیں گے
آج اگرچہ تری دانست میں ناکارے ہیں

وہ سنایا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی
عالم جذب میں مجذوب جو ہنکارے ہیں

بات سے اپنی پھریں قول یہ مردوں کا نہیں
ہو سو ہوا اب تو ہم اس شرط سے سخن ہارے ہیں

ہم کہاں تم کہاں پھر گل کہاں گلزار کہاں
منتظر گلشن ایجاد کے نظارے ہیں

دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر
لہو تھوکے ہیں جو ہم کھانس کے کھنکارے ہیں

اپنے ہمچشموں سے ہم رہ گئے کس وادی میں
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہیں

بھاگ نکلے ہیں فرشتے بھی دبے پاؤں رند
یاعلی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہیں

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ ورنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اٹھا کہا اے رستم حقیقت میں تم اپنے وقت کے رستم ہو میں تم سے نہیں لڑسکتا میں تو صاحبقران کا ہمسر ہوں رستم نے کہا اسطرح میں آپ کا پیچھا چھوڑتا ہوں کہ کبھی قبلہ کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ تو میں کبھی نکرونگا اس مجسمہ کا تو خدا سے خواہاں ہوں جہاں صاحبقران ملیں گے اُن سے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر قرار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اس امتحان کو بجا لاؤنگا ورنہ بناچاری مقابلہ کرونگا اور رستم یہ ملحوظ رہے کہ ہمارے صاحبقرانی بھی کوئی دن کے ہیں سنئے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دیں تو باپ نے مجھے حرمت سے اگر منع کریں اور مجھ سے یہ فرما دیں کہ تو لائق انہا سے صاحبقرانی نہیں ہے پھر میں اُس سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر میرے اُسکے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ اے نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خورد و کلان آگاہ ہوئے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہے اے رستم میرے تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہے کہ سفید پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی ہے مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا اے عیار دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہے اسم اعظم پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دب گئے تھے وہ اٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز سنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سمند حشیمی ہے وہ بھی چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار نے پکڑا چاہا تو بیدھڑا اُس پھر رہا تھا نقابدار نے اسم اعظم پڑھ کے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکا بناون مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے کہ سہاک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپ کے لشکر مین ہے آفتاب و شہرت و جلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکہ ہاے ابر جمع ہین وہ لکہ ہاے ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو زور

ہوتا ہو پرون کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہو یہی معرکہ کنارے پر سے سماک نے بھی دیکھا سماک آگے بڑھ گیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ ای ملکۂ عالم مجھے خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اُسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ عیار ہے جھانک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ کہکر پکار رہا ہو دیلمان نے پکار کر آواز دی ای ساحر کیا ہو کسنے تجھے بھیجا ہو سماک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر نے بھیجا ہو نامہ لیکر آیا ہون دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بداقبال نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر جھمکاتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر چڑھ آ۔ سماک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤن مین لپٹ گئی دیلمان جادو نے سماک کو اوپر کھینچ لیا جب سماک بالاے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُتر گیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار اب مین ان دونون لشکرون کو مثل خس و خاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہون اتنا بھی نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہو یا عورت سحر کر رہی ہو مگر کیا کہیے ہین تم لوگون سے کہ فوراً آ دوڑ پڑے ملکہ ملکہ پکارنے لگے مین آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہین جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر کھینچا چھاتی پر سماک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہو خنجر گلے پر رکھون درخت جو برابر پشت کوہ کے تھے اُنمین ایک درخت کلان بہت بلند تھا اُسکے بڑے بڑے پتون مین کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز ضعیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی درد سے بیہوش رو رو کر کچھ کہہ رہا ہو دیلمان جادو چھاتی پر سماک کی سوار طرف شجر کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بہاری کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی ہوئی آتی ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہو مگر پکارتی ہوئی کہ ای دیلمان ذرا ٹھہر جا مین آتی ہون یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھین دیلمان پر جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی کہ دیلمان ہم تو تمھارے مشتاق ہوکر آئے ہین اور تم عیار کے قتل مین مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کرتے ہین فرماتے ہین میرا بندہ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی مین سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا اے زہرہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس دلیلان کے جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین نے تمھارے دل کو روشن کردیا خانہ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماک کو تمنے گرفتار کیا بلا کا عیار ہی بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑون کو دھوکا دیا اسطرح جو سنکر اس نازنین نے کہا دلیلان نے سماک کو چھوڑا سحر کردیا کہ اٹھ شد سے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہو کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا نظم

از مصنف

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھوٹ کے نگہ الجھی رخ جانان سے
لیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندوستان سے

روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال
بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے

مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے

حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
سر کٹے پر نہ ہٹے پاؤن مرا میدان سے

پاک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے

صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی
داغ ہوتا ہی مجھے لالہ نافرمان سے

آخرکار جہان سے ہوا آگاہی ❁
صاحب خانہ نظر آنے لگین جہان سے

پست فطرت کو نہ ہو رتبہ اعلےٰ حاصل
ایک تختہ خاک کو دیکھا نہ بلند ایوان سے

اس چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے

بیخبر کو ہو خبر شوق کی اے آتش
یار تک نامہ پہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاوٹ کی باتین کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھو مین اور باتون کے قابل نہین ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائینگے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائینگے اسطرح کی باتین اس نازنین نے کین کہ دلیلان جادوگر نے سحر کا برف کی

وہاں لگی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آئی ہو نازنین نے جواب دیا کیوں صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ شراب و کباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا میں سات دن کا وعدہ کر کے آیا تھا چند گلابیاں ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہوں لیکن یہ دو باقی ہیں نازنین نے دونوں میں سے ایک گلابی اُٹھائی اُسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو دکھلانے لگی آخر کار جام شراب لبوں سے لگا کر کہا ایک سانس میں پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا یکبارگی اُٹھا کہ قلب میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیوں صاحب یہ کیا ماجرا ہے دل گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے پہاڑ اُڑا جاتا ہے نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمیں گود میں آ کر اُٹھا لیجا دیکھو خداوند بھی آئے ہیں بے طرح ہاتھ پیر رگڑتا دیلمان اپنے مقام سے اُٹھا چٹکیاں بجاتا ہوا چلا جاتا ہے گود میں اُٹھا لاؤں پتھر کی ٹھوکر لگی منہ کے بھل گرا نازنین کا پائینچہ لگا ریں تھا پائینچہ چلا دی بنگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سماک پلیداتی پیچھے چلا یہاں نقابدار نے دیکھا برف سب پانی ہو کر بہ گئی رستم اپنے لشکر میں تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے اُنپر لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے دیکھا ایک دھماکا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سماک آ کر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سماک جو لشکر نقابدار میں آیا دیکھا لشکر نقابدار تیار ہو رہا ہے گھوڑے کسے جاتے ہیں سماک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا میں نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہونچے دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے نقابدار بہادر وعدے کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا اے رستم آپ سے میں مقابلہ نہیں

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک میں زندہ ہونگا
یا بہانے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور میں بانے اسکے لونگا رستم نے کہا اری نقابدار ٹھہرو
ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہوجائے نقابدار نے بفصاحت جواب دیا کہ معاف فرمائیے
ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہکے نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ زرد دیو صحرا سے ہمراہیں
لیے ہوئے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھینچا نقارے پر چوب پڑی اسی وقت
شوکت و شان سے نقابدار روانہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت و شان نقابدار دیکھکر ایک
حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہے عیار بھی عرض کرتا ہے کہ حضور اصل یہ ہے کہ جو شوکت و لیاقت
نقابدار نے پیدا کی ہے آجتک کسی جاہل کی یہ شوکت نہیں دیکھی رستم ناچار ہوکے پلٹے داخل
بارگاہ ہوئے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہیں کہ حضور لشکر کو باغ نسترن
پہونچائیں یہ حصر کرنا باعث خرابی ہے بیچ میں سرداران لشکر لیں میں افتتاح و اختتام جو
ساحران کامل و اکمل ہیں بڑے بڑے فکر کر رہے ہیں یہ ساحر انہیں کا فرستادہ تھا کہ لشکر کو
کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اسکے مکر سے نجات پائی ایسے غضب کا
سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
شہرت نے کہا میں نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہ ہوئی
عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہیں ادھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا
کیوں صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ ملیان نے کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
کہ دونوں لشکر معرض زوال میں ہیں وہ جاکر اسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور
نقابدار بچیں گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ ملیان کا لاشہ اڑتا ہوا آیا سامنے
افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو
عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ ملیان کو دوا سنگھا دیا آخر مار لیا افتتاح
نے جھلا کر چند نامے سرداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ
نسترن کے جاتے ہیں اگر باغ نسترن میں پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہوگا جسطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہے اپنے قصر مین بیٹھا ہے کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ کو وہین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق کے چمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ نفر ساحر جوانان زبردست مرکبون کو تیار کرکے سامنے آئے صمصام تیز ہوکر اٹھا محل مین آیا دختر اسکی مہوش شیرین کلام باپ کو دیکھکر براے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیون باوا جان آج آپ نے ہتھیار کیون لگائے ہین در دولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا اے نور نظر اصل کیفیت یہ ہے کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کرکے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہے کئی مقام فتح کیے اسطرف باغ نسترن کے جاتا ہے کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح و اختتام ہمارے افسر ہین انھون نے نامہ لکھا ہے مین براے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہون مہوش رونے لگی کہا اے والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سنے ہین بڑے بڑے ساحر اسکے ساتھ ہین اور ایک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو پایا آپ بے سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا اے نور نظر مجھے تحفہ جات کا کیا خوف ہے مین خود اسکے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوانون کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہین گے پہلوان بآسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اتار لیگا ہمارا کیا کر سکین گے مہوش خاموش ہورہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا قمقام بلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا آپ سوار ہوکر چلا مہوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے سے دل کو تشویش رہتی ہے بہت جی گھبراتا ہے اگر آپ حکم دین تو مین براے سیر و شکار کے جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید میرے آنے تک دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش نہ فرمائیے گا مین بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہا اے نور نظر باپ تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مہوش نے کنیزون سے اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ سو

کنیزیں مسلح ہوکر سامنے آئیں مینوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر بارادۂ شکار کے چلی صحرا میں شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرندو پرند سے خالی کر دیے کبھی ادھر اُسی صحرا میں گذریں سب نے عرض کی اب واپس ہوجیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزیں سب کے ہاتھوں میں نیزے پھریرے اڑاتے ہوئے اس شوکت سے مینوش آتی ہے کہ جس صحرا میں گذر ہوا ہنگامہ پڑ گیا قضا سے کار بادشاہ جمجاہ کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسنے شاہ کو لا کر باغ نگاریں میں رکھا ہے بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہیں ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ سقناطیس نے نگہبانوں سے کہا شمس کاہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانوں نے جا کر شمس سے اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہے آکے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ شمس تمنے ہمکو ایسے مکان میں رکھا ہے کہ سوا اس مکان کے کوئی شے دکھائی نہیں دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر میں دریچہ ہے جسکے باہر صحرا ہے اسکو کھول کر اسمیں بیٹھا کریں صحرا کی کیفیت دیکھا کریں اس حیلے سے دل کو بہلائیں یہ سنکر شمس نے کہا غلام جانتا ہے کہ حضور صاحب اقبال ہیں لشکر اسلام کے تاجدار ہیں آپ کا ایک مقام پر رہنا ناممکن ہے مگر غلام اس فکر میں ہے کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئیگا تب آپ کو لشکر میں داخل کروں اس میں سے کبھی کوئی مراد حاصل ہوگی میں بدل وجان مطیع سرکار ہوں بسم اللہ دریچہ کھلوا لیجیے لیکن یہ عرض ہے کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملوں مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے وہ دریچہ کھلوا بادشاہ کے لیے مسند لگادی سقناطیس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہیں تشریف لیجائیں سقناطیس نے کہا میں آٹھ پہر خدمت میں رہتی ہوں نوبہار نے عرض کی کہ اے شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہے کہ یہاں کوئی آئے شمس نے کہا کہ تمہارے ہزارہا ساحر تلاش میں ہیں آپ لوگوں کی بھلا ہے ایسا نہ ہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے کسی کی یہ مجال نہیں کہ تمہاری نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو قید نہ کیا ہے آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آسکیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر نہ جائیگا

شمس مغربی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اس دریچے مین بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی پھر ہرے اڑتے ہوے گرد سے نمایان ہوے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے ہین جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی کمیت بےلگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردہ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہجبین بقول شاعر نظم

وہ کٹھا تھا وہ نور کا سراپا
ہر چاہت تھی موجہ لطافت
دنیا الگ اسمین سر بسر کا تھا

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح عشرت
نشے مین شراب کے بھری تھین
بجلی کے قریب کب تھے ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سینہ پر نار پستان کا ابھار جنت الماوی کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے ہموار زلف دوتا یا ہلال فلک خم کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار ہو دہنے پہلو کا چڑھا ہوا تیغ کمر مین سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے ملیوش شیرین کلام دختر صمصام جو براے شکار نکلی اسطرف گذر ہوا ملیوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوشخو جمال بیمثال دیکھکے پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گرکر بیہوش ہوے سقلاطیس و نوبہار نے بڑھکر سر اپنے زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا ادہر کنیزون نے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکن

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جا کر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بہ شکل آنکھ کھولی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر تھین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہے اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہے آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہے ملکہ نے گھبرا کے جواب دیا صاحب تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہے کہ نظم

آستانِ یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہے دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے

مثلِ آئینہ مصاحب ہوجیے اُس حور کے
شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے

پاؤن پھیلا کر شبِ وصلِ صنم مین سوئیے
پالش سر دست خوبان کی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہین لوگ
قید ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے

زنگِ دل مٹتا نہین ہر دم کدورت ہے زیادہ
تاکجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ مہندی ملکے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
لاکھ خط نکلے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہے زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بنکے وان دریوزہ گر دیوار کے
اُس شہِ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیرِ گردون رنگ قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہو کر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان مادیان نے بدلگامی کی تھی اور مین بیہوش ہو گئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہو جاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہے ماہ کس آسمان کا ہے اگر قریب ہو گئی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است * وگر ماہی ترا منزل کدام است * اس مضمون مین شاگرد گرامی و نازک بیان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

تھم ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں
گل لالہ میں مسکن ہے مکان میں رہتے ہیں
خیال ہے جنکا عاشقوں کے دلمیں بستے ہیں
پیالی دل میں ہمیشہ نور کی محفل میں رہتے ہیں
عدم سے شوق میں آئے چلے دنیا سے سفر کرنے
نہ آئیں عالم میں ہمسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے
ہمارے گھر پر آکر بیٹھے وہ مجنون سے کہتے ہیں
قمر جنکا متخلص ہے اسی منزل میں رہتے ہیں

تم لوگون نے جلدی کی مجھکو لے آئیں میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہانتک جاکے نام تو دریافت کر آئے یہ تو میں جانتی ہون کہ وہ باغ نگار میں شمس فلک ہفت پیکر کا ہے مگر یہ کون شخص ہے کہ جو اسکے میں بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو اونکے پاس جا کے نام و حال دریافت کر کے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہے مردانہ کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہان بادشاہ تجباد جب ہوشیار ہوئے تو گھبرا کر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقبل طلسمی وسنگبار و نوبہار عرض کرنے لگیں کہ اے شہریار آپ کس واسطے طرف صحرا کے دیکھتے ہیں چہرہ پر اداسی معلوم ہوتی ہے لونڈیوں کو آگاہ فرمایئے جو تردد ہو اسمیں کوشش کریں شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سجاد نے سر جھکا لیا کہا اے مقبل طلسمی میں کیا بیان کرون تم لوگون کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا چاہتا ہون کہ ضبط کرون نہیں ہو سکتا مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر خاموش رہون کیا کہوں کے دل کو سمجھاؤن کیونکر اُسکا پتہ کو پاؤن دل کی عجب کیفیت ہے نئی صورت ہے

نظم

پست ہے یار مجھکو مستی ہے
شہر ویران اُجاڑ بستی ہے
ہے جہان پر مرا قدم بھاری
ہر قدم پر زمین دھنستی ہے
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہوں
حور جسکا پلنگ کستی ہے
ہے حقیقت مجاز سے مطلوب
بت پرستی خدا پرستی ہے
اسکے کشتہ ہیں زندہ جاوید
بستی اُنکی عدم میں بستی ہے
ایک بت نے دیا ہمکو جواب
سبزہ زاروں کی جستہ جستی ہے
خاکساروں کی ہے یہی معراج
سربلندی ہماری پستی ہے

کئی دن سے ہو گئے ہیں صیاد عندلیب آج کل میں پھنستی ہے
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے
منزل عشق کی ہے رہ ہموار نہ بلندی ہے یاں نہ پستی ہے
زلف اسکی سیاہ ناگن ہے مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہے
ایسے جینے پہ رکھ خاک پڑے موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

یہ خیال کرکے مٹی میں دیکھا یہ دریچہ کھولنا ہے کس واسطے سیکھا آپ عاشق ہوئے تھے خیال رہے کیا ہوگا سامنے سے گرد اٹھی ایک باد پیکر شتاب قمر بادبان بجری پروا سیر شمشیر لگائے ہوئے بقول شاعر فرد — آگئے پہلون کے بھل پہ چلانا کشتہ ہوں اس ادا کا سیا سجا یا کھینچا یا عجب تو دیکھو غضب خدا کا + یہ بیں نے دیکھا کہ حال اسکا بھی ابتر ہوا ہے ادھر غش کھا کے گرا ادھر کنیزوں نے اسکو سنبھالا ایک نکل گئیں پہوں سے نے جانا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دی کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کسی کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا ادہر یار کہ عاشق صادق ہو اسنے عرض کی حضور سلطان ... پتہ لگاتی ہوں اور ابھی جاتی ہوں اگر ملا ہے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاتی ہوں یہ کہکے نو بہار چلی مگر فیروزہ پری گھر دربار شاہ سے جدا ہو کر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہے میں اپنے آقا کو خود تلاش کروں یہ سوچ لشکر سے نکلا ایک صحرا میں جاتا ہے دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی ہوئی ہے جب ہاتھ کے اسنے اچھالی ہے کہ پتھر خشک بار ور ہوتے ہیں صحرا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہے فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو کبھی ہنگام جنون میں سیر کر دیکھا سر شوریدہ کو پائے غزالان پہ بھی دھر دیکھا
تری پستان آنکھوں کی دگر دل کا اثر دیکھا سے گر ایک سے سو طرح جانا نہ جگر دیکھا
سواد گیسوئے شبگون میں ظلمت شام کی پائی بیاض گردن محبوب میں نور سحر دیکھا
محبت میں مزا ملتا ہے ایذائیں اٹھانے سے اسی کو جیتے جا او جس نے بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا میں — جسے دیکھا اسے آلودۂ گرد سفر دیکھا
دل سوزاں کی حالت سینۂ سوزاں میں پائی ہی — کسی مجمر میں ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا
خریدار محبت آ گئے بازار عالم میں — وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمیں درد سر دیکھا
نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیروں سے — کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا
ہوئی ہیں کیا سمجھ کر پردۂ فانوس سے باہر — مگر شمعوں نے پروانوں کو بھی بے بال و پر دیکھا
جگر خوں ہو گیا ہر گو کہ اپنے خشک رہنے سے — خموشی میں بھی مظلوموں کی نالے کا اثر دیکھا
مستغرق تصور میں ہوئیں اُس زلف و ابرو کی — پھریں اپنی نگاہیں جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا
فراق یار میں جب عشق نے مجھکو جلایا ہی — جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا
بدخشاں میں چھانا لگا کے غوطے دریا میں — نہ لب سا لعل ہی آتش نہ دنداں سا گہر دیکھا

گھنٹے کی آواز جو اس ساحرہ نے سنی پکار کر آواز دی ای گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھٹ اسکے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم اُسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہوں فیروزہ سمجھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیوں صاحب تم کون ہو اس جنگل میں جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا میں راز دار خداوند ہفت پیکر ہوں ابھی صحرا سے بے خس و خاشاک میں سنتی تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ کیونکہ بی گلرنگ میں بحکم خداوند تمھارے پاس ہوں پہنچی لیکن شراب بھی ممکن ہو ایک جام ہم پئیں اور ایک تمکو پلائیں گلرنگ نے کہا میں ابھی شراب لاتی ہوں یہ کہکر اُٹھی وہ گلابیاں شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام میں کہائی سے بیہوشی ملادی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے جام لیا یوں مکر سمجھ رہی ہی ایک ناخن کا ذرہ جو شراب میں پڑگیا شراب شعلہ بنکے اڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی اری تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دلمیں کہا تیرا انتظام مٹا خنجر کھینچکر نعرہ کیا ہم فیروزہ ہیں اُٹھکر ساحرہ سے لڑا اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کرکے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہاں جاتا ہی بے سبب میرے قتل کو آیا اب تو کب بچکے جاتے ہی دیکھتی ہوں فیروزہ قریب سو

قدم کے نکل گیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحرخیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ تیغ کھینچکر چلی اسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے پکار رہا تھا ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو ہی دستگیر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعا مے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا	درین عاجزی چون بخوانم ترا

رباعی - شاہا زکرم بمن درویش نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشایش تو + برمن منگر بکرم خویش نگر + گلرنگ تیغ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر لائی تھی کہ پہونچکر اسکو قتل کرون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ مین نکلی تھی آسمان سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا اڑی اور اسنے تیغ مارا تیغ مثل برق کے چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہت ہی باطن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کان سے نکالکر پھینک ماری ایک برق چند مرتبہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہوا کہ فیروزہ کو ساتھ لیکر چلی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اسی اندھیرے مین فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ لیکر اڑتا ہوا جاتا ہی نوبہار بہ اطمینان زمین پر آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہتی ہوئی دیکھا ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کو لپک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑی فیروزہ کا تڑپنا پھڑکنا کھینچنا کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ غریب مسافر فقیر بے سبب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجاتی نوبہار کچھ جواب نہین دیتی اڑے چلی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین باغ نگارین مین لاکر اتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مقتضا طلسم و مشکل کہ کہہ رہی ہین کہ ہم ابھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا جوش محبت گردن پر اسنے لگا عرض کیا ای شہریار حضور کیون اسقدر

بیقرار ہیں بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکی پرورش پائی تھی گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے یار وفادار کہاں تھے ہمکو تو اطلاع زندگی سے بچاکر شمس فلک ہفت پیکر کا ہیں نے اس باغ میں رکھا ہے یہ تینوں رفیق بھی ساتھ ہیں فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا اے فیروزہ عجب سحر گذرا ہے اسطرح ایک نازنین کا اسطرف سے گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہوئی اے فیروزہ کس زبان سے بیان کروں نظم

سر یہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنبد اٹھایا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جسپر تکلیف نگہ ہو مردم بیمار کو

حسن کے پردے سے عالم جلوہ گر پایا ہو بہو
دم چھلک جاتا ہے ہر بار نہ دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہوا ابر سیاہ
برق دیکھی ہو تو جسنے دیکھے اس رخسار کو

مطلع ہو کچھ تو حال زار سے دو بے وفا
زعفران سے لگ کے کھیتا ہوں میں سے یار کو

روئے روشن سے مشابہ ہو تو تابت آفتاب
دھوپ میں جھلا لگا تھا تشنہ دیدار کو

مہری آہوں کے دھوئیں سے گھر بنایا خانہ باغ
نرگس شہلا کیا ہے روزن دیوار کو

رات بھر آنکھوں کو اس امید پر رکھتا کھلا
خواب میں شاید کہ دیکھوں طالع بیدار کو

پھول پاوے عالم تمثال کا طاؤس مست
لغزش میں اگر دیکھے تری رفتار کو

صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو کبھی اے دل باغ باغ
کبھو لیتے کھلتے نہ دیکھا ہے غریب آزار کو

لگ کے خط حسرت میں قاصد کی لہو پایا ہے
کر دیا چشم لہو تر روزن دیوار کو +

بوٹیاں اپنے کف پا کی جو صحرا میں آئیں
رنجہ سیخ کباب آتش ہوا ہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائیں غلام آپکا دیا پتہ لگاتا ہے اگر تنہا ہے تو حضور کو لیکر چلتا ہوں یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہے ادھر ملکہ ہوست بیقرار ہیں اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہیں دمبدم فرماتی ہیں کہ سمن رخ پلٹ کر نہ آتی یہ باغ سے آتی تھی اور فیروزہ صورت بدلے ہوئے ایک جوگن کی شکل بنا ہوا ہے راہ میں دوچار ہوئے سمن رخ نے پوچھا اے نازنین تو کون ہے جو اس صحرا میں یوں پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کروں کس حال میں ہوں ایک

گوہر بے بہا کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ نے پوچھا یہ مطلب میں نہیں سمجھی فیروزہ نے کہا ہمارے آقا سے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین میں بعد شمس فلک ہفت پیکر مقیم ہیں وقت کہ شمس فلک کو اختفا ہو دریچے میں برائے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی ایک نازنین بادپان سحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ کنیزیں پشت پر نمایاں ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہیں میں اسی محبوب کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ یہ حال سنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمہیں بادشاہ سے کیا تعلق ہے فیروزہ نے کہا اے مہ جبین اصل یہ ہے کہ میں عیار ہوں بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہے سمن رخ نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہاں سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ کے چلا مگر سمن رخ نام و نشان سنتی چلی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ کے چند نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنا باغ میں آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے پہونچی جھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے بادشاہ اٹھ کر ہوئے ایک کنارے میں لیکر سمن رخ کو داستے ہی قدموں پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہریار میں ملیدوش شیرین کلام کی کنیز ہوں جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہاں سے گئی ہیں اسی دن سے آب و دانہ ترک ہے آپ کی یاد میں بیقرار ہیں اگر حضور ساتھ چلیں تو میں آپ کو لیچلوں بادشاہ یہ مژدہ سنکر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا اے سمن رخ میں تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب سنوں اور میں رک جاؤں مگر میرے رفیق جو یہ تینوں ساتھ ہیں یہ مجھکو نہ جانے دینگے میں چاہتا ہوں کہ انسے چھپکر جاؤں سمن رخ نے عرض کی میں جاکر صحرا میں ٹھہرتی ہوں آپ کسی طور وہانتک آ جائیے بادشاہ نے سمن رخ سے وعدہ کیا سمن رخ تو جاکر صحرا میں ٹھہری صبح کو بادشاہ جو اٹھے سقفا طلیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہے تینوں جادوگرنیاں بادشاہ کے قریب بیٹھیں بادشاہ نے فرمایا اے سقفا طلیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو میں سوار ہو کر شکار کو جاتے سقفا طلیس نے عرض کی اے شہریار آپ جسکے مہمان ہیں اسنے منع کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپکو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہے کہ میں کسی سے سحر میں کم نہیں ہوں مگر وہ میں نے جو کہا ہے اسمیں فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا میں باغ میں مرکب کو پھراؤنگا باہر جاؤنگا مقناطیس نے کہا میں شمس کو بلواتی ہوں اُس سے مرکب کی فرمایش کروں یہ کہکے ان تینوں نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطیس نے کہا ای شمس بادشاہ یہاں گھبراتے ہیں ایک مرکب بادشاہ کے واسطے بھیجو وہ اسی باغ میں پھرینگے شمس نے کہا ای مقناطیس وقت انقلاب قریب آگیا جو میں سوچتا تھا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ آپکے خلاف ہوگا ای مقناطیس میں نے یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو میں بادشاہ کو اُنسے ملا دوں اور بااعلان ساتھ ہو جاؤں اب بادشاہ پہ کوئی آفت و پڑیگی جہانتک ہوسکے ای مقناطیس وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر جانے دینا میرا نجوم خبر دیتا ہی کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے باعث خرابی ہی مقناطیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی باہر وہ کیوں تشریف لیجاینگے شمس نے کہا اگر میں مرکب آج بھیجونگا حفاظت کرنا مقناطیس وغیرہ نے عرض کی ظاہر تو یہی ہی کہ اسی باغ میں سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے اپنے گھر جاکر ملازمون کو بھیجا ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار خدمت میں بادشاہ کی لاے شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا ای شہریار یہ مرکب تو حاضر ہی مگر غلام کی خدمتگذاری خیال میں رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی جگہ لیجائے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا ای شمس میں تمہارے حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا جب جاچکے شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوکے باغ میں مرکب ٹہلانے لگے قریب دیوار باغ کے آکر ایڑھ کی مرکب طرارہ بھرکے دیوار کے پار گیا صحرا میں بادشاہ نے شمس رخ کو تلاش کیا دیکھا شمس رخ سامنے نہیں ایک شخص پیچھے کھڑی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی لگام پر ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی اور یہاں فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ فلک پیما پہنچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا ملکہ حیران و پریشان وسط باغ میں ایک چبوترہ تھا اسپر بیٹھی ہیں کنیزیں بہلا رہی ہیں فیروزہ ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا ای لالہ رخسار شمس رخ کو کوئی دن کا عرصہ گذر گیا کہ گئی ہی اسوقت تک پتہ اُسکا نہیں آیا معلوم ہوتا ہے اُسکے نشان نہیں

پایا حجاب سے لپٹ کر شاہ آئی فیروزہ نے کان میں منھ لگا کر کہا اے ملکۂ عالم میں اس شہریار کا عیار ہوں بشکل بیان تک ہو پہنچا حضور نہ گھبرائیں میں بادشاہ کو لاتا ہوں ملکہ نے گھبرا کر کہا بیٹا اگر مناسب ہو تو میں خود چلوں فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہے وہ مرد ہیں ان کا آنا آسان ہے آپ سے لیکے جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہوں ملکہ نے گلے سے موتیوں کا مالا اتار کے گلے میں فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ خوبی سمجھا کر کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے بیان جو حال بشاہ کا سنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزوں نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہاں گئی ملکہ نے کہا ذرا بادبان بجری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہو رہی ہے اشکباری ہو دیکھوں اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر میں حال ابتر ہوگا کوئی شئی اچھی نہیں معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہے اصل میں دل کی یہ کیفیت ہو

نظم

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہیں ہوں کہ دکھاؤں سے میں ٹلجاؤنگا
آج جاتا ہے تو فصد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر
منھ چھپا کر میں اندھیرے میں نکل جاؤنگا
کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
آفت معشوق نہیں ہوں جو میں ٹلجاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
کچھ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ بہل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو
تیری حسرت ہی میں تا حشر مچل جاؤنگا
بار ذرات زیست کے گذرینگے نا ساعت میں
حال دل پر کف افسوس ہی مل جاؤنگا
شعلہ رویوں کو دکھاؤ تجھے داغ تو کھو
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
حال تیری کے معلوم جدائی میں تھا
کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں ڈھل جاؤنگا
دل کی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
دیکھکر لالوں کی صورت کو مچل جاؤنگا
شعر شعلے ہیں مری فکر سے آج اے آتش
مر کے کل گور کے سانچے میں ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزوں کو سمجھایا کہا میں بادبان پہ سوار ہونگی کنیزیں سمجھیں اب باغ میں پھیرتی لیجائینگی ملکہ نے جو اس بادبان کو زیر رات پایا اڑائی ہوائی قریب دریا باغ آئینہ گلشن کے پہنچے

نکالا نادیان کو ایڑی کی باغ سے نکلیں صحرا کی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ رستہ دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھرکے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی رستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اسکے دامنے میں آکر ٹھہریں دیکھ رہی ہیں کہ ادہر بیہوش رستہ اصلی مجھ سے چھوٹا نادیان نے ذرا رستہ بھلایا اگر اٹھا اٹھا کے چار جانب دیکھ رہی ہیں کہ ادہر بیہوش کس طرف جاؤں کیونکر اپنے کو قریب باغ لگا رہیں پہنچاؤں اب سوچ ہی میں کھڑی تھیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار پشت پر دو تین سو سپاہی قراول ہمراہ ہاتھوں میں باز بحری جرہ لیے چلے آتے ہیں بسبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھیں اس بادشاہ کی جو نگاہ پڑگئی آفتاب زیر کوہ پایا دامن کوہ روشن ہو رہا ہے بیخود ہوگیا پکار اٹھا اے جان جہان وے آرام دل مشتاقان اپنا جمال بے مثال دیکھا کے روح تڑپا دی چاہتا ہوں آکر قدموں کو بوسہ دوں ہرچند اپنے کو روکتا ہوں مگر ضبط نہیں ہو سکتا عجب کیفیت ہے دل کی یہ صورت ہے — نظم

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر
نقاب اٹھے جو رخسار آتشیں رنگ سے [illegible]
پھریں پروانے اسکے تو چلیں شمعوں کی گردن پر
دل نازک کو اپنے خلش مژگان سے کیا واقف
چھری پڑتے نہیں دیکھی کبھی شیشہ کی گردن پر
ادب آموز ہو ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہیں ممکن کہ گرد اڑکر پہنچے رہرو کے دامن تک
نہایت سہل ہے شیدا کا دل جسنے جلا پایا
جو بس ہووے تو رکھ دوں آگ میں گلچیں کے دامن پر
نہ سمجھا پر نہ سمجھا ہم سے خط شوق کا لکھنا
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کو [illegible]
ہری زلفیں سیہ الکیں سفیدا کی یا ابر کی
یہ وہ شب ہے کہ چمکیگی جو طرف رو بروشن پر
حرارت طور کے شعلے کی ہر اک داغ دکھاتا ہے
یقیں ہے خاک ہو بجلی گرے گی اپنے خرمن پر
فنا ہوکر کبھی چھوٹے گی نہ خو لیلا روبازی کی
ہماری خاک کے ذرے کرینگے قہقہہ روزن پر
جو کامل ہیں نہیں اندیشۂ آتش انکو [illegible]
وہاں زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر

ملکہ نے پکار کر جواب دیا کہ اے شخص خبردار ایسے خیالات سے اس جانب مت کرنا یہ تاجدار بادشاہ قلعہ شیلم نگ خراج گزار ہفت پیکر براے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھ کر مائل ہوا

تحسین کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا او جوان جہان اب میں تمکو زندہ نہ چھوڑونگا پکڑ کر لیجاؤنگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والوں سے اشارہ کیا چہار جانب سے گھیر لو گرفتار کر کے نیلم حصار میں لیجاؤ قانون عمل قرار دونگا وہ مرتبہ کروں کہ سب عملات کو رشک ہو بہلے قراول بلوہ کر کے بڑھے نیلم تاجدار جھاڑ پونچھ کر اٹھا حکم ملوسے کا دے رہا تھا بہلے قراول جو چلے ملکہ نے چشمہ تاک کر تیر مارا وہ مثل شعلہ سہم کے داخل جسم ہوا اچھلا پار ہو بیٹھا گر گر کر دم ٹوٹا سکا بعض گوشوں میں چھپتے ہیں بعض مثل تیر کے بھاگتے ہیں ملکہ نے تیروں کی بوچھار کردی دس بیس جوان گرے نیلم نے ادھر جب منگایا یہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مر گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والوں کو لیکے چلا قضا سے کار صمصام پا انجام کو جو لشکر کشی کر کے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اسکا اس طرف گذر ہوا ہرکاروں نے بڑھکر خبر دی کہ آپکی صاحبزادی نہیں معلوم کس ضرورت میں اس جنگل میں آئی ہیں نیلم تاجدار سے جھگڑا ہے وہ صاحب عصمت و عفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غضب میں گھوڑا جھکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او نیلم کیوں قضا آئی ہے میرے مقابلے میں آ سواروں سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والوں کو مار لو سواران جنگی گھوڑوں کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی دیر میں بہلے قراولوں کو مار لیا اب نیلم مقابلے میں صمصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ پہلوان زبردست ہے اس سرحد میں کوئی اس سے مقابلہ نہیں کرسکتا تحسین کرنے لگا کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو یہ فرزندی قبول کرو مگر صمصام نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کرسکا پیام شادی دیتا ہے میں ایسے دلیر کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا میں پہلوان ہوں مثل میرے ہو اسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونوں مصروف جنگ ہوئے ملکہ نے گھوڑی کو جھکا کر درہ کوہ میں ڈال دیا دوسری طرف سے بڑھ کر نکل گئی یہاں صمصام نے گھوڑی

غرض میں ظالم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بچی کو اس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ دستے شکار سے آئی تھی یہاں آکر گھبرا گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی یہ سرمنزل روانہ ہوا ملکہ راہ میں بھٹکتی ہوئی جاتی ہے ایک نخل کے سائے میں جا کر ٹھہری حیران پریشان ہو کہ اسکے بیہوش رستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگاریں کیونکر پہونچونگی عیار نے جا کر اس شہریار کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہے کہ چل نکلے ہوں اس خیال میں کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ جم جاہ گھوڑے پر سوار سمن رخ رکاب پر باعذر کے ہمراہ بادشاہ کے آتی ہے ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سمن رخ یہ تو کسکے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے سمن رخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا اے شہریار دیکھئے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق میں نکل آئیں بادشاہ ملکہ کو دیکھ کے گھوڑے سے اتر پڑے ادھر ملکہ یہاں سے اتر پڑی دونوں فراق دیدہ آپس میں ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگاریں کے چلو شمس نے مجھکو منع کیا ہے کہ صحرا میں نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تکے دیکھ لے تصویر میں ہم سارے سب کے پاس موجود ہیں ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہاں آرام پائیے گا اسپر آپس میں تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہیں میرے باغ میں چلو بادشاہ فرماتے ہیں باغ نگاریں میں چلنا بہتر ہے آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھے صرف سمن رخ خدمت میں ہے کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی فیروزہ پری عمرو آتا ہے فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا اے شہریار یہ چچا آپکا میرے باغ میں پہونچا تھا اسی کے کہنے سے میں نکل آئی اس مقام پر پہونچنا میسر ہوا راہ میں مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی ظالم کو مار ڈالا اگر میرا پدر آ نہ پہونچتا گلے میں دم کو ٹکیں ہوکر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ اسطرف سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ یہ سرمنزل ہوگا اس طرف کہاں آئیگا اگر آئے گا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا اے شہریار صمصام تیغ نہ آفاق ہے فنون سپاہ گری میں طاق ہے اسپر بھی قابض ہونا دشوار ہے اس حوالی میں کوئی اسکا نظیر نہیں نظر کرو ہفت پیکر کہلاتا ہے اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا اے ملکہ یہ جب کہ اس

والی ہیں پہلوان بے نظیر مشہور ہیں مگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ای فیروزہ بن شہرو کہیں سے شراب تلاش کرو کہ صحرا میں مدت سے شراب کا چرچہ نہیں ہوا فیروزہ بہ حکم کھکے روانہ ہوا اور یہاں بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے میں مصروف ہوئے یہاں کباب تیار ہیں فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہیں شراب کا نشان نہ پایا پلٹ کر عرض کی ای شہریار یہ وہ صحرا ہے کہ جہاں بستی کا نام نہیں بکتی قریب بستی کے ہوتی ہے یہاں کوئی بستی قریب نہیں سب طرف جنگل اُجاڑ چہار جانب پہاڑ ہے ذکر تھا کہ پہاڑ سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھریاں چہرے پہ پڑی ہوئیں لباس بہاری پہنے ہوئے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس سے خوش ہیں وہ گاتا ہوا پہاڑ سے اُترا سامنے بادشاہ اسلام کے ایک شغل کے سامنے ہیں آکے بیٹھا پکار کر آواز دی اے مضراب شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلو سے کوہ کے پیدا ہوا مٹکا شراب کا کاندھے پر رکھے ہو چھوکا یہاں شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھا مرد پیر نے گلابی سے شراب سے مخمور کرکے ایک جام شراب آپ پیتا ہے ایک طفل امرد کو پلاتا ہے طفل امرد نشے کے جوش میں یہ الحان یہ غزل گاتا ہے

نظم

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلہ آب و گل تمام

دیکھا ہے جب سے تجھے عرق آ گیا ہے یار
شرم سے ہو گئے ہیں حسین منفعل تمام

قیدی بھی کشتہ ہیں تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہیں متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہے سینہ شق
اعضا ہمارے ہو گئے ہیں مضمحل تمام

سارے ہی مدعی الفت صادق کے ہو گئے
جھوٹوں سے ہو چکی ہوئی اپنی خجل تمام

کرتے ہیں غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہو گئے ہیں موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وہ مکر کا دن سمجھے وہ پیمان گسل تمام

خلوت میں ساقیا رہے کے جانا تھا چھین
ارباب انجمن ہوئے آخر خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہے کہ وہ پیر کبھی اُسکے پاؤں پڑتا ہے کبھی اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالدیتا ہے

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک پیالہ شراب کا اُسکے پاس ہے کہو ایک گلابی ہمیں دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب کے بدلے ہم دس گنا بہا دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہیں تیرے پاس شراب بہت ہے اگر ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کمی نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس بڈھے کے آیا بڈھے نے یہی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہیں کہ غیروں کو تقسیم کرتے ہیں مگر جو شخص تو میرے پاس آیا ہے تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا او میرے آقا ہیں اُنھوں نے شراب مانگی تم نہیں دیتے میری مجال ہے کہ میں پیوں بڈھے نے کہا اے شخص میں تجھے ایک جام پلاتا ہوں تو کیوں عذر کرتا ہے یہ کہکے جام لبریز کیا لڑکے نے گاکر شعر فیروزہ سے آنکھیں ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا کہ لاؤ مجھے ایک جام شراب پلا دیجئے میں تو خود جام کا مشتاق ہوں اگر بادشاہ کو غصہ ہوگی تو وہ خود آکر مانگیں گے یا طلب کرلیں گے اس طفل نے جام لیا چند اشعار گاکر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود مستی کرنے لگا ہاتھ اُٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا کہ اے پیر روشن ضمیر اے صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤں بڈھے نے کہا بالاے کوہ قاف شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہے یہ سنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے آواز دی او بے حیا کہاں جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیاں طے کرکے بالاے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اُسمیں سما گیا پھر بادشاہ نے سمن رخ سے کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ تو بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے کوہ چلا گیا فرزندان عمر و بے مروت بھی ہوتے ہیں آپ شراب پی کر بالاے کوہ چلا گیا نہیں معلوم وہاں کیا رکھا ہے سمن رخ نے عرض کی جب اُسنے جام کو شراب دی تو مجھے کا ہیکو دیگا نہیں معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رخ جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا پیپا رکھا ہے ایک گلابی شراب کیا کم ہو جائیگا سمن رخ ناچار ہو کر بموجب حکم ملکہ اُس بڈھے کے پاس آئی کہا اے

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہیں تیرے پاس پتلہ بھرا رکھا ہوا ایک گلابی میں کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیں گے اس پتلی کیا حقیقت ہے ہم دن بھر میں دو دو پتلے پیتے ہیں اسمیں سے گلابی دینے میں ہمارے نشے میں کمی ہوگی مگر ای سمن رخ تو ہم تک آئی ہے اگر تیرے مزاج میں آئے تو ایک جام پی لے سمن رخ نے کہا میری مالکہ سامنے بیٹھی ہیں مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رخ سے آنکھ ملائی چند اشعار عشرت آثار جو گائے سمن رخ بھی مٹکنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہے مجھے اپنے لطف سے مطلب ہے لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رخ کو دیا سمن رخ بھی پی گئی پی کر ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رخ تم بھی بالاے کوہ جاؤ سمن رخ یہ سنکر گاتی ہوئی فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رخ بے حیا بے مروت کہاں جاتی ہے ادھر آ اری وہاں جا کر کسی بلا میں پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہیں کس کام کو بھیجا تھا تو نے جا کر کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رخ نے نہ سنا بالاے کوہ چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار میں پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اٹھے فرماتے ہوئے کہ ای ملکہ عالم میں اس ملعون سے شراب چھین کر لاتا ہوں مجھسے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہیں تمام پتلے کی شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہیں کہ ای شہریار آپ کہاں جاتے ہیں مجھکو اس صحراے ہولخیز میں اکیلا چھوڑے جاتے ہیں بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیوں کو طے کرکے طفل ادھر کا ہاتھ تھامے ہوئے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالاے کوہ پہونچا اسی غار میں پھاند پڑا بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیاں تھامتے ہوئے بالاے کوہ چلے ملکہ پیٹ رہی ہیں پکارتی ہیں ای شہریار بالاے کوہ نہ جائیے کنیز کو چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہے اب کیونکر بسر کرونگی اسی جنگل میں سر ٹکرا کر مرونگی

نظم

ظاہر کسی کے دل کا کیا اعتبار کچھ
مشتاق نہیں وہ گل کے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ
زخم اسنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ

پوچھی کسی نے مجھکو جو محشر مین شہادت
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑے لیے ہین میری صحبت سے منھ موڑے لیے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اس غار مین جاکر بلا تکلف پھاند پڑے ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصے کے بعد اسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو نکلا پکار کر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی ملکہ خوش ہوکر دوڑین پکار کر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ کیا کر رہے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ بے سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کرتے ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے یہی راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہی مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اسی غار مین پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین اور سر اٹھاکر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوئے ہین سمن رخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن عمرو کہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہو رہی

تھین کہ چند لوگ دوڑے ہوئے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغہ زندان خانہ آتا ہے دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل ابجد کو ساتھ لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوئے آیا بادشاہ برائے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہے یہان وجہ معاش سبب سے حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہے کیا پیشہ کرکے کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہر چند ملکہ روئین پیٹین مگر کسی نے نہ سنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیئے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھر کر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہے یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا کہ کیون اے عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہے فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے ہوئے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین جاؤ جو جوڑے تیار ہون اُنکو تہ کرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تحفتاً لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ ملکہ کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج بنانے مین دخل ہے مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ مین آیا کہ اُسمین بالکل سناٹا ہے ایک الماری رکھی ہے اُسمین قفل لگا ہے بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ کے رکھدیا بادشاہ مجبور و ناچار اسکے بنانے مین مصروف ہوے مگر رو یا کرتے ہین کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان لاتے ہین وہین ملکہ و فیروزہ و سمن رُخ بھی کام بنا کر آتے ہین اسقدر تھکے مارے ہوتے ہین کہ آپس مین کلام کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے سامنے ہر ایک کے رکھدیا سب نے اسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پہ سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرقوت جادو ہے سب کو اُس مقام پر قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اسکی مکارہ جادو دختر اسکی گلگونہ گلگون پوش ہو اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو قید کرلیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ رکھینگے جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام بھی اس قید خانے مین بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والد نامدار انکے رہا ہونے کی کیا صورت ہی کہا ای دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین اُنکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرقوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہی مگر عشق مین ایسی مبتلا ہو کہ ساتھ بادشاہ کے قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہی کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہی اسی کو وہ غنیمت جانتی ہی بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہی کہ فقط کھانا کھا کے بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہی اب مدت تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہانتک پہونچنا دشوار ہی جبتک وہ یہان آئین گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپی آخر شام کو اٹھی مان کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتلایئے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قیدخانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمھارے مکار طلسم مشہور ہین اس بات کو منھ سے نہین نکالتے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ ان لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بے نظیر بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی بادشاہ نے خلاف قاعدہ طلسمی کیا قید ہو گئے ہین ان باتون کو زبان سے نہین نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین ان دشمنون کی رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی ان لوگون کی کیا صورت ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہو کہ شمس فلک ہفت پیکر ان لوگون کا معین ہو قید اظلم سے رہا کرکے لایا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ افتاد پڑی کہ جوش عشق معشوق شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آکے پھنسے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آکر قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین رکھتی اگر ہو سکے تو تجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جاکر شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی وقت کے جو باغ مین آیا سقفناطیس و نوبہار دستکار کو گریان و نالان پایا گھبراکر ان سے پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی سقفناطیس وغیرہ نے روکر سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت معشوق مین باغ سے نکل گئے کسی بلا مین جاکر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس

میری شفقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے ہیں سمجھو گیا جہاں جا کر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز میں تشریف رکھیے گا میں حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پرواز پیدا کر کے چلا گلگونہ قصر راز میں تھی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہے شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم آپکو تو عجب حال زار میں پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا میں حاضر ہوں امیدوار ہوں کہ جو فرمائیے وہ بجالاؤں گلگونہ نے کہا اے شمس کیا کہوں حال مصیبت مآل بادشاہ سنکر عجب دل کی کیفیت ہے آٹھ پہر یہی خیال ہے کہ قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی اس خیال میں عجب کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے نظم

واں پڑے ابرو میں بل یاں ہوں تہ شمشیر ہم
زلف آپ الجھی اور پھانسی پا گئے بے تقصیر ہم
کھائیں قتل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم
جانکر شربت پئیں آب دم شمشیر ہم
بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو
تو بہا سمجہ کر سبحانہ کریں تکبیر ہم
ہم وہ مستعد ہیں جو دے مقدور ہمکو آسماں
خاک بلبل سے کریں گلزار کی تعمیر ہم
بیگناہی اپنی ثابت حسن پہ ہو یا نہ ہو
عشق شاہد ہی ہوئے ہیں قتل بے تقصیر ہم
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پہ
تیر رفتاری میں رکھتے ہیں خواص تیر ہم
کوہکن کہتا تھا ای شیریں جو ہی تاثیر عشق
بیستوں کو کاٹ کر لاتے ہیں جوئے شیر ہم
دیکھ لیتے ہیں شفق آلودہ جب ماہ نو
یاد کر لیتے ہیں گریباں کی تیرے تحریر ہم
دولت دنیا سے مستغنی قناعت سے کیا
جانتے ہیں خاک کو اے یار کو اکسیر ہم
سچ کو قرآں جانتے ہیں تیرے مصحف کی قسم
کیوں کہیں خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
صورت معنی عیاں ہیں اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہیں ہیں کھینچتے تصویر ہم
شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل آج
شاعران ہند میں کہتے ہیں طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا ای گلگونہ انگشتر جمشید کو دیکھو نگ سیاہ ہو گی

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہے شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہے وہ ضرور حائل ہوگی اے شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤ گی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے مقرر کیا ہے کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اسیوقت قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑ گیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی ہے تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے جب وہ وقت آیا کہ جسکو ساعت ہشت کہتے ہین نہ دن ہے نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہے سفیدۂ سحری ظاہر نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے اڑتی ہوئی جاتی ہے سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہے ایک قفل کلان سے بند ہے اور قریب پھاٹک کے دو پتلیان سنہری تیغے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹ کر گوشۂ قصر پر آئین مگر جھانک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر آواز دی اے کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اتری یا ہفت پیکر کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پہ ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً قفل کھل گیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہے اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا اے گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید دستیاب نہ ہوگی بہت پچھتاؤ گی اے گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسماے سحر پڑھے اسماے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا گرد پوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چمکی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تو نے کیوں قتل پر ساحروں کے کمر باندھی گلگونہ
نے جواب دیا میں کسیکی جان کی خواہاں نہیں ہوں فقط انگشتر جمشید لینے آئی ہوں
ای دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان سلف
ہی ایسا نہ ہو قدرت آجائیں تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اس نازنین نے ہاتھ چمکایا
گلگونہ کی آنکھوں کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ میں آئینہ ہی اسکی انگلی میں
ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اس نازنین نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی ای بے ادب یہ کیا کرتی ہی یکایک قصر کی
چھت سے ایک زنجیر گری گلے میں گلگونہ کے پڑگئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے
چلی گلگونہ کی آنکھیں نکل آئیں نفس در قفس بپیچید دل سے پکار رہی ای بادشاہ
لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کرے
اب مجھسے کشاکش نہیں اٹھتی بیقراری کر رہی ہے اور زنجیر اسے کھینچے لیے جاتی ہے
یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر
کے دو ٹکڑے ہوئے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین
ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر
چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا فیرنگ کا سحر تھا میں نے
سحر کے سمجھیں بچایا چونکہ تمسے وعدہ کرلیا تھا میں پیشتر سے یہاں موجود تھا میں نے
برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکیں دیں
لیکن کچھ نہ ہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید
اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتر ظاہر ہو تو کبھی میرے
حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے فیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہے
اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر ہے خداوند بھاگ آئے
سب کتابوں میں قدرت نے لکھا ہی اس تسخیر کا وقت ظہور آگیا اس شخص کی
رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عام

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اسکے دہن پر لپٹا ہوا اُغرل کی طرف
گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کنفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دراز
ہوکے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہو گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی میں ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلی کے
پھینکا بلی نے جو شکار مردہ پایا تو سر شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منھ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے چمکیں بدن مین بلی کے
لپٹ گئیں وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاوں
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پر کستی تڑپین
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ آتے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرہ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پہ بیٹھی کہ رہی ہے اے شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا مین اطاعت طلسم کشائی کرتی ہون
اٹھکر گلگونہ کے قدمون کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا اے ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
مین انگشتر نہین ہے مین اس قصر کی نگہبان ہون وہ جو نازنین آئی تھی مین نے سحر کے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمہارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمسے
ہوسکے اسمین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکارکر آواز دی اے جمشیدیہ
سحر طراز دیکھ تیرا کون مشتاق ہے بی گلگونہ دختر فراست و شمس کاہن یہ کہکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھپاکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے شمس نے اس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا اے جمشیدیہ سحر طراز وقت خالی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم مین آیا

اپنے شعبدے دکھا رہی یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا مجھکو اختیار ہو اُس جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا اے شمس تمہارا کہنا مجھکو بدل وجان قبول و منظور ہو گلگونہ بھی سامنے کھڑی ہے شمس و شیرنگ سمجھا رہے ہیں اُس ساحرہ نے انگوٹھی انگلی سے اتار کے اتار کر ہتیلی پر رکھی کہا اے شمس یہ حاضر ہے گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ میں لی دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیاں پیدا ہونے لگین کئی ہزار جادوگرنیوں نے آکر گلگونہ و شیرنگ سحر طراز و شمس فلک ناز کو گھیر لیا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ان تینوں کو مار لو لے تیغ تا تیغ مارنے لگین شیرنگ سحر طراز پر جو لگتی کو ٹکڑے ہو کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا آگ برسنے لگی شیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائیں میں ان شفتلون کا علاج کیے دیتی ہوں اتنا کہکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیاں اُسی میں دب کر رہگئیں اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آواز آئی آتش کشتی مرا نام مانگو بیا فلان قصر طلسم انگشتر جمشید ہوا اب گلگونہ و شمس و شیرنگ سحر طراز و جمشید یہ کوہ پر جمع ہوئے شمس نے کہا اے گلگونہ اب تم قصر قید خانہ میں جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو جانا کہ وہ خلاصی کا وقت ہو سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کرانا کہ حضور نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت میں آئے فرتوت کے قتل کی تدبیر ہو گی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہیں پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہوگئے گلگونہ قریب پہونچی پہلو سے قصر میں ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی دیکھا بادشاہ مینوش شیرین کلام سے باتیں کر رہے ہیں حسرت دونوں کی باتوں سے ہویدا مینوش کہتی ہے اے شہریار کون سی ساعت تھی کہ میں بدنصیب گھر سے نکلی طرف باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ میں حضور مل گئے یہاں کی مشقت سے زندگی نہ ہو گی فرتوت نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہو سمن ترنج نے رو کر کہا اے شہریار کل میں جوڑے رہ کر چلی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہے

مسخرہ پن سے چھٹی نہیں ملتی مجھسے کہا ای سمن رخ دیکھو یہ جو لڑتے تھے نہیں تو کیا گرد و غبار اسیر پڑ رہا ہے سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا ای ملینوش و فیروزہ اور سمن رخ یہ انقلاب فلک ہے کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پہ کھینچے جاتے تھے نہ کہ ایک مکار ہمکو ستا رکھتا ہے جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا لیکن یہ بات ہے کہ ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہیں وہ بڑھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اوس حال میں گلگونہ سامنے آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا کفیل مگر کانٹا ہو گئے ہیں گل عارض مرجھائے ہوئے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا آواز تو ہمارے کان میں آئی مگر ہمنے نہیں دیکھا کون صاحب ہیں گلگونہ نے انگشتر کو چھپایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسار پہ خراش ناخن غم جابجا آنکھیں جو نرگس شہلا تھیں انمیں آنسو بھرے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جام فرقت میں موتی کوٹ کر بھرے ہیں بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا ای نازنین تو کون ہے گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا میں صرف آپکو دیکھنے آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف ملینوش کے دیکھا کہا ای شاہزادی والا قدر تم اس بلا میں کیونکر پھنسیں سمجھاو اب ایک پہلوان ہے ملینوش نے کہا جب فلک گردش دکھاتا ہے تو ایسا ہی سامان ہوتا ہے میں نے کس اشتیاق میں شہریار کو صحرا میں پایا یہ سمجھ باپ کے اشتیاق میں آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرقت جادو ہی ہے مگر اب تمہارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وہ سوچتی گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کروں فرقت جادو بڑا ساحر زبردست ہے دیکھیے یہاں سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگر یہاں کو وہ خبر تک یہ فعل کیوں ایسا نہ ہو اس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو بیٹھے کھلا دیں بلا تکلف حاضر ہوا فکر کرتی یہ سوچتی گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت و یاس میں ہیں اے شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا اے ملکہ عالم بڑی سختی ہے اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئیں ماں کو دیکھا رو رہی ہیں اب گلگونہ نے پوچھا کیوں مادر مہربان خیر تو ہے کیوں رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اسمیں میں نے عجب مضمون دیکھا تمھارے بابا پر تنبیہ لکھی پائی مجھکو خوف پیدا ہوا اے نور نظر براے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر نہ کرتا اپنے کو کسی بلا میں نہ پھنساتا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہیں جو انکی مدد کریگا قدرت اس سے بیزار ہوگی گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ ماں کو شک سا ہے کہ ایسا نہو گرفتار ہو جاؤں باپ نہیں معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہے مگر سوچ میں ہے کہ کیا کروں کیونکر پوچھوں کہ محل میں ہلڑ ہوا فرقوت جادو آتا ہے طفل امرد ہمراہ ہے کنیزوں نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہے ہماری بی بی کا کمبخت رقیب ہے اب اسکی موت قریب ہے فرقوت جادو کو اس طفل کا بڑا اشتیاق ہے فرقوت آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزوں سے کہا کنیزیں گلابیاں لائیں فرقوت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے میں فرقوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیوں صاحب جن قیدیوں کو تمنے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فرقوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او [illegible] ہم تجھپر تاکید کر چکے ہیں کہ اس مقدمے میں کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منہ پھلا کر بیٹھا ہر چند فرقوت شگفتہ کرتا ہے مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی رہائی کی کیا صورت ہے آخر فرقوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے کہا ارے کیوں ڈرتا ہے اپنے مکان میں بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہاں غیر کسکو سمجھا ہے میں آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہوں مجھے کیا غرض کہ میں کسی سے ذکر کروں جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرقوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور قصر انگشتر کو گرا سکے

اور جمشید یار سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو شیر تنگ بھی
اسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ
کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
نہین ہی اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدہ
طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوا
بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بیچارے مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے
اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی
اسکی زوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شکار
کو بھی نہین جاتی فرقوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر
نہین لا سکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی
گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرقوت نے کہا ہی تو نظر یہ بھی
کتاب مین لکھا ہی کہ جہان ان لوگون کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیرخواہ ہو کہ
قصر زناران خاص سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجاکے قتل کرے
گلگونہ نے جو پہلو پایا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپکی زبانی احکام سنکر
دل تھراتا ہی کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین اسے صحرا مین لیجاکر قتل کرون جہان کوسون پانی نہو
کسیکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہوسکے پھر آپ کو کیا خوف ہی فرقوت نے کہا بیٹا
کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور
برپا ہو مکارہ نے کہا او بے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات
کہتا ہی مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہونگی فوراً
سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیان چارون قیدیون کو
لیکر جائین صحرا بے خس و خاشاک مین لیجاکر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرقوت
طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل ان چارون کو

لیجاکر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشّے مین دیکھکر اسکو ہٹ گئے یہ بیٹھا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب نشہ کی زیادتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہی ناک پر اُنگلی رکھکے مٹکتا ہے تھرکتا پھرتا ہی اور یہ گاتا ہی ؎ بے جانان چون ہولی بازم + دو بچکاری بندہ نوازم بے جانان چون ہولی - فرتوت جب سم پر آتا ہی طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ پھرتا ہی تڑاق سے اُسکے سر پر لگاتا ہی یہان تو یہ عیش ہی مگر گلگونہ باغ کے حیلے سے باہر نکلی طاؤس پر سوار ہوکر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا اے شمس کل مین مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب لوٹ پڑنا مین مادر مہربان کو مار لونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کردیگی بہت ہوشیاری سے کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اُسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کرلونگا شمس یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اُٹھا کر دیکھا مقناطیس و نوبہار و شکبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہے ایک سحر مین تنکے چنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین کر لینا اُسکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشاہ کو اُٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس مین رخصت ہوئے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کرکے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات پہاڑ ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا اے مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا اے نور نظر چلین گے تمھارے باپ بھی تو محل مین آوین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کر کے کہا

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوئے محل مین آیا از وجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہی خوب لطف ہوتا ہی کہ گلگونہ نے آکر سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا ای نور نظر مجھکو تمھاری باتون سے خوف آتا ہی مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہی ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت نے کہا ای مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہی کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہی بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جادو گلگونہ و مکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قید خانے مین آکر پہونچین دیکھا نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا چاہتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی براے رہائی ملتے نہین یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتین بناتا ہے یہ کیا لفظین سناتا ہی مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر تجکو خوف ہی کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت پیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگانا اور یہ کہنا کہ براے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہی وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چارون قیدیون کو کام تقسیم ہو گیا گلگونہ نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین مین رہا کر لونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون مین یہی درانداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار مان کے ساتھ چلی راہ مین مان سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہوجائین تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہو تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ مان سے رخصت ہوکے باغ مین آئی کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی ابتو یہ صورت ہی کہہ نہین سکتی نظم

میکشی پر مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی
یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
گل تھے جس جا یہ وہان خار ہین سبحان اللہ
کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا
ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقہ بدلی
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا
دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
دفعتہ ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
کیا دوا نسخے مین ای میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو
آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رشک
چتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ کہکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین بقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھین دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین لیے تلاش مین بقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو بقراط جادو یہ کہکے اٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب مین دیکھ چکا کہ گلگونہ درپے ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہون

جا کے انتظام کروں لیکن تم لوگوں سے کہے جاتا ہوں اگر میں وقت پر نہوں تو فرتوت سے صاف صاف کہدینا کہ تمہاری صاحبزادی ہوش میں نہیں ہیں انکی باتوں کا اعتبار نہ کرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانوں نے کہا اے بقراط یہ ہماری مجال نہیں ہے کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کریں بقراط نے کہا کہ میں خود کل صاف صاف حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ اسکی ثمرات جادو باغ میں اپنے بیٹھی ہوئی ہے جلسہ آراستہ ہو رہا ہے شوہر کی منتظر ہے اس باغ میں چند درخت ہیں کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں انکو دیکھ رہی ہے بقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا چہار جانب سر کو اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہے زوجہ کی تصویر خیالی میں محو ہو رہا ہے اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگوں پوش آتی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے میں کانپنے لگی دل سے کہتی ہے اگر یہ بیدار اندر نہ ہوتا تو میں نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت میں یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو رہا ہے اسکے داہنے ہاتھ میں لیے تھی جھولی سے ایک مقراض اور ایک کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ اسم گلگونہ گلگوں پوش ہوں او بقراط اپنے کو بچا پنجہ اجل سے نکلا اور حال تو نے کتاب میں غیب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلیں کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ لشکر اسلام صاحب اقبال ہیں میرا جب قدم نہ ہوگا اسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو لیجانا مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑیں کہ توڑ کر پشت کے پار گذریں بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات جادو جو باغ میں بیٹھی ہوئی درختوں کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منہ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا پکار کر آواز دی اے شمشیر ساختہ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیچ نخل سے دھواں نکلنے لگا اُس دھوئیں

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پہ مارا گیا ہاے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے بشکل انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر لقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فرقوت نے مارا کوہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اُٹھی کہ ابھی جاکر اس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فرقوت کو جواب دیلونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان اُفتان و خیزان چلی مگر بدحواس عالم یاس چہرہ اُداس آنکھون سے آنسو جاری دلپر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ لقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہی بلند ہوکہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ وا گیسو بریدہ تونے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ کردیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ نے اُڑتے اُڑتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اُتارا ثمرات جادو پر کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آکے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دل کا ہجوم غم و ملال ہے ۔

نظم

دل کو کبتک ہجر مین بہلائیے جی مین ہی اب کھاکے کچھ مر جائیے
دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے آستان یار پر مر جائیے
مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط سب بجا ہی آپ جو فرمائیے
اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے آئیے اب یا مجھے بلوائیے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو ورنہ شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے
ترک عشق لالہ رویان کردیا کیسے کیسے واسطے گل کھائیے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجیے
جھوٹھی جھوٹھی بس نہ قسمین کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین قرا
چپکے رہیے منھ نہ اب کھلوائیے
دیدۂ سوزن مین بھی پھر آئین اشک
زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہی جیسی بیوفائی آپ نے
بالعوض اسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ مین او گل نظر تو آ گیا
خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چلین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا
آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہی
وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہی جان بھی گر درکار ہو
کیا کروگے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو
خواب مین صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین
ابتو پردہ غرفے سے اٹھوائیے
زور و زر سے جسطرح ممکن ہو رتا
آج کل تک اسکو گھر مین لائیے

ن بس عوض اسکا

ن نظر تجکو لگی

قمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا ای قمرات جادو کیا چاہتی ہو قمرات نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ قمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے قمرات جادو نے بیخوف تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے قمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین قمرات جادو ہو ولیکن شمس وغیرہ صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین آئی بیحواس ہو گئے شمس آسمان پر آ کے چمکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہی کہ شمس فلک آ کر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرے ہین آب و دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتین بنا کر روک دیا مین نے آج زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قید خانے پر جلوہ کر کے آؤ بادشاہ کو رہا کرلو

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہے کوئی تجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ بقراط جادو سے ڈرتے
نگہبانون کو آگاہ کرآیا ہو نگہبان وقت جانے کے روکینگے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
مین بالاعلان قیدخانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی رکھنا تجلی یہ وعدہ
کرکے گلگونہ گلگون پوش اپنے مقام سے اٹھی اندھیری رات مین طرف
قیدخانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اودھر سے نہین گئی بلکہ قیدخانے کے پہلو مین
جو دریچہ تھا اسی دریچے سے اندر قیدخانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہین شانہ پکڑکر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اٹھے بیٹھے ہین نگہبانون نے پکارکر آواز دی کہ یارو ہوشیار
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ وسمن رخ دلنشین شیرین کلام بھی اٹھے
بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیرلیا گلگونہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے
ریت پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑلین گلگونہ سحر کررہی ہے
بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرقوت جادو پڑا سورہا تھا طفل امرد پاس
بیٹھا تھا جگاکر کہا ای فرقوت جادو بادشاہ رہا ہوئے جاتے ہین فرقوت نے گھبراکر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کسنے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرقوت نے اپنے
مقام سے اٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای ستارہ اٹھ دیکھ کیا ہوا ستارہ گھبراکر
اٹھی فرقوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہوئے جاتے ہین
یہ کہکے فرقوت نے [illegible] دی [illegible] زاغ سیاہ آ پہونچا آیا پکارکر
آواز دی ای فرقوت و ستارہ کہو آگ لگی بقراط اور [illegible] سے [illegible]
کے مارے جانے کی خبر سنکر فرقوت گھبرایا کہا ای ستارہ چلو جلد زن و شوہر طرف
قیدخانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکے چلے اسوقت آکے پہونچکر دیکھا
قیدخانے پر دریاے خون بہا ہے عجب [illegible] دس پانچ کے سر اڑگئے دھڑ
لاشے گر رہے ہین فرقوت نے کہا ای ستارہ دریافت کرو کون شخص سحر کرتا ہے
جادوگرون [illegible] کے گرد حلقہ [illegible] قریب [illegible] کے [illegible] ساحر [illegible]

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہی فرتوت نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ واو شہکارہ مین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی فرتوت بڑھا کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑ لون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ لو صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس شوخ دیدہ کے پاس موجود ہی رات کو میرے مہرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و فرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون انکا لاشہ اٹھالے کون انکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آجائے تو ابھی گرفتار کرلین وارشہ ہاے کنیزان مین اسکا کبھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزون نے قسم کھا کر کہا کہ ای افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے کھڑے سحر اٹھا رہے ہین آگ ہمپر گر رہی ہی جلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی یہ حال سنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکا مکارہ نے پھر دستک دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہی مگر سحر کر رہی ہی جب ہاتھ جھکاتی ہی بجلی تڑپ کر گرتی ہی دو چار کے سر اڑ جاتے ہین فرتوت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے ڈگی کہ جبکی وجہ سے گلگونہ معلوم ہوتی ہی فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑ لون گلگونہ نے پکار کر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مجکو اس آفت ارضی و سماوی سے بچالے پکار کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی للکارا کہ او جیپا خبردار اس بیگناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا دوسری طرف سے زمین شق ہوئی شیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف جمشید یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی عکس آئینے کا ملکہ

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرقوت کے مخفی ہوئی فرقوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اسکو پا جاؤن تو گرفتار کرون مگر جمشید سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرقوت کے آئی فرقوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہو گیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب مجکو کچھ نہین سوجھتا زوجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید سحر طراز نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن و شوہر دونون نابینا ہوے نیرنگ نے بڑھ کر فرقوت کا سر کاٹا فرقوت کے سر کٹتے ہی صداے ہا ہو بلند ہوئی زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تونے کوتوال زندانخانہ کو مارا اطاعت طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہون مگر نکل جاؤن جمشید سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بچیا کی قضا تیرے ہاتھ سے ہو اب یہ بچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر تیغہ مارا کہ مکارہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و سمن رخ و مینوش شیرین کلام کو لیکر نکلین مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت میرے باغ مین چلین وہان چند تحفہ جات ہین اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم مین آرام ملیگا استقفا طلیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ مینوش نے منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین اب ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سائے مین بادشاہ و مینوش بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہین کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بروقت فتح طلسم ہوگا چند سردار ہمارے مثل نور الدہر و ایرج و طالیس سرداران صاحبقران بھی قید ہوے آج تک انکے نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت و یاس سے قید ہوے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین انکی تو یہ کیفیت ہی سر پر بار رنج و مصیبت ہی۔ نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزین جاتا ہو اگر دن تجھے آخر
اب جائے تو بہتر ہو کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہو کلیجہ پہ نہین روح بدن مین
چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونکدے تن تا شک بہادے
بہہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اٹھاؤ ابھی یارو
وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای رند ملو یار سے یا ہاتھ اٹھاؤ
جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قید خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع آپ کے مددگار ہین گلگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قید خانہ مین پہونچی ماں باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس طلسم مین اس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اس انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتین کررہے ہین فیروزہ مگس رانی مین مصروف ہی کہ صحرا سے گرد اڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش کا جو برائے مقابلہ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوہ وادی ایمن پایا عیارہ اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہی نام اسکا وہم تیز رو ہی اس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سائے مین شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دولاکھہ فوج لینا لینا کہکے چلی مینوش نے
عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہی بڑی بہادر اُسکی
فوج ہی بادشاہ قبضے پر ہاتھہ ڈال کر اُٹھے سوارون نے آکر حملہ کیا ایک رسالدار
کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا کہ باشید اے
کافران بیحیا و اے نابکاران بد دغا متم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے
کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھکر ایک اور
سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش
کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ
کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر اندازی کرنے لگی صمصام کو اپنے
زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھہ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین
جسکو جھپٹ کر ہاتھہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و
رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالہ دار کو تاکا اُسی کو
تاک کر مارا گرد مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی
کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا
اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
ہوش پراگندہ ہوے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو اُسکے پاس سے ہٹا تو
مین بادشاہ کو گرفتار کر لون یہ سنکر وہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور پکار کر
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہوکر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
پیچھون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہی کہ اے
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی
اُفتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہی قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہرچند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی ادھر صمصام جنگ آزما نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر زنی بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹکڑون مین قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ او بادشاہ جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پہ ہاتھ مار دیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے ہاتھ تیغ کا مارا ہرچند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر تیغۂ قمقام جو تڑپ کر گرا اسپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرتا ہوا ابرو پہونچا صمصام نے دستانہ مارا تیغہ جھجھنا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا پے کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روے بلوے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پُر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پہ خنجر مارا کئی پہلوان جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی کے منھ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے جلدی سے بیشمارہ بادشاہ کا باندھ کر اٹھا لیا اس لڑائی مین جو میشوفش نے مہلت پائی بادیان کو چمکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر فیروزہ جو بیشمارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا تو ایک قلعے کی طرف سے گذرا اسمعیل زلفینہ ادا

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کمٹھے لیے ہوے سہیل زمیندار نے پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ نے چاہا کہ بھاگون پاسیون نے تیر کمٹھے سپ ہے کہے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہو جاؤنگا ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھکر فیروزہ کو ایک نخل کے سایے مین ٹھیرایا کہا کہ دکھلا پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ ای عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسنے زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلوایا ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجھکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے مین صحت حاصل ہوگی سیکنے پٹیان چڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ مین لیکر کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دو پہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا عیار آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ خدمتگاری کرون سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا موتیون کا مالا گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہی جب حضور صحت پائینگے تو مدعا پیش خدمتگاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہان کی سرحد ہی کسکو خراج دیتی ہی سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا اسی صمصام جنگ آزما کی یہ سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤن تمکو معافی مین دینگے اور صمصام سے بدلا لینگے اُس بیحیا نے از رہ سے بلوے کے ہمارے قتل کا ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہونچایا یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کرتا ہی سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوے اُٹمین ٹول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا غرض گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتین شراب پیے گا رہی ہین اُلٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھکر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی بے سمجھی تان لگاتی ہین سے نشے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آ کے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی - نظم

کسطرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک تری اُلفت کرین نہان مشتاق
یہان بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق
پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
عطاء لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق
دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق
فراق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق
تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
تنگ آئے ہین بیٹھے ہین اپنی جان مشتاق
قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پر
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق
کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
ہے یہ فریفتہ ہر پیر ہر جوان مشتاق
عیان کبھی نہ ہو کسی کی نظرون سے اس [illegible]
خدا اُٹھائے جہان سے نہ ہو نشان مشتاق

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھانک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا تپلا تانتیا کمندین بازوؤن پر چڑھی ہوئین تو بڑا بیجر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہرچند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہی کہ کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اٹھ کے جس کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اٹھی تھراتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور اس حیلے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چونکہ رازدان ہی بلاتکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہوگیا ہی آنکھین ابلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی روکر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جنکا علاج کیا انکا عیار کل صحبت مین آیا جب سے اس کمبخت کا گانا سنا دل پر ہجوم غم و الم ہی اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی کہ مجھے خواہش جنون ہی۔

نظم

گو تجھے روح رواں راحت جاں کہتے ہین — سب بجا کہتے ہین جو اہل جہاں کہتے ہین
رخ کو گل قد کو ترے سرو رواں کہتے ہین — لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین
مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا — کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین
جو کہ خوگر ہین تری بوسہ دہن کے ای گل — غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین
زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید — گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین
یون پتہ پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد — کہکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین ۱۱۸

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا
اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای نگار
اسیلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیاری کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی نام تمھارا اُسنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیاری کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھا کر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور بیٹی دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جاکر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون نرگس کے اشارے سے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکے بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو خدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خداے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات چہ

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو ناگوار ہوا کہا کہ بہتر صاحب سمجھ کر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہے سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر یہ پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہو جاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہو گئین اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہے کہ اپنے بندون کے ہاتھ سے دردمند ہے بھاگا بھاگا پھرتا ہے طلسم کشا لوح طلسمی حاصل کر چکے مرحلہ جات توڑ کر جبدن لشکر کشی کرین گے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے کانون مین انگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو مجھسے قدرت کی برائیان نہین سنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہے اُسنے یہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہے سامری و جمشید و لات و منات پر قدرت اُنکی غالب ہے فیروزہ نے ان باتون کو سُنکر منھ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا فیروزہ رنجیدہ ہو کر صحبت سے اُٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ اے مغرور اگر قدرت کو خبر ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جائے انسانیت مین نہ رہو گی اگر انکا دل چاہے جانور بنا دین جہنم دکھا دین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ اے شعلہ خیز مجھکو بھی یہی خوف آتا ہے یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سُنکر شعلہ خیز نے کہا کہ اے ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش ہے اگر تم کہو تو مین جا کر خبر کرون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و ناچار ہونگے تب قدمون پہ گرینگے مغرور نے کہا کہ اے شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونے دوسی کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار عاجز ہوکر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اسے شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار بردست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا مجال جو عیار بردست انداز ہوین خود کہکر بچالونگی اگر آپ کے والد طرفداری کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہی کہ اس اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کرکے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ اے سہیل نظر انصاف سے دیکھو کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہی اُسکے دماغ مین غرور بھرا ہی قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ مین طلسم کشا سے لوح چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کرونگا ہرچند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین اسم اعظم پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب و غرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیر واسطے طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو نعیمان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہی مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہی دین خدائے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساحر زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہی سہیل زمیندار صدق دل سے مسلمان ہوا اپنے گانون کے لوگون کو بھی بلاکر مسلمان کیا روز دس پانچ کو ملاتا ہی بادشاہ کی دلیلین سنواتا ہی وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی اُس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سب کو سہیل نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین گھبرا کر

عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے ہین
کہ انشاء اللہ مین صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش و خرم ہین لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین
لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کریگی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستون
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہو چکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُسنے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت مین مغرور کی بخدمتگذاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہے چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہو کر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا
صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
ہو سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کر دونگا مشکین باندھکر
خدمت مین اُس خیر خواہ دولت کی حاضر کر دونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمارا ملازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائین پر قریے کے ایک

باغ ہے اُس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو بچانا اُس طرف تمہارا کوئی ملازم جو چھپا کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لیکر تیر اندازی کرکے چند اہل قریہ کو مار لینگے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ اے شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریے کی حکومت دینگے تمکو منتظم کردینگے اور چند قریے بھی اُس قریے کے خراجگذار رہینگے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کر دونگا اگر وہ قبول کریں تو خاقان محل اپنا قرار دوں شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں جاکے کرنا اگر یہ بات دل میں ہے تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہدینگے کہ شعلہ میں مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہینگی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ اے شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستوں میں نام کیا یہاں شب کو بادشاہ برائے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چکے ہیں [illegible] باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی۔

نظم

اللہ ہووے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسوں سے قد یار کا مضمون نہیں بندھا
مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف
چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف
اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف
لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشاں کشاں
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوارہ ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتوں سے عشق
دل نظر ہے حسن خداداد کی طرف
گردن سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہ گار
منھ ہو سوئے قبلہ آنکھیں ہوں جلاد کی طرف
طاقت ہے کسکی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
عاشق ہیں سمجھے حسن جو بیجا ہو ستم کرے
کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن مین ہے وہ یوسف کرم کرے
شادی کا کبھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون سے موسم گل کا ہے زور شور
سودائی کھینچے جاتے ہین حداد کی طرف
دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اُسے پیرزن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہے کہ جسمین شفیق سا
سودا ہوا ہے میر سے اُستاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہوا شب بھر فیروزہ کا گانا سُنا اب وہ وقت آیا ہی کہ نیّر زرین پوش شمشیر زرین ہاتھ مین لیکر عشرت گاہ آسمان چہارم پر آیا سہیل بھی خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہی تھا کہ ایک گانون مین بلوا ہوا دُہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ اے فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہے فیروزہ ہیبت سے اُٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانون مین آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہے سہیل زمیندار گھبرا کے اُٹھا پاسبانون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہین اُنکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ وقت جانبازی کا ہے صمصام بد انجام بواسطے گرفتاری شاہ آیا ہے ہم اپنی جان دینگے پاسبانون نے دوڑ کے آوازین دین کہ اے اہل اسلام اپنے اپنے مکانون سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہے صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ مین گھس آیا ہے بے گناہون کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہوئے ہین جسکے کان مین یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوے مکان سے نکلا یہان بادشاہ سوار ہوے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلے ہی تھے جس سے سامنا ہوا اُسکو واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے غلغلہ ہوا پانچ ہزار جوان ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوے بادشاہ کے ساتھ ہولیے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب و پیکار دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ جمجاہ

مشہور شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم | ہژبر دوران قاتل کافران

گل نخل بستان صاحبقران ✥ سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجانبازی
لڑ رہا ہے جسکے سامنا کیا اسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر سرکاروں سے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہیں صمصام گینڈا اٹھاکر اسی طرف چلا بادشاہ
جنگ کا تماشا کرتے ہوئے آتے ہیں کہ نعرہ صمصام کی آواز کان میں آئی بادشاہ
نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبوں سے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو آکر پیرون
قریب آکر آتا ہے جنکہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر میں تنہا تیرے مقابلہ میں
آتا ہوں کچھ کسر رہی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والوں کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو
فوج والے جمع کر کھڑے ہوئے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا لیک
تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کانٹا چھیڑ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ اے بادشاہ تم نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا ہوں کسی نے
اپنی عملداری میں کسی پہلوان کو رہنے نہیں دیا اور جو رہا اسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہہ کے
بصد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹوں بادشاہ نے اچھا سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغہ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑاپ کر گری اس سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود
کو کاٹا سر اسکا کلہ اور جبڑے کو کاٹتا تا بہ جنگگاہ پہنچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والوں نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانوں سے دو نا کر کے
جا پڑے گنواروں کا بلوہ ہو لٹھ چل رہا تھا جسپر لٹھ مارا تلوار اسکی ٹوٹی سر پھٹا
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مشغول شمشیر ہے

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر تقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ کو گرفتار کرلین بادشاہ ننگانہ کھڑے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج مین آکر لڑ رہے ہین ہزارہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار گنوارون نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہوا آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوئے امیدوار ہین کہ دامن مین پناہ دیجیے آپکے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کس قدر خوش ہے کہ پھولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیشے مین نامہ بھیجے کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ سقناطیس و نوبہار و شکیبا و گلگونہ و جمشید پہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوئے آکر پہونچے بادشاہ کو سر جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون حاضر ہون قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہے کہ زیارت سے ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت تمام سہیل زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کرکے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہین کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچائین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی خواہش ہے کہ حضور کے ساتھ کد و کاوش کرے گر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے

وہ سامان لشکرکشی قصر عجائب مین کر رہا ہی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پر لشکرکشی کرے یہ شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہی کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اُس سے مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر آئے مگر یہ غلام نجومی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہی کہ ہفت پیکر کا مقابلہ طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر آکے لڑیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہی آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین متخلص سہیل
فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا و نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا تقصیر کج مج زبان ژلہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین مین عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے بھر دیا ہی وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہی عرض نہین کر سکتا مقابلہ ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوشربا کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہی کہ بعد طلسم ہوش رُبا قلم اُٹھایا فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان بے نظیر لڑائیان با توقیر اُسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سُنا ہوا فسانہ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت و جلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

میرے قبلہ و کعبہ میں ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے ناظرین پر بروقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا	شراب مصفا کا دورہ ہوا
خدا نے عجب فخر مجھکو دیا	کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
رہے اپنے دستور کا بھی خیال	نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
جو لکھوں زبان صاف ہو باتمیز	اُسے اہل بینش کرینگے عزیز
قمر جلد ثالث بھی تحریر ہو	اُسی طور کی صاف تقریر ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس میں بماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنۂ نور افشاں۔ جلد اول	سے ر	۵۔ جلد مطلع الانوار	سے رپ
" جلد دوم	ہے ۸ ر	۶۔ جلد خزینۃ الاسرار	صہ رپ
" جلد سوم	للعہ ر	۷۔ جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	صہ رپ
لعل نامہ۔ جلد اول دفتر ہشتم	عہ ۴ ر	۸۔ جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر
ایضاً جلد دوم	عہ ۱۲ ر	۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ	ہے ۸ ر
طلسم ہفت پیکر۔ جلد اول	عہ ۸ پ	داستان امیر حمزہ بالتصویر۔ ہر چہار دفتر	
" جلد دوم	عم ۱۲ ر	مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبید اللہ و	
" جلد سوم	سے پ	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ر
طلسم نوخیز جمشیدی۔ جلد اول	عہ ۸ پ	الف لیلہ بالتصویر۔ دو کالم میں مشہور افسانہ	
" جلد دوم	عہ ۸ پ	ایک ہزار و ایک رات کا عربی میں تھا اسکا	
" جلد سوم	عہ ر پ	ترجمہ اُردو میں بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	
طلسم خیال سکندری۔ جلد اول	عہ ر	منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایاں	
" جلد دوم	عہ ۴ ر	مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
" جلد سوم	عہ ۸ ر	خان صاحب متخلص بہ حامد مع تقاویر طبع ہوا	عہ ر
طلسم زعفران زار۔ جلد اول	عہ ۱۲ ر	فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر۔ بعبارت	
" جلد دوم	عم ۸ ر	رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹ ر
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلہ بالتصویر۔ کامل۔ ہر چہار جلد	
مصنفہ محمد تقی خان۔ خیال دہلوی		یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۴ ر
۱۔ جلد مہدی نامہ	للعہ پ	قصہ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ ر
۲۔ جلد۔ دو حصہ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ	کامروپ کا جادو اُردو۔	۲ رپ
۳۔ جلد۔ ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	سے ۴ ر	جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب حیدر علیخان	عم ۳ ر
۴۔ جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ر	فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر۔ کاغذ سفید	۹ رپ

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶/
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳ر
سروش سخن با تصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی	۵ر۳ تا
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴ر۳ تا
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵/
باغ و بہار معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر۔	۳ر
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳ر
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹/
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش	۲ر۶ تا
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵/
مقتول جفا معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔	۱ر۶ تا
نو طرز مرصع۔ از محمد عوض	۱ر۶ تا
بستان حکمت۔ اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	عہ/
سیر اب باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور	۳ر۹ تا

نام کتاب	قیمت
فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم بزم دونوں عمدہ۔	۸/
فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین	۴ر
قصہ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ تخلص قیس	۶ تا
فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر۳ تا
فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عیش عرف اچھے صاحب	۵/
قصۂ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین احمد	۱ر
سنگاسن بتیسی	۳ر۹ تا
ناٹک نل دمنتی۔ مؤلفہ منشی بنائک پرشاد	۲ر۹ تا
قصۂ موتی و نیولہ	۹ تا
بیتال پچیسی با تصویر۔ قصۂ مشہور	۳/
گل بکاؤلی۔ از منشی نہال چند	۳/
طوطا کہانی با تصویر مصنفۂ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر۔	۲ر۹ تا
قصۂ گل صنوبر۔ از منشی بیم چند	۱ر۹ پا
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب	۵/
نورتن۔ قصۂ مشہور از مہجور بخش صاحب	۸ر۹ تا
قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور	۲/
سیر مقبول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۹/

ق ۰ ۲ ط ۸ ۸ ۹۱۵ ۲۳۳

DUE DATE

LIBRARY

۲۳ ۲۲۲
URDU STACKS

URDU STACKS

۸۹۱۵۴۳۳۳

ق ۳ ط ک

۲۳۳۲۳

DATE	NO.	DATE	NO.